قندیل

سَیّدہ سَعیدہ خَاتون عَظیمی

فہرست

کچھ عرض ہے؟..4

(پہلی قسط)..6

دجال..6

(دوسری قسط)..22

شہاب ثاقب..22

(تیسری قسط)..37

(چوتھی قسط)..53

(پانچویں قسط)..65

(چھٹی قسط)..83

(ساتویں قسط)..99

(آٹھویں قسط)..112

(نویں قسط)..128

(دسویں قسط)..144

(گیارہویں قسط)..160

www.ksars.org

(بارہویں قسط)..176
(تیرہویں قسط)..193
(چودہویں قسط)..210
(پندرھویں قسط)..228
(سولہویں قسط)..244
(سترھویں قسط)..260
(اٹھارویں قسط)..276
(انیسویں قسط)..291
(بیسویں قسط)..306
(اکیسویں قسط)..318
(بائیسویں قسط)..331
(تیئسویں قسط)..343
(چوبیسویں قسط)..356
(پچیسویں قسط)..368
(چھبیسویں قسط)..380

www.ksars.org

(ستائیسویں قسط)..392

(اٹھائیسویں قسط)..404

(انتیسویں قسط)..415

(آخری قسط)..425

www.ksars.org

کچھ عرض ہے؟

باجی سیّدہ سعیدہ خاتون عظیمی نے ایک طویل عرصہ تک سلسلہ عظیمیہ کے مشن کے فروغ کے لئے نہایت ہی شاندار خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے برطانیہ، یورپ اور امریکہ میں سلسلے کے فروغ کے لئے انتہائی اہم اور سرگرم رکن کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کیا۔

آپ مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کی روحانی اولاد اور ہونہار شاگرد تھیں۔ عاقب پر اللہ اور اُس کے رسول نبی کریم ﷺ کی خصوصی نوازشات اور عنایات ہیں۔

یہ کہانی لوح محفوظ میں جنم لینے والی اُس کن کی صوت سرمدی کی ہے۔ جس نے خوابیدہ روحوں کو ازل کی نیند سے جگا دیا۔

روح کے تاروں پر عشق کے نغمات ابھرنے لگے۔ محبوب کے لبوں کا ہر نغمہ روح کی بانسری میں سما گیا۔ نغمے کا ہر حرف روح کی زندگی بن گیا۔ عشق کے نشے میں سرشار روح ازل سے ابد تک زندگی کے سفر پر محبوب کی کھوج میں دیوانہ وار چل پڑی۔ روح کی بانسری سے نغمات عالمین میں بکھرتے رہے۔ سرِ دلبراں میں بھیگا ہوا۔ احمد بن جمال لوح محفوظ کی پیشانی کا چندن بن کر جگمگانے لگا۔ نگاہِ خالقیت اپنے جلوؤں کی خود نمائی پر جھوم جھوم گئی۔ کن کی ایک آواز صوت سرمدی کا ایک نغمہ روح کی ایک زندگی ازل سے ابد تک طالب حق کا ایک سفر 'لوح محفوظ کی ایک رنگین کہانی ہے۔

www.ksars.org

جس میں خالقیت کا جمال روح کی رعنائیوں کو گلے سے لگا کر صوت سرمدی کی تال پر رقصاں ہے۔ کاتب تقدیر کی ہر کن پر لوح محفوظ کی ایک کہانی جنم لیتی ہے۔ یہ کہانی بھی لوح محفوظ کی کہانیوں میں سے ایک انمٹ کہانی ہے۔ جو دل کے تاروں پر بار بار دہرائی جانے والی ہے۔

یہ کہانی روحانی ڈائجسٹ میں ایک تسلسل کے ساتھ شائع ہوئی۔ اور میں محترم وقار یوسف عظیمی صاحب کے تعاون اور مہربانی سے اس کہانی کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی جسارت کرتا ہوں تاکہ سعیدہ خاتون عظیمی کی روح کو تسکین ملے اور اُن کے روحانی مشن کی تکمیل ہو۔

باجی محترمہ سیدہ سعیدہ خاتون عظیمی ۲۳ مارچ بروز اتوار ۲۰۰۳ کو مانچسٹر (انگلینڈ) میں رحلت فرما گئیں۔ انااللہ واناالیہ راجعون

اللہ تعالٰی سے دعا گو ہوں کہ وہ مرحومہ کو نبی کریم ﷺ کے صدقہ میں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

دعا گو جو
میاں مشتاق احمد عظیمی
روحانی فرزند
خواجہ شمس الدین عظیمی
مراقبہ ہال ۱۵۸- مین بازار

تاریخ اشاعت
۱۷ اکتوبر ۲۰۰۸

☆☆☆

www.ksars.org

(پہلی قسط)

دجال

بڑی سی آبنوسی مسہری پر سفید چادر اوڑھے وہ اپنی زندگی کی سانسیں گن رہا تھا۔ اتھلی تھلی سانسوں کے ساتھ اس نے بند آنکھوں کو کھولا۔ اپنے ارد گرد کھڑے ہوئے لوگوں پر مسکراتی نگاہ ڈالی اور پھر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند کرتے ہی اسے ایسا محسوس ہوا جیسے گزری ہوئی زندگی فلم کی ایک ریل ہے اور یہ ریل نہایت تیزی سے ریوائنڈ ہو رہی ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ریوائنڈ ہونے والی فلم کے فلیش آتے جا رہے ہیں۔ دوسرے ہی لمحے ایک فلیش لائٹ اس کے سامنے ٹھہر گئی۔ اس کی نظر اس لائٹ میں دیکھنے لگی۔ اس نے اپنی پیدائش کے وقت کا مشاہدہ کیا۔ تین نرسیں ولادت کے اس مرحلے میں ماں کے ساتھ ہیں مگر اس کے ساتھ ہی داہنی جانب کمرے کے کونے میں ایک شخص سفید لمبے سفید کوٹ میں ملبوس کھڑا ہے جو ماں کے بیڈ کے سامنے کچھ فاصلے پر ہے۔ اس کے نورانی چہرے اور حلیے سے اعزاز جھلک رہا ہے۔ اس کی پیدائش کے بعد اس شخص نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا آئینہ تھا۔ اس آئینے کا رخ اس نے ماں کے چہرے پر کر دیا۔ آئینے سے ایک روشنی بجلی کی طرح چمک کر ماں کے چہرے پر پڑی۔ ماں کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں۔ یہ روشنی فلیش کی سی تیزی سے ماں کی آنکھوں میں سما گئی۔ ماں کے لب کھلے اور گہری سانس کے ساتھ اس کی دھیمی سے آواز سنائی دی۔ ''ان شاءاللہ ایسا ہی ہوگا'' دنیا میں آتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ ہوا کے جھونکے کی لپیٹ میں آ گیا۔ نرس نے اسے سفید چادر میں لپیٹ کر ماں کے سینے پر رکھ دیا۔ ماں کی آنکھوں سے بہتے پانی کا مطلب وہ نہ سمجھ سکا۔ ماں نے مسکرا کے پیار سے اسے سہلایا۔ میری جان، میرا بیٹا۔۔۔۔

www.ksars.org

ماں اسے عاقب کے نام سے بلاتی۔ وہ اپنی ماں کی چھاتی سے لگا ہوتا مگر ماں باپ کی آواز اس کی سماعت سے ٹکراتی رہتی۔ وہ اکثر باتیں کرتے۔ زمانہ بڑا خراب ہے، قیامت آنے والی ہے، آگے آگے نہ جانے کیا ہونے والا ہے، اللہ ہمارے بچے کی حفاظت کرے۔ وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھا۔ وہ دونوں اُس کی اس طرح حفاظت کرتے جیسے ان کا سارا خزانہ وہی ہے جسے کھو کر وہ بالکل کنگال ہو جائیں گے۔ ایک دن جب اس کی عمر تقریباً چھ سال کی تھی وہ اپنی ماں کے ساتھ ٹیلی ویژن دیکھ رہا تھا۔ اس وقت جنگ کی خبریں دکھائی جا رہی تھیں۔ پڑوسی ملک میں جنگ ہو رہی تھی۔ دشمن بموں اور راکٹوں سے مخالف کی تباہی کے درپے تھا۔ بچے بڑے سب اذیتوں اور تکلیفوں سے گزر رہے تھے۔

عاقب بولا۔ ''ماں یہ کیوں لوگوں کو مار رہے ہیں اور ان کے گھر تباہ کر رہے ہیں؟ ماں ٹھنڈی سانس بھر کر بولی۔

''بیٹے! انسان جب انسانیت کی بجائے درندگی کا مظاہرہ کرتا ہے تو وہ تعمیر کی بجائے تخریب میں لگ جاتا ہے۔''

وہ بولا ''ماں! مگر تم تو کہتی ہو کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ سب سے زیادہ قوت والا ہے پھر اللہ اس تباہی کو کیوں نہیں روکتا؟''

ماں بولی۔ ''بیٹے! یہ ٹی—وی جو تم دیکھ رہے ہو کس نے بنایا؟ وہ بولا۔ ''انجینئر نے۔''

ماں بولی۔ ''اسے استعمال کون کر رہا ہے؟

www.ksars.org

عاقب نے کہا۔ ''میں اور تم اور پاپا۔'' ماں بولی۔ ''انجینئر نے ٹی-وی بنا کر ہمیں دے دیا۔ اب ہم اپنی مرضی سے اسے استعمال کرتے ہیں۔ انجینئر نے ہمیں اس کے استعمال کا طریقہ بھی بتا دیا ہے کہ فلاں بٹن دباؤ تو پروگرام اسکرین پر آئے گا۔ فلاں بٹن دباؤ گے تو آواز کم ہو گی وغیرہ وغیرہ۔ مگر انجینئر خود آ کر بٹن نہیں دباتا۔ یہ بٹن ہم کو دبانے پڑتے ہیں۔ اللہ نے بھی دنیا بنا کر انسان کو اس میں بسا دیا اور انسان کو اس میں رہنے کے اصول سمجھا دیئے۔ اب اس میں بسنے والوں پر ہے کہ وہ اسے آباد رکھیں یا تباہ کر دیں۔

وہ بولا۔ ''مگر ماں تم نے تو کہا تھا کہ قیامت آنے والی ہے اور دنیا تباہ ہو جائے گی۔'' ماں بولی۔ '' بیٹے! اللہ تعالیٰ انسان کی کمزوریوں سے خوب واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ایک دور ایسا بھی آئے گا۔ جب دنیا کے لوگوں کی طرزِ فکر تعمیری کی بجائے تخریبی ہو جائے گی اور وہ اس پلانٹ کو تباہ کرنے پر تل جائیں گے۔ اللہ نے اسی تباہی کو قیامت کہا ہے۔ آج کل کا زمانہ تباہی و بربادی کا زمانہ ہے بیٹے۔'' ماں نے گہری سانس لی۔ اس کے چہرے سے دکھ جھلک رہا تھا۔ پھر وہ سنبھل کر بیٹھ گئی اور عاقب کی آنکھوں کی گہرائی میں دیکھتے ہوئے بولی۔ ''آج کا بچہ اپنے باپ کے بچپن سے سو سال آگے ہے۔ تم چھ سال کے قالب میں سو برس کا دماغ رکھتے ہو۔ دیکھو بیٹے! آج میں تمہیں راز کی ایک بات بتاتی ہوں۔ اسے اپنے دماغ کے کمپیوٹر میں محفوظ کر لینا۔ جب تم پیدا ہوئے اس وقت ایک نور میں نے دیکھا تھا۔ اس نور سے آواز آئی۔ یہ بچہ ہماری امانت ہے ہم اس سے کام لینا چاہتے ہیں۔ اسے سنبھال کر رکھنا۔ میں جان گئی کہ یہ ندائے غیبی ہے۔ میں نے اسی وقت اقرار کیا ''ان شاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔'' بیٹے یہ تو آنے والا زمانہ ہی بتائے گا کہ قدرت تم سے کیا کام لینا چاہتی ہے۔ مگر یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ اللہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو پھر اس کا کام پورا ہو کر ہی رہتا ہے۔ اس کے راستے میں دنیا کی کوئی شئے رکاوٹ نہیں بنتی۔ اللہ کی مہربانی ہے کہ اس نے تمہیں اپنے کام کے لئے منتخب کر لیا ہے۔ تمہارے راستے میں بھی ان شاء اللہ کوئی شئے رکاوٹ نہیں بنے گی۔ میں تمہیں یہ

www.ksars.org

راز اس لئے بتا رہی ہوں تاکہ تم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی ادائیگی کے لئے تیار کرلو۔ عاقب کو یوں لگا جیسے وہ بہت بڑے خالی کمرے میں بیٹھا ہے۔ ماں کی آواز کمرے میں گونج رہی ہے اور گونجتی آواز کی لہریں اس کے اندر جذب ہوتی جارہی ہیں۔ اس کی تمام تر توجہ اس آواز پر تھی۔ ماں ذرا رکی تو وہ بولا۔

''ماں میں تمہاری اس بات کو سمجھ گیا تم فکر نہ کرو میں تین دن سے روزانہ یہ خواب دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں جنگیں ہو رہی ہیں۔ ایک ملک دوسرے پر راکٹ اور بم پھینک رہے ہیں۔ پھر میں درمیان میں آ جاتا ہوں۔ میں پورا جوان ہوں میرا قد کافی لمبا ہے۔ میں درمیان میں کھڑا ہوں اور تمام راکٹ اور بم میرے سینے سے ٹکرا کے واپس پلٹتے جا رہے ہیں۔''

ماں بولی۔ ''بیٹے! اللہ نے تمہارے ارادے کو راکٹ سے بھی زیادہ مضبوط بنایا ہے۔ تم جو ارادہ کروگے ان شاء اللہ اس میں ضرور کامیابی ہوگی مگر یاد رکھو! زمانہ بہت خراب ہے۔ ہر قدم پر تمہارے راستے میں دیواریں کھڑی کی جائیں گی۔ تم اپنا کام نہ روکنا اور ہر کسی پر بھروسہ نہ کرنا جب تک کہ اسے اچھی طرح پرکھ نہ لو۔''

عاقب ماں کے پہلو سے لپٹ گیا اور آہستہ سے بولا۔ ''ماں مجھے یقین ہے اللہ ہر قدم پر میری مدد فرمائے گا۔'' ماں نے اسے پیار سے بھینچا اور بالوں کو چومنے لگی۔

دو ہزار صدی کے بعد کا یہ دور علمی شعور کا دور تھا۔ نسل انسانی ہر طرح کے علوم میں آگے سے آگے ہی بڑھتی جارہی تھی۔ علم نجوم، علم جعفر، علم سحر، سائنسی علوم غرض یہ کہ سائنسی ٹیکنالوجی نے بچوں کو جوان ہونے سے پہلے ہی بوڑھا بنا دیا تھا۔ دنیا بھر کی معلومات ان کے ننھے سے دماغ میں ڈالتے جاتے یہاں تک کہ ان کے شعور کا نقطہ پھیل کر ان کے جسموں کو پیچھے چھوڑ دیتا۔ چھوٹے چھوٹے ڈیل ڈول اور

www.ksars.org

بڑی بڑی باتیں۔ شاید اسی دور کے بارے میں کہا گیا ہے کہ قیامت کے قریب کا زمانہ ایسا سخت ہو گا جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ یہ سب باتیں سوچ کر اور دنیا کی حالت دیکھ کر عاقب کے والدین پریشان ہوتے رہتے۔ آئے دن اخباروں اور ٹی وی پر دکھایا جاتا کہ لوگ عدم تحفظ کا شکار ہونے کی وجہ سے بے سکون ہیں۔ اسی بے سکونی نے کچھ لوگوں کے اندر ایک روحانی رہنما کا تقاضہ پیدا کر دیا۔ ایک دن اسکول سے آنے کے بعد عاقب نے ماں سے پوچھا۔

''ماں آج نوید کہہ رہا تھا کہ اس کے والد ہر روز یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ میاں کسی مہدی کو بھیج دے۔ ماں یہ مہدی کون ہے؟ ماں بولی۔ ''بیٹے مہدی کسی کا ذاتی نام نہیں ہے بلکہ روحانی رہنما کو مہدی کہا گیا ہے۔ مہدی کا مطلب ہے ہدایت دینے والا۔ جو لوگوں کو نیک ہدایت دے جیسے پیغمبروں نے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ پیغمبروں کا مشن مخلوق میں خالق کا تعارف کرانا ہے تاکہ مخلوق خالق کو پہچان کر اس کے احکامات کی تعمیل میں دل و جان سے مصروف ہو جائے۔ بیٹے! مہدی وہ کردار ہے جو پیغمبروں کے مشن میں پیغمبرانہ طرز فکر پر کام کرتا ہے۔''

عاقب بولا۔ ''ماں پیغمبرانہ طرزِ فکر کیا ہے؟''

ماں بولی۔ ''اپنے ذاتی ارادے کے بجائے ہر کام کو اللہ کا حکم سمجھ کر کرنا پیغمبرانہ طرزِ فکر ہے۔ مخلوق کا ذاتی ارادہ اللہ کے ارادے سے فیڈ ہو رہا ہے۔ اللہ بندوں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اس بات سے واقف ہو جائے کہ ان کی زندگی کا دار و مدار اللہ کے نور پر ہے۔ اللہ کو جاننے کے بعد ہر وقت اس کا دھیان رکھیں تا کہ فیڈنگ ہوتی رہے۔ اتنی چھوٹی عمر میں بھی عاقب ماں کی ہر بات کو سمجھتا تھا۔ اگر کوئی بات اچھی طرح

www.ksars.org

سمجھ نہ آتی۔تب بھی ماں کی آواز کی لہریں اس کی سماعت کی گہرائی میں بیٹھ جاتیں۔اسے یقین ہو جاتا کہ ایک نہ ایک دن وہ ان باتوں کو آج سے بہتر طور پر سمجھ لے گا۔

عاقب کا باپ قاسم ایک دن معمول سے پہلے گھر آگیا۔اس نے عاقب کی ماں زرینہ کو آواز دی۔ اس کے چہرے سے سخت پریشانی جھلک رہی تھی۔اس نے پوچھا۔''عاقب کہاں ہے؟''

زرینہ بولی۔''وہ تو اسکول گیا ہے۔کیا بات ہے تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو اور آج جلدی کیسے آگئے؟زرینہ ایک ہی سانس میں اتنے سارے سوال کر ڈالے۔

قاسم بولا۔''زرینہ تمہیں یاد ہے جب عاقب پیدا ہونے والا تھا تو کسی نے پیشن گوئی کی تھی کہ عنقریب ہی ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو دنیا سے برائیوں کو ختم کر دے گا اور نسل انسانی کو تباہی سے بچائے گا۔''

زرینہ بولی۔''ہاں مجھے یاد ہے۔'' قاسم بولا۔''آج علمِ نجوم اور علم جفر کے ماہرین کے بورڈ نے اعلان کیا ہے کہ وہ بچہ فلاں فلاں ساعت اور فلاں تاریخ کو پیدا ہو چکا ہے اور تم جانتی ہو یہ کون سی ساعت ہے؟،یہ وہی ساعت ہے جب ہمارا عاقب اس دنیا میں آیا تھا۔''ماں کے چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔

وہ خوشی سے بولی۔''قاسم یہ تو بڑے فخر کی بات ہے۔میں نے تو اسی وقت دیکھ لیا تھا مگر مشیتِ الٰہی نے اس بات پر پردہ ڈال دیا۔میں نے سوچا اگر میں نے اتنی بڑی بات منہ سے نکالی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے نفس کا تکبر اس میں شامل ہو جائے اور اللہ تعالٰی کے یہاں میری پکڑ ہو جائے۔اسی لئے میں نے تم سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا بلکہ سچ پوچھو تو قاسم جتنی مجھے اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ اللہ پاک نے

www.ksars.org

ہماری اولاد کو اس اہم ذمہ داری کے لئے منتخب کر لیا ہے اتنا ہی زیادہ اس بات سے خوف بھی آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اتنی عظیم اور قدرت والی ہے۔اس کی عظمت فکر اور منشائے الٰہی کے مطابق آ گر خدا نخواستہ کام نہ ہو سکا تو کیا ہو گا؟

قاسم نے خشیتِ الٰہی سے لرزتی ہوئی بیوی کو گلے لگا لیا اور امید و یقین بھری آواز میں بولے۔'' زرینہ ! اللہ بہت بڑا ہے اتنا بڑا کہ ہمارے ذہن ہماری فکر اس کی عظمتوں کو چھو بھی نہیں سکتے۔اس کی عظمت،اس کی بڑائی،اس کی سبحانیت ہی اس کی رحمت ہے وہ اپنے بندوں پر حدِ درجے مہربان ہے۔اس کی عظمت،اس کی سبحانیت اور اس کی قدرت کا تصور ہی ہمارے دلوں میں اس کا رعب و دبدبہ پیدا کرتا ہے اور یہی خشیتِ الٰہی ہے جو ہمارے دلوں کو اپنے رب کے آگے جھکا دیتی ہے۔تم تو جانتی ہو کہ جب اللہ کسی کو کسی کام کے لئے چن لیتا ہے تو اس کام کے لئے اس کے اندر صلاحیت بھی پیدا کر دیتا ہے۔سارا کام اسی کا ہے ہمارا کام اس کے ارادے کے ساتھ تعاون کرنا ہے۔اس کے لئے توفیق بھی اللہ ہی کی عطا کردہ ہے۔اللہ ہمیں اپنی رضا میں راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔''

دونوں صوفے پر بیٹھ گئے۔زرینہ بولی۔''میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔'' وہ جلد ہی قاسم کے پاس آ گئی کہنے لگی۔''تم بتاؤ! کیا تم یہی اطلاع دینے یہاں آج جلدی آ گئے تھے؟'' قاسم بولا۔''اصل بات تو یہ ہے کہ زرینہ کہ وہاں دفتر میں 'میں نے سب ہی لوگوں کو اس خبر پر گفتگو کرتے سُنا۔کچھ لوگ تو کہتے تھے کہ اچھا ہے دنیا میں امن ہو جائے گا مگر کافی سارے لوگ ہنس ہنس کر یہ کہہ رہے تھے۔ارے دنیا میں امن چین ہو گیا تو دنیا تو بور ہو جائے گی۔ایسی بور جگہ میں ہم تو رہنا نہیں چاہیں گے۔ہم تو اپنی دنیا کی حالت بدلنے نہیں دیں گے۔یہی تو اس کا Charm ہے۔زرینہ ! لوگوں کی باتیں سن کر میری تو جان کرب سے تلملا

www.ksars.org

گئی۔ مجھ سے وہاں بیٹھا ہی نہ گیا۔ نہ جانے لوگوں کے ذہن کیسے ہو گئے ہیں کہ انہیں اچھے بُرے کی تمیز ہی نہیں رہی ہے۔ اپنے جسموں پر صابن کی بجائے کیچڑ ملتے جا رہے ہیں۔ انہیں یہ بھی پروا نہیں ہے کہ کیچڑ ان کے جسموں کو صاف کرنے کی بجائے گندگی میں اور زیادہ لتھیڑ رہا ہے۔ جانے کیا زمانہ آ جا رہا ہے۔

سائنسی ٹیکنالوجی کے اس دور میں ہر خبر ہوا کے دوش پر اڑتی ہوئی گلوب کے اس کونے سے اس کونے میں ان کی آن میں پہنچ جاتی۔ ان دنوں دنیا کی سب سے زیادہ گرما گرم خبر ہادی زماں کی پیدائش کی تھی۔ علمِ نجوم اور علمِ جعفر کے ماہرین سر جوڑ کر ریسرچ میں لگ گئے۔ بلکہ وہ اس بات سے تعجب میں تھے کہ انہیں پہلے ہی کیوں نہ اس بات کا علم ہو گیا۔ جیسے جیسے وہ کوئی نئی چیز دریافت کرتے جاتے میڈیا کے ذریعے ساری دنیا میں پھیلاتے جاتے۔ یہ بات دریافت ہو چکی تھی کہ مخصوص ساعت میں پیدا ہونے والا بچہ بہت سی خوبیوں کا مالک ہوتا ہے۔ سائنسدان انسانی جین میں کام کرنے والی روشنیوں سے واقف ہو چکے تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ

روشنیوں کی ان مخصوص مقداروں کو مرد کے اندر پلانٹ کر دیں گے اور عورت کی بجائے بچے مرد کے بطن سے پیدا ہوں گے۔ سات سالہ عاقب نے جب یہ بات سنی تو ماں سے بولا۔

’’ماں یہ تو کوئی ایسی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی تو آدم سے حوا کو نکالا تھا۔‘‘ ماں بولی۔

’’بیٹا! اللہ کا علم انسان کے تمام پروگرام شدہ علوم کو اسکرین پر دیکھنا ہے۔ اسکرین پر کوئی فلم اس وقت تک دیکھی ہی نہیں جا سکتی جب تک کہ پہلے سے پروگرامنگ نہ کی گئی ہو۔ بیٹا! اللہ کا کمپیوٹر لوحِ محفوظ ہے۔ اس کی پروگرامنگ کی مکمل دستاویز قرآن ہے۔ ساتوں آسمان' تمام زمینیں اور جنت دوزخ یہ سب

www.ksars.org

اسکرینز ہیں۔ ہر اسکرین پر لوح محفوظ کی کوئی نہ کوئی فلم چل رہی ہے۔ تمام مخلوقات اس فلم کے کردار ہیں۔ جس میں سے ایک کردار آدم ہے جس کو اللہ نے کمپیوٹر چلانے کی صلاحیت عطا کر دی ہے جیسے تم کمپیوٹر چلاتے ہو مگر تمہاری بلی کمپیوٹر نہیں چلا سکتی۔ بیٹے! تم جانتے ہو کہ کمپیوٹر میں کسی ریکارڈ کو دیکھنے کے لئے سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ پروگرام کس جگہ ریکارڈ کیا گیا ہے تاکہ اس ونڈو کو کھول کر پروگرام اسکرین پر لایا جا سکے۔ قرآن اللہ تعالٰی کے کمپیوٹر کی تمام ونڈوز کی نشاندہی کرتا ہے اور ان ونڈوز میں ریکارڈ کئے گئے علوم کی تفصیل بھی بتاتا ہے۔"

ماں عاقب کی آنکھوں کی گہرائی میں دیکھتے ہوئے بولی۔ "بیٹے! انسان کا دماغ ایک ایسا کمپیوٹر ہے جس کا تعلق براہ راست اللہ کے کمپیوٹر لوح محفوظ کے ساتھ ہے۔ لوح محفوظ کی پروگرامنگ انسان کے دماغ میں منتقل ہوتی رہتی ہے اور انسان ان علوم کو شعوری طور پر دیکھ لیتا ہے۔ بیٹے! یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ تمہارے ذہن میں آنے والا ہر خیال اللہ تعالٰی کے ریکارڈ شدہ علوم کی ایک کاپی ہے۔ جب تم اس بات پر یقین کرو گے تو اللہ تعالٰی کے ریکارڈ کئے گئے پروگرام میں اپنی طرف سے کچھ بھی شامل نہیں کرو گے۔ کیونکہ انسانی عقل اللہ کی عقل کے مقابلے میں صفر کے برابر ہے۔ تم بڑے ہو کر یہ بات زیادہ اچھی طرح سمجھ لو گے۔"

عاقب بولا۔ "ماں تمہاری ہر بات بڑی آسانی سے میری سمجھ میں آ رہی ہے۔ اگر ہم ریکارڈ شدہ پروگرام میں تبدیلی کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اس میں نقص دکھائی دیا۔ جب ہی تو ہم نے اس نقص کو دور کر کے اپنی جانب سے اس میں پروگرام شامل کر دیا۔ مگر اللہ تعالٰی کے تو کسی کام میں کوئی نقص نہیں ہے۔ اس لئے ہماری کی گئی تبدیلی تو پھر غلط ہو جائے گی۔"

www.ksars.org

ماں مسکرائی۔اس کے چہرے پر اطمینان کا رنگ جھلکنے لگا۔وہ بولی۔

”عاقب میرے بچے! اللہ پاک نے تمہیں نیک عقل عطا فرمائی ہے۔اللہ کا کرم و فضل ہے۔بیٹے!
اس کے کرم و فضل کے

شکریئے میں اس کی عطا کردہ عقل سلیم کو ہمیشہ اسی طرح استعمال کرتے رہنا۔“

ماں باپ کی محبتوں اور دعاؤں کے سائے میں عاقب پروان چڑھتا رہا۔وقت کا دھارا اپنی پوری رفتار سے بہتا چلا جارہا تھا۔وہ بیسویں صدی کا ہر دن ہنگامہ خیزیوں سے لبریز تھا۔اقتدار کی ہوس ملک گیر صورت اختیار کر چکی تھی۔بڑی طاقتوں نے چھوٹی طاقتوں کو اس طرح اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا تھا کہ ان کی آزادی سلب ہو کر رہ گئی تھی۔بڑی طاقتوں کے قبضے میں چھوٹے حکمران کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔طاغوتی حکومتیں عوام کو آلہ کار بنا کر جھوٹے اقتدار کی کرسی میں ذلت و رسوائی کی میخیں گاڑتی چلی جارہی تھیں۔ایسا نہیں کہ لوگوں کو علم نہیں تھا یا لوگ حالات سے بے خبر تھے۔ایسا ہرگز نہیں تھا بلکہ گزشتہ صدی کی نسبت اس صدی میں بسنے والا ہر بچہ دنیا کے گلوب پر وارد ہونے والی ہر حرکت کا علم رکھتا تھا۔سائنسی ٹیکنالوجی نے دنیا کو بے نقاب کرنے کی تو گویا قسم اُٹھا رکھی تھی۔رات کے اندھیرے میں ہونے والی ہر حرکت دن کے اجالے میں ہونے لگی۔پردے میں ہونے والی حرکات کی روح اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے جو اندھیرا بن کر شئے کی حرکات کو اپنی حکمت کے پردے میں چھپا کر پروان چڑھاتی ہے۔سائنسی ٹیکنالوجی نے حکمت خداوندی کی علمدار روح کو ہوسِ نفس کی تلوار سے گھائل کر کے اس کے پیرہن کو تار تار کر دیا اور روح کے گھاؤ سے رسنے والے لہو کی رنگینی سے لطف اندوز ہونے لگا۔نوع انسانی نے جسے زمین پر خلیفہ بنا کر بھیجا گیا تھا ساری زمین کو اپنی جاگیر سمجھتے مادرِ گیتی کے مکھڑے سے حسین فطرت کی کھال ادھیڑ کر اسے

www.ksars.org

لہولہاں کر ڈالا اور اس لہولہان چہرے پر اپنے ظلم و ستم کی پٹیاں چپکانے لگی جو زخموں کو بھرنے کی بجائے ناسور میں تبدیل کرتی رہی۔ عاقب کا سارا بچپن زمانے کی چیرہ دستیوں کی داستانیں سنتے گزر گیا۔ ہر داستان زمین کے چہرے پر گرنے والی پھانس بن کر اس کے ننھے سے دل میں جا چبھتی اور اس کی کسک اس کی روح کی گہرائیوں میں پہنچ جاتی۔ اسے یوں محسوس ہوتا جیسے دھرتی ماں کے کرب کی لہریں اس کے دل سے گزر رہی ہیں۔ نو دس سال کی عمر میں وہ اس کرب و اضطراب کو محسوس تو کرتا تھا مگر اس کو روکنا فی الحال اس کے بس کی بات نہ تھی۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ آخر زمین پر بسنے والے لوگ زمین کی دگرگوں حالت سے کس طرح اپنی آنکھیں بند کر سکتے ہیں۔ ان دنوں اسکول میں بھی اس کا دل نہ لگتا۔ ہر بچہ اپنے آپ کو فلمی ہیرو ثابت کرنے کی کوشش میں لگا رہتا۔ بے حیایاں، بدزمانیاں اور کمزور اور چھوٹوں پر اپنا رعب آزمانا تو اس قدر عام ہو چکا تھا کہ اب استادوں کی توجہ بھی اس کو روکنے کی طرف سے ہٹ چکی تھی۔ اسے یوں محسوس ہوتا جیسے سارے اسکول میں وہ تنہا ہے اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔ وہ اسکول سے آتے ہی اپنی ماں کے پاس بیٹھ جاتا اور اس وقت تک باتیں کرتا رہتا جب تک کہ ماحول کا پریشر اس کے ذہن سے نہ ہٹ جاتا۔ ماں ہی اس کی اکلوتی دوست تھی جو اس کے سنگ مرمر کے جسم پر پڑنے والی دھول کو روز کے روز صاف کر دیا کرتی تھی۔ ان دنوں وہ اکثر خواب اور تصور میں دیکھتا کہ وہ ایک سفید صاف شفاف لباس پہنے ہوئے ہے۔ اتنے میں بہت سے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پچکاریاں لئے اس کی طرف نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ ان پچکاریوں میں گندے گندے رنگ اور تیزاب بھرا ہوا ہے۔ جوں ہی وہ پچکاریاں عاقب کی طرف مارتے اس کی ماں اسے نہایت ہی تیزی سے ان کی زد سے الگ کھینچ لیتی ہے۔ وہ سمجھتا تھا کہ قدرت اس کی حفاظت کر رہی ہے۔

www.ksars.org

جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا زمین اپنے بسنے والوں کے لئے تنگ ہوتی جا رہی تھی۔ اسلحہ کا استعمال عام تھا جس کے خوف سے ہر کوئی دوسرے کی زیادتی کو برداشت کرنے پر مجبور تھا، انہی دنوں دجال کی پیشن گوئیاں بھی سننے میں آئیں۔ جلد ہی یہ موضوع بھی عام لوگوں کی گفتگو کا مرکز بن گیا۔ عاقب ان دنوں اسکول کے آخری سال میں تھا۔ ڈنر ٹائم میں لڑکوں نے دجال کا ذکر چھیڑ دیا بات سے بات چل نکلی۔ کوئی کہتا وہ زبردست جادوگر ہوگا سب لوگوں کو اپنے سحر کے زور پر قابو میں رکھے گا۔ ایک کہنے لگا سنا ہے کہ عورتیں اس کی پوجا کی حد تک گرویدہ ہوں گی۔ یہ سُن کر دوسا بڑے رازدرانہ انداز میں کہنے لگا جب ہی تو وہ مردوں کو چن چن کر مارے گا۔ ایک کہنے لگا سنا ہے وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ ایک لڑکے نے کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے لڑکے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے زور سے کہا اس کی طرح۔ اس لڑکے کی ایک آنکھ کچھ سوجی ہوئی تھی۔ شاید کچھ چوٹ لگ گئی تھی۔ سوجن کی وجہ سے آنکھ بند سی لگتی تھی۔ پھر کیا تھا سب نے اسے ہدف بنا لیا۔ ارے کہیں یہی تو کانا دجال نہیں ہے۔ سارے لڑکوں نے اس کا ناک میں دم کر دیا۔ عاقب نے پاس بیٹھے ہوؤں کو روکنے کی کوشش کی مگر مذاق میں بات فتنہ بن گئی۔ سارا کمرہ میدان کارزار بن گیا۔ ایک طوفانِ بدتمیزی تھا، ہوا میں کھانے کی پلیٹیں چل رہی تھیں جس کو لگتی وہ بھی آگے کسی کو کھینچ مارتا۔ قبل اس کے کہ معاملہ زیادہ سنگین ہو جائے عاقب کمرے سے نکل بھاگا۔ باہر نکلتے ہی اسے اندر گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔ گھر آ کے اس نے ماں کو سارا فتنہ سنایا۔ کہنے لگا۔

’’ماں ایسا لگتا ہے جیسے لوگ کانا دجال کے انتظار میں ہیں۔ ماں کیا کہیں کوئی ایسا واضح اشارہ نہیں ہے جس سے دجال کا صحیح نشان معلوم ہو جائے کہ وہ کب اور کہاں پیدا ہوگا۔ خوامخواہ لوگ شک و شبے میں ایک دوسرے کے دشمن بنتے جا رہے ہیں۔‘‘

www.ksars.org

ماں بولی۔" بیٹے ! کسی کی بات جو فتنے کی صورت اختیار کرے اسے ہی دجال کہا گیا ہے۔ گویا دجال فتنہ باز کردار کا نام ہے جو ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔"

عاقب بولا۔"ماں ! آج اسکول میں ایک لڑکے نے دجال کی بات شروع کی جو جو آخر میں فتنے کی صورت بن گئی اس کا مطلب اس لڑکے کا کردار دجال کا ہے۔"

ماں بولی۔"اگر اس فتنے میں اس لڑکے کا ہاتھ ہے تو وہ یقیناً دجال کردار ہے۔ کبھی بات شروع کرنے والا ایک بات شروع کرتا ہے۔ اس بات پر بہت سے لوگ اپنی اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ کوئی موافقت میں بولتا ہے، کوئی مخالفت میں اور پھر ایک دوسرے کی مخالفت لڑائی جھگڑے کا باعث بن جاتی ہے۔ اس لڑائی جھگڑے میں جو بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے اور اس بات کو فتنہ بنانے میں پوری پوری مدد کرتا ہے ایسے تمام کرداروں کو دجال کا نام دیا گیا ہے۔ بیٹے دجال وہ چنگاری ہے جو پورے جنگل میں آگ لگا دیتی ہے۔ جنگل کی آگ کا الزام چنگاری پر ہی تو آئے گا۔ عاقب بولا ماں لوگوں میں تو یہ بات مشہور ہے کہ دجال کانا ہو گا۔ اس کی ایک آنکھ خراب ہو گی۔ ماں بولی بیٹے اس قول میں بھی حکمت چھپی ہوئی ہے تم ہی بتاؤ دو آنکھوں سے دیکھنے والا زیادہ اچھا دیکھ سکتا ہے یا ایک آنکھ سے دیکھنے والا۔؟"

عاقب بولا۔"دو آنکھوں سے دیکھنے والا ایک آنکھوالے کی نسبت زیادہ صحیح دیکھ سکتا ہے۔"

ماں بولی۔" بیٹے ! کوئی بات فتنہ اسی وقت بنتی ہے جب لوگ اس کی گہرائی میں کام کرنے والی حکمت سے بے خبر ہوتے ہیں۔ بات کی حکمت کو پہچاننے کے لئے بھرپور توجہ اور گہری نگاہ کی ضرورت ہے۔ اللہ پاک نے انسان کو دو آنکھیں دی ہیں۔ ایک آنکھ کا خراب ہونا معذوری اور جسمانی نقص ہے۔ وہ شخص جو عقل کا کمتر ہو روحانی فکر سے آشنا نہ ہو ایسے شخص کو معذور اور کانا ہی کہا جا سکتا ہے۔ ایسے معذور

www.ksars.org

اللہ تعالیٰ کی حکمت کو کیسے جان سکتے ہیں۔ دنیاوی نفس کمزور ہے۔ تمام معذوری اسی نفس کا خاصہ ہے۔ دنیاوی تمام حواس ناقص اور کمزور ہیں۔ دجال وہ کردار ہے جو عقلِ سلیم سے معذور اور ناقص اور کمتر عقل کا مالک ہو۔''

عاقب بولا۔'' مگر ماں! جب دجال فتنہ باز کردار کا نام ہے اور ایسے کردار ہر زمانے میں دنیا میں موجود رہتے ہیں تو پھر دجال کو قیامت کی نشانی کیوں کہا جاتا ہے؟''

ماں بولی۔'' بیٹے! جب فتنہ اجتماعی صورت اختیار کر لے اور دنیا والوں کی اکثریت فتنے باز کے ساتھ ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے اندر عقلِ سلیم کا فقدان ہے اور سب کی طرزِ فکر دجال ہی کی طرزِ فکر ہے۔ بیٹا! اب تم ہی خود ذرا غور کرو۔ ایک تخریبی ذہن اور فتنہ باز شخص ایک گھر تباہ کر دیتا ہے اور کبھی کبھی تو سارے خاندان میں پھوٹ اور فساد ڈلوا دیتا ہے۔ تو جب دنیا میں بسنے والوں کی اکثریت فسادی ہو گی تب دنیا کا حال کیا ہو گا۔ قیامت وہ ساعت ہے جو سینکڑوں اور ہزاروں سال کی تعمیر کو فنا کے ایک لمحے میں سمیٹ لیتی ہے۔ بیٹے یاد رکھو! کہ انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اللہ کی ہر صفت تخلیقی اور تعمیری ہے۔ دنیا اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے۔ اللہ کا خلیفہ انسان جب تک اللہ تعالیٰ کے تخلیقی ذہن سے کام لیتا رہتا ہے دنیا اپنے بسنے والوں کے لئے امن و چین کا گہوارہ بن جاتی ہے اور ہر شئے سے اللہ تعالیٰ کی صفات کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر جب انسان اپنے اور اللہ تعالیٰ کے دشمن شیطان سے دوستی کر لیتا ہے تو اس کا ہر کام شیطانی طرزِ فکر پر ہوتا ہے۔ شیطانی طرزِ فکر تباہی، بربادی اور غارت گری ہے۔ جب سارے ہی انسان تخریبی ذہن استعمال کریں گے تو ساری دنیا تباہی کے گڑھے میں جا پڑے گی۔'' عاقب بڑے

www.ksars.org

وثوق و عزم کے ساتھ بولا۔ ''ماں میں دنیا کو تباہی کے گڑھے میں نہیں جانے دوں گا ان شاءاللہ تعالیٰ۔''
ماں کے چہرے سے طمانیت جھلکنے لگی۔ اس کے لبوں پر بیٹے کے لئے دعائیہ کلمات جاری ہو گئے۔

زمانہ بد سے بد تر ہوتا چلا گیا۔ زمین پر بسنے والوں کی زندگی مشکل سے مشکل ترین بنتی چلی گئی۔ ہر قسم کے علوم اپنے زوروں پر تھے۔ علمِ نجوم کا تو یہ حال تھا کہ بچے اسکول جانے سے پہلے اور بڑے دفتر جانے سے پہلے ٹی وی پر اپنا ہوروسکوپ دیکھ کر جاتے کہ آج کا دن ان کے لئے کیسا ہو گا۔ آئے دن لوگوں میں یہ ذکر رہتا کہ فلاں کو پتہ چلا کہ اس کے ساتھ کوئی حادثہ ہونے والا ہے تو وہ گھر بیٹھ گیا اور حادثہ ٹل گیا۔ فلاں مہینے میں پیدا ہونے والے ایسی طبیعت کے مالک ہوتے ہیں اس لئے فلاں مہینے میں پیدا ہونے والوں کے لئے ان سے دوستی کرنا درست نہیں ہے۔ اب گروپ بندیاں ہو گئیں اور دشمنیاں ہونے لگیں لیکن ستاروں پر اس قدر یقین تھا کہ ان اطلاعات کو جھٹلانے کا خیال بھی دل میں لانا پسند نہ کرتے۔ ہر ادارے میں علم نجوم کے عقیدت مند موجود تھے۔ کالج میں عاقب کے ساتھ بھی گروپ بندی کا معاملہ ہونے لگا۔ وہ ہزار بات سمجھاتا کہ یار ہم سب ایک کلاس میں ہیں ایسی باتیں نہیں ہونی چاہیں۔ انسان کا ارادہ چاند ستاروں کے ارادے سے افضل ہے۔ انسان اپنے ارادے سے چاند ستاروں کے مضر اثرات کو روکنے پر قدرت رکھتا ہے۔

کوئی قوم جب اپنے اندر کی آواز سننے سے اپنے کان بند کر لیتی ہے تو بہار کی آواز بھی اس کے کانوں سے ٹکرا کر لوٹ جاتی ہے اور الفاظ و معنی کا دفتر خالی رہتا ہے۔ اس وقت زمین اسی صورتِ حال کا سامنا کر رہی تھی۔ حکیمانہ اقوال کی لہریں بند ذہنوں سے سر پھوڑ کر واپس لوٹ جاتیں۔ ایسے میں ماں باپ پر اولاد کی صحیح تربیت کی ذمہ داری اور بھی بھاری ہو جاتی ہے مگر اولاد کی محبت اور ذمہ داری کا احساس ہر دشواری کو

www.ksars.org

آسان بنادیتا ہے۔عاقب کے ماں باپ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ اس نفسا نفسی ولہو ولعب کے دور میں عاقب کو مضبوطی کردار اور بالیدگی روح کا سامان کہیں سے بھی میسر نہیں آسکتا۔بجزاس کے اپنے ماں باپ کے۔ پس وہ اس بات کا پورا پورا خیال رکھتے کہ اللہ کے حکم سے جس پودے کو وہ پروان چڑھارہے ہیں اس کی نشو نما میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی شامل رہے مگر اب بیٹا جوان ہوتا جارہا تھا اور ان کے قویٰ کمزور ہوتے جارہے تھے۔فکر کا بوجھ ناتواں کندھوں پر بھاری ہوتا جاتا تھا۔جتنی دیر عاقب گھر سے باہر رہتا زرینہ کا دل سایہ بن کر اس کے تعاقب میں رہتا۔اس کے دل سے مسلسل یہی دعا نکلتی 'یااللہ ! میرا بچہ تیری امانت ہے اس کی حفاظت تو ہی کر سکتا ہے۔''

موسمِ خزاں کی ایک ویران سے رات تھی۔ہوا میں خنکی تھی۔تینوں کھانا کھا کر صحن میں بیٹھ گئے ۔ قاسم کی نظر آسمان پر پڑی۔ارے یہ کیا۔۔اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ نے زرینہ اور عاقب کو بھی اپنی طرف متوجہ کرلیا۔۔تینوں کی نظریں آسمان پر ٹک گئیں۔ہر طرف شہاب ثاقب مصروفِ عمل تھے۔ قاسم پریشانی کے عالم میں کہنے لگا۔''زرینہ آج پہلی بار اتنے زیادہ شہاب ثاقب دکھائی دیئے۔ایسا لگ رہا ہے کہ آسمان کی سرحد پر جنگ ہورہی ہے۔''

www.ksars.org

(دوسری قسط)

شہاب ثاقب

شہاب ثاقب کی بارش دیکھ کر عاقب نے کہا۔''ابّااس میں فکر مندی کی کیا بات ہے ؟اچھا تو ہے کہ زیادہ سے زیادہ شیاطین مارے جارہے ہیں۔''

''بیٹے!تم کو خبر بھی ہے کہ شیاطین کون ہیں؟'' قاسم نے بیٹے کاجواب دیا

''امی نے بتایا تھا کہ شیاطین ناری مخلوق ہیں اور جنات سے تعلق رکھتے ہیں'' عاقب نے کہا۔

''آج میں تمھیں شیاطین کی تخلیق کے کچھ اسرار بتاؤں گا جو میں نے اپنے بزرگوں سے بچپن میں سنے تھے۔''

قاسم کے سامنے عاقب اور زرینہ دونوں ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھ گئے۔ قاسم نے کہنا شروع کیا۔'' ہر مخلوق کا خالق اللہ ہے اور اللہ ہر برائی سے پاک ہے۔اس کا جلال اس کے جبروت و دبدبے کی نشانی ہے۔اس کی ہیئت اس کی موجودگی کا نشان ہے۔اس کی موجودگی رحمت ہے۔زمین کے سلسلہ تکوینیات میں اللہ تعالٰی کے تخلیقی ارادے کو وجودی مراحل سے گزارنے کا نام ہے۔خالق اللہ کے سوااور کوئی نہیں ہے ہر شئے کی تخلیق اللہ ذاتِ واحد کے ارادے سے شروع ہوتی ہے۔اللہ کے ارادے پر صفات کی تجلیات و انوار اس تخلیقی خاکے میں رنگ بھرتے ہیں۔صفات کے انوار و رنگ جب ارادے کے خاکے میں منتقل ہو جاتے تو اللہ کا ارادہ نفخ روح بن کر اس کے اندر سما جاتا ہے اور اللہ کے اردے کی حرکت اس وجود کو حرکت میں لے آتی ہے۔زمین کا تکوینی سلسلہ وجود کی اس حرکت کو کائنات کی حدود میں جاری و ساری رکھتا ہے۔

www.ksars.org

سورہ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے جنات کی پیدائش کا تذکرہ بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''جن کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔'' شعلہ آگ اور ہوا دو عناصر سے بنتا ہے۔ آیت میں ہوا اور آگ کے ملنے کو لفظ مارج سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تخلیقی قانون کے مطابق ہر شئے دو رخوں سے مل کر بنی ہے اس طرح آدم کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''طین'' یعنی کیچڑ سے بنا ہے۔ کیچڑ مٹی اور پانی سے مل کر بنتی ہے۔ زمین کے سلسلہ تکوینی میں ہر شئے کا پہلے مادہ وجود میں آتا ہے اور پھر اس مادے سے صورتیں بنتی ہیں۔ تخلیق کے اس قانون کے تحت جنات کی تخلیق سے پہلے شعلہ مار آگ کا ایک عالم وجود میں آیا اور پھر اللہ تعالیٰ کے ارادے کے مطابق تکوینی پروگرام کے تحت اس عالم میں جنات کی تخلیق ہوئی۔ اس عالم نار میں ہوا اور شعلے کے ملنے سے جن وجود میں آیا۔ یہی وجہ ہے کہ جنات میں قہر، کبر و غرور ہوتا ہے۔ آدم کی پیدائش کے بعد جنات کو اپنے قہر، کبر و غرور کے ظاہر کرنے کا ایک بہانہ مل گیا اور حسد کی وجہ سے اللہ اور آدم دونوں کے دشمن قرار دیئے گئے۔ لیکن شیاطین کے لشکر کو قدرت رکھتے ہوئے بھی انسان روک نہیں رہا ہے بلکہ انہیں پال پوس کر قوی بناتا جا رہا ہے۔'' قاسم کی بات مکمل ہوئی تو عاقب نے سوال کیا۔ ''ابا انسان کس طرح شیاطین کو روک سکتا ہے؟''

قاسم نے کہا۔ ''بیٹے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے مگر تم آج کے معاشرے میں انسان کی طرز عمل کو دیکھ ہی رہے ہو تقریباً تمام آدمی شیطان کے طرز عمل کو اپنائے ہوئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان نے اپنے گھر میں اپنے دشمن کو پناہ دے دی ہے دشمن کا کام اجاڑنا ہے بنانا نہیں۔ دن بدن دشمن قوی ہوتا جا رہا ہے اور انسان کمزور پڑتا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین پر خلیفہ بنا کر بھیجا ہے خلیفہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ زمین کی حفاظت کرے اور دشمن عناصر سے زمین کو پاک کرے۔''

www.ksars.org

عاقب نے پوچھا۔ ''شیاطین نظر تو آتے نہیں انہیں کیسے مارا جاسکتا ہے؟''

قاسم نے جواب دیا۔ '' بیٹے انسان کا جسم مٹی سے بنا ہے جسم عقل و شعور کا محل ہے مٹی رنگوں کا مجموعہ ہے اس میں روشنی کے لیے چھپنے کی صلاحیت ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دیوار سے ٹکرا کر روشنی کی شعاع لوٹ جاتی ہے دیوار کے پار نہیں نکل جاتی یہی وجہ ہے کہ شیطان نے انسان کو اپنا آلہ کار بنا رکھا ہے آدمی کی عقل میں اپنی روشنیاں داخل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ آدمی کی آدمیت آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آکر یا تو جل کر فنا ہو جاتی ہے یا پھر شعلوں کو جلتا دیکھ کر خوفزدہ ہو کر چوہے کی مانند اپنے بل میں جا چھپتی ہے۔ بیٹا! یاد رکھو بزدل و ڈرپوک آدمی اللہ کو پسند نہیں۔''

زرینہ بڑے انہماک سے باپ بیٹے کی گفتگو سن رہی تھی بزدل و ڈرپوک کے ذکر پر کہنے لگی۔ ''مگر کیا کیا جائے آگ سے تو ڈر لگتا ہی ہے جلتی آگ میں کوئی کیسے کود سکتا ہے؟''

قاسم نے جواب دیا۔ ''زرینہ تم سمجھی نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں آدمی کی عقل اس کا گھر ہے گھر میں اگر کوئی چنگاری آجائے تو وہ شعلہ بننے سے پہلے ہی بجھا دی جاتی ہے تاکہ گھر تباہ نہ ہو آدمی کی عقل میں جتنے فاسد خیالات آتے ہیں وہ شیطان کی چنگاری ہیں شیطان دشمن ہونے کے ناطے آدمی کا گھر تباہ کرنے کے لیے بار بار جلتی آگ اس میں ڈالتا ہے کائنات کی ہر شے میں اللہ تعالی نے نمود کی قوت رکھی ہے جب شیطان کی ڈالی ہوئی چنگاری زیادہ دیر آدمی کی عقل کی زمین پر پڑی رہتی ہے تو یہ چنگاری سے آگ اور آگ سے شعلہ بن جاتی ہے اور اپنے گھر کے ساتھ ساتھ ارد گرد کے گھروں کو بھی جلا دیتی ہے زرینہ کیا تم نہیں دیکھتیں فی الوقت یہی تو ہو رہا ہے ہر آدمی نے اپنے گھر کے دروازے شیطان کے لیے چوپٹ کھول رکھے ہیں شیطان کو آدمی دلیر بنا رہا ہے اس کی دلیری تو دیکھیے کہ دشمنی اور حسد میں وہ آسمانوں میں بھی انسان کو

www.ksars.org

چین سے رہنے نہیں دینا چاہتا اور انسان کے پیچھے لگ جاتا ہے کہ اسے آسمان میں داخل ہونے سے روک دے اگر زمین کی تکوینی نظام کی جانب سے آسمان کی سرحدوں کو نہایت ہی مضبوط و منظم سیکیورٹی کے ساتھ رکھا گیا ہے یہاں کی سیکورٹی فرشتوں کے سپرد ہے ہر فرشتوں کو یہ صلاحیت عطا کی گئی ہے کہ وہ نار کی چھوٹی سی چھوٹی مقدار کو بھی دیکھ لیتے ہیں یعنی باریک سی چنگاری بھی ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی پس فوراً ہی وہ اسے مار دیتے ہیں۔''

''ابا! اگر فرشتے اسی طرح شیاطین کو مارتے رہے تو ایک دن ان کی نسل ہی تباہ ہو جائے گی پھر تو جن کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔'' عاقب نے پوچھا قاسم نے جواب دیا۔ ''بیٹے! سب جن شیطان نہیں ہوتے وہ جن جو قرآن سن کر اللہ پر ایمان لے آئیں اور تابعدار و فرمانبردار ہو گئے وہ انسان کے ساتھ آسمان میں بھی داخل ہوتے ہیں شیاطین کی ابتدا ابلیس سے ہوئی ابلیس ایک جن تھا جو قوم جنات کا سردار تھا جب اللہ نے آدم کی تخلیق کی تو آدم کی علمی فوقیت کی بنا پر ابلیس کو سجدے کا حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کر! ابلیس نے سجدے سے انکار کر دیا اس انکار کے ساتھ ہی اس کی آدم سے دشمنی اور حسد کا بھید کھل گیا۔ جتنے بھی شیاطین ہیں تمام کی تمام ابلیس کی ذریت ہیں فرشتے ان تمام کو پہچانتے ہیں اور آسمانوں میں داخل نہیں ہونے دیتے یہاں تک کہ اگر آدمی شیطان کو اپنا دوست اور ہمدرد جان کر اس کی فکر کے مطابق عمل کرتا ہے تو ایسے آدمی کا بھی شیطان کے ساتھ ہی حشر ہوتا ہے اس کو اسی مقام پر رکھا جاتا ہے جو مقام شیطان کی پیدائش کا مقام ہے اس عالم کو جہنم کہا گیا ہے۔ بیٹا! انسان جہنم میں نہیں بلکہ جنت میں پیدا ہوا ہے جنت نور کا عالم ہے دنیا میں انسان کا آنا جنت سے نقل مکانی ہے اس کا اصل ٹھکانہ جنت ہے جو عیش و آرام کی جگہ ہے مگر جب آدمی شیطان کی دوستی میں اس طرح اس کے ہمراہ ہو جاتا ہے کہ اپنے گھر کے بجائے شیطان کے گھر جانے کی تیاری پکڑ لیتا ہے تو اللہ اسے نہیں روکتا۔''

www.ksars.org

رات گہری ہو چکی تھی تینوں کے ذہن میں ایک ہی خیال تھا کہ شیطان سے جنگ کی کیا تدابیر کی جائیں ؟اسی خیال نے تینوں کو نیند کی وادی میں پہنچا دیا۔ عاقب نے خواب میں دیکھا کہ شام کا وقت ہے وہ ایک گھنے جنگل میں سر گرداں پھر رہا ہے جیسے کسی کی تلاش ہے جنگل درندوں اور حشرات الارض سے بھرا پڑا ہے شیروں کی دھاڑ ہاتھیوں کی چنگاڑ اور گیڈروں کی کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی وہ دھڑکتے دل سے پھونک پھونک کر قدم رکھتے چونکنے حواس کے ساتھ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلا جا رہا ہے۔ درختوں کی شاخوں پر سانپ جھول رہے ہیں۔ عاقب کو دیکھ کر لہراتے ہوئے اس کی طرف لپکتے ہیں۔ وہ یااللہ مدد کہتے ہوئے ایک جست مار کر ان کی زد سے بچ جاتا ہے جتنا وہ خوف کھاتا ہے اتنا ہی درند چرند اور زہریلے جانور اس کی طرف لپکتے ہیں کبھی کوئی شیر دھاڑتا ہوا سامنے آ جاتا ہے اور وہ خوف سے منجمد ہو کر دل ہی دل میں یااللہ مدد کی گردان شروع کر دیتا ہے اور کبھی خوفناک ریچھ اپنے دونوں پاؤں پہ کھڑا اس کی جانب خون خوار نظروں سے گھورنے لگتا ہے اسی خوف دہشت کے عالم میں اسے ایک پر وقار آواز سنائی دی۔

''اندھیرا ہے قندیل جلا۔'' اس تحکمانہ آواز نے عاقب کی ساری توجہ اپنی جانب کھینچ لی۔ وہ سب کچھ بھول کر وہیں جم کر کھڑا ہو گیا اور دیوانہ وار ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جب اسے اوپر نیچے چاروں طرف کوئی دکھائی نہ دیا تو اس نے اوپر نگاہ ڈالی۔ اوپر آسمان کی طرف فضا میں سے روشنی کا نورانی ہیولا دکھائی دیا۔ یہ ایک بزرگ کی صورت تھی۔ عاقب کی نظر پڑتے ہی ان بزرگ نے دوبارہ اپنے الفاظ دہرائے۔ ''اندھیرا ہے قندیل جلا۔'' عاقب بے بسی کے ساتھ بولا۔ ''بابا مدد کرو۔'' بزرگ نے پھر فرمایا۔ ''اندھیرا ہے قندیل جلا۔'' اب کے بزرگ کے دہن مبارک سے کلام کا نور ایک شعاع کی صورت میں عاقب کے پاس آیا اور اس کی آنکھوں میں داخل ہو گیا۔ اسی لمحے عاقب کے ہونٹوں پر بزرگ کے الفاظ جاری ہو گئے۔ ''

www.ksars.org

اندھیرا ہے قندیل جلا، اندھیرا ہے قندیل جلا''اورانہی الفاظ کودہراتے دہراتے اس کی آنکھ کھل گئی جب وہ نیند سے جاگا تو اس کی زبان پہ یہی الفاظ تھے۔

پوری طرح ہوش میں آنے کے بعد ارادتاً اس نے یہی الفاظ زبان سے دہرائے۔''اندھیرا ہے، قندیل جلا''اب اس کا شعور ان الفاظ کے معنی تلاش کرنے لگا عقل معنی مفہوم کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئی کہ شاید کوئی گوہر معنی اس کے ہاتھ لگ جائے۔ فجر کا وقت تھا دل نے کہا نور اعلیٰ نور اللہ کی ذات ہے۔ اس سے اپنے گھر کے لیے اجالا مانگ لے۔ وہ اٹھا وضو کر کے بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گیا۔ آج اس کے دل میں روشنی کی تمنا شمع کے شعلے سے تیز دکھائی دی۔

ہر قسم کے علوم سے بھرپور یہ زمانہ اپنی تیز رفتاری سے دوڑ رہا تھا۔ عقل درماندہ مسافر کی طرح علم کے کبھی اس راستے پر قدم رکھتی کبھی اس راہ کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر اندھا دھند چل پڑتی۔ زمانے کی تیز رفتاری عقلوں کو پیچھے چھوڑنے لگی۔ وہ زمین جس پر آہستہ آہستہ تبدیلی آتی تھی' کھیتی دھیرے دھیرے سورج کی روشنی میں پکتی تھی اب کیمیکل کی مدد سے دوسرے مہینے پک کر تیار ہو جاتی۔ کیمیکل کی مانگ زیادہ بڑھ گئی تو کیمیکل کی تیاری بھی تیز ہو گئی۔ کیمیکل کی تیاری تیز ہوئی تو کیمیکل کے فاضل مادے کا نکاس بھی زیادہ ہونے لگا۔ سمندر تیزابوں سے بھرنے لگے۔ زمین کی تہوں میں تیزابیت بڑھنے لگی۔ ان میں اگنے والی غذاؤں پر پلنے والے انسان زہریلے ناگوں کی طرح خونخوار ہو گئے۔ ایک دوسرے کی بات برداشت کرنے کی ان میں سکت نہ رہی۔ غیض وغضب' کبر و غرور، حسد۔ جلن بشری عادت وجبلت بن گئی۔ عجیب عجیب سی بیماریاں سر اٹھانے لگیں۔ یہ لوگ ذمہ داریوں کو بوجھ سمجھ کر اس سے منہ موڑنے لگے۔ مہنگائی نے وسائل میں اور کمی کر دی۔ مائیں سال دو سال جب تک بچہ ماں کا دودھ پیتا اس وقت تک تو

www.ksars.org

اس کی کسی نہ کسی طرح پرورش کرتیں پھر اس کے بعد انہیں سڑکوں پر آوارہ چھوڑ دیتیں۔ اب لختِ جگر کے لئے قربانی و ایثار کرنے والی ممتا دم توڑ چکی تھی۔ فنائیت کا اژدھا آہستہ آہستہ چلتا ہوا بشریت کے نشان نگلتا چلا جا رہا تھا۔ دن بدن بشری شعور اسفل کے گڑھے میں دھنستا جاتا۔ قاسم اور زرینہ کتنی کتنی دیر چپ چاپ ایک دوسرے کا منہ تکتے بیٹھے رہتے۔ بڑھاپے نے دونوں کی صحتوں کو کمزور کر دیا تھا۔ ماحول کے زہریلے اثرات انہیں تیزی کے ساتھ بڑھاپے کی جانب گھسیٹ رہے تھے۔ نہ ہی زرینہ ذہنی طور پر اتنی کمزور تھی نہ قاسم اپنے ارادے و عزم کا کچا تھا۔ مگر تیزی سے بدلتی دنیا سے اب ان کا اعتبار اٹھتا جاتا تھا۔ وہ شکر کرتے کہ ان کے ایک ہی اولاد ہے مگر اولاد ایک ہو یا دس ہوں، وہ ماں باپ کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ نفسا نفسی کے اس دور میں عاقب کو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں بچا سکتا۔ ہر وقت اس کی دعائیں محور بن کر عاقب کے گرد گھومتی رہتیں۔ ’’یا اللہ بچے کو انسانیت کے درجے سے نہ گرنے دینا۔‘‘

جس طرح ہر آدمی کی زندگی کا پروگرام ایک ریکارڈ کی صورت میں لوح محفوظ میں درج ہے اسی طرح ہر زمین کا پروگرام بھی لوح محفوظ میں ریکارڈ ہے۔ زمین کے پروگرام میں زمین پر واقع ہونے والی سب سے بڑی تبدیلی قیامت ہے۔ قیامت فنا کا وہ لمحہ ہے جو زمین پر ہونے والی ہزاروں سال کی تعمیرات کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے۔ قدرت کا تکوینی سلسلہ اللہ تعالیٰ کے امرِ کن کی حرکات کو کائنات کے دائرے میں جاری و ساری ہے رکھتا ہے۔ امر کن اللہ کا ایک حکم ہے اس حکم کی تکمیل کا دائرہ فیکون ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کن پر کائنات کی ہر شئے وجود میں آکر اپنی صلاحیتوں اور کمال کا مظاہرہ کرتی ہے اور جب یہ مظاہرہ پورا ہو جاتا ہے تو وعاا سی نقطے میں ڈوب جاتی ہے جہاں سے چلی تھی۔ زمین بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کن سے وجود میں آکر اپنے اندر کے خزانوں کو ظاہر کرتی ہے۔ جب تک مظاہرے کا عمل جاری رہتا ہے فیکون کا عمل

www.ksars.org

جاری رہتا ہے۔ جب فیکون کی حرکت رک جاتی ہے تو کن سے فیکون تک کی حرکت کا ایک دائرہ مکمل ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد کن کی ایک دوسری حرکت کا آغاز ہوتا ہے۔ دھرتی کی دگرگوں حالت کو دیکھتے ہوئے زرینہ اور قاسم نے عاقب کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ "دیکھو بیٹا! زندگی اور موت، عروج و زوال، فنا اور بقا، تعمیر اور تخریب یہ سب کائناتی نظام کا ایک حصہ ہیں۔ انسان وہ ہے جو قدرتِ خداوندی کے اشاروں کو پہچان کر اپنے نفس کو اس کی رضا میں ڈھال لیتا ہے۔ نفس جب اللہ کے ارادے کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے تو اسے ابدی راحتیں نصیب ہو جاتی ہیں۔ وہ راحتیں جو ازل میں انسان کا مقدر بن چکی ہیں۔ پھر قیامت بھی گزر جائے گی تب بھی نفس کی حالت نہیں بدلتی۔

عاقب اب اٹھارہ برس کا ہو چکا تھا۔ زرینہ اور قاسم نے حیوانیت کے ماحول میں رہتے ہوئے اس کے انسانیت کے جامے کی بھرپور حفاظت کی۔ وہ ایک مضبوط کردار کا خوبصورت نوجوان تھا۔ جس کی شخصیت میں بلا کی کشش تھی۔ ہر شخص نظر بھر کے دیکھنے پر مجبور ہو جاتا مگر اس خداداد خوبی پر بہت سے ہم عمر اس سے جلنے لگے تھے جس کی وجہ سے کالج میں اسے خاصی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ ان جاہلوں سے الجھنا اپنی جان کو کھونا ہے۔ ذرا سی بات پر مرنے مارنے پر تل جائیں گے کیا فائدہ۔ ہر مسئلہ کا حل کسی کی جان لینا اور اپنی جان دینا ہی تو نہیں ہوتا۔ اس کی ماں کا کہنا تھا۔ "بیٹے! مرنے کے بعد تو آنکھ از خود پردے کے پیچھے دیکھنے لگتی ہے کمال تو یہ ہے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے مرنے کے بعد کے عالم کا مشاہدہ کی جائے اور اگلے جہان سے انسیت پیدا کی جائے تاکہ وہاں کی طرزِ زندگی سے شناسائی ہو۔ پس اگلے جہان سے واقف ہونے کے لئے جان کی حفاظت بھی ضروری ہے۔" ذہنی دباؤ اور نفسا نفسی کے اس دور میں ماں کی نصیحتیں اس کے لئے موسیٰ کا عصا بن جاتیں۔ وہ جب بھی ان نصیحتوں پر عمل کرتا دریائے نیل

www.ksars.org

کی طرح اس انسانی جنگل میں اسے راستہ مل جاتا۔ ممتا کے بنائے ہوئے راستے پر چل کر وہ زمانے بھر کی مصیبتوں اور مایوسیوں سے بچ جاتا۔ قدرت کانٹوں کے درمیان سے اسے بچ کر نکلنا سکھا رہی تھی۔

ایک صبح عاقب کی آنکھ کھلی۔ اسے ماں باپ کے دھیرے دھیرے باتیں کرنے کی آواز آئی۔ وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا۔ اس کے ذہن میں خواب کے مناظر تیزی سے گھومنے لگے۔ یہ کیسا خواب میں نے دیکھا ہے۔ امی ابو تو جاگ ہی گئے ہیں انہیں سنا دوں۔ شاید وہ اس کے کچھ معنی نکال سکیں۔ یہ سوچ کر وہ امی ابو کے کمرے میں آگیا۔ ماں بولی۔ ''بیٹا بہت جلدی اُٹھ بیٹھے ابھی تو فجر میں کچھ دیر باقی ہے۔''

عاقب ماں کے پہلو میں بیٹھتے ہوئے بولا۔ ''امی خواب دیکھ رہا تھا آنکھ کھل گئی۔ عجیب سا خواب ہے سوچا آپ سے اس کی تعبیر پوچھ لوں آپ دونوں کی آواز سن کر چلا آیا۔''

ماں نے اسے پیار کے ساتھ اپنے قریب کرتے ہوئے کہا۔ ''تم نے اچھا کیا بیٹے جو چلے آئے، آج تمہاری آنکھ جلدی کھل گئی تھی۔ کیا خواب دیکھا ہے میرے بیٹے نے؟''

عاقب خلاء میں دیکھتے ہوئے سوچنے کے سے انداز میں بولا۔ ''میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک سیاہ آندھی اُٹھی اور اس آندھی نے ساری زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہوا کی طرح یہ سیاہ آندھی زمین میں ہر طرف چھاگئی۔ اس سیاہ اندھیرے میں آگ کے شعلے میزائل کی طرح اِدھر اُدھر اُڑ رہے ہیں۔ جہاں یہ میزائل گرتے ہیں اندھیرے میں ہی ایک گہرے دھوئیں کی لہر اُٹھتی دکھائی دیتی ہے۔ لوگ حیراں اور خوفزدہ ہیں اور اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں مگر اندھیرے میں ایک دوسرے سے ٹکرا کے گرتے جاتے ہیں۔ ہر طرف چیخوں کے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں اندھیرے میں دیکھ سکتا ہوں۔ اندھیرے اور آگ کے شعلوں کے اندر ہونے والی ہولناکیوں کو میری نظر دیکھ رہی تھی۔ اسی اندھیرے

www.ksars.org

میں دنیا کی ایک بڑی طاقت کے ملک کی سرحد دکھائی دی۔اس سرحد کے اندر سے ایک بہت بڑا میزائل نکلا جو کچھ دور تو سیدھا چلتا رہا پھر اندھیرے میں ہی ایک لہر اس میزائل سے ٹکرائی اور اس نے اس کا رخ ہی بدل دیا۔چند لمحوں بعد ایک انتہائی زوردار دھماکہ ہوا اور اسی وقت زلزلہ آگیا۔ساتھ ہی پانی کا سیلاب بھی نہایت تیز رفتاری سے ساری زمین پر بہتا دکھائی دیا۔سیلاب سے بچنے کے لئے میں پاس ہی ایک ٹیلے پر چڑھ جاتا ہوں اور دیوانہ وار آپ دونوں کو پکارتا ہوں۔آپ دونوں کہیں نظر نہیں آتے میں اس ٹیلے پر آپ دونوں کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑتا ہوں۔ساتھ ساتھ آوازیں بھی دیتا جاتا ہوں۔اتنے میں سیلاب میں بہتے ہوئے آپ دونوں ٹیلے کی طرف آجاتے ہیں۔میں آپ دونوں کو ٹیلے پر کھینچ لیتا ہوں۔امی ابو آپ دونوں مجھ سے چمٹ جاتے ہیں اور امی آپ بہت جلدی جلدی کہتی ہیں کہ دیکھو بیٹا! تمہیں اس دور میں بہت کام کرنا ہیں۔قدرت تم سے کام لینا چاہتی ہے۔اسی وقت زلزلہ کا ایک زوردار جھٹکا لگا ہم تینوں اس جھٹکے سے الگ الگ جا پڑے۔زمین پر گرتے ہی زمین کا فرش جہاں میں گرا تھا دو ٹکڑے ہو گیا اور میں اندر گرنے لگا۔عین اسی لمحے گرتے وقت میں نے دیکھا کہ سیلاب کی ایک بہت بڑی اور اونچی لہر آئی اور آپ دونوں کو آناً فاناً بہا کر لے گئی۔امی آپ مجھے پکار کر کہتی جا رہی تھیں کہ قدرت تم سے کام لینا چاہتی ہے۔مجھ پر ایک ہیبت طاری تھی دماغ ماؤف تھا زمین کی دراز میں نرم مٹی پر گرا۔مجھے کوئی چوٹ نہیں آئی مگر خوف اور جان بچانے کی فکر میرے اوپر مسلط ہو گئی۔خوف نے کچھ دیر کے لئے میرے تمام اعضاء کو منجمد کر دیا۔میرے تمام حواس سلب کر لئے اسی لمحے امی کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔"قدرت تم سے کام لینا چاہتی ہے۔" اس آواز نے میرے مردہ حواس میں جان ڈال دی۔میں نے پہلے ارد گرد نظر ڈالی۔وہ ایک گہرا اندھیرے میں ڈوبا غار تھا۔میں آہستہ سے اُٹھ بیٹھا۔اب مجھے باہر کا شور سنائی دیا۔لوگوں کی چیخ و پکار، پانی کے بپھرے ہوئے تیور کے تھپیڑوں کی آوازیں۔غیر ارادی طور پر میں نے اپنے دونوں ہاتھ خاک پر رکھ دیئے اور دل

www.ksars.org

کی گہرائیوں سے نکلتی ہوئی روح کی آواز زبان پر آ گئی۔ اے ’’میرے رب! میرے لئے اس غار سے راستہ نکال اور میری رہنمائی فرما۔‘‘ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ غار کی داہنی جانب سے روشنی کی ایک تیز شعاع آئی اور اس شعاع نے مجھے آہستہ آہستہ مقناطیس کی طرح کھینچتے ہوئے اس غار سے باہر نکال دیا مگر باہر امی ابو اب میں کیا بتاؤں کہ باہر کیسا منظر تھا۔ ایک اجڑا ہوا، جلا ہوا، راکھ کا ڈھیڑ اور جلتے کوئلوں کے ڈھیروں اور گڑھوں اور کھڈوں سے ملا جلا ایک ویرانہ تھا۔ جہاں انسانیت درد و کرب سے سسک رہی تھی۔ اس ہولناک منظر کے دباؤ سے میری آنکھ کھل گئی۔‘‘

زرینہ نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور روح کے کرب کو اپنے اندر دباتے ہوئے بولی۔ ’’اللہ کے بھید اللہ ہی جانتا ہے بیٹے۔ آج میں نے اور تمہارے ابو نے بھی اسی سے ملتا جلتا خواب دیکھا ہے۔‘‘

قاسم چپ چاپ گہری سوچوں میں گم سم تھا۔ عاقب نے کہا۔ ’’امی آپ اپنا خواب سنائیں کیا دیکھا؟‘‘

زرینہ نے کہا’’ میں نے دیکھا کہ آسمان ایک نیلی چادر ہے جس پر چاند، سورج اور ستارے بہت سی گیندوں کی صورت میں رکھے ہوئے ہیں۔ اس چادر کو ہر کونے سے ایک ایک فرشتے نے تھام رکھا ہے۔ اتنے میں ایک گرجدار آواز گونجتی ہے جو سارے آسمان میں پھیل جاتی ہے۔ یہ آواز سنتے ہی چاروں فرشتے پوری طرح متوجہ ہو جاتے ہیں اور بیک آواز بہت ہی زور دار آواز میں ’’ یارحمٰن‘‘ کا نعرہ مارتے ہیں۔ ان کی آواز سے سارا آسمان لرز جاتا ہے۔ اب چاروں فرشتے ایک آواز سے یہ کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں میں چادر پکڑے ہوئے کراس کی سی پوزیشن میں آگے بڑھتے ہیں۔ یعنی داہنے کونے والا فرشتہ اپنے سامنے کی سمت میں کھڑے ہونے والے بائیں فرشتے کی جانب بڑھتا ہے۔ اسی طرح بائیں سمت کا فرشتہ

www.ksars.org

سامنے سمت کے داہنی جانب والے فرشتے کی جانب ہاتھوں میں اپنے اپنے کونے پکڑے آگے بڑھتے ہیں اور سب بیک آواز میں یہ پڑھتے جاتے ہیں۔ رب المشرقین ورب المغربین۔ آسمان کی چادر کے سمٹنے سے اس کے اوپر رکھے چاند، سورج، ستاروں کی گیندیں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے لگتی ہیں۔ ان کے اوپر بسنے والی مخلوق پریشان وہراساں ہونے لگتی ہے اور پھر کچھ ہی دیر میں چاند، سورج، ستارے ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔ زلزلے اور طوفان میں تمام مخلوق گھر جاتی ہے۔ ہر طرف آہ وبکا، رنج وکرب اور شور و غوغا ہے۔ میں گھبرا کے عاقب اور قاسم کو آواز دیتی ہوں۔ تم دونوں ملتے ہو مگر پھر اگلے ہی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوتا ہے اور جب میرے حواس بحال ہوتے ہیں تو نہ وہاں قاسم ہوتے ہیں نہ ہی عاقب ہوتا ہے۔ میں ہچکیوں میں یار رحمٰن یار رحمٰن کہتی ہوئی سیلاب کے اندر بہی چلی جاتی ہوں پھر اس کے بعد دہشت میں میری آنکھ کھل گئی۔''

قاسم نے کہا۔ ''میں نے بھی اسی طرح کا خواب آج رات دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں اپنے گھر کے صحن میں کھڑا ہوں۔ آسمان کی طرف دیکھتا ہوں تو آسمان پر ایک کھڑکی کھلتی ہے۔ اس کھڑکی سے جوق در جوق فرشتے نکل کر آسمان کے کناروں پر پھیلتے جا رہے ہیں۔ مجھے خیال آتا ہے قیامت آنے والی ہے۔ تمام فرشتے آپس میں ایک دوسرے کو ہدایات دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ میرے دیکھتے دیکھتے ہی تمام چاند، سورج، اور ستارے بے نور ہو گئے۔ آسمان پر ان کی جگہ صرف سیاہ دھبے رہ گئے۔ میرا دل خوف ودہشت سے بھر گیا۔ خیال آیا ان تمام فرشتوں نے چاند، سورج اور ستاروں کے اندر سے نور کھینچ لیا ہے۔ یہ سب مر گئے ہیں۔ اند راندر دل لرزنے لگا۔ سیاروں پر موت طاری ہو گئی اب میرا کیا ہو گا۔؟ اسی وقت زور کے زلزلے کے جھٹکے نے مجھے بُری طرح ہلا دیا۔ میں نے زور زور سے تم دونوں کو آوازیں دیں اور گھر کے اندر دیوانہ وار بھاگا کہ تم دونوں کو ساتھ لے لوں۔ اندر کمرے میں گیا تو زلزلے کی وجہ سے گھر کا نقشہ ہی ٹیڑھا ہو گیا۔ لگتا تھا کہ

www.ksars.org

اب گرااور جب گرا۔اندر زرینہ ایک کونے میں دبکی بیٹھی تھی یااللہ یااللہ کررہی تھی۔میں نے اس کا ہاتھ پکڑااور گھبرا کر پوچھا۔عاقب کہاں ہے؟ اتنے میں عاقب گھبرایاہواامی ابو پکارتاہوااندر آیا۔ہم تینوں ابھی باہر نکل رہے تھے کہ ایک اور جھٹکا آیا۔زمین اس طرح ہلی جیسے پانی کی لہروں پر کشتی ہچکولے کھاتی ہے۔زلزلے کے مسلسل جھٹکے زمین کو ڈول رہے تھے اور زمین کے اوپر ہر شئے تہس نہس ہورہی تھی۔یوں لگ رہا تھا جیسے زمین غیض وغضب میں ہے اور وہ اپنے اوپر موجود ہر شئے کو مٹا کر ہی دم لے گی۔ہم تینوں کو جدا ہوتے کچھ دیر نہیں لگی۔ہمارے پاؤں کے تلے سے زمین سرکتی جارہی تھی۔زمین اپنے اندر کے خزانے اگل رہی تھی۔آگ کے دریا بہنے لگے ساتھ ہی پانی کا سیلاب بھی چلا آیا۔ہر طرف سے عمارتیں گرنے کے دھماکے کے سنائی دیئے۔گیس کی وجہ سے ہماری طرف پوری پوری بلڈنگیں اڑنے لگیں۔زمین پر بسنے والی مخلوق ریت کے ذروں کی طرح بے بس تھی۔آنکھیں اپنے حلقوں سے خوف کی وجہ سے باہر آگئیں دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔سب کے سب انسان حیوان پاگلوں کی طرح زمین کے جھٹکوں کے ساتھ حرکت کررہے تھے۔کچھ نہ پوچھو کیا حشر تھا۔بچاؤ کی کوئی صورت دکھائی نہ دیتی تھی۔نہ ہی ذہن کام کرتا کہ کوئی تدبیر کرے۔سب ہی اس وقت زمین کے رحم وکرم پر تھے۔زمین نے اپنی تباہی و بربادی کا فیصلہ کرلیا تھا اب زمین پر بسنے والی مخلوق لاچار تھی۔زمین کے سواان کا ٹھکانہ ہی کہاں تھا۔زمین غیض وغضب میں کچھ کو آگ کے بہتے دریاؤں میں پھینک رہی تھی کچھ کو پانی کے منہ زور سیلاب میں دھکیل رہی تھی۔کچھ کو ملبوں کے نیچے کچل رہی تھی۔اب چیخ و پکار، آہ وبکا، رحم وکرم کی درخواست کسی چیز کا وقت نہ تھا۔یہ لمحہ تو بس قیامت کا تھا جو طوفانوں، زلزلوں، آتش فشانی لاوے کی تباہ کاریوں کا دن تھا۔پاؤں تلے سے زمین ہی کھینچ لی جائے تو مخلوق کہاں کھڑی رہ سکتی ہے۔نہ پناہ لینے کی کوئی جگہ نہ تباہی سے بچنے کا کوئی سامان۔میں نے بے

www.ksars.org

بس وعاجز ہو کر اپنے آپ کو فطرت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ میں نے دیکھا میں ایک منہ زور سیلاب میں بہا چلا جارہا ہوں ایک منزل نامعلوم کی طرف۔ اسی حیرت میں آنکھ کھل گئی۔‘‘

یوں لگا جیسے تینوں خواب سناتے سناتے اس ہولناک لمحے میں داخل ہو گئے۔ تینوں اپنی کیفیات کے مدّو جزر کو کم کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ جڑ گئے۔ ایک دوسرے کے جسموں کے دباؤ نے اندر کے طوفانوں کو تھما دیا۔ تینوں کچھ کہے سنے بغیر چپ چاپ اٹھ کھڑے ہوئے اور فجر کی نماز کی تیاری میں لگ گئے۔ سچ تو یہ ہے جب زمین پاؤں تلے سے سرک جائے تو اللہ کے سوا اور کہاں پناہ مل سکتی ہے۔ ان خوابوں نے تینوں کے یقین کو اور بڑھا دیا۔ زرینہ اور قاسم نے عاقب کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ دیکھو بیٹے کائنات اللہ تعالی کا ملک ہے۔ ملک کا نظام قوانین اور اصول پر چلتا ہے۔ قوانین اور اصول حکومت کے سربراہ بناتے ہیں اور رعایا ان پر عمل کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو قوانین بنائے ہیں وہ اللہ کی سنت کے قوانین ہیں جو کبھی نہیں بدلتے۔ ہر دور میں اس عملدرآمد ہوتا رہتا ہے۔ مرحلہ قیامت میں جو اصول اور اللہ تعالیٰ کی سنت کام کر رہی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے میں ان کا تفصیلی ذکر قرآن میں آیا ہے۔ ایک بات یاد رکھو قیامت اسی وقت آتی ہے جب زمین پر بسنے والے اللہ کی نعمتوں سے روگردانی کرتے ہیں۔ قیامت اس وقت آتی ہے جب زمین پر بسنے والی نسلِ انسانی کا شعور بالغ ہو جاتا ہے اس کی عقل اچھے اور برے کی تمیز کرنے کے قابل ہو جاتی ہے مگر انسان اپنے عقلی دلائل کو فطرت کے دلائل پر حاوی کر دیتا ہے۔ وہ فطرت کے اصولوں کی جگہ اپنی محدود عقل کے تراشیدہ اصولوں کو وضع کر کے ان پر عمل کرتا ہے اور فطرت کے اصولوں کو جاننے کی زحمت بھی گوارہ نہیں کرتا۔ قیامت اس وقت آتی ہے جب نسلِ انسانی اپنی انا کو اللہ کی انا کے مقابل لے آتی ہے اور ہر چیز کا سورس اللہ کی بجائے خود اپنی ذات کو گردانتی ہے۔ بیٹا! جب کوئی شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور حکومت کے نافذ کردہ قوانین کی

www.ksars.org

بجائے اپنی مصلحتوں کے استدلال کو قانون کی حیثیت دیتا ہے تب اس کا فیصلہ اس کی ذاتی انا کے دائرے میں ہوتا ہے۔ اللہ لا محدود ہے اور انسان کی ذاتی انا محدود ہے۔ لا محدود دائرہ ہے اور محدودیت نقطہ۔ بیٹا! قیامت اس وقت آتی ہے جب نسلِ انسانی کی نظر اللہ کی بجائے خود اپنی ذات پر ٹک جاتی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ حکومت کے قوانین کو توڑنے والا اس دنیا میں مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ زمانہ کی روش خواہ کتنی ہی خراب ہو، اپنی طرزِ فکر کو درست رکھنا۔ تم اللہ کی مدد سے ضرور کامیاب ہو گے۔''

☆☆☆

www.ksars.org

(تیسری قسط)

اس خواب کے بعد جیسے تینوں کا دل دنیا سے کچھ اکھڑ سا گیا۔تینوں کا زیادہ وقت عبادت میں گزرتا۔گھر میں کاموں سے فراغت کے بعد زرینہ آیت کریمہ کے ورد میں لگ جاتی اور پورے ایک گھنٹے تک آیت کریمہ کا ورد کرتی رہتی۔ وہ سوچتی کہ انسان کا اپنے پورے ہوش و حواس کے ساتھ مچھلی کے پیٹ میں زندہ مقید ہو جانااس کے لئے قیامت ہی تو ہے۔پس اللہ پاک نے حضرت یونس علیہ السلام کو اس قیامت سے نجات کا راستہ دکھایا اور آیت کریمہ کا ورد انہیں بتایا۔اس آیت میں ضرور قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کا راستہ ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسانی کو اس ورد سے نوازا ہے۔ قاسم صوم وصلوۃ کی پابندی تو پہلے سے ہی کرتا تھا لیکن اب اس کی توجہ زیادہ ہو گئی تھی۔عاقب کا زیادہ وقت قرآن کو سمجھ کر پڑھنے اور اس کی آیتوں پر غور و فکر میں گزرتا۔تینوں اپنی جگہ پر سکون تھے کہ وعدے کا ایک دن تو آنا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لکھے کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ مگر اس پُر آشوب دور میں ہمیں اپنے آپ کو اس یوم عظیم کے لئے تیار رکھنا ہے۔ یہ یوم عظیم زمین پر بسنے والی کسی ایک قوم یا ایک نوع کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ تو پوری زمین کے حواس کی تبدیلی کا دن ہے۔زمین کی سطح پر اور زمین کے اندر بسنے والی ہر شئے زمین کی اس تبدیلی کو محسوس کرنے والی ہے۔یقیناً زمین کے حواس کی تبدیلی کا یہ دن سب سے بڑا ہو گا۔

قاسم ہمیشہ زرینہ اور عاقب کو علم کی اہمیت کا احساس دلاتا رہتا۔ وہ کہتا۔ ’’دیکھو اگر کوئی چلتے چلتے اچانک پھسل کر گر پڑتا ہے تو اس کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے۔اس کو خاصی چوٹ لگتی ہے مگر جب کوئی ارادۃً

www.ksars.org

پھسلنے کی نقل کرتا ہے تو اس کو چوٹ نہیں آتی کیونکہ اسے اپنے پھسلنے اور گرنے کا علم ہے۔ پس علم کے ساتھ عمل ایک ایسی حرکت ہے جو مکمل ہے۔ اس لئے روح اور عقل دونوں پر بوجھ نہیں بنتی مگر علم کے بغیر حرکت ادھوری ہونے کی بنا پر ایک رُخ میں خلاء رہ جاتا ہے اور علم کا رُخ روحانی شعور کی طرف ہے۔ پس روحانی شعور میں یہ حرکت ریکارڈ نہیں بنتی۔ روحانی شعور میں ریکارڈ نہ ہو وہ عمل ابدی صورت اختیار نہیں کرتا۔ جس کی وجہ سے اس زمین میں وہ داخل نہیں ہو سکتا۔ انفرادی ارادہ اور عقل حرکت کی لہریں ہیں جو روحانی شعور میں جذب ہو کر روح کی حرکات کا مشاہدہ کرتی ہے۔"

کچھ دنوں بعد خبر آئی کہ فضا میں بھیجے جانے والا ایک راکٹ زمین پر گر کر تباہ ہو گیا۔ جس جگہ راکٹ گرا وہ زرعی زمین تھی۔ فسلیں بوئی ہوئی تھیں۔ راکٹ گرنے سے وسیع و عریض زمین تو بالکل تباہ ہو گئی مگر باقی زمین میں کھیتی اسی طرح تھی۔ ایک ماہ بعد کھیتی تیار ہو گئی اور وہ بازار میں آ گئی۔ اس کے دو دن بعد ہی اس طرف سے ایک مخصوص بیماری کی خبریں ملنے لگیں۔ لوگوں کے جسم پر بڑے بڑے چھالے نکل آئے۔ ان چھالوں سے زہریلا مادہ رسنے لگتا جو ساری جلد پر آگ کی طرح جلن پیدا کر دیتا۔ یہ وبا اتنی تیزی سے پھیلی کہ کسی کی سمجھ میں ہی نہ آیا کہ کیا ہو رہا ہے؟ کوئی گھر ایسا نہ تھا جہاں کوئی بیمار نہ ہوا اور بیماری بھی ایسی کہ نہ لیٹا جائے نہ بیٹھا جائے۔ سارا شہر اس موذی مرض میں گرفتار ہو گیا۔ دراصل اس زمین پر مختلف قسم کی سبزیوں کی کاشت کی گئی تھی۔ راکٹ کے تابکاری مادے کے اثرات ان سبزیوں میں شامل ہو گئے جسے کھانے سے سارے ہی بیمار پڑ گئے۔ اللہ جب اپنے بندوں کو بچانا چاہتا ہے تو وہ کسی نہ کسی بہانے سے بچا ہی لیتا ہے۔ گزشتہ دو تین سال قبل قاسم کو کھیتی باڑی کا بہت شوق پیدا ہوا۔ صحن اچھا خاصا بڑا تھا۔ اس نے شوق شوق میں ہر قسم کی سبزیاں بو دیں اور اب تو زرینہ اور عاقب بھی اس میں دلچسپی لینے لگے تھے۔ کیونکہ گھر کی سبزیاں اور پھل کا مزا انہیں بازار سے زیادہ اچھا لگتا تھا۔ اب جو اس موذی مرض

www.ksars.org

میں مبتلا لوگوں کو دیکھا تو اور بھی زیادہ اللہ کی مہربانی پر شکر کرنے لگے کہ اللہ نے انہیں اس اذیت محفوظ رکھا۔ دو تین ہفتوں تک کسی کو پتہ نہ لگا کہ اس کا سبب کیا ہے مگر پھر حکومتی سطح پر ریسرچ ہوئی تو پتہ لگا کہ راکٹ گرنے سے زمین میں زہریلا مادہ جذب ہو گیا۔ پانی کے ساتھ ساتھ یہ مادہ زرعی زمین میں دور دور تک پھیل گیا اور اوپر اُگنے والی کھیتی کو بھی زہریلا بنا دیا۔ اس بیماری نے سارے شہر کی حرکت روک دی۔ پورے ایک ماہ بعد لوگوں کی حالت سنبھلی مگر ساری زرعی زمین کو اب ناکارہ قرار دے دیا گیا۔ سبزیوں کی قلت ہو گئی ویسے بھی لوگ سبزیاں کھانے سے ڈرنے لگے۔ دو چار ہفتے اسی طرح کی صورت حال کا سارے شہر کو سامنا کرنا پڑا۔ بے سکونی اور بدمزگی کی زندگی سے سب ہی گھبرا گئے اور لوگوں میں اشتعال پھیل گیا، ہنگامے ہونے لگے کہ جب صاحب اختیار لوگوں کو معلوم تھا کہ یہاں راکٹ گرا ہے اور کھیتی خراب ہو چکی ہے تو پھر اسے بازار میں کیوں لایا گیا۔ ان ہنگاموں نے سنگین صورت اختیار کر لی۔ ویسے بھی کئی ہفتوں سے وباء کی وجہ سے کاروباری حالات خراب تھے۔ لوگ زیادہ بے چین تھے۔ ہنگامے زیادہ بڑھے تو گرفتاریاں عمل میں آئین اور پھر ان ہنگاموں نے سول وار کی صورت اختیار کر لی۔ دوسری بڑی طاقتوں کے لئے تو یہ زریں موقع تھا۔ اقتدار کے عفریت کے دستر خوان پر یہ تو لقمہ تھا۔ اس نے جنگ چھیڑ دی۔ ابھی دوسرا ہی دن تھا کہ خبر ملی دشمن ملک نے تباہ کرنے کے لئے راکٹ چھوڑ دیا ہے۔ قاسم، زرینہ اور عاقب تینوں کے تینوں اس خبر کے سنتے ہی سجدے میں گر گئے کہ اے باری الٰہی! اس راکٹ کا منہ پھیر دے۔ ملک کو تباہی سے بچا۔ تھوڑی دیر بعد خبر آئی کہ راکٹ نارتھ پول (قطب شمالی) میں کہیں گرا ہے۔ اس خبر نے لوگوں کو کچھ دیر سوچنے کا موقع دیا کہ جنگ بُری چیز ہے جس سے تباہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا مگر اب جنگ تو چھڑ ہی چکی تھی ایک دوسرے کے جواب میں وار تو کرنا ہی تھا۔ اس دن ساری رات جنگ زوروں پر رہی۔ چھوٹے بڑے راکٹوں سے بمباری ہوتی رہی۔ کرفیو اور بلیک آؤٹ کی وجہ سے کسی کو

www.ksars.org

بھی صحیح حالات کا پتہ نہ تھا۔ ساری رات قاسم، زرینہ اور عاقب تینوں ہی ایک کمرے میں بیٹھے اللہ کو یاد کرتے رہے۔ یہ جنگ کیا موڑ لیتی ہے کسی کو پتہ نہ تھا۔

اچانک صبح صادق کے وقت عجیب سی آواز نے تینوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ یہ آواز زمین کے اندر کی تھی۔ بہت دھیمی سی جو سننے سے زیادہ محسوس کی جاتی ہے۔ ایسے لگتا تھا جیسے زمین اندر سے چیخ رہی ہے۔ تینوں دم بخود بیٹھے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے اللہ کا ذکر کرنے لگے۔ ابھی چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ زلزلے سے زمین لرزنے لگی۔ کچھ کہنے سننے کا وقت نہ تھا۔ خواب حقیقت کا روپ دھار رہے تھے۔ قاسم نے گھبرائی ہوئی آواز میں زرینہ اور عاقب کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ ہماری محبتوں کو ابدی بنانے والا ہے۔'' زرینہ اور عاقب دونوں ہی بلک پڑے۔

قاسم بھی رو پڑا۔ ''یا اللہ! ہمیں نہ بھولنا'' اور اسی وقت ایک زور دار جھٹکا لگا۔ بہت ہی زور دار طریقے سے زمین کے پھٹنے کی آواز ائی۔ جس نے تینوں کو الگ الگ اُچھال دیا۔ تینوں ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے۔ دوسرے لمحے سیلاب کا زبردست ریلا آیا۔ عاقب ایک ہی دھکے میں پھٹی ہوئی زمین کی دراڑ میں جا پڑا۔ قاسم اور زرینہ سیلاب میں بہتے ہوئے دور نکل گئے۔ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ پانی میں بہتے ہوئے جب تک قاسم اور زرینہ کے حواس قائم رہے وہ چند لمحے قیامت کی سختیوں سے نجات کی دعا دل ہی دل میں کرتے رہے۔ نارتھ پول (قطب شمالی) کی برف سے پگھلا ہوا پانی بالکل یخ بستہ تھا۔ جس میں چند لمحوں سے زیادہ حواس سلامت رہ ہی نہیں سکتے تھے۔ آج زمین بپھری ہوئی تھی، اس کا غضب زوروں پر تھا۔ اس کے غضب کی ہر حرکت پکار پکار کر کہہ رہی تھی۔ ''اے آدم! تجھے تو زمین پر خلیفہ بنا کے بھیجا گیا تھا تاکہ تو میری بنجر زمین کو ہرا کرادے۔ میرے ویرانوں کو حسین وادیوں اور پُر رونق بازاروں

www.ksars.org

میں بدل دے۔ میری دھرتی پر رنگ رنگ کے پھول کھلا دے۔۔۔ مگر تو نے اپنے مالک کی ایک نہ مانی۔۔۔ راکٹوں اور گولیوں سے بسی بسائی دنیا کو اجاڑنے پر تُل گیا۔ آج میں بھی تیرے ساتھ شامل ہو گئی۔ آ اور اُجاڑ لے، کتنا اُجاڑے گا۔ میں نے جس برف کو جوڑ کر اپنے اوپر جمع رکھا تھا تو نے اسی کو تتر بتر کر دیا۔ اب لے جو کچھ تو چاہتا تھا وہی ہوا۔ جس برف کو توڑ توڑ کے تو نے پانی بنا دیا۔ اسی پانی میں اپنی پناہ کی تلاش کر۔ اے نادان! اے کم عقل! اے ظالم! کیا تو اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ بچہ پانی میں پیدا ہوتا ہے مگر ساری زندگی تو زمین پر ہی گزارتا ہے۔ اللہ نے ہر شئے کو پانی سے پیدا کیا پھر ہر شئے کو زمین پر اتار دیا۔ اب بتا پانی میں تو کیسے زندہ رہے گا۔۔۔؟"

اس ہلاکت آمیز طوفان میں صرف زمین سے ہی پانی کے سوتے نہیں پھوٹ رہے تھے بلکہ آسمان کے بھی دہانے پوری طرح کھل چکے تھے۔ معلوم ہوتا تھا جیسے آسمان جالی دار ہو گیا ہے اور اس جالی سے کوئی مسلسل بالٹیاں بھر بھر کے پانی زمین پر پھینک رہا ہے۔ آج زمین پر کام کرنے والے تمام عوامل نے ایک ساتھ مل کر زمین پر بسنے والی ہر شئے کو تہس نہس کرنے کی ٹھان لی تھی۔ طوفان میں پہاڑوں جیسی لہروں پر صرف انسان، جانور اور درخت ہی نہیں بہے جا رہے تھے بلکہ اونچی اونچی بلڈنگیں اور شاندار محل بھی کھلونوں کی طرح بہے چلے جاتے تھے۔ منہ زور لہریں اپنے اندر بہنے والی ہر شئے کو اُٹھا اُٹھا کر پٹخ رہی تھیں۔ عمارتوں کے کانچ لوگوں کے بدنوں میں گڑ جاتے۔ آج لہو ارزاں تھا، آج زمین خون کی پیاسی تھی۔ وہ اپنے سینے پر اگنے والی ہر شئے کو اکھاڑ کر پھینک رہی تھی۔ درختوں کی گڑوں لمبی اور گہری جڑیں گیلی مٹی سے ایسے آسانی سے اکھڑ جاتیں جیسے وہ پانی پر دھرے ہیں۔ آج کسی کو بچانے والا کوئی نہ تھا۔ آج قدرت بھی صرف تماشائی بن کر زمین کے آج ڑنے کا نظارہ کر رہی تھی۔ لوگ طوفان کے خوف سے اونچی اونچی چھتوں پر چڑھ گئے مگر لہروں کے ایک ہی وار میں پوری عمارت اوندھی ہو جاتی۔ بے بسی کی چیخیں موجوں

www.ksars.org

کی چنگھاڑ میں جزب ہو جاتیں۔آج دل اور پتہ ایک بار ہی خون ہو بہہ چکا تھا۔اب تو صرف بہکے بہکے دماغ اور بے نور آنکھیں تھیں جو پھٹ کر خوف سے اپنے ڈیلوں سے باہر نکل آئی تھیں۔آج معصوم بچے ماں کی گرم آغوش کی بجائے برفانی اور یخ بستہ ہواؤں کی آغوش میں تھے۔ وہ ممتا جو اپنے بچے کے آنکھ سے اوجھل ہونے پر دیوانہ وار اس کی تلاش میں نکل آتی تھی،آج کہاں چلی گئی؟ان کھلی کلیوں کی طرح ننھے منے کومل سے وجود پکار پکار کر کہہ رہے تھے۔''ہم وہی ممتا کے چمن کی بکھری ہوئی پنکھڑیاں ہیں۔''آج وہ نرم ہاتھ،وہ گرم سانسیں کیا ہوئیں جو ہمیں زندگی کی حرارت بخشتی تھیں۔آج وہ نرم لب کہاں ہیں جو ہمیں چوم چوم کے زیست کا ابدی نغمی سناتے تھے۔اے ماں!آج تمہارے سرمدی سُر بند ہوئے تو آج ہم نے بھی اپنے کان بند کر لئے ہیں۔قیامت کی ہیبت ناک چیخیں تمہاری آواز کے سُروں کو تباہ نہیں کر سکیں۔یہ سُر ہم نے اپنی روح میں دفن کر لئے ہیں۔

زندگی کتنے رُخ بدلتی ہے،کیسے کیسے موڑ سے گزرتی ہے مگر آج جیسا خطرناک کھیل تو کبھی زندگی نے نہ کھیلا تھا۔آج جیسی ہیبت ناک راہ تو زندگی نے کبھی اختیار نہ کی تھی۔آج زندگی کی گاڑی کس انوکھے موڑ پر لے آئی ہے جہاں پیروں تلے زمین ہل رہی ہے اوپر آسمان کی چھت بھی لپٹی جارہی ہے۔اب تک زندگی کی گاڑی کا اسٹیرنگ اپنے ہاتھ میں تھا۔اب گاڑی کو دھکوں سے بڑھا رہا ہےا۔۔۔کہاں جاتا ہے۔۔۔کہاں جارہے ہیں۔۔ بچھڑے ہوئے پھر ملیں گے بھی کہ نہیں۔۔کس کو پتہ ہے۔آج تو ہر سو آہ میں تبدیل ہوتا جاتا ہے۔کہیں ایسا نہ ہو گلے سُر نکالنا ہی بھول گئے جائیں۔کہیں ایسا نہ ہو ہونٹ مسکرآنا بھول جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو نظر دیکھنے سے بیزار ہو جائے۔ اے ماں! اے فطرت ! پھر سے اپنی بانہیں کھول دے۔پھر ایک بار زمین پر پھول کھلا۔پھر ایک بار ان ویرانوں میں نغمے چھیڑ۔ان طوفانوں کے دھاروں کو بدل دے۔تو فطرت ہے،تو بنانے والی ہے بگارنے والی نہیں ہے۔بگارنے والا تو

www.ksars.org

انسان ہے جو آج اپنے بگاڑ کی انتہا کو دیکھ رہا ہے۔ اسے آج سے زیادہ کبھی تیری حاجت نہیں ہوئی۔ آج تیرے سوا اور کوئی نہیں جو اس بگڑے کام کو سنوار دے۔ حسرِ نامراد سسک رہی تھی مگر شاید آج اس کی سسکیاں سننے والا بھی کوئی نہ تھا۔ ناخدا نے پتوار ہاتھ سے چھوڑ دیئے تھے اور زندگی کی کشتی گرداب میں پھنسی تھی۔ احساس کے ہچکولے پہاڑ کی چوٹی سے گہری کھڈوں میں انسانیت کو دھکیل رہے تھے۔

پُرسکون جھیل کے مانند تھی ٹھہری ہوئی زیست
وقت اس جھیل پہ بجلی کی طرح ٹوٹا ہے
منجمد درد کہ ایک عمر سے پگھلا ہی نہ تھا
سینۂ سرد سے جھرنے کی طرح پھوٹا ہے
سنگِ امید نہیں باقی کہ روکے اس کو
کوئی تمہید نہیں باقی کہ ٹوکے اس کو

عاقب زمین کی دراڑ میں اس طرح گرا جیسے کسی نے ہاتھوں میں اُٹھا کر اسے اُچھال دیا۔ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ ''یااللہ!'' اور دوسرے ہی لمحے وہ زمین پر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ کئی گھنٹوں بعد اسے ہوش آیا۔ اندھیرا گھپ تھا، ذہن نے سوال کیا۔ ''کیا میں مر چکا ہوں؟'' پھر اس نے لیٹے ہی لیٹے اپنے ہاتھ ہلائے۔ اسے محسوس ہوا کہ ہاتھوں کا لمس تو وہی ہے۔ اب کے سے اس نے اپنی آنکھیں ٹٹولیں۔ شاید میں اندھا ہو گیا ہوں۔ مجھے کچھ دکھائی کیوں نہیں دیتا مگر اسے اپنی آنکھیں بھی پہلے کی طرح ٹھیک لگیں۔ اب اس کے دل نے کہا۔ ''ہمت کرو اور دیکھو کہ تم کہاں ہو؟ وہ ہاتھ سے زمین کو ٹٹولتا ہوا آہستہ آہستہ اُٹھ بیٹھا۔ میں کہاں ہوں؟ میں شاید زمین کے اندر ہوں مگر میں یہاں کیسے آیا؟ امی اور ابو کہاں ہیں؟ ذہن نے پھر یہی سوال دہرایا۔ امی اور ابو کہاں ہیں؟ اس نے ذہن پر زور دینا چاہا اور درد کی

www.ksars.org

ایک ٹھیس اس کے سر میں اُٹھی۔اس نے اندھیرے میں اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور آہستہ آہستہ سانس لینے لگا۔درد تھم گیا اسے یاد آیا طوفان آیا تھا جس کی موجوں میں امی اور ابو تو بہہ نکلے تھے مگر میں۔۔۔میں بھی تو وہیں تھا۔میں یہاں کیسے آگیا؟اس نے پھر یاد کرنے کی کوشش کی۔۔درد کی ٹیس نے دماغ کو ماؤف سا کر دیا۔کچھ دیر بعد جیسے ہی سنبھلا۔اس کے دل نے کہا۔اب یہ سوچنا فضول ہے کہ یہاں کیسے آئے؟اب تو یہ سوچنا ہے کہ یہاں سے کیسے نکلا جائے۔ذہن پھر پریشان ہو گیا۔کیسے نکلوں؟کچھ نظر تو آ نہیں رہا۔کہیں اور اِدھر اُدھر پھنس گیا تو کیا ہوگا؟اب کے سے دل کی گہرائی سے ایک آواز نکلی۔"یا اللہ!میرے حال پر رحم فرما میرے گناہ بخش دے اور مجھے راستہ دکھا۔"گرم گرم آنسو اس کے چہرے کو بھگونے لگے۔فطرت کی سوئی ہوئی ممتا جاگ اُٹھی۔آنسوؤں کا ایک قطرہ زمین پر گرا اسی وقت آواز آئی۔"اندھیرا ہے قندیل جلا۔"آواز اس کے بالکل قریب سے آرہی تھی۔وہ چونک اُٹھا۔اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔یہ آواز یہ الفاظ میں پہلے بھی سُن چکا ہوں۔اس نے جلدی سے بلند آواز سے کہا۔"بابا میرے پاس قندیل کہاں ہے جو جلاؤں؟۔اس قیامت کے اندھیرے سے عاقب ہی مجھے نکال سکتے ہیں۔اللہ میری مدد کیجیے۔مجھے یاد آیا میں نے عاقب کو خواب میں دیکھا تھا۔للہ مدد کیجیے۔"

اسی وقت ایک نورانی ہیولا بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا۔بالکل اسی طرح جیسے اس نے خواب میں دیکھا تھا۔عاقب نے دونوں ہاتھ جوڑ کر عرض کی"بابا میں نہیں جانتا آپ کون ہیں مگر مجھے یہاں سے نکال دیجیے۔"

نورانی روشنی میں عاقب کو ارد گرد کا ماحول روشن دکھائی دیا۔وہ جان گیا کہ وہ زمین کی گہری کھڈ میں موجود ہے۔نورانی بزرگ بولے۔"میں خضر ہوں۔قیامت کے سیلاب اور زلزلے سے تمہیں بچانے

www.ksars.org

کا حکم ملا تھا۔ میں نے تمہیں زمین کی گہرائی میں ڈال دیا مگر یہاں ابھی کچھ عرصہ تمہیں رُکنا ہوگا۔ ابھی اوپر نہیں جا سکتے۔''

عاقب سخت پریشان ہو گیا۔ ''کیا فرمایا عاقب نے؟ میں اوپر نہیں جا سکتا؟'' وہ گھبراہٹ میں ہکلانے لگا۔ ''میں۔۔۔ میں کیوں نہیں جا سکتا۔''

بزرگ نرم لہجے میں بولے۔ ''بچے تم نہیں جانتے۔ زمین پر کیا قیامت گزر رہی ہے۔ تم اس ہولناکیوں کا مقابلہ نہیں کر پاؤ گے۔ قدرت تمہیں زندہ رکھنا چاہتی ہے۔''

بزرگ کی آواز عاقب کے دماغ میں گونجنے لگی۔ ''قدرت تمہیں زندہ رکھنا چاہتی ہے۔'' جیسے جیسے ان الفاظ کی تکرار ہوئی۔ ویسے ویسے اپنے اندر اسے ایک عجیب سی قوت محسوس ہوئی۔ ذہن نے نجانے کتنی بار اس جملے کو دہرایا کہ ''قدرت تمہیں زندہ رکھنا چاہتی ہے۔'' اور پھر لاشعوری طور پر اس کے لبوں سے یہ الفاظ نکلے۔ ''قدرت مجھے زندہ رکھنا چاہتی ہے۔'' اب اس کی حالت یک دم بدلی ہوئی تھی۔ اس کے اندر جینے کی امنگ اور زندگی کی صعوبتوں سے لڑنے کا عزم تھا۔ اُس نے کہا۔ ''خضر بابا۔ میں یہاں قیامت کے گزرنے کا انتظار کروں گا۔ مگر مجھے کچھ تو بتایئے کہ میں یہاں کیا کروں؟''

خضر بابا بولے۔ ''تم آیت کریمہ کا ورد کرتے رہو۔''

''آیت کریمہ۔'' اس کا دل بھر آیا۔ میری ماں بھی کثرت سے آیت کریمہ پڑھتی تھی۔ ''خضر بابا میرے امی ابو تو ٹھیک ہیں نا۔''

www.ksars.org

خضر بابا نے کہا۔ ''وہ اپنی دنیا میں خوش ہیں اور بہت خوش ہیں۔ ان کی دعائیں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں گی۔ اچھا اب ہم چلتے ہیں۔ تم جب تک یہاں رہو گے۔ نہ تمہیں بھوک لگے گی نہ پیاس۔ ہاں البتہ تم سوتے جاگتے رہو گے۔''

یہ کہہ کر خضر بابا غائب ہو گئے۔ خضر بابا کے جاتے ہی پھر گھپ اندھیرا چھا گیا۔ عاقب نے ایک گہرا سانس لیا اور تنہائی میں اپنے رب کو پکارا۔ ''یا اللہ تو بہت بڑا ہے۔ سب کچھ تیرا ہی ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ مجھ پر اپنا رحم فرمانا۔ دنیا اور دنیا والوں کو اپنی حفاظت میں رکھنا۔ انہیں مایوسی اور غم سے نجات دینا۔ جس مقصد کے لئے تو نے مجھے زندگی بخشی۔ اس کام کی انجام دہی کی مجھے توفیق دینا۔ یہ کہہ کر وہ اندھیرے میں ہی زمین پر سجدے میں جھک گیا۔ آنسوؤں کی برسات زمین کو بھگوتی رہی۔ کتنی دیر بعد جب دل ہلکا ہوا تو وہ اُٹھ بیٹھا اور آیتِ کریمہ کا ورد کرنے لگا۔ ورد کرتے کرتے اسے نیند آگئی۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ ساری زمینوں اور سارے آسمانوں سے بھی بڑا ایک عالم ہے۔ یہ عالم بالکل تاریک ہے۔ مگر اس کی تاریکی میں ہوا کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔ جیسے یہ ہوا کا عالم ہے۔ ہوا میں بے پناہ قوت ہے۔ اس قوت سے ھو ھو کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ ہوا میں حرکت نہیں ہے۔ عالم بالکل ساکت ہے۔ مگر صدائے ھو اس عالم کی قوت و جبروت کا اعلان کر رہی ہے۔ عاقب کے اندر اس عالم میں داخل ہونے کا شدید تقاضہ پیدا ہوتا ہے یہ تقاضے میں اللہ کی کھوج و جستجو شامل ہے تقاضے کی شدت اور جستجو شوق خداوندی اس عالم تاریخ میں ایک روشن راستہ بن کر نمودار ہوتا ہے اور اس راستے کا مسافر عاقب کی فکر جستجو عاقب کی صورت میں تلاش یار میں چل پڑتی ہے اس کے قدم صدائے ھو پر اُٹھتے جاتے ہیں ھو کی ہر صدا پر وہ ایک لمحہ رک کر چاروں طرف نگاہ ڈالتا ہے یقیناً وہ یہیں کہیں ہے وہ اللہ جس کی تلاش میں ازل سے سرگرداں ہوں مگر وہ کہیں دکھائی نہیں دیتا پھر صدائے ھو اس کے ہونے کا پتہ دیتی ہے پھر اس کی

www.ksars.org

نگاہ بن کے حد نگاہ تک پھیل جاتی ہے صدائے ھو کے ساتھ جستجوئے یار کی یہ آنکھ مچولی جاری رہتی ہے۔ بس جاری رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وقت تھم جاتا ہے جستجو خاموش ہو جاتی ہے فکر خود صدائے ھو کے اندر گم ہو جاتی ہے اور خود کو گم کر کے ھو بن جاتی ہے فکر نفس رحمانی کا چوغہ پہن کر ہو ہیت خداوندی کی علمدار بن جاتی ہے۔

عاقب کی آنکھ کھلی تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ہزاروں برس اس عالم ہوئیت میں اڑتا رہا ہے اگلے ہی لمحے اس اطلاع پر اس کے ذہن میں جرح شروع کر دی۔ کیا تم اڑتے رہے ہو؟ تم ؟ تم کون ہو؟ انا خود اپنی تلاش میں اپنے ہی اندر غوطہ زن ہو گئی اس کا ذہن خواب کو دہرانے لگا۔ ''میں کیا ہوں ؟ آج اس کی آنا سوالی بھی خود تھی اور جوابی بھی خود تھی زمین کی تہہ میں پرت درپرت اندھیروں میں خود آنا کے سوا اور کون تھا جو اپنا پتہ دیتا دل نے کہا۔'' آنا ذات کا تجسس ہے۔ جو ذات کی لا متناہی پہنائیوں اولا محدود گہرائیوں میں ڈوب ڈوب کر ابھرتا رہتا ہے جو ذات کا سمندر نہ ہوتا تو آنا کی مچھلی کہاں سے کہاں ہوتی۔ عقل نے دل کے دلائل کو تسلیم کر لیا۔ تم بحرِ وحدانیت کی ایک مچھلی ہو۔ جس کا بحر سے ہٹ کر کوئی وجود نہیں ہے۔'' اس نے گہری گہری سانس لیں اور آیت کریمہ کے ورد میں مشغول ہو گیا اس کے اندر گھڑی کی سوئیاں رک گئی تھیں۔ وقت ٹھہر گیا تھا۔ زمین کے اندر تہہ در تہہ اندھیروں نے اس کے حواس کے جالوں کو چاروں طرف سے لپیٹ لیا تھا اس کی روح بارگاہِ ایزدی میں سرنگوں ہو جاتی۔ ''اے میرے رب! میرے اندھیرے میں اپنے نور کی کرن چمکا بے شک تو نور والا نور علیٰ نور ہے۔''

کبھی کبھی گزشتہ دنوں کے خاکے اس کے ذہن پر ابھرتے۔ ماں باپ کی یادیں دل میں پھانس کی طرح چبھنے لگتیں۔ وہ گھبرا کے زور زور سے آیت کریمہ کا ورد کرنے لگتا۔ ''اے میرے رب! تو ہزار ماؤں سے

www.ksars.org

بھی بڑھ کر ہے۔ ہر ماں تجھ ہی سے ممتا حاصل کر رہی ہے۔ میری حفاظت تیرے ہی سپرد ہے۔ مجھے اپنی صفات سے قوی بنا۔ اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ دلوں کی پکار سننے والا ہے۔ عاقب کو دن بدن اس بات کا یقین ہوتا جاتا۔ جب بھی اس کا دل پریشان ہوتا۔ خضر بابا کی آواز اس کے کانوں میں گونجتی۔ ''قدرت تمہیں زندہ رکھنا چاہتی ہے۔'' پھر اسے قدرت پر ماں باپ سے بھی زیادہ پیار آتا میں ہر گھڑی اس کی حفاظت میں ہوں۔ ایک بار آیت کریمہ پڑھتے پڑھتے بجلی چمکی اور ایک لمحے کو سب کچھ روشن کر گئی۔ پھر یہ بجلی سر کے راستے سے عاقب کے بدن میں داخل ہو گئی۔ عجیب بات تھی۔ اس کا بدن ٹھوس مٹی کا نہیں پتلے کاغذ کا معلوم ہوا۔ اس کے اندر سے روشنیاں جھلک رہی تھیں۔ گھپ اندھیرا ملگجے اجالے میں تبدیل ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر کے لیے بعد وہ دم بخود رہ گیا۔ جس کا ذہن گھبرا کے سوال کرنے لگا۔ ''کیا میں مر چکا ہوں؟'' اسی وقت خضر بابا اپنے نورانی وجود کے ساتھ ظاہر ہوئے کہنے لگے۔ ''بچے تم ابھی زندہ ہو۔ مگر زمین کے اندھیرے نے تمہارے رات کے حواس کو بیدار کر دیا ہے۔ رات کے حواس جسمِ مثالی کے حواس ہیں۔ جسمِ مثالی روشنیوں کا جسم ہے۔ ہر عمل کی روشنی جسمِ مثالی میں جذب ہوتی جاتی ہے اور جسمِ مثالی جب خوب روشن ہو جاتا ہے تو بدن سے اس کی روشنیاں خارج ہونے لگتی ہیں۔ آیت کریمہ کے نور نے تمہارے اندر اجالا بھر دیا۔ اب تمہاری رہائی کا وقت قریب آ گیا انتظار کرو۔''

یہ کہہ کر خضر بابا پھر سے غائب ہو گئے عاقب اپنے ورد میں مشغول ہو گیا۔ بہت دیر پڑھنے کے بعد اسے نیند نے گھیر لیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ روشنی کا ایک عالم ہے جہاں زرینہ اور قاسم موجود ہیں دونوں بہت خوبصورت اور جوان حالت میں ہیں یہ دنیا کی طرح کا ایک عالم ہے یہاں خوبصورت گھر اور سر سبز باغات ہیں۔ عاقب دونوں سے بہت فاصلے پر کھڑا ہے مگر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ اور سن سکتے ہیں۔ عاقب کو دیکھ کر زرینہ اور قاسم بہت ہی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ عاقب بھی بہت خوش ہوتا۔ عاقب ان

www.ksars.org

سے پوچھتا ہے۔''امی ابو عاقب کہاں ہیں ؟''زرینہ اور قاسم کہتے ہیں۔'' بیٹے تم تو جانتے ہو کہ اللہ نے ہر شئے کودو جسموں کے ساتھ بنایاہے۔ تمہاراایک جسم مٹی کا جسم ہےاورایک جسم یہ خواب کا جسم ہے۔جو روشنی سے بناہواہے۔اسی طرح زمین کے بھی دو جسم ہیں۔ایک جسم وہ مٹی کی زمین ہے جس پر تمہارا مٹی کا جسم بستا ہے۔زمین کاایک جسم روشنی کا بناہواہے۔جس پر تمہاراخواب کا روشنی کا بناہوا جسم بستا ہے ابھی تمہارامٹی کے جسم کے ساتھ کام ختم نہیں ہواہے اور جب ختم ہو جائے گا تو تم بھی ہمارے پاس آجاؤ گے۔ ہم خوش ہیں تم بھی خوش رہو۔کیونکہ اللہ اپنے بندوں کو خوش دیکھنا پسند کرتا ہے۔خوشی اللہ تعالی کی نعمتوں کے شکر کااظہار ہے۔عاقب کی بولا''امی ابو میں خوش ہوں بہت خوش۔''۔۔اوراس کی آنکھ کھل گئی۔

اب گھپ اندھیروں نے ملگجے اجالے کالباس پہن لیا تھا۔اس نے اوپر نظر کی اونچی اونچی زمین کی دیواروں کے سواکچھ دکھائی نہ دیا۔وہ سوچنے لگا۔''جانے یہاں سے کس طرح باہر نکلوں گا؟ ضرور خضر بابامیری مدد کریں گے۔جس طرح انہوں نے مجھے اندر ڈالا ہے۔اسی طرح باہر بھی نکالیں گے۔ورنہ خود سے تو یہاں سے نکلنا ممکن نہیں لگتا۔کچھ دیرانہی خیالوں میں گزر گئی۔وہ آیت کریمہ کاورد برابر کرتارہا۔مگر نہ جانے آج کیابات تھی کہ جب سے ادھر بابانے رہائی کامژدہ سنایاتھا۔اس وقت سے ورد کے دوران بھی اسکاذہن رہائی کے خیال سے خالی نہیں ہو رہا تھا۔انتظاراس کی سوئی ہوئی زندگی کو جھنجوڑ رہا تھا۔قدرت بڑی مہربان ہے وہ کسی پراتنابوجھ نہیں ڈالتی کہ وہ سہار نہ سکے۔جلد ہی خضر باباآگئے ان کانورانی سراپا اور زیادہ نورانی ہو گیا تھا۔آتے ہی وہ کہنے لگے۔''بچے اب تمہاری رہائی کاوقت آگیاہے۔''

www.ksars.org

عاقب کواپنی رگوں میں خون جمتا محسوس ہوا۔اس کے دل نے جیسے دھڑکنا بند کردیا۔الٰہی کیاہونے والا ہے؟ قیامت آچکی یا قیامت آنے والی ہے؟ خضر بابانے یہ کہہ کر اس کی حیرانی کو توڑ دیا۔ بچے آنکھیں بند کرلو۔" عاقب نے آنکھیں بند کرلیں۔اسے محسوس ہوا جیسے خضر بابانے اسے اپنے سینے سے چمٹا لیا ہے اور اوپر کی جانب اسے لے کر اڑ رہے ہیں۔ حیرت اس بات کی تھی کہ خضر بابا کا اسے سینہ ٹھنڈے پانی کی سطح جیسالگا۔جیسے وہ دریا کے پانی پر لیٹا ہے۔آدمی کتنا ہی بہادر بننے کی کوشش کرے مگر جب خرقِ عادت چیزیں رونما ہوتی ہیں۔تواس پر تھوڑابہت خوف ضرور طاری ہو جاتا ہے۔ایسا ہی معاملہ اس وقت عاقب کو درپیش تھا۔خضر بابا کا لمس اس کے لیے اتنا انوکھا تھا کہ اس کا دل بہت ہی اندیشوں سے بیٹھا جارہا تھا۔نہ جانے اوپر جاکر مجھے کن حالات سے گزرنا پڑے۔نہ جانے سیلاب نے زمین پر کسی کو زندہ چھوڑا بھی ہے یا نہیں اور اگر زمین پر مادی انسانوں کو بجائے خضر بابا جیسے روشنیوں کے انسان بستے ہوں تو ان کے بیچ میں یہ کیسی زندگی گزاروں گا؟اب تو وہاں امی بھی نہیں ہے۔ابو بھی نہیں ہے۔اس وقت اسے شدت سے امی ابو اسے یاد آنے لگے۔اگلے لمحے خضر بابا کی بانہیں اس پر ڈھیلی ہو گئیں۔اس کے پاؤں زمین تے ٹکرائے۔جیسے پانی کی سطح سے وہ ساحل پر آگیا ہے۔ اس کے کانوں میں خضر بابا کی آواز آئی ۔"بچے آنکھیں کھول دو۔" عاقب نے آواز سنتے ہی آنکھیں کھول دیں اور عاقب نے اپنے سامنے نظر ڈالی۔اس کے منہ سے بے ساختہ ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا ۔"خضر بابا! خضر بابا! یہ کیاہو گیا۔دنیا تو بالکل ہی تباہ ہو گئی ہے۔اب کیاہو گا؟"

خضر بابانے کہا۔"بچے اب تمہارا کام شروع ہونے والا ہے۔یہ دنیا انسان کے لیے تجربہ گاہ ہے جہاں وہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنا سیکھتا ہے۔وہ دنیا میں تعمیرات کرتا ہے۔یہاں تک کہ اس کے لیے زمین تنگ پڑ جاتی ہے اور جب اس پر زمین تنگ پڑ جاتی ہے تو اللہ زمین کو ہموار میدان بنا کر انسان کے ہاتھوں میں دے

www.ksars.org

دیتاہے تاکہ انسان از سرِ نو اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرے۔ بچے! اس دھرتی پر قیامت آتی رہے گی۔ اجڑنے کے بعد پھر انسان اس کی نوک پلک کو سنوار دے گا۔ وہ پھر اجڑ جائے گی۔ بچے یاد رکھو! بننے کے لیے بگڑنا ضروری ہے۔ بگڑے گا نہیں تو سنورے گا کیسے ہر شے کی تقدیر میں لکھنے والے نے بگڑنا بھی لکھا ہے اور سنورنا بھی۔ تمہارا دل بگڑنے اور سنورنے سے اکتانا نہیں چاہیے۔ یاد رکھو! تم قدرت کی نظر میں ہو۔'' یہ کہتے ہوئے خضر بابا غائب ہو گئے۔ عاقب ملبے کے ڈھیر پہ بیٹھ کے دل کی بھڑاس نکالنے لگا۔ دیر تک رونے کے بعد اس کا دل ہلکا ہوا تو وہ اٹھا اور چل پھر کر ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ زلزلے کی وجہ سے زمین پر بڑی بڑی دراڑیں پڑ چکی تھیں۔ ان دراڑوں میں پوری پوری عمارتیں گری ہوئی تھیں۔ ہوا اور بارش کے طوفان نے کوئی چیز بھی سلامت نہ چھوڑی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے زمین بہت دنوں تک ان طوفانوں کے تھپیڑے سہتی رہی ہے۔ ابھی تک اسے کوئی شخص بھی دکھائی نہ دیا تھا۔ دن کا وقت تھا۔ وہ اس امید پر ادھر ادھر گھومتا رہا کہ شاید کوئی بندہ بشر نظر آ جائے۔ مگر اپنے سوا زندگی نام کی کوئی شے ا سے دکھائی نہ دی۔ حتیٰ کہ کوئی پیڑ پودا تک نہ تھا۔ دن تیزی سے گزر رہا تھا۔ اس نے سوچا اندھیرا ہونے سے پہلے مجھے کھانے کی کوئی چیز ضرور تلاش ضرور کرنی چاہیے اور سونے کے لیے کوئی چھپڑ بھی ہونا چاہیے ۔ کھانے کی تلاش میں وہ مکانوں کے ملبوں کو کریدتا رہا۔ جگہ جگہ لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ لاشیں بھی آدھی گل سڑ گئی تھیں۔ وہ سوچنے لگا۔ اتنے دن ہو چکے ہیں اس تباہی کو لاشیں بھی گلنے لگی ہیں۔ اتنی دیر میں کھانے کی کوئی چیز کیسے مل سکتی ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے اس پر مایوسی چھا گئی۔ ملبے کے ڈھیر پر بیٹھ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنا دھیان اللہ کی طرف لگایا۔ اے یااللہ! اس ویران تباہ حال زمین پر میں اکیلا کیسے رہ سکتا ہوں۔ اگر توانائی نہ ملی تو میں بھی ختم ہو جاؤں گا۔ تو نے مجھے جس کام کے لیے زندہ رکھا ہے۔ اس کام کی طرف مجھے راستہ دکھا۔'' دعا مانگنے کے بعد اسے اپنے اندر زبردست قوت محسوس ہوئی۔

www.ksars.org

دل پر مایوسی کا غلبہ ختم ہوا۔اس کے ذہن میں خیال آیا۔ میں جانے کتنے دنوں تک زمین کے اندر بھی تو بغیر کھائے پیئے زندہ رہ کر آیا ہوں۔اب بھی بغیر کھائے پیے جی سکتا ہوں۔ مجھے لوگوں کو تلاش کرنا چاہیے ۔آخر میری طرح کوئی تو کہیں نہ کہیں زندہ بچا ہی ہو گا وہ اللہ کا نام لے کر چل پڑا۔

☆☆☆

www.ksars.org

(چوتھی قسط)

سورج ڈوبنے کے قریب وہ ایک ایسی بستی میں پہنچا جہاں پتھر کے کچھ مکانات پوری طرح تباہ ہونے سے بچ گئے تھے۔ وہ خوش ہوا شاید یہاں لوگ زندہ بچ گئے ہوں۔ اس نے زور زور سے آوازیں دیں کہ اگر کوئی زندہ ہو تو باہر آجائے مگر کہیں کوئی حرکت نہ ہوئی۔ اب تو سورج بھی غروب ہو گیا تھا۔ وہ ایک آدھے ٹوٹے ہوئے مکان میں احتیاط سے داخل ہوا۔ ایک کمرے کی چھت اپنی دیواروں پہ اٹکی ہوئی تھی۔ اس نے غنیمت جانا۔ ہاتھوں سے زمین ہموار کر کے کچھ دیر آرام کرنے کی ٹھان لی۔ مٹی کی ملبے میں اس کے ہاتھ ایک بوتل لگی۔ نکال کر جو دیکھا تو اس میں شہد بھرا ہوا تھا۔ خوشی سے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ پیاس کے مارے اس کا حلق خشک ہو رہا تھا اس نے بوتل کھولی اور انگلی سے تھوڑا سا شہد کھایا۔ بوتل کو احتیاط سے محفوظ جگہ پر رکھا اور زمین پر لیٹ کر سو گیا۔ صبح اٹھ کر اس نے پھر کچھ کھانے پینے کی چیزیں تلاش کیں۔ مگر ہر طرف مٹی دھول اور ٹوٹی پھوٹی لکڑیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس نے سوچا یہاں تو مکانوں کے چھت پر ہی تھوڑے بہت بچے ہوئے ہیں۔ یہاں ضرور لوگ زندہ ہوں گے۔ مجھے تلاش کرنا چاہیے۔ اس نے شہد کی بوتل اپنی جیب میں رکھی اور نکل کھڑا ہوا کل سے اب تک وہ جہاں جہاں بھی گیا تھا۔ کہیں بھی پانی اسے نظر نہ آیا تھا البتہ دلدل موجود تھی۔ پانی کے بغیر لوگ کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ مجھے پہلے پانی کو ڈھونڈنا چاہیے آدھے دن چلنے کے بعد اسے دور کچھ لوگ دکھائی دیے اس کی خوشی اور حیرانی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ دوڑتا ہوا ان کے قریب پہنچا۔ یہ پندرہ بیس لوگوں کا جتھہ تھا۔ جن میں چند عورتیں بھی تھیں۔ ان کی خستہ حالت دیکھ کر عاقب کا دل بھر آیا۔ سب ایک دوسرے سے خائف نظر دکھائی دیتے تھے۔ عاقب کو

www.ksars.org

دیکھ کر کسی کے چہرے پہ خوشی کی کوئی لہر دکھائی نہ دی۔ سب کے چہرے سپاٹ اور مرجھائے ہوئے تھے۔ عاقب نے پوچھا۔ ''یہاں پانی ہے؟'' کسی نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ سارے اسے غصے بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔ عاقب تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھ گیا۔ تاکہ سب لوگ اس سے کچھ مانوس ہو جائیں۔ وہ نرمی کے ساتھ ان سے مخاطب ہوا۔ ''دیکھو میں تم سے کوئی چیز چھیننے نہیں آیا۔ پھر کسی کے پاس ہے ہی کیا جو چھینا جائے۔ میں تو صرف اس لیے آیا ہوں کہ اب ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر نئے سرے سے زندگی کا آغاز کرنا ہے۔''

سب اسے ایسی نظروں سے گھورنے لگے جیسے وہ کوئی مذاق کر رہا ہے۔ وہ ان کی خاموشی کو نظر انداز کرتے ہوئے پھر بولا۔ ''کیا تم نہیں چاہتے کہ ہم پھر پہلے کی طرح آرام دہ زندگی گزاریں۔ ہمیں کوشش تو کرنی چاہیے۔''

ایک شخص نے قدرے توقف کے بعد جواب دیا۔ ''تم کس دنیا سے آئے ہو میاں۔ بچا ہی کیا ہے۔ جس سے ہم اپنی زندگی کا آغاز کریں۔ تین مہینے کے طوفانوں نے سب کچھ تباہ کر دیا ہے۔ ایسڈ اور کیمیکل زدہ پانی پی کر تم ہماری صحتیں دیکھ رہے ہو۔ اب تو بولنے کی بھی ہمت نہیں ہے۔''

عاقب نے غور سے سب کی طرف دیکھا وہ سب واقعی مٹی کی جیتے جاگتے بت دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے جسموں اور چہروں پر وقت کی خاک جمی ہوئی تھی۔ اس کا دل بھر آیا۔ یااللہ ! اپنے بندوں پر رحم کر ہماری خطائیں بخش دے۔ اس نے اندر ہی اندر خضر بابا کو پکارا۔ مگر خضر بابا کا بھی کوئی پتہ نہ تھا۔ وہ اٹھا اور پانی تلاش کرنے نکل کھڑا ہوا۔ کچھ فاصلے پر ایک گھڑے میں پانی نظر آیا۔ مگر یہ پانی اس قدر گندا اور بدبودار تھا کہ وہ دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ اسی پانی نے سب کی صحتوں کو تباہ کر دیا ہے۔ وہ چپ چاپ ان لوگوں

www.ksars.org

سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا اور اللہ کی طرف دھیان لگا دیا۔ اسے یقین تھا کہ اللہ کوئی نہ کوئی سبب اس مصیبت سے نجات کا بنائیں گے ضرور۔ رات کا اندھیرا چھا گیا۔ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے رات بھی شب ہجر کی طرح بالکل سیاہ تھی۔ اتنی سیاہ رات تو اس نے اپنی زندگی میں بھی دیکھی نہ تھی۔ اس نے سوچا زمین کی گہرائی میں اور زمین کے اوپر دونوں جگہ ہی اندھیرا ہے۔ انسان کے سیاہ بختی نے ساری زمین کو سیاہی میں ڈبو دیا ہے۔ اللہ تعالی سے دعائیں مانگتے مانگتے اسے نیند آگئی۔

اچانک شور و غل کی آواز نے اسے جگا دیا۔ صبح کا سفید ڈورا رات کی تاریکی سے گلے مل رہا تھا۔ یہ شور کیا ہے؟ وہ جلدی سے باہر نکلا اور شور کی طرف بڑھنے لگا۔ ملگجی روشنی میں اس نے تمام لوگوں کو اس جگہ پایا جو بالکل جانوروں کی طرح آوازیں نکال رہے تھے اور ایک دوسرے پر جھپٹ رہے تھے۔ عاقب آہستہ آہستہ کچھ اور قریب آگیا کہ دیکھے کیا معاملہ ہے؟ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ تمام لوگ ایک مردہ لاش کو جانوروں کی طرح جھپٹ جھپٹ کر کھا رہے تھے۔ اس کو چکر سا آگیا۔ نہیں نہیں یہ انسان نہیں ہو سکتے۔ وہ پوری قوت سے وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ وہ اندھا دھند ایسے بھاگ رہا تھا جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ جب اس کے حواس سنبھلے تو اس نے دیکھا سورج نکل آیا ہے۔ کھڑے ہو کر اپنے چاروں طرف نگاہ ڈالی۔ وہ ایک ریت کے میدان میں کھڑا تھا۔ اس نے سکون کا سانس لیا اور ریت پر لیٹ گیا۔ اسے یاد آگیا۔ اس کی ماں نے ایک دفعہ کہا تھا۔ بیٹے کھٹن سے کھٹن وقت میں بھی انسان کو انسانیت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ انسانیت اور حیوانیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس کی آنکھیں ماں باپ کی یاد میں بھیگ گئیں۔ ماں آج انسان حیوان کیسے بن گیا؟ کیسے بن گیا اور بھیگی ہوئی آنکھوں میں نیند نے بسیرا کر لیا۔ اس نے خواب میں دیکھا ایک سرسبز جگہ ہے۔ وہاں اس کی ماں خضر بابا کے ساتھ کچھ باتیں کر رہی ہے۔ اسے کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ مگر وہ اتنا ضرور جان گیا کہ یہ

www.ksars.org

دونوں اسی کے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔ یہ جان کر کہ یہ دونوں چیزیں مطلب باتیں کر رہے ہیں اسے تجسس ہوا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس جستجو کے ساتھ ہی ان کی باتیں اسے سنائی دینے لگی۔ اس کی ماں خضر بابا کہہ رہی تھیں آپ عاقب کو وہاں پہنچا دیجیے۔ خضر بابا کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ پھر خضر بابا عاقب کا ہاتھ پکڑ کے رایک پہاڑ پر چڑھتے ہیں۔ آدھے راستے پر چڑھنے کے بعد پہاڑ میں ایک غار ہے۔ خضر بابا اسے غار میں داخل کر دیتے ہیں۔ اس غار میں ایک اور بزرگ بیٹھے ہیں۔ عاقب کو دیکھتے ہی وہ گلے سے لگا لیتے ہیں پھر عاقب کی آنکھ کھل گئی۔

عاقب جاگنے کے بعد دل ہی دل میں خواب کے دہرانے لگا۔ یہ بزرگ کون ہے اور وہ پہاڑ کہاں ہے۔ مجھے ان کی تلاش کرنی چاہیے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے تھوڑا سا شہد کھایا اور خضر بابا کی طرف دھیان لگا دیا۔ خضر بابا مجھے ان بزرگ کے بعد پہنچا دیجیے۔ تھوڑی دیر بعد خضر بابا ظاہر ہوئے۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے کندھوں کو چھوا ہے۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ دیکھا تو خضر بابا اپنے نورانی جسم میں سامنے موجود ہیں۔ عاقب نے ادب سے انہیں سلام کیا۔ ”خضر بابا خواب میں آپ مجھے غار والے بزرگ کے پاس لے گئے۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ میری ماں بھی یہی چاہتی ہے۔ خضر بابا وہ بزر گ کون ہیں۔ میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ خواب میں آپ نے مجھے ان کے پاس پہنچایا تھا۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ان کے پاس پہنچا دیجیے۔“

خضر بابا بولے۔ ”بچے خواب کے ٹائم میں اور دنیا کے ٹائم میں فرق ہے۔ خواب میں تو تم وہاں پہنچ گئے کوئی دقت نہیں لگا۔ لیکن جاگتے میں جسمانی حالت میں جانے کے لیے ابھی تمہیں وقت درکار ہے۔“

www.ksars.org

عاقب بولا۔ ''لیکن آپ تو وقت کے پابند نہیں ہیں۔ آپ آن کی آن میں مجھے وہاں پہنچا سکتے ہیں۔'' خضر بابا بولے۔ '' بچے ضد نہ کر۔ اندھیرا ہے قندیل جلا۔'' یہ کہہ کر خضر بابا غائب ہو گئے۔''

عاقب نے کھوجتی نظروں کے ساتھ چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ خضر بابا تو اسے دکھائی نہ دیئے۔ البتہ دورِ حد نگاہ پر اسے کچھ ہرے درخت دکھائی دیئے۔ خوشی کے مارے اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ ضرور یہاں پانی ہوگا۔ شاید یہ حصہ طوفان سے تباہ ہونے سے بچ گیا ہے۔ خوشی نے اس کے اندر نئی قوت بھر دی۔ وہ تیزی سے درختوں کی سمت چل پڑا۔ چلتے چلتے اسے خیال آیا۔ یہ درخت پہلے تو یہاں نہیں تھے ۔میں نے اچھی طرح چاروں طرف دیکھا تھا۔ سوائے ریت کے میدان کے کچھ نہ تھا۔ پھر اب یہ کہاں سے آگئے۔ اس خیال کے ساتھ ہی اس کے ذہن کے پردے پر خضر بابا کا نورانی ہیولا نظر آیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکان آگئی۔ وہ جھومتا سیٹی بجاتا اس طرح چلنے لگا جیسے وہ باہر کا ایک جھونکا ہے۔

تھوڑی ہی دیر میں درخت اس کے بالکل قریب آگئے۔ یہ کھجوروں کے درخت تھے۔ عاقب قریب پہنچ کر ذرا محتاط ہو گیا کہ نہ جانے یہاں کس قسم کے لوگ ملیں۔ کچھ دیر کھڑے ہو کر اس نے ادھر ادھر نگاہ ڈالی۔ درختوں کے ساتھ ساتھ لکڑی اور درخت کے پتوں سے بنی ہوئی جھونپڑیاں تھیں ۔یہ تقریبا پچاس جھونپڑیوں پر مشتمل ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ عاقب سوچنے لگا۔ شاید یہ لوگ بھی طوفان سے بچ کر یہاں آئے ہیں۔ نہ جانے کیسے لوگ ہیں؟ خدا کرے اچھے ہی ہوں۔ انہی خیالوں کے ساتھ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا جھونپڑیوں کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اسے دیکھتے ہی کچھ لوگ باہر نکل آئے۔ عاقب نے سلام کیا۔ جواب میں اس نے سب لوگوں کو گہری گہری نظروں سے اپنی طرف گھورتے پایا۔ اب کے سے اس نے اجنبیت کی دیوار کو توڑنے کے لیے باتیں شروع کی کہنے لگا۔ دوستو! میں سیلاب سے بچتا ہوا لوگوں کی کھوج میں

www.ksars.org

یہاں تک پہنچا ہوں۔ اس امید پر کہ دوستوں کے ساتھ کچھ دن آرام کے گزر جائیں اور زندگی کی تنہائیاں دور ہوں۔ میں آپ کے لیے اجنبی ضرور ہوں۔ لیکن بے ضرر ہوں۔ تھکا ہوا ہوں۔ ہرے بھرے درخت نظر آئے تو اس طرف نکل آیا۔''

عاقب کی باتیں سن کر ایک شخص آگے بڑھا کہنے لگا۔ ''ہم سب ہی یہاں طوفان کے مارے ہوئے ہیں۔ مگر اللہ کا کرم ہے کہ زندہ رہنے کے لیے اہم وسائل ہمارے پاس ہیں۔ اگر تم یہاں رہنا چاہتے ہو تو رہ سکتے ہو۔'' عاقب کے چہرے پر خوشی کی لہریں چھا گئیں۔ اس نے سب کا شکر ادا کیا اور اس شخص سے اس کا نام پوچھا۔ ''میں عاقب ہوں آپ کا اسم شریف کیا ہے؟'' وہ شخص مسکرایا اور کہا۔ ''مجھے دانش کہتے ہیں۔ اس وقت تو تم تھکے ہوئے ہو۔ تمہارے سونے کا انتظام ہو جائے گا۔ کل تم اپنی رہائش کے لیے جھونپڑی بنا لینا۔'' عاقب نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا کہ وہ انسانوں میں آ گیا۔ دانش اسے اپنی جھونپڑی میں لے گیا۔ جہاں کھجور کے پتوں کا فرش تھا۔ دانش نے کچھ کھجوریں اس کے سامنے رکھی اور ایک کٹورے میں پانی رکھا۔ ''صدف ٹھنڈے پانی سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے۔'' یہ کہہ کر عاقب نے ایک ہی سانس میں پورا پیالہ پی گیا۔ کچھ کھجوریں کھائیں اور سو گیا۔

پھر اس نے خواب میں دیکھا ''وہ اسی جھونپڑی میں فرش پر اسی طرح سویا ہوا ہے۔ نیند میں اسے کسی کے پکارنے کی آواز آتی ہے۔ عاقب۔ عاقب۔ عاقب تیسری بار پکارنے پر اس کی آنکھ خواب میں کھل جاتی ہے وہ آواز پر کان دھرتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ یہ آواز بہت ہی دور سے آ رہی ہے وہ اٹھ کر آواز کی سمت چلنا شروع کر دیتا ہے۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد اسے ایک پہاڑی سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ ایک پہاڑ پر بڑے بڑے حروف میں تبت لکھا ہوا ہے۔ وہ جان لیتا ہے کہ یہ تبت کی پہاڑیاں ہیں۔ بہت دور سب سے اونچے

www.ksars.org

پہاڑ کی چوٹی پر ایک بزرگ کھڑے اس کے نام سے پکار رہے ہیں۔ وہ دوڑتا ہوا پہاڑوں کی جانب بڑھتا ہے۔ راستے میں دریا بھی آتے ہیں۔ خشک میدانوں سے بھی گزرتا ہے اور پھر بالآخر اس چوٹی پر ان بزرگ کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ جیسے ان کے پاس پہنچتا ہے۔ وہ بزرگ عاقب کو گلے سے لگا لیتے ہیں۔ ایک ٹھنڈی سی لہر اس کے وجود میں دوڑ جاتی ہے۔" اور پھر اسی وقت اس کی آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلنے کے بعد بھی وہ لطیف تھی ٹھنڈک اس کے وجود میں باقی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن کی خضر بابا نے نشاندہی کی تھی۔ وہ سوچنے لگا نہ جانے تبت یہاں سے کتنی دور ہے۔ نہ موٹر گاڑی ہے نہ ہوائی جہاز ہیں۔ نہ ہی گھوڑا ہے ۔ کس طرح جانا ہوگا؟ اس کے دل نے کہا۔ "اللہ ہی راستہ دکھانے والا ہے۔" صبح صبح اٹھ کر اس نے نماز پڑھی۔ اتنے میں دوسرے لوگ بھی جاگ گئے۔ دانش نے چند لوگوں سے اس کا تعارف کرایا۔ سب نے کھجوریں کھائیں۔ تھوڑا پانی پیا اور عاقب کے لیے جھونپڑی بنانے میں لگ گئے۔ ان کے پاس ایک کلہاڑا تھا ۔ ہتھوڑی اور کیلیں تھی۔ درخت کاٹ کر انہوں نے چھوٹی سی ایک جھونپڑی بنالی اور درخت کے سوکھے پتے چھت پر ڈال دیئے۔ گھر بن کر جب تیار ہو گیا تو عاقب کے اسے دیکھنے لگا۔ اس کی نظریں اس جھونپڑی پر تھیں۔ مگر سامنے اس کا اپنا گھر تھا جس میں وہ پیدا ہوا۔ اپنی ماں اور باپ کی آغوش میں پلا بڑھا۔ ان کی مادرانہ اور پدرانہ شفقتوں میں جوان ہوا۔ اس کی آنکھیں خشک تھیں۔ مگر دل آنسوؤں میں ڈوبا ہوا تھا۔ دل کی ہوک صدا بن کر سینے میں گونجی۔ یا بارِالٰہی! میری کمزوریاں دور کر اور مجھے استقامت عطا فرما۔ درد کے لمحے سے نکل کر اسے احساس ہوا کہ سب کی نظریں اس پر ٹکی ہوئی ہیں۔ اس کے غم میں مسکراہٹیں شامل ہو گئیں۔ اس نے سب کا شکریہ ادا کر کے وہ اپنے نئے گھر میں داخل ہو گیا۔ سب لوگ واپس اپنے گھروں میں ہی چلے گئے۔ کھجور کی سوکھی ٹہنیوں سے بنی ہوئی اس چھوٹی سی کٹیا پر اس نے ایک حسرت بھری نظر ڈالی ۔ درد کے طوفان نے دل کا بند توڑ ڈالا۔ فرش پر سر رکھ کر وہ جی بھر کر رویا۔ اس کے اندر کا انسان کہنے لگا۔

www.ksars.org

اے میرے رب ! یہ کیسی قیامت ہے۔ جو دلوں پر گزر رہی ہے۔ ہونٹوں کی مسکراہٹ اب مصنوعی لگتی ہے۔اے اللہ زندگی کے ان لمحوں کو تیزی سے گزار دے۔"

چند دن عافیت کے گزر گئے۔ کھجوروں کے درختوں کے پاس ہی یہاں ایک چھوٹی سی جھیل تھی۔ جس میں صاف شفاف پانی بھرا ہوا تھا۔لوگوں نے بتایا کہ "جب وہ طوفان سے بچتے بچاتے یہاں تک پہنچے تو یہاں صرف یہ کھجوروں کے درخت ہی تھے۔ کھجور کے سب پرانے اور مضبوط درخت کے ساتھ دانش ہمیں چمٹا ہوا ملا۔اس نے بتایا کہ یہاں اس کا گھر تھا اور بھی کئی گھر تھے۔جو طوفان میں بہہ گئے۔دانش نے ضرورت کی چند چیزیں کلہاڑا ہتھوڑی، چاقو اور بندوق یہ چیزیں اس درخت کے ساتھ رسی سے باندھ دیں اور خود بھی اپنے آپ کو رسی کے ساتھ درخت کے تنے سے باندھ دیا۔اللہ نے اپنی قدرت سے اسے بچا ہی لیا۔ دانش کا اس خوفناک طوفان میں زندہ بچ جانا ایک معجزے سے کم نہیں ہے۔" یہ سن کر عاقب بولا۔ "مگر کیا ہم سب کا اس مصیبت سے بچ نکلنا معجزہ نہیں ہے؟" سب نے اس کی تائید کی۔ دانش کہنے لگا۔ "اللہ ہی زندگی دیتا ہے۔اللہ ہی اسے واپس بھی لے لیتا ہے۔ جسے وہ زندہ رکھنا چاہتا ہے اسے زندگی کے وسائل بھی مہیا کرتا ہے۔ یہ جھیل یہاں نہیں تھی۔جب ہم سب اکٹھے ہوئے۔تو ہمارے ذہنوں میں خیال آیا کہ طوفان اب تھم گیا ہے اگر ہم نے پانی کا ذخیرہ نہ کیا تو بعد میں مشکل ہو جائے گی۔ بس کلہاڑا میرے پاس تھا۔ہم نے لکڑی کاٹ کر اس کے اوزار بنائے۔ زمین بالکل گیلی تھی اور ابھی تو بارش بھی بالکل تھمی نہ تھی۔ ہم نے جھیل بنالی۔ جو بارش اور طوفان کے پانی سے خود بخود بھر گئی۔ بعد میں ہمیں تباہ شدہ گھروں کے بچے کھچے سامان سے کچھ اور ضرورت کی چیزیں مل گئیں۔ جن میں کئی قسم کے اناج کے دانے بھی ہیں۔ اب ہم آہستہ آہستہ بو رہے ہیں۔ ہم سب بہت خوش ہیں کہ زندگی کی ضروریات کی چیزیں ہمارے پاس ہیں۔ ہم اب یہاں سے کہیں اور جانا نہیں چاہتے۔ یہ سُن کر عاقب خاموش ہو گیا۔اس نے خضر بابا یا تبت

www.ksars.org

والے بزرگ کا ذکر نہیں کیا کہ نہ جانے یہ لوگ اس بات کو کس طرح لیں۔ کیونکہ ان چند دنوں میں اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ تمام لوگ اپنی جگہ اب بالکل مطمئن ہیں کہ اللہ نے انہیں اس ہولناک طوفان سے بچا لیا ہے۔ اب اس نئی زندگی کے سوا انہیں اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے ذہنوں میں یہ بات آ چکی تھی کہ بس اب اللہ ان سے خوش ہیں اب وہ اپنی زندگی اسی مقام پر گزارنا چاہتے تھے۔ مگر عاقب کا ذہن مسلسل تبت والے بزرگ کے پاس جانے کے پروگرام بناتا رہتا۔

آٹھ نو دن کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ ''تبت والے بزرگ کے پاس ایک خوبصورت عربی گھوڑا کھڑا ہے۔ بزرگ اپنے خادم کو آواز دیتے ہیں۔ پاشا او پاشا! خادم بھاگتا ہوا آتا ہے۔ ہاتھ باندھ کر ادب سے کہتا ہے۔ ''جی سرکار کا حکم سرکار۔۔ بزرگ فرماتے ہیں دیکھو اس گھورے کو عاقب کے پاس لے جاؤ۔ اس سے کہنا۔ رحمٰن بابا نے آپ کے لئے سواری بھیجی ہے۔ آپ کو بلوایا ہے۔ خادم گھوڑے کی لگام تھام کر ادب سے سر جھکاتے ہوئے جو حکم سرکار کہہ کر رخصت ہو جاتا ہے۔'' پھر عاقب کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اُٹھ کر وضو کیا۔ نماز پڑھی اور نئے سفر کے لئے اللہ تعالی سے مدد کا خواستگار ہوا۔ اسے یقین تھا کہ رحمٰن بابا ضرور اس کے لئے گھوڑا بھیجیں گے۔ سارا دن وہ سوچتا رہا کہ مجھے دانش اور بستی والوں کو اپنے جانے کے متعلق بتانا چاہیئے یا نہیں۔ رات آگئی تو عاقب نے دانش کو بتایا کہ وہ کئی مرتبہ خواب میں تبت والے بزرگ کو دیکھ چکا ہے کہ وہ اسے اپنے پاس آنے کا حکم دے رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی دانش ذرا غصے سے چیخ اُٹھا اور بولا۔ ''تم نے خواب کو سچ سمجھ لیا۔ یہاں تمہیں کس چیز کی کمی ہے ہم میں سے کوئی بھی نہیں چاہے گا کہ تم جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی دانش نے زور سے سب کو آواز دی۔ ''ارے بھئی۔ ادھر تو آؤ۔ یہ عاقب میاں تبت جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ سب لوگ دانش کی آواز پر اکٹھے ہو گئے۔ ایک بولا۔ کیا کہا تبت جائیں گے۔ دانش بولا۔ ''ہاں بھئی انہیں ایک بزرگ خواب میں ملے ہیں جو تبت کی پہاڑیوں میں رہتے

www.ksars.org

ہیں کہتے ہیں ہمارے پاس آؤ۔ وہ سارے کے سارے قہقہ مار کے ہنسے۔ ارے میاں تبت جانا آسان ہے کیا اور پھر خواب کا کیا بھروسہ چھوڑو یہ خیال اور اسی جگہ کو تبت سمجھ لو۔ ان کے مضحکہ خیز انداز نے عاقب کو چونکنا کر دیا۔ اس نے ان کی ہاں میں ہاں ملانے میں ہی عافت جانی اور بات کو ختم کرنے کے لئے بولا۔ ”ہاں بھئی تم لوگ ٹھیک ہی کہتے ہو۔ بھلا خواب کا کیا اعتبار۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔“ یہ بات سُن کر سارے خوش ہو گئے۔ کہنے لگے۔ ”سن لو۔ تمہیں تو ہم کسی قیمت پر جانے نہیں دیں گے۔ اگر اسی طرح ایک ایک کر کے لوگ جاتے جائیں گے تو بستی تباہ ہو جائے گی۔ اس کے بعد عاقب نے مزید اس موضوع پر بات کرنا مناسب نہ سمجھا اور بات آئی گئی ہو گی۔ مگر ارات بھر اسے اس فکر میں نیند نہ آئی کہ یہاں سے نکلنے کی کیا ترکیب ہو؟۔ رحمٰن بابا کا بھیجا ہوا گھوڑا اگر یہاں آئے گا تو کیا بستی والوں پتہ نہیں چل جائے گا۔ دانش کے پاس تو بندق بھی ہے۔ ان لوگوں پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا رات کے پچھلے پہر یہی سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ ”کھجوروں کے درختوں میں بستی سے دوسرے سرے پر ایک خوبصورت عربی گھوڑا کھڑا ہے۔ یہ پتوں میں چھپا ہوا ہے۔ عاقب جلدی جلدی سب سے چھپتا ہوا درختوں کی آڑ لیتا ہوا گھوڑے کی طرف بڑھتا ہے۔ پاس پہنچ کر وہ گھوڑے کو پہچان لیتا ہے کہ یہ گھوڑا تو رحمٰن بابا نے اس کے لئے بھیجا ہے۔ بستی کے تمام لوگ سو رہے ہیں۔ رات کا وقت ہے اور بستی اور گھوڑے کے درمیان کھجوروں کے درخت ہیں۔ جس کی وجہ سے عاقب اور گھوڑے کو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ عاقب گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہے اور جیسے ہی اس کی لگام ہاتھ میں لیتا ہے۔ گھوڑا بستی سے مخالف سمت میں بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ کافی دیر سفر کرنے کے بعد اسے تبت کی پہاڑیاں دکھائی دیتی ہیں اور پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پر رحمٰن بابا کھڑے اسے ہاتھ ہلا کر خوش امدید کہتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس وقت خوشی سے وہ ہنس پڑتا ہے“ اور پھر اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور دل خوشی سے اچھل رہا تھا کیسفیت اس

www.ksars.org

قدر شدید تھی کہ جاگنے کے بعد ایک لمحے کو وہ سمجھا کہ وہ سچ مُچ رحمٰن بابا کے پاس پہنچ چکا ہے۔ مگر پھر جب پلکیں جھپکیں تو سین ہی بدل گیا۔ وہ اپنے حجرے میں زمین پر پڑا تھا۔ اس نے ایک لمبا سانس لیا اور باہر نکل کر جھیل پر منہ ہاتھ دھونے لگا۔ صبح ہو چکی تھی اب اسے اس رات کا انتظار ہونے لگا۔ جو اس نے خواب میں دیکھی تھی اسے یقین تھا کہ آج رات گھوڑا ضرور آجائے گا۔ وہ سارا دن اس نے بستی والوں کے ساتھ خوش باش گزارا۔ رات کو اپنی کٹیا میں آکر فرش پر بچھی ہوئی کھجوروں کی شاخوں اور پتوں کے نیچے سے شہد کی بوتل نکالی۔ اپنی جینز کی جیب میں بوتل رکھی۔ کچھ کھجوریں رکھیں اور آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگا جب رات بیت گئی۔ بستی کے تمام لوگ گہری نیند سو گئے تو وہ آہستہ سے دبے پاؤں اُٹھا۔

اس وقت اسے خضر بابا یاد آگئے۔ اس نے بڑے دل دعا مانگی کہ خضر بابا مجھے راستہ دکھانا۔

اس وقت اس کے دماغ میں خضر بابا کی آواز گونجی۔ ''بچے اندھیرا ہے۔ قندیل جلا'' خضر بابا کے طلسماتی الفاظ بھی خضر بابا کی طرح راہ نما تھے۔ اسے یوں لگا جیسے اس کے سامنے روشنی کا ایک راستہ ہے۔ پتلا سا راستہ۔ جو درختوں سے گزرتا ہوا درختوں کے پار جا رہا ہے۔ اس راستے کے دوسرے سرے پر رحمٰن بابا کا گھوڑا کھڑا ہے۔ اس کے دل کے سارے اندیشے روشنی میں دور ہو گئے۔ اسے یاد آیا۔ اس کی ماں کہا کرتی تھی۔ بیٹے! شک و وسوسہ، ڈر خوف اور بے یقینی یہ سب کا سب اندھیرا اور اندھیرے کی مختلف صورتیں ہیں۔ اندھیرے کی تمام صورتیں سایہ ہیں۔ یعنی خود اعتمادی، بھروسہ یہ سب اجالا اور اجالے کی صورتیں ہیں اجالا اندھیرے کو نگل جاتا ہے۔'' اس نے دل میں اپنے رب سے مدد مانگی۔ ''اے دو جہان کے مالک۔ آج اُجالا اندھیرے کو نگلنے جا رہا ہے۔ میری مدد فرما۔ اور بسم اللہ پڑھ کر اس روشنی کے راستے پر قدم رکھ دیئے۔ اس کے ذہن سے بستی والوں کا خیال ہی مٹ گیا تھا۔ رحمٰن بابا کی عاقب، عاقب کی پکار اس کے اندر

www.ksars.org

گونج رہی تھی۔ وہ جلد ہی گھورے کے پاس پہنچ گیا۔ گھورے پر بیٹھ کر گھوڑے کی لگام ہاتھ میں لی اور گھورے کی گردن پر تھپتھپا کر کہا۔ ''رحمٰن بابا کے پاس لے چلو۔اسی وقت گھوڑا ہوا سے باتین کرنے لگا۔ نیا سفر، منزل، نئی خوشی اس کے دل کی دنیا بدل گئی۔

رات کے اندھیرے میں گھوڑا اس طرح دوڑ رہا تھا جیسے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے وہ گھوڑے کی پشت پر بیٹھا اللہ کے ناموں کا ورد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح کا اجالا پھیلنے لگا اور حدِ نگاہ پہاڑی کا سلسلہ دکھائی دیا۔ گھوڑا اسی جانب اپنی پوری رفتار سے دوڑ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد پورا اجالا پھیل چکا تھا اور پہاڑی بستیاں دکھائی دینے لگیں۔ یہاں طوفان کی تباہی کے کوئی آچار دکھائی نہیں دیتے تھے۔ گھوڑا ایک شہر میں داخل ہوا جو پہاڑوں کے درمیان تھا جگہ جگہ مندر اور بت دکھائی دیئے۔ اس نے ادھ اُدھر بورڈ پر لکھے ہوئے ایڈریس پڑھنے شروع کر دیئے۔

☆☆☆

www.ksars.org

(پانچویں قسط)

کئی دکانوں کے بورڈ پر اسے کھٹمنڈو لکھا دکھائی دیا۔ وہ حیران رہ گیا کہ چند گھنٹوں میں وہ انقرہ (ترکی) سے کھٹمنڈو کیسے پہنچ گیا اور اسے تھکن کا کوئی احساس بھی نہ تھا۔ اب اس کے دل پر رحمٰن بابا کی کرامات کا رعب سا پڑنے لگا وہ سوچنے لگا رحمٰن بابا کوئی بہت ہی بڑے بزرگ ہیں۔ پہاڑوں میں رہتے ہوئے بھی وہ اتنی اتنی دور تک دیکھ سکتے ہیں۔ اسے اپنے ابو کی بات یاد آئی۔ وہ کہتے تھے کہ "بیٹا! روح کی آنکھ آسمانوں اور زمینوں میں ہر طرف دیکھ سکتی ہے اور روح کی آنکھ ہر شئے کے ظاہر اور باطن دونوں کو یکساں طور پر دیکھتی ہے۔ اللہ کے وہ بندے جو روح کی آنکھ سے دنیا کو دیکھتے ہیں۔ وہ جب دنیا کی کسی شئے یا کسی فرد کو دیکھتے ہیں تو ان کی نظر اس شئے یا اس فرد کے دل تک پہنچ جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ پھر اپنے تصرف اور ارتکاز توجہ سے فرد کے خیال میں اپنے خیال کی روشنی شامل کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ فرد کا خیال روحانی بندے کی روشنیوں سے لبریز ہو جاتا ہے اور وہ روحانی بندے کے خیال کو اپنا خیال سمجھ لیتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔ اس وقت تو ابو کی بات عاقب کو اتنی اچھی طرح سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ مگر اب اس کی سمجھ میں یہ بات آگئی تھی کہ ساری دنیا میں خیالات کی ترسیل کا سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔ ایک کا خیال دوسرے کے دماغ میں ڈھل کر جب باہر نکلتا ہے تو وہ اسے اپنی ہی تخلیق سمجھتا ہے۔ جیسے سیپی میں بارش کا قطرہ جب گہر بنتا ہے تو سیپی اسے اپنی تخلیق سمجھتی ہے اور قطرے کا نشان تک چھپا لیتی ہے۔ حقیقت مجاز کے پردوں میں چھپ کر کام کر رہی ہے۔

www.ksars.org

گھوڑا قراقرم کے پہاڑی سلسے میں داخل ہو چکا تھا۔ سرد ہواؤں کے تھپیڑوں نے اس کے دورانِ خون کو اور تیز کر دیا۔ خون کی لالی چہرے سے جھلکنے لگی۔ اس نے جیب سے شہد کی بوتل نکالی اور تھوڑا سا شہد کھایا۔ پھر گھوڑے کی گردن پر تھپتھپا کے کہنے لگا۔ ''یار ذرا جلدی سے رحمٰن بابا کے پاس لے چلو نا۔ سردی لگ رہی ہے۔'' گھوڑے نے اس طرح گردن ہلائی جیسے سب کچھ سمجھ گیا۔ گھوڑا پہاڑی راستے میں اونچائی کی طرف چلتا رہا اور کوئی ایک گھنٹے کے بعد ایک مقام پر ٹھہر گیا۔

عاقب نے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔ وہ جان گیا کہ اس کی منزل آگئی ہے اسے سوائے پتھریلے پہاڑوں کے کچھ دکھائی نہ دیا تو وہ گھوڑے سے اتر آیا۔ اتر کے اسی سیدھ میں کچھ آگے بڑھا تو راستہ اس قدر پتلا تھا کہ وہ جان گیا کہ اتنے پتلے راستے پر گھورے کا چلنا مشکل تھا۔ یہ پتلا راستہ جا کر دائیں طرف کو مڑ گیا۔ جیسے ہی وہ دائیں جانب مڑا۔ اسے کچھ فاصلے پر غار کے دہانے پر ایک بزرگ کھڑے دکھائی دیئے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ رحمٰن بابا نے زور سے پکارا۔ ''آؤ آؤ عاقب بیٹے۔''

عاقب نے بھی بیک وقت آواز دی۔ ''السلام علیکم رحمٰن بابا۔'' اور تیزی سے دوڑ کر رحمٰن بابا کے پاس پہنچ گیا۔

رحمٰن بابا نے اپنی بانہیں پھیلا دیں اور عاقب کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ ایک مدت بعد پدرانہ محبت کا لطف عاقب کو ماضی میں لے گیا۔ اس کی آنکھوں کا سیلاب امنڈ آیا۔ تھوری دیر رونے کے بعد وہ سنبھل گیا۔ رحمٰن بابا اسے غار کے اندر لے آئے۔ غار میں داخل ہوتے ہی اسے محسوس ہوا کہ غار تو بہت وسیع ہے۔ اندر ہی اندر نہ جانے کہاں تک اس کا پھیلاؤ تھا۔ یہ بڑا سا کمرہ اچھا خاصہ ایک ہال تھا۔ جس پر گرم نمدے کا فرش تھا اور اس نمدے پر بہت سی بھیڑ کی کھالیں جگہ جگہ بچھی تھیں۔ رحمٰن بابا نے نہایت ہی

www.ksars.org

شفقت سے عاقب کو ایک سفید ملائم سی کھال پر بٹھایا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ عاقب کا ذہن اس وقت بالکل خالی تھا اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ خواب دیکھ رہا ہے وہ بس چپ چاپ رحمٰن بابا کا مسکراتا نورانی چہرہ تکے جارہا تھا۔ رحمٰن بابا نے مٹی کی ایک چھوٹی سی مٹکی سے سلوری گلاس میں دودھ انڈیلا اور عاقب کو دیا۔ کہنے لگے۔ ''بیٹے! اسے پی لو۔ تم اتنے لمبے سفر سے ضرور تھک گئے ہوگے۔'' عاقب نے ایک گھونٹ ٹھنڈا شریں دودھ پیا۔ اس کے ذہنی ٹھہراؤ میں کچھ حرکت پیدا ہوئی۔ وہ لمبا سانس لیتے ہوئے بولا۔ ''رحمٰن بابا! آپ کا گھوڑا تو ہوائی جہاز سے بھی اچھا ہے۔ بغیر تھکے ہوئے اتنی جلدی یہاں پر پہنچ جانا آپ کی کرامات ہی کہی جاسکتی ہیں۔ پھر یہ کہ ایک جگہ بھی کسی سے راستہ پوچھنا نہیں پڑا۔ وہاں بیٹھا یہاں اتر آیا۔ نہ تھکن کا خیال آیا۔ نہ بھوک پیاس لگی۔''

رحمٰن بابا مسکرائے۔ ''بیٹے اللہ کی راہ کا ہر قدم اللہ اسان کر دیتا ہے۔ اللہ کے ذہن میں مشکل اور ناممکن لفظ نہیں ہے۔ یہ الفاظ تو انسان کے کمزور ارادے کی تخلیق ہیں۔ جب انسان کی نظر اپنے نفس کی کمزوری پر ہوتی ہے تو اسے کام مشکل نظر آتا ہے۔ مگر جب آدمی کی نظر اپنے نفس سے ہٹ کر اللہ پر ہوتی ہے تو اس کی فکر اور سوچ اللہ کے ارادے کے مطابق ہوتی ہے اور اس کا ہر کام آسان ہو جاتا ہے۔''

عاقب نے پوچھا۔ ''رحمٰن بابا! میرے لئے کیا حکم ہے؟''

رحمٰن بابا بولے۔ ''ابھی تم تھوڑی دیر سو جاؤ۔ جب اُٹھو گے تو پھر بات کریں گے۔'' یہ کہہ کر رحمٰن بابا نے عاقب کو نمدے کا ایک چھوٹا سا کمبل اوڑھا دیا۔ جس کے دوسرے رُخ پر بھیڑ کی کھالیں سلی ہوئی تھیں۔ نرم گرم بستر میں لیٹتے ہی عاقب غافل ہو گیا۔ اس نے ایک عجیب سا خواب دیکھا اس نے دیکھا۔

www.ksars.org

"کھلے آسمان کے نیچے عدالت لگی ہوئی ہے۔ بینچوں پر بہت سے لوگ بیٹھے ہیں۔ سامنے ایک بڑا سا منبر ہے۔ جس پر بہت سی فائلیں رکھی ہیں۔ میز پر سامنے کی طرف بڑی سی کرسی ہے جس پر ایک باعرب ہستی جج کی صورت میں بیٹھے ہیں۔ میز کے دوسری طرف جج کے سامنے والی کرسی پر عاقب بیٹھا ہے۔ جج کے داہنی جانب کرسی پر رحمٰن بابا تشریف رکھتے ہیں۔ جج اور رحمٰن بابا دونوں کی نظر عاقب پر ہے۔ جج پوچھتا ہے۔ "تمہارا نا کیا ہے؟"

عاقب نے جواب دیا۔ "مجھے عاقب کہتے ہیں۔"

جج رحمٰن بابا کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں۔ "یہ کون ہیں؟"

عاقب کہتا ہے۔ "یہ رحمٰن بابا ہیں۔"

اب جج آسمان پر سورج کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں۔ "یہ کیا ہے؟" عاقب کو سورج میں رحمٰن بابا کی شبیہ دکھائی دیتی ہے وہ کہتا ہے "یہ رحمٰن بابا ہیں۔"

پھر جج چاند کی طرف اشارہ کر کے پوچھتا ہے۔ "یہ کیا ہے؟" عاقب کو چاند میں بھی رحمٰن بابا نظر آتے ہیں۔ غرض کہ جج ستارے، آسمان دنیا کی ہر شئے کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے اور عاقب کو ہر شئے میں رحمٰن بابا دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ہر ایک کو رحمٰن بابا کہتا ہے۔ آخر میں جج عاقب کے سینے کی طرف اشارہ کر کے پوچھتا ہے۔ "یہ کون ہے؟" عاقب ایک لمحے سر جھکا کے اپنے سینے کی طرف دیکھتا ہے۔ سینے پر اسے چکور آئینہ فٹ دکھائی دیتا ہے اور اس آئینے میں رحمٰن بابا کا عکس دکھائی دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ رحمٰن بابا ہیں۔ اب جج کہتا ہے جب سب کچھ رحمٰن بابا ہے پھر تم کون ہو؟" عاقب ایک

www.ksars.org

لمحے کو اپنے ذہن پر زور ڈالتا ہے میں کون ہوں؟ میں، میں میں اور پھر جیسے وہ اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے میں رحمٰن بابا ہوں۔ اسی وقت رحمٰن بابا ایک رنگین روشنی کے ہیولے کی صورت میں آہستہ آہستہ اس کے قریب آتے ہیں اور اس کے اندر سما جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی آنکھ کھ جاتی ہے۔''

آنکھ کھلی تو رحمٰن بابا اس کے برابر میں بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔ اس نے سلام کیا اور جلدی سے اُٹھ بیٹھا رحمٰن بابا بولے۔ فجر کا وقت ہوا چاہتا ہے کہو آرام کی نیند آئی؟'' عاقب نے کہا۔ ''حضور نیند تو ایسی اچھی آئی کہ مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں اتنا لمبا سویا اور ایک عجیب خواب بھی دیکھا اجازت ہو تو عرض کروں۔''

رحمٰن بابا نے مسکرا کے کہا۔ ''ضرور کہو۔ شاید ہم اس کی کچھ تعبیر بتا دیں۔''

عاقب نے پورا خواب انہیں سنایا۔ رحمٰن بابا بولے۔ ''جب تم آئینہ میں اپنا عکس دیکھتے ہو تو تمہاری پوری توجہ اپنے عکس پر ہوتی ہے۔ پھر تم اپنے عکس کو مختلف زاویوں سے دیکھتے ہو تمہاری ساری دلچسپی کا مرکز امہارا اپنا عکس ہے۔ ائینے کی طرف خیال بھی نہیں جاتا۔ آئینہ موجود ہوتے ہوئے بھی تمہارا ذہن آئینے کی نفی کر دیتا ہے۔ یعنی ذہن اپنی تمام روشنیاں آئینے سے ہٹا کر صرف تمہارے عکس میں جمع کر دیتا ہے۔ جب قلب کی نگاہ ایک نقطۂ فکر پر مرکوز ہو جاتی ہے تو یہ نقطہ نور کا نقطہ بن جاتا ہے۔ نور کا ہر نقطہ پوری کائنات ہے۔ خواب میں تم نے قدرت کے اسی اصول کا مشاہدہ کیا ہے۔ خواب کے حوالے سے تمہاری روح کی فکر اور قلب کی نگاہ کا مرکز رحمٰن بابا کی ذات ہے۔ روح کی فکر کا ہر نقطہ نور کا نقطہ ہے۔ قلب کی نگاہ اس نقطے میں کائنات دیکھ رہی ہے۔ سو بیٹے! قلب کی نظر تمہارے خوب کے جسم کی آنکھ ہے۔ یہ آنکھ روح کی فکر کی روشنی میں دیکھتی ہے۔ اس طرح روح کی فکر اور قلب کی نظر دونوں بیک وقت کام

www.ksars.org

کرتی ہیں۔ فکر کی روشنی میں اپنے مرکز سے پھیلاؤ یعنی گریز کی فطرت کام کر رہی ہے اور نظر کی روشنی میں مرکز پر سمٹنے یعنی کشش کی فطرت کام کر رہی ہے۔ نظر اپنی فطرت کے مطابق فکر کی روشنی میں مرکزِ نگاہ پر سمٹتی ہے۔ روح کی فکر اس روشنی کو اپنی فطرت کے مطابق پھیلنے پر مجبور کرتی ہے۔ اس طرح نظر کی روشنی فکر کے نور کے ایک ذرّے یا مرکز سے دائروں میں پھیلتی ہے۔ نظر کی روشنی کا ہر پھیلاؤ کائنات کا ایک ڈائی مینشن ہے۔ نظر جب روح کی فکر کی روشنیوں کو پوری طرح جذب کر لیتی ہے تو فکر کی روشنی نگاہ کی روشنی پر غالب آ جاتی ہے۔ اسی کو ذہن کی مرکزیت کہتے ہیں۔ پھر نگاہ کی روشنی کے ہر پھیلاؤ میں کائناتی ڈائی مینشن کے اوپر ذہن کی مرکزیت کی تصویر چھپتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام کائناتی ڈائی مینشن اس تصویر کے پسِ پردہ چھپ جاتے ہیں۔ جیسے سورج کی روشنی چاند ستاروں کو چھپا لیتی ہے یاد رکھو! نظر کی ازلی مرکزیت اللہ ہے جس پر وہ پیدا کی گئی ہے۔“

رحمٰن بابا اور عاقب صبح کی نماز و اشغال سے فارغ ہوئے تو صبح پوری طرح روشن ہو چکی تھی۔ رحمٰن بابا بولے۔ ”کل تو تم آتے ہی سو گئے تھے آؤ ہم تم کو اپنی جنت دکھاتے ہیں۔“ رحمٰن بابا نے خود بھی گرم شال اوڑھی اور عاقب کو بھی دی کہ باہر سردی ہے۔ غار سے باہر پہاڑ کو اونچے اونچے پتھروں سے صاف کر کے ہموار زمین بنی ہوئی تھی اور اس زمین پر مکئی اور گیہوں بوئے ہوئے تھے۔ عاقب نے پوچھا۔ ”حضور یہ سب کام آپ نے کئے ہیں؟“

رحمٰن بابا بولے۔ ”اللہ کا ایک بندہ یہاں آتا ہے وہ بکریوں کی بھی دیکھ بھال کرتا ہے اور یہ دانے بھی بو جاتا ہے۔ کبھی کبھی میں بھی اس کے ساتھ لگ جاتا ہوں۔“

عاقب نے پوچھا۔ ”آپ کے پاس بکریاں بھی ہیں؟“

www.ksars.org

وہ بولے۔ ''ہاں بہت ساری ہیں۔ آؤ دکھاتے ہیں۔'' یہ کہہ کر رحمٰن بابا اسی پتلے سے راستے پر ہو لئے۔ جس پر چل کر عاقب غار میں پہنچا تھا۔ دونوں چلتے ہوئے اس مقام پر آ گئے جہاں گھوڑے نے عاقب کو اُتارا تھا۔ اس جگہ سے ذرا فاصلے پر گھوڑا کھڑا تھا۔ یہاں پہاڑ پر خوب بڑے بڑے گھنے درخت تھے۔ بہت ہریالی تھی۔ اسی ہریالی میں بہت ساری بھیڑیں اور بکریاں آزادی کے ساتھ چر رہی

تھیں۔ مخملیں سبزے پر سفید سفید بھیڑیں سبزے کا ہی حصہ لگ رہی تھین۔ عاقب کا دل خوشی سے کھل اُٹھا۔

''رحمٰن بابا یہ تو سچ مچ جنت ہے۔''

رحمٰن بابا نے مسکرا کے کہا۔ ''بچے اسی لئے تو تمہیں ہم کھینچ رہے تھے۔''

عاقب بولا۔ ''رحمٰن بابا طوفان نے دنیا کو تہس نہس کر دیا ہے۔ مگر یہاں تو طوفان کے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے۔'' رحمٰن بابا بولے۔ ''اللہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے رکھتا ہے جسے چاہتا ہے ختم کر دیتا ہے بندوں سے دنیا کی رونق ہے۔ بندے ختم ہو گئے تو دنیا بھی ختم ہو جائے گی۔ وہ کسی کو مارتا ہے کسی کو جلاتا ہے قدرت کے کاموں میں انسان اس کا معاون ہے۔ اللہ اپنے بندوں سے دنیاوی امور کی خدمات لیتا ہے۔ دیئے سے دیا جلتا ہے اللہ کے خدمت گار دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے اپنی جگہ کام کرنے والے چھوڑ جاتے ہیں۔ تاکہ قدرت کا کاروبار چلتا رہے۔''

www.ksars.org

عاقب نے کہا۔ ''رحمٰن بابا! جن لوگوں سے نکال کر آپ نے یہاں مجھے بلایا ہے۔ وہ تو انسان کہلانے کے بھی مستحق نہیں ہیں۔ طوفان نے انہیں کیا سے کیا بنا دیا ہے۔ رحمٰن بابا! کیا وسائل کی کمی انسان کو حیوان بنا دیتی ہے؟''

رحمٰن بابا بولے۔ ''بیٹے! جو وسائل کو زندگی کا سورس سمجھتے ہیں۔ وہی لوگ وسائل کی کمی کی وجہ سے خراب ہوتے ہیں۔ جو اللہ کو زندگی عطا کرنے والا جانتے ہیں۔ ان کی نظر اللہ پر ہوتی ہے۔ ان کے لئے وسائل مہیا کرنے کی ذمہ داری اللہ پر ہوتی ہے اور اللہ اپنی ذمہ داری نبھانا خوب جانتا ہے۔ بیٹے! یہ تو ایسا ہی ہے جیسے آپ پیاسے ہوں اور سمندر کو چھوڑ کر سمندر سے نکلی ہوئی ایک بوند کی طرف جائیں۔ سعی لاحاصل اسی کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہر ایت قدرت کا قانون ہے۔ سورہ البقرہ کی آیت ۱۵۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میوؤں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ تو صبر کرنے والوں کو (اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو۔''

عاقب نے کہا ''مگر رحمٰن بابا اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں بندہ تو کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ پھر اللہ اسے کیوں آزماتے ہیں۔ اللہ میاں بندوں کی کمزوری سے واقف ہوتے ہوئے بھی اسے اس کشمکش سے گزارتے ہیں۔''

رحمٰن بابا نے پوچھا۔ ''جب تم مڈل کلاس میں تھے۔ تمہارا ٹیچر کتنا پڑھا ہوا تھا؟''

عاقب نے جواب دیا۔ ''وہ بی-ایڈ تھے۔''

رحمٰن بابا بولے۔ ''مڈل کے امتحان کے پیپر میں تمہارے ٹیچر نے بی اے کے سوال رکھے تھے یا مڈل کلاس کے؟''

www.ksars.org

عاقب نے حیران کر کہا۔ ''مڈل کے'' وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کیسا عجیب سوال ہے۔ ٹیچر میری قابلیت کا امتحان لے تو میری قابلیت کے دائرے میں ہی تو سوال کرے گا۔'' رحمٰن بابا نے شاید اس کا ذہن پڑھ لیا۔ فوراً بولے۔ ''یہی تو میں تم سے کہتا ہوں۔ ٹیچر تمہاری قابلیت کا امتحان لے گا تو تمہاری قابلیت کے دائرے میں ہی تو سوال کرے گا۔''

عاقب اپنے دل کی بات رحمٰن بابا کی زبان سے سن کر چونک گیا۔ رحمٰن بابا پھر بولے۔ ''بچے! اللہ نے انسان کو اپنا نائب بنایا ہے اور زمین پر اپنے خلیفہ کی حیثیت سے اس کا تقرر کیا ہے۔ انسان کے لئے نیابت و خلافت ایک علمی کورس ہے۔ جس کورس کی تکمیل کے لئے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ اللہ کی آزمائشیں اسی کورس کے ٹیسٹ پیپرز ہیں۔ دنیا میں جب بندہ یہ امتحان پاس کر لیتا ہے تو آخرت میں اس کی علمی قابلیت اور صلاحیتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ اس کورس کا سرٹیفکیٹ دیتے ہیں۔ قرآن میں جہاں بھی آزمائش کا ذکر آیا ہے۔ جان لینا چاہیئے کہ انسان کی آزمائش نیابت و خلافت کی فکر کے دائرے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر فکر قدرت کا نظام ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔ دنیا میں لوگ آتے رہیں گے مٹتے رہیں گے۔ مگر اللہ کی فکر کی روشنی اسی طرح قائم رہے گی۔ ہر دور میں جب بھی انسان دنیا میں آئے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نیابت و خلافت کی فکر کی روشنی میں آئے گا۔ دنیا میں انسان کو اس فکر کی روشنی سے مسلسل فیڈنگ ملتی رہتی ہے۔ یہی فیڈنگ بندے کو دوسری مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔ اسی نور کی قوت سے کوئی آدمی شیر، ہاتھی، وہیل مچھلی، ریچھ، سانپ، چیتا اور ایسے ہی بے شمار درندوں اور موذی جانوروں کو قابو کر لیتا ہے۔ جو آدمی کے اپنے وزن و حجم سے کئی گنا بڑے اور خونخوار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی فکر کی روشنی جسمانی و روحانی دونوں سطح پر آدمی کی نشو نما کر رہی ہے۔ جس طرح جسمانی طور پر آدمی اپنے سے کئی گنا بڑے اجسام کو قابو میں کر لیتا ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر بھی انسان اپنی روحانی صلاحیتوں سے باخبر ہو کر انہیں دوسری

www.ksars.org

مخلوقات کی نسبت زیادہ سے زیادہ استعمال میں لانے کی صلاحیت رکھتا ہے تاکہ مرنے کے بعد اللہ کے نائب و خلیفہ کی صورت میں اسے کسی اور پلانٹ پر اتارا جائے اور وہاں پر اس سے اللہ تعالیٰ کی خلافت کی ذمہ داریوں کے فرائض کے کام لئے جائیں۔''

عاقب نے سوال کیا۔''رحمٰن بابا! جو لوگ اللہ کی آزمائشوں کے تیسٹ میں فیل ہو جاتے ہیں؟''

رحمٰن بابا نے سوال پر سوال کیا۔''جو لوگ امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں۔ وہ کہاں جاتے ہیں؟''

عاقب بولا۔''وہ اسی کلاس میں رہ جاتے ہیں۔''

رحمٰن بابا نے جواب دیا۔''پس اللہ کے امتحان میں فیل ہونے والے بھی اسی حالت میں رہ جائیں گے اللہ میاں کہتے ہیں۔ تم جس حالت میں مروگے اسی حالت میں اُٹھائے جاؤگے۔ مرنے کے بعد بھی ان کے حواس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ یہاں کنفیوز اور پریشان ہوں گے تو وہاں بھی اسی طرح رہیں گے اور تم جانتے ہو کہ کنفیوز و پریشان کمزور ہوتا ہے خود مغلوب ہونے والا دوسروں کو کیسے زیر کرے گا۔ پس ایسے انسانوں کا درجہ جانوروں کے درجے میں شمار ہوتا ہے اور جانور اللہ کے نائب اور زمین پر اللہ کے خلیفہ نہیں ہیں۔ انسان اپنے درجے سے گر کر اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعام کو کھو دیتا ہے۔ جو بھاری نقصان ہے اس نقصان سے جو دنیا میں وسائل کی کمی کی وجہ سے اُٹھاتا ہے۔'' رحمٰن بابا نے گہرا سانس لیا اور واقب کے شانے پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا۔''بیٹے! اللہ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ اپنے کمزور بندوں کی

www.ksars.org

اصلاح کے لئے اپنے بندے بھیجتا رہتا ہے۔تا قیامت دنیا میں ایسے بندے پیدا ہوتے رہیں گے جو نسلِ انسانی کو تباہی کے گھڑھوں سے نکالنے میں ان کی مدد کریں گے۔‘‘

رحمٰن بابا نے کچھ دیر پہاڑ پر ارد گرد کے حصے کی سیر کرآئی جہاں انہوں نے کاشت کاری کی ہوئی تھی اور جہاں انہوں نے بھیڑ بکریوں کے لئے چراہ گاہ بنائی ہوئی تھی۔اس چراہ گاہ میں اُن کی بھیڑ بکریاں چر رہی تھیں۔رحمٰن بابا نے پوچھا۔’’تمہیں دودھ دوہنا آتا ہے؟‘‘

عاقب کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔’’آج تک تو یہ کام کیا نہیں۔مگر اب کر لوں گا اگر اللہ چاہے تو۔‘‘رحمٰن بابا بولے۔’’زمان خان آتا ہی ہو گا۔وہ تمہیں دودھ نکالنا سکھادے گا۔آج سے تم اس کے ساتھ مل کر بکریوں اور کھیتی کی دیکھ بھال کرنا۔‘‘

دونوں غار میں ابھی پہنچے ہی تھے کہ زمان خان آگیا۔زمان خان گورا چٹا مضبوط آدمی تھا۔رحمٰن بابا نے عاقب کا تعارف کرا کے کہا۔’’اب یہ تمہارے ساتھ کام کریں گے۔‘‘

زمان خان خوشدلی سے بولا۔’’ضرور ضرور ہم اس کو بانسری ب جانا بھی سکھائے گا۔ آؤ پہلے تم ناشتہ تو کر لو۔‘‘یہ کر اس نے ایک پوٹلی آگے بڑھائی۔’’دیکھو آج ہم بابا کے لئے مکئی کی روٹی اور مکھن لایا ہے۔‘‘رحمٰن بابا مسکرائے۔’’بھئی زمان خان روزانہ صبح صبح ہمیں مزے دار ناشتہ کراتے ہیں۔‘‘ زمان خان فرش پر پوٹلی کھولتے ہوئے بولا۔’’ارے ہمارے پاس کیا ہے؟۔یہ مکئی بھی رحمٰن بابا کی ہے۔ مکھن بھی ان کی بکریوں کا ہے۔ہم تو بس اِدھر روٹی پکا کر لے آتا۔‘‘

www.ksars.org

تینوں نے مکئی کی گرم گرم روٹی مکھن کے ساتھ کھائی۔ دودھ پیا اور عاقب زمان خان کے ساتھ بکریوں کے پاس آگیا۔ دودھ نکالنے کے بعد زمان خان نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنی بانسری نکالی اور اسے بجانے لگا۔ پوری فضا جیسے وجد میں آگئی۔ بانسری کے سُر الگ ہو کر فضا میں رقصاں ہو گئے۔ عاقب نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے ذہن کے پردے پر موسیقی کی روح رقصاں تھی۔ سُر تھمے تو عاقب کی محویت بھی ٹوٹ گئی۔ اُس نے کہا۔ ''زمان خان۔ دودھ نکالنا تو ایک دفعہ ہی دیکھنے سے آگیا۔ مگر بانسری بجانے کے لئے تم سے روز سبق لینا پڑے گا۔''

زمان خان اپنی تعریف سن کر کھل اُٹھا اور فوراً بولا۔ ''سارا قبیلہ ہماری بانسری کی تعریف کرتا۔ ہم تم کو روز سکھائے گا۔ تم ہمارا بھائی ہے۔''

عاقب روزانہ صبح صبح اُٹھ کر نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر ناشتہ کرتے ہی زمان خان کے ساتھ باہر کام میں لگ جاتا۔ کام تو اتنا خاص نہ تھا۔ بس دونوں بیٹھے بانسری بجاتے۔ گھنٹوں اسی میں گزر جاتے۔ بھیڑ بکریاں عاقب سے اب مانوس ہو چکی تھیں۔ جب تک وہ بانسری بجاتا رہتا بھیڑ بکریاں اس کے آس پاس منڈلاتی رہتیں۔ وہ انہیں پیار کرتا۔ ان سے باتیں کرتا۔ اسے اپنی ماں کی بات یاد آتی وہ کہا کرتی تھی۔ ''بیٹا! آسمانی کتابوں میں بعض پیغمبروں کی زندگی کے حالات میں بکریاں چرانے کا ذکر ملتا ہے۔ ایک دن عاقب کو خضر بابا یاد آ گئے۔ ان کی آواز ذہن میں گونجی۔ ''اندھیرا ہے، قندیل جلا۔؛ اس نے دل میں سوچا۔ خضر ابا نے میرے لئے اندھیرا دور کرنے کا انتظام کر دیا ہے۔ دل ہی دل میں وہ خضر بابا کا شکریہ ادا کرنے لگا۔

www.ksars.org

رات کو رحمٰن بابا کے بتائے ہوئے وظائف کی ادائیگی کے بعد جب وہ سونے کے لئے لیٹا تو خضر بابا کا خیال ذہن میں آگیا۔ نہ جانے انہیں غیب کے کیا کیا امور انجام دینے ہوتے ہیں۔ روشنی کا ہلک پھلکا جسم آن کی آن میں آسمان سے زمین پر اور زمین سے آسمان پر پہنچ جاتا ہے۔ کتنا مزا ہے۔ روشنیوں کا عالم کیسا لگتا ہے۔ کیا میرے امی ابو جاتے ہی وہاں کے ماحول میں سیٹ ہو گئے۔ طوفان میں بستی کی بستیاں تباہ ہو گئیں۔ اتنے سارے لوگ وہاں پہنچتے ہی کس طرح بس گئے۔ ضرور وہاں کا انتظام بہت ہی اچھا ہو گا۔ ابو کہتے تھے مرنے کے بعد کے عالم میں انسان کے ساتھ ملائکہ بھی کام کرتے ہیں۔ ملائیکہ کیسے ہوتے ہیں۔ روشنی کے جسم کے ساتھ تو آدمی روشنی اور نور کی مخلوق دیکھ سکتا ہے۔ جسم کے ساتھ کیا کرے۔ انہی خیالات کو لے کر اسے نیند آگئی۔ اس نے خواب دیکھا۔

"وہ عالمِ ملکوت میں فرشتوں کے درمیان موجود ہے۔ عالمِ ملکوت میں ہر طرف نور پھیلا ہوا ہے۔ بے شمار فرشتے تتلیوں کی

طرح اُڑ رہے ہیں۔ ان کے جسم نہایت ہی لطیف ہیں۔ جو فضا میں پھیلے ہوئے نور میں اس طرح چمکتے ہیں جیسے ہیرا روشنی میں جگمگاتا ہے۔ عاقب فرشتوں کی حرکات و سکنات کو دیکھنے لگا۔ اتنے میں ایک فرشتہ آسمان سے اڑتا ہوا اس کی طرف آیا۔ ادب سے جھک کر سلام کیا۔ کہنے لگا، میرا نام رضائل ہے۔ خضر بابا نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ فرشتہ عاقب کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ عاقب نے دیکھا کہ فرشتہ کے سر پر نور کی ایک دھار مسلسل آرہی ہے جو فرشتے کے اندر بھی داخل ہو رہی ہے اور باہر سے بھی فرشتے کا سارا جسم اس روشنی کے دائرے میں ہے۔ عاقب اس جستجو کے ساتھ کہ یہ روشنی کہاں سے آرہی ہے روشنی کی شعاع کے ساتھ ساتھ اوپر دیکھنے لگا۔ اس کی نگاہ شعاع کے اندر سفر کرنے لگی۔ حدِ ناگاہ پر اسے خضر بابا کھڑے

www.ksars.org

دکھائی دیئے۔ یہ روشنی ان کی پیشانی سے نکل کر نیچے آ رہی تھی اور رضائل کے سر سے گزر کر اس کے قلب سے نکل رہی تھی۔ فرشتے کے قلب سے نکل کر روشنی کی یہ شعاع عاقب کے قلب میں داخل ہو گئی۔ عاقب کو محسوس ہوا اس کا دل ایک کنواں ہے۔ یہ کنواں روشنی کی دھار سے بھرتا جا رہا ہے۔ کچھ دیر بعد عاقب کو اس کنوئیں کی سطح پر آئینے کی طرح روشنیاں چمکتی دکھائی دیں۔ چمک دیکھتے ہی عاقب جان گیا کہ کنواں بھر چکا ہے۔ اسی وقت فرشتے سے روشنی آنی بند ہو گئی اور اب اوپر سے بھی روشنی کا بہاؤ بند ہو گیا۔

فرشتہ عاقب کے سامنے ادب سے جھکا اور آناً فاناً اُڑتا ہوا فضا میں غائب ہو گیا۔ عاقب نے گہری سانس لی۔ اس نے محسوس کیا۔ فضا کی روشنیاں سانس کے ساتھ اس کے اندر داخل ہو رہی ہیں۔ اس روشنی نے قلب میں داخل ہو کر قلب کے کنوئیں کی روشنی کو متحرک کر دیا۔ جیسے تیز ہوا کا جھونکا دریا میں لہریں پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے ہی قلب کی روشنیوں میں ارتعاش ہوا۔ ایک لمحے کو جلترنگ کی سی آواز آئی اور قلب کی روشنیوں کی سطح پر جو آئینے کی مانند تھی۔ خضر بابا کا عکس نمودار ہوا۔ خضر بابا کہنے لگے۔ ”دل اندھا کنواں ہے۔ جس کی گہرائی اللہ ہے۔ اپنے دل میں اتر جا، اللہ مل جائے گا۔“

خضر بابا کے ان الفاظ کے ساتھ ہی عاقب کی آنکھ کھل گئی۔ اس کے ذہن پر اب بھی خضر بابا کا عکس چھایا ہوا تھا۔ وہ ہڑ بڑا کے اُٹھ بیٹھا۔ پاس ہی رحمٰن بابا بیٹھے اس کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔ بولے۔ ”بچے! سن دل اندھا کنواں ہے جس کی گہرائی اللہ ہے۔ اپنے دل میں اتر جا۔ اللہ مل جائے گا۔“ رحمٰن بابا کی آواز نے عاقب کے روئیں روئیں میں کرنٹ دوڑا دیا۔ وہ پوری طرح ہوش میں آ گیا۔ حیرت سے بولا۔ ”ابھی خواب میں خضر بابا یہی تو کہہ رہے تھے۔ آپ کو کیسے پتہ چل گیا؟“ رحمٰن بابا کا چہرہ

www.ksars.org

دھندلے اندھیرے میں چاند کی طرح چمک اُٹھا۔انہوں نے شفقت سے اُسے دیکھااور عاقب کے سر اور پشت پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرنے لگے۔عاقب کواپنے بدن میں کرنٹ دوڑتا محسوس ہوا۔

رحمٰن باباکے ساتھ غار میں رہتے ہوئے عاقب کو تین سال کا عرصہ گزر گیا۔نہ جانے رحمٰن باباکی کشش تھی یاان کی تربیت کا غلبہ کہ کبھی ایک مرتبہ بھی عاقب کے ذہن میں پہاڑ سے نیچے اترنے کا خیال آیا۔اس کی زندگی بہت محدود تھی۔شروع رات اور شروع دن کا بیشتر حصہ اورراوظائف، روحانی اسباق وعبادت میں گزر جاتا۔دن بکریاں چرانے اور ضرورت کے مطابق کھیتی باڑی کرنے میں گزر جاتا۔شروع شروع میں زمان خان دودھ نکالنے اور روٹی پکانے کا کام کرتا تھا۔مگر پھر یہ کام بھی عاقب نے اپنے ذمے لے لئے۔وہ رحمٰن باباکے آرام کا پورا پورا خیال رکھتا۔یہ مختصر ساطرزِ عمل مسلسل دھارے کی طرح زندگی کے دریا میں گرتا چلا جارہا تھا۔دھارے کی قوت،عشق کے اٹوٹ بندھن میں حیات کو جکڑے جارہی تھی۔عشق تو زندگی کی بنیاد ہے۔عشق تو اللہ کی صفت ہے۔عشق لا محدود ہے۔جب زندگی لا محدودیت میں اپنا راستہ ڈھونڈتی ہے تو اس کی ہر حرکت امر ہو جاتی ہے۔جب امر ربی اپنی احتیاج کو پہچان لیتا ہے تو وہ رہبر حق سے کبھی منہ نہیں موڑتا اور ساقی اپنے رند کو کبھی تشنہ نہیں رکھتا۔عاقب کے یہ تین سال بھی جنت کی ہوا کے جھونکے کی طرح آن کی آن میں گزر گئے۔جن کی خوشبو مشکِ جان بن گئی۔ان تین سالوں میں سوائے زمان خان کے اور کوئی اس طرف نہیں آیا۔نہ رحمٰن بابا کبھی پہاڑ سے نیچے اترے۔بہت پہلے زمان خان سے عاقب نے پوچھا بھی تھا کہ تم رحمٰن بابا کو کیسے جانتے ہو؟“

وہ سنتے ہی بولا۔”ام رحمٰن بابا کو نہیں جانتا۔رحمٰن باباام کو جانتا ہے۔تم کو سب کچھ پتہ چل جائے گا۔“زمان خان کے متعلق بس اتنا ہی عاقب کو پتہ تھا کہ وہ چھوٹے سے قبیلے کا ایک فرد ہے۔اکیلا

www.ksars.org

رہتا ہے۔اس کے سوانہ اُس نے کبھی بتایا نہ اس نے کبھی پوچھا۔عاقب تو جب سے طوفان سے بچ کر نکلا تھا۔ بس ایک یہی دھن اس کے اوپر سوار تھی کہ اس کی پیدائش کے وقت ماں نے جو وعدہ اللہ سے کیا تھا۔اسے پورا کر دے۔خضر بابااور رحمٰن بابا نے جس مقصدِ حیات کی نشان دہی کی ہے۔اس کی ذمہ داریوں سے منشاء الٰہیہ کے مطابق سبکدوش ہو۔اس نے ہمیشہ اپنے ابو کے اس قول کو ذہن میں رکھا کہ ''اللہ کی معبودیت مقامِ بندگی میں ظاہر ہوتی ہے۔''ابو کے اس قول نے اس کی آنا کو کبھی سر کشی پر ابھرنے نہ دیا۔اس کی امی کہا کرتی تھیں۔''بیٹا! کائنات کا خالق اور مالک صبحانہ تعالیٰ ہے۔سارا کارخانہ حیات اس کی قدرت و احاطہ حکم و ارادے کے اندر ہے۔بندہ اللہ کے ارادے کا پابند ہے۔نہ کہ اللہ بندے کے ارادے کا۔اپنی آنا کو اللہ کی آنا کے مقابل کبھی نہ کرنا۔ورنہ تمہاری نگاہ اپنے نقطے پر مرکوز ہو کر رہ جائے گی اور قدرت کا دائرہ جس نے تمہارے نقطے کا احاطہ کر رکھا ہے۔تمہاری نگاہ سے چھپ جائے گا۔''جب بھی ماں باپ کی نصیحتیں اسے یاد آتیں،اسے یوں لگتا جیسے وہ کہیں دور نہیں گئے۔خود اسی کے اندر کہیں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں۔ پردے کے اندر پردے کے باہر۔اندھیرا اجالا۔زندگی موت۔فنا بقا۔سب

حقیقت کے روپ ہیں۔ایک حقیقت جو ہر گھڑی نت نئے روپ میں سامنے آرہی ہے۔اس کی فکر حقیقت کے سمندر کی گہرائی میں ڈوب جاتی۔جس کے نکالنے کے لئے اسے رحمٰن بابااور خضر بابا جیسے رہنماؤں کی ضرورت تھی۔

ایک دن علی الصبح جب وہ سو کر اُٹھا تو رحمٰن بابا کہنے لگے۔''عاقب تم کو پتہ ہے کہ تمہیں رہتے ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔''عاقب نے مسکرا کے کہا۔''تین سال تو کیا آپ کے

www.ksars.org

قدموں میں تو میں ساری زندگی بتا سکتا ہوں۔ آپ نے مجھے فطرت سے قریب کر دیا ہے۔'' رحمٰن بابا نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

کہنے لگے ''بیٹے! کائنات کی ہر شئے اللہ کے حکم کی پابند ہے۔ اللہ کا ارادہ فطرت بن کر ہر شئے کے اندر کام کر رہا ہے۔ تم نے ان تین سالوں میں فطرت کا مطالعہ کیا۔ اب فطرت تم پر مزید اپنے اسرار کھولنا چاہتی ہے۔ آسام کی پہاڑیوں کے کسی غار میں گزشتہ پانچ سو سال سے اللہ کے کچھ نیک بندے سوئے ہوئے ہیں۔''

انہیں پانچ سو سال پہلے ایک بزرگ جو اپنے دور کے ابدال تھے۔ انہوں نے ان نوجوانوں کو یہ کہہ کر سلایا تھا کہ فلاں دور میں جب تمہیں اللہ کے مشن کے لئے بلایا جائے گا تو تم جاگ جاؤ گے۔ ان بزرگ کا نام حضرت ابوالمغیث بن رزاق ہے۔ ان بزرگ کے ساتھ میرا روحانی رابطہ ہے۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ان نوجوانوں کو جگا کر اللہ کے مشن کے لئے ان سے کام لیا جائے۔ اس کام کے لئے تم کو چنا گیا ہے۔ تم ان بندوں سے ملو گے۔ یہ پانچ نوجوان ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ مقسطین، جذبیر، اتابک، مرزوق، ثقلین۔ ابھی ان کے جاگنے میں تقریباً تین سال کا عرصہ باقی ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ ان تین سالوں میں تم دنیا کی سیاحت کرو۔ ملک ملک گھوم کر لوگوں کے رہن سہن کے ساتھ ساتھ ان کے ذہن اور ان کی طرزِ فکر کا مشاہدہ کرو تا کہ جب تم ان پانچ نوجوانوں سے ملو۔ تو انہیں دنیا کی صحیح حالت دکھلا سکو۔ کیونکہ جب وہ اٹھیں گے تو پانچ سو سال پہلے کی دنیا کا نقشہ ان کے ذہن میں ہو گا۔''

www.ksars.org

عاقب نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے جواب دیا۔ ''رحمٰن بابا! آپ کے قدموں سے تو ایک لمحے کو بھی جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا۔ مگر حکمِ خداوندی اور حکم مرشد سے انکار کی کسے مجال ہو سکتی ہے۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ جس وقت حکم کریں گے چل پڑوں گا۔''

رحمٰن بابا نے کہا۔ ''آج کا دن ہمارے ساتھ اور گزار لو پھر کل صبح نکل جانا۔ ہمارا گھوڑا ''سمند گان''، جو تمہیں یہاں لے کر آیا تھا۔ سفر میں تمہارے ساتھ رہ گا۔ آج اپنی تیاری کر لو۔ اللہ ہر قدم پر تمہارا حامی مددگار رہے۔ عاقب نے اُٹھ کر نماز اور معمول کے

وظائف و اسباق ادا کئے۔ ناشتے کے لئے دودھ اور گندم سے دلیہ بنایا۔ اتنے میں زمان خان بھی آ گیا۔ سب نے ناشتہ کیا۔ رحمٰن بابا نے بتایا۔ ''عاقب کل صبح یہاں سے رخصت ہو جائے گا۔''

☆☆☆

www.ksars.org

(چھٹی قسط)

زمان خان بے ساختہ بولا۔ ’’خوچہ ابھی تو ام نے تم سے اپنے دل کی بات بھی نہیں کی اور تمہارا جانے کا وقت آگیا۔‘‘ رحمٰن بابا اور عاقب دونوں کھلکھلا کے ہنس پڑے۔ رحمٰن بابا ہنستے ہوئے بولے۔ ’’زمان خان آج تمہارے ہی لئے ہم نے عاقب کو روک لیا ہے۔‘‘ تھوڑی دیر بعد عاقب اور زمان خان بکریوں کے پاس آگئے۔ دونوں نے مل کر پہلے ان کو چارہ دیا پھر دودھ نکالنے کے کاموں میں لگے رہے۔ جب سب کاموں سے فارغ ہوئے تو آرام سے بیٹھ گئے۔ اب عاقب نے زمان خان سے پوچھا۔ ’’ ہاں تو زمان خان کیا کہتا ہے دل تمہارا۔ کچھ کہنا ہے یا ابھی اور انتظار کرواؤ گے؟‘‘

زمان خان لمبی سانس لیتے ہوئے بولا۔ ’’عاقب بھائی سچ تو یہ ہے کہ ہمارا قصہ بھی کیا قصہ ہے، ہے بھی اور نہیں بھی۔ پتہ نہیں تم کو کیسا لگے؟‘‘

عاقب نے مسکرا کے کہا۔ ’’زمان خان اتنے دن ہو گئے ساتھ رہتے ہوئے پھر بھی تم ہم کو غیر سمجھتا ہے۔‘‘

زمان خان جوش میں بولا۔ ’’خدا کی قسم ہم تم کو بالکل اپنا سمجھتا ہے۔‘‘

عاقب نے کہا۔ ’’تو پھر ادھر ادھر کی باتیں چھوڑو اور جلدی سے بتاؤ جو کہنا ہے۔‘‘

زمان خان نے کہا۔ ’’ہم تم کو اپنی پوری زندگی کا حال سنانا چاہتا ہے۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہم کو اپنے شروع کا ہی نہیں پتہ۔ جب ہم نے آنکھ کھولی تو اپنے آپ کو ایک ایسے گھر میں پایا جو سردار کا گھر تھا۔ قبیلے کا سردا جس کے پاس گھوڑے، بکریاں، گائیں سب کچھ تھیں۔ بڑی سی حویلی تھی۔ زمینیں

www.ksars.org

تھیں۔ ہم اس وقت پانچ چھ سال کا تھا۔ سردار کی بیوی اور چار بچے بھی تھے۔ لڑکی سب سے چھوٹی تھی۔ جو چار سال کی تھی۔ باقی اس سے بڑے تین بیٹے تھے۔ ہم کو سردار نے بکریاں چرانے پر رکھا تھا۔ وہیں کھلی زمین پر ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی۔ جس میں ہماری رہائش تھی۔ حویلی کی نوکرانی ہم کو کھانا دیا کرتی تھی۔ کبھی کبھی سردار کے بچے زمینوں کی سیر کے لئے آ جاتے۔ تو لڑکی میرے ساتھ کھیلتی۔ وہ بکریوں کو چھو کر بہت خوش ہوتی اور میرے ساتھ بانسری بجاتی۔ دو تین سال اسی طرح گزر گئے۔

ایک دن میں نے نوکرانی سے پوچھا۔ ''میرے ماں باپ کہاں ہیں؟ میں یہاں کیسے آیا؟'' وہ بولی۔ ''سردار غریب بچوں کو ان ماں باپ سے خرید لیتا ہے۔ اب تو کبھی اپنے ماں باپ سے نہیں مل سکے گا۔''

آٹھ نو سال کی عمر میں ذہن بار بار یہ سوال کرتا کہ میں اپنے ماں باپ سے کیوں نہیں مل سکتا۔ مگر ملنے کے لئے کوئی تدبیر ذہن میں نہ آئی۔ سردار سے تو کبھی بات نہیں ہوتی تھی۔ وہ زمینوں پر کبھی آتا بھی تو اس کے ساتھ دوسرے لوگ ہوتے۔ اس کے حلیئے سے ہی رعب محسوس ہوتا۔ دو چار دفعہ نوکرانی سے کہا بھی۔ مگر وہ کہتی۔ ''تُو پاگل ہوا ہے۔ یہاں پیٹ بھر روٹی ملتی ہے۔ پھر ماں باپ کو لے کر کیا کرے گا؟ جو تجھے دو وقت کی روٹی بھی نہیں دے سکتے۔ ایک دن عید تھی۔ اس روز سردار کی بیگم نے سب نوکروں کو اپنی حویلی پر بلایا۔ سب لوگ جمع ہوئے۔ باہر صحن میں کھانا کھلایا اور سب کو کپڑے دیئے گئے۔ اس وقت سردار کہیں باہر تھا۔ میں نے ہمت کر کے سردارنی سے پوچھا۔ بیگم صاحب! میرے ماں باپ کدھر ہیں؟ میں عید پر ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس نے غور سے کچھ دیر تک میری طرف دیکھا کچھ سوچ میں پڑ گئی۔ کیونکہ اور بھی نوکر وہاں موجود تھے۔ پھر بولی۔ ''تمہارے ماں باپ مر چکے ہیں۔ اب تم ان سے کبھی بھی

www.ksars.org

نہیں مل سکو گے۔ سردار جی کی لڑکی بھی پاس کھڑی تھی۔ وہ بولی۔ ''کیا سچ مچ ماں باپ مر چکے ہیں؟ بیگم صاحبی نے کہا۔ تمہارے ابا نے مجھے یہی بتایا تھا۔ چھ سال کی عمر میں جب یہ ہمارے پاس آیا تو تمہارے ابا نے اسے کریم دادا کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ جو زمینوں پر سویا کرتے تھے اور بھیڑ بکریوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ یہ ان ہی کے پاس رہا۔ مگر تین سال بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ تب سے یہ اکیلا ہی بھیڑ بکریوں کی دیکھ بھال کر لیتا ہے۔ پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوئی اور بولی۔ ''اب تم دودھ نکال لیتے ہو۔'' میں نے کہا۔ ''نہیں۔ بیگم صاحب صرف چارہ دینا ہی میرا کام ہے باقی دودھ نکالنے کے لئے ایک اور آدمی آتا ہے۔ بیگم صاحب نے شفقت سے میرے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ ''زمان خان آج سے تم دودھ دوہنا بھی سیکھ لو۔ اب تم کافی بڑے ہو گئے ہو۔ میں نے اس دن سے دودھ نکالنا بھی شروع کر دیا۔ کبھی کبھی سردار کی بیٹی زمینوں پر آجاتی اور وہ بھی کھیل ہی کھیل میں دودھ نکالنے بیٹھ جاتی۔ دن گزرتے رہے۔ پھر کبھی میں نے کسی سے اپنے ماں باپ کے متعلق نہیں پوچھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ مر چکے ہیں۔ اگر زندہ ہوتے تو کبھی تو مجھ سے ملنے آتے۔ اسی طرح ہم جوان ہو گیا۔ سردار کی بیٹی بھی جوان ہو چکی تھی۔ سوتے جاگتے ہر وقت وہی میرے خیالوں پر چھائی رہتی۔ شاید وہ بھی میرے لئے ایسا سوچتی تھی۔ کیونکہ اکثر بانسری سننے کے بہانے زمینوں پر آجاتی اور جب میں اس کے لئے بانسری بجاتا تو نہ جانے کہاں سے سُر آکر بانسری میں سما جاتے۔ کبھی کبھی تو وہ ایسی مدہوش ہو جاتی کہ اس کا سر میرے شانوں سے ٹکرا جاتا۔ مجھے یوں لگتا جیسے بھرا ہوا ساغر کسی نے میرے اندر انڈیل دیا ہے۔ مگر کچھ ہی دنوں بعد اس کی شادی دوسرے قبیلے کے سردار کے بیٹے سے ہو گئی۔ مجھے یوں لگا جیسے میرے اندر سے جان کھینچ لی گئی ہے۔ بے جان لاش کا بوجھ مجھ سے اُٹھایا نہ گیا۔ میں وہاں سے بھاگ نکلا۔ مگر کس طرح بھاگ نکلا یہی تو اصل قصہ ہے۔''

عاقب نے کہا۔ ''زمان خان مجھے تو سارا قصہ ہی اصل لگ رہا ہے۔ کہتے جاؤ۔''

www.ksars.org

زمان خان نے پھر اپنی بات شروع کی۔'' عاقب بھائی! جس دن اس کی شادی ہوئی میں بی ' دوسرے نوکروں کے ساتھ مل کر حویلی کے کاموں میں لگا تھا۔ رات کو جب اپنے حجرے میں آیا تو آدھی رات تک نیند نہ آئی۔ پھر روز ہی ایسا ہونے لگا کہ رات کو نیند نہ آتی اور دن کو بھی کام میں دل نہ لگتا۔ دن بہ دن بیزاری بڑھتی چلی گئی۔ نہ بانسری کو ہاتھ لگانے کو جی چاہتا۔ نہ بکریوں کو چھونے کو دل کرتا۔ میں اپنی زندگی سے بیزار ہو گیا۔ ہر وقت بھاگ جانے کو جی چاہتا۔ کچھ سمجھ نہ آتا۔ ایک رات بڑی مشکل سے آنکھ لگی۔ تو خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ پہاڑ پر کھڑے مجھے زور زور سے آوازیں دے رہے ہیں۔ زمان خان۔ زمان خان۔ میری آنکھ کھل گئی۔ تو جاگنے پر بھی ان کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔ دوسری رات پھر میں نے ایسا ہی خواب دیکھا کہ پہاڑ پر ایک بزرگ کھڑے ہیں اور میری طرف ہاتھ بڑھا کر مجھے پہاڑ پر چڑھنے کا اشارہ کر رہے ہیں۔ وہ سارا دن میں سوچتا رہا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ اس خواب نے جیسے میرے مردہ جسم میں نئی روح پھونک دی۔ میرے اندر نئی لگن اور نئی جستجو پیدا ہو گئی۔ تیسری رات میں دعائیں مانگ کر سویا کہ آپ کون ہیں؟ اور کس پہاڑ پر رہتے ہیں؟ مجھے ایک ٹھکانہ بتائیں۔ اسی رات خواب دیکھا کہ زمینوں کے باہر جو سڑک پہاڑ کی طرف جا رہی ہے۔ اس سڑک پر میں جا رہا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ مجھے کہاں جانا ہے۔ میں بڑے اطمینان سے سڑک پر تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا جا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ سڑک ختم ہو گئی اور پتھریلا میدان آگیا۔ کچھ دیر اس پتھریلے میدان میں سڑک کی سمت ہی چلتا گیا۔ سامنے ایک اونچا ٹیلہ آگیا۔ اس ٹیلے کے اوپر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے پار ایک قبیلہ ہے۔ میں اس قبیلے میں جیسے سب کو جانتا ہوں جیسے ہی میں وہاں جاتا ہوں۔ ایک عورت میرے پاس آتی ہے۔ میری پیشانی کو بوسہ دیتی ہے۔ کہتی ہے۔ زمان خان تجھے تو میرا بیٹا ہونا چاہیئے تھا۔ پھر اسی طرح بہت سے لوگ آکر مجھے بہت محبت کے ساتھ ملتے ہیں۔ جیسے میں ان کے قبیلے کا فرد ہوں۔ پھر میں اس قبیلے کے درمیان سے

www.ksars.org

گزرتاہواسیدھی سڑک پر آگے بڑھتاجاتاہوں۔ کئی ٹیلوں کو پار کرنے کے بعد ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچتا ہوں۔ جیسے ہی دامن میں پہنچتاہوں۔ پہاڑ پر وہی بزرگ دکھائی دیئے۔ انہوں نے پہاڑ پر کھڑے ہوئے میری جانب اپنا داہنا ہاتھ بڑھایااور مجھے بازو سے پکڑ کر پہاڑ پر اُٹھالیا۔ مجھے گلے سے لگاتے ہوئے بولے۔'' زمان خان تو کہاں تھااور پھر میں جاگ گیا۔اس وقت ابھی صبح کا اجالا نمودار نہیں ہوا تھا۔ صبح ہونے میں ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ وہ بزرگ مجھے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ میں نے جلدی سے اپنی بانسری اُٹھائی۔ کپڑے گٹھری میں باندھے۔ رات کی بچی ہوئی روٹی اور دودھ پیااور نکل کھڑا ہوا۔ مجھے ڈر تھا کہ اجالے میں مجھے کوئی روک نہ لے۔ میں جوان اور تندرست تھا۔''

عاقب نے مسکراتے ہوئے کہا۔''وہ تو تم اب بھی ہو۔''

زمان خان نے بھی مسکرا کے اپنا قصہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔''میں بہت ہی تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے اپنے سفر پر چل پڑا۔ خواب کے خاکے میرے دماغ میں تھے۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں خواب میں داخل ہو چکا ہوں۔ پو پھٹنے تک میں ٹیلے کے پار والے قبیلے تک پہنچ چکا تھا۔ جیسے ہی میں اس قبیلے میں داخل ہوا۔ خواب والی عورت میرے پاس ائی۔ میری پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور کہنے لگی۔ زمان خان تجھے تو میرا بیٹا ہونا چاہیئے تھا۔ کمال کی بات یہ ہے کہ اس وقت یہ سب میرے انتظار میں تھے۔ میں کہیں گیا ہوا تھا۔ یہ سب میرے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ مجھے یہ سب باتیں بالکل عجیب نہیں لگیں۔ وہ عورت کہنے لگی۔ تم اسے دفنا آئے۔ میں نے کہا۔ ہاں اماں میں اسے دفنا آیا۔ سب لوگوں کے ساتھ میں نے ناشتہ کیا۔ بہت سے لوگوں نے مجھے راستے کے لئے توشہ دیااور مجھے پھر رخصت کر دیا۔ بولے۔ رحمٰن بابا تمہارے انتظار میں ہیں۔ ہم تم کو زیادہ دیر نہیں روکیں گے۔ میرے اندر کوئی تعجب نہ تھا۔ بلکہ یہ سب کچھ اسی طرح ہے لگتا

www.ksars.org

ہے۔ میں سب کی دعائیں اور محبتیں لے کر آگے بڑھ گیا اور دو ڈھائی گھنٹے میں پہاڑ کے دامن میں پہنچ گیا۔ رحمٰن بابا نے اوپر سے آواز دی۔ امان خان اوپر آ جاؤ اور میں چند ہی منٹوں میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ آیا۔ رحمٰن باب نے مجھے گلے سے لگایا اور بولے۔ ''زمان خان تو کہاں تھا۔ تب سے میں اس در کا غلام ہوں اور اس قبیلے کا ایک فرد ہوں۔ اس عورت نے مجھے بعد میں بتایا کہ وہ میری ماں کو جانتی تھی۔ میری پیدائش سے پہلے میرا باپ مر گیا تھا۔ میری ماں بھی تین برس بعد فوت ہو گئی۔ چھ برس کا ہوا تو سردار نے مجھے خرید لیا۔

جس دن صبح میں اس قبیلے میں داخل ہوا۔ اس رات رحمٰن بابا اس قبیلے میں آئے اور لوگوں کو بتا گئے کہ ''زمان خان جواب جوان ہو چکا ہے۔ علی الصبح یہاں پہنچنے والا ہے۔ انہوں نے یہ بھی قبیلے والوں کو بتایا کہ زمان خان وہاں کے سردار کی بیٹی پر فریفتہ تھا۔ اس کی شادی کے بعد سے اپنی زندگی سے دلبر داشتہ ہو چکا ہے۔ اسی لئے اب یہاں اسے بلایا جا رہا ہے۔ وہ اپنی پرانی یادوں کو وہیں پر دفنا کر آ رہا ہے۔ اسے قبیلے والوں کی محبت ملنی چاہیئے۔''

قبیلے والے رحمٰن بابا سے واقف تھے۔ کئی بار وہ اُن کی روحانی صلاحیتوں کا مظاہرہ دیکھ چکے تھے مثلاً ایک مرتبہ جب کہ ان کی فصلیں کاٹنے کے لئے پوری طرح تیار تھیں۔ شمال کی جانب سے ایک بہت بڑا ٹڈی دل آتا ہوا دکھائی دیا۔ وادی کی حفاظت کے لئے ٹیلے پر مورچہ بنا ہوا ہے۔ جہاں سے وقتاً وقتاً وادی کی جانب آنے والے کی خبر قبیلے والوں کو پیشگی دے دی جاتی ہے۔ مورچے پر بیٹھے ہوئے آدمی نے ٹڈی دل کا بادل وادی پر آتے دیکھا تو فوراً قبیلے والوں کو خبر دی۔ سارے کے سارے اسی وقت گھروں سے نکل آئے اور سب لوگوں نے اکٹھے مل کر اللہ تعالی سے غیبی امداد کی درخواست کی۔ اسی وقت سب نے دیکھا کہ ایک بزرگ ہیں جن کا سراپا زمین سے لے کر آسمان تک پھیلا ہوا ہے اور یہ سراپا روشنی کے ہیولے کی صورت

www.ksars.org

میں ہے ان بزرگ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں ٹڈی دل کو لے کر اس کارخ جنوب کی طرف کر دیا۔ جنوب میں بہت بڑے بڑے اونچے پہاڑ ہیں اور آبادی نہیں ہے۔ پھر روشنی کا یہ ہیولا اپنی صورت سے گھٹتا ہوا رحمٰن بابا کی صورت میں ظاہر ہوا۔ رحمٰن بابا ان کے سامنے کھڑے تھے۔ فرمانے لگے۔ اب یہ ٹڈی دل یہاں نہیں آئے گا اور پھر وہ غائب ہو گئے۔ پہلی مرتبہ اُس قبیلے نے رحمٰن بابا کو دیکھا تھا۔ اس کے بعد جب بھی کوئی مشکل آتی۔ قبیلے والے رحمٰن بابا کو یاد کرتے اور ان کی پریشانیاں دور ہو جاتیں۔ سب جان گئے تھے کہ رحمٰن بابا اللہ پاک کی خصوصی نظر ہے۔''

عاقب نے زمان خان کی کہانی سن کر پوچھا۔ ''پھر تم نے شادی نہیں کی۔ اپنے قبیلے کی کسی لڑکی سے کر لیتے۔''

وہ ہنس کر بولا۔ ''تم تو ہمارا یار ہے۔ سچی بات دل کی یہ ہے کہ اس خانہ خراب کے بعد پھر کوئی اس دل کے خانے میں سمانہ سکی۔''

عاقب نے کہا۔ ''زمان خان! کچھ بھی ہو۔ اس نے تم دیوانہ ضرور بنا دیا۔''

دونوں ہنسنے لگے۔ زمان خان بولا۔ ''اب تو رحمٰن بابا ہی ہمارا محبوب ہے۔ وہ ہمارا سب کچھ ہے۔''
پھر دونوں نے بانسری پر نغمے چھیڑ دیئے۔ آج بانسری کے سُروں میں کیف آور ماحول کے ساتھ ساتھ روح کی کیفیات بھی شامل تھیں۔ دونوں کی بے خودی ماحول پر چھا گئی۔ بانسری بجتی رہی۔ سُروں نے بھیڑ بکریوں تک کو مسحور کر دیا تھا۔ سب اپنی جگہ ساکت ہو گئی تھیں۔ ماحول پر سکوت چھا گیا' ہوا شاید چلنا بھول گئی جانے کتنی دیر بعد بے خودی کا غلبہ کم ہوا۔ لبوں سے بانسری ہٹائی تو دیکھا رحمٰن بابا سامنے کھڑے ہیں۔ نظریں ملتے ہی مرشد کی روشنی کا دریا ان کے اندر بہنے لگا۔ دونوں رحمٰن بابا کہہ کر ان کے قدموں میں جھک

www.ksars.org

گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ جذبات کا دباؤ آنسو بن کر نکل گیا۔ رحمٰن بابا بولے۔ ''بھئی میں نے تو آج تمہاری بانسری سنی ہے۔ تم لوگوں نے تو ماحول کی ہر شئے کو مدہوش کر دیا۔ بھیڑ، بکریاں، ہوا، چرند پرند، درخت ہر شئے نغمہ میں ڈھل گئی حتیٰ کہ تمہارے سُروں کی کشش مجھے بھی غار سے یہاں کھینچ لائی۔'' سبحان اللہ، سبحان اللہ'' پھر رحمٰن نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''اللہ کی آوازِ کن کی کشش نے کل کائنات کے سکوت کو اپنے اندر کھینچ لیا۔ کائنات کے سکوت پر صوتِ سرمدی غالب آگئی۔ صوتِ سرمدی اللہ کی آواز ہے۔ جس نے خوابِ عدم سے جگا کر کائنات کو زندہ کر دیا۔ اللہ تمہارے سُروں میں صوتِ سرمدی کو سمو دے۔'' رحمٰن بابا نے دونوں کو شفقت بھری دعا دی۔ دن جلد ہی گزر گیا۔ عاقب نے ایک تھیلے میں اپنے کپڑے اور کمبل رکھے۔ ایک تھیلے میں زمان خان نے کھجوریں، شہد اور میوہ باندھ دیا۔ عاقب نے رحمٰن بابا سے پوچھا۔ ''رحمٰن بابا سفر کس سمت سے شروع کروں۔''

رحمٰن بابا نے کہا۔ ''جہاں سمند گان لے جائے۔ سمند گان کوئی معمولی گھوڑا نہیں ہے۔ یہ عالمِ جنات سے ہمارے دوست فرغام نے ہمیں تحفہ میں دیا ہے۔ تم جب چاہو گے یہ غائب ہو جائے گا۔ جب بلاؤ گے حاضر ہو جائے گا۔ جتنے دن میں چاہو گے منزل پر پہنچا دے گا اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ یہ پانی پر بھی خشکی کی طرح چل سکتا ہے۔ سفر شروع کرنے سے پہلے تم اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر پیار سے اس گردن کو تین مرتبہ تھپتھپا کے یہ کہنا سمند گان میں تمہارا نیا ماسٹر عاقب ہوں۔ پھر تمہارے اور سمند گان کے درمیان ذہنی رابطہ قائم ہو جائے گا۔ وہ تمہارے ارادے کو آسانی سے پہچان لے گا۔'' عاقب نے سر جھکاتے ہوئے عرض کی۔ ''حضور آپ کے احسانوں سے تو میری گردن جھکی ہوئی ہے۔ مجھے اپنی نظروں سے کبھی اوجھل نہ رکھنا۔''

www.ksars.org

رحمٰن بابا اسے اپنے پہلو میں سمیٹتے ہوئے بولے۔ ''تم ہمیشہ ہماری نظر میں رہو گے۔ اللہ ہر قدم پر تمہارا حامی و مددگار ہے۔''

اس رات زمان خان بھی اپنے قبیلے میں نہیں گیا۔ تینوں غار میں ہی سوئے۔ بستر پر لیٹتے وقت عاقب نے سوچا۔ آج رات تو شاید مجھے نیند نہ آئے۔ پتہ نہیں آگے کیا ہونے والا ہے۔ حالانکہ رحمٰن بابا اور خضر بابا کی رہنمائی ہے۔ پھر بھی لوگوں کے جنگل میں تنہا جاتے تو خوف تو آتا ہی ہے۔ اس کے ذہن میں تین سال پہلے کی فلم چل پڑی۔ جب رحمٰن بابا نے اسے جنگل سے نکالا تھا۔ مگر جس طرح یہ خیال ذہن میں آیا ویسے ہی جلدی سے چلا بھی گیا۔ اس نے اپنی پیشانی اور آنکھوں پر رحمٰن بابا کا نرم گرم ہاتھ محسوس کیا اور اگلے ہی لمحے وہ گہری نیند میں تھا۔ ساری رات وہ خواب دیکھتا رہا کہ وہ سمندگان پر بیٹھا سفر کر رہا تھا۔ کبھی ہوا میں اڑ رہا ہے کبھی سمندر پر چل رہا ہے۔ کبھی کسی پہاڑی کی چوٹی پر چڑھا ہوا ہے۔ کہیں کہیں اپنے سفر میں اس نے دیکھا گھوڑے کی پشت پر اس کے پیچھے کوئی اور بھی بیٹھا ہوا ہے۔ مگر یہ بس ایک سایہ تھا۔ جسے وہ کوئی نام نہ دے سکا جیسے ایک مبہم خیال۔ جیسے تخیل کا ایک روپ۔ جیسے پیکرِ خواب شریں، جس کی لطافت دل کو چھوتی ہے بدن کو نہیں۔ آنکھ کھلی تو رحمٰن بابا اور زمان خان دونوں جاگ رہے تھے۔ رحمٰن بابا نے مسکراتے ہوئے کہا تم تو خواب کی دنیا میں کھوئے ہوئے تھے۔ ہم نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ نماز سے فارغ ہو کر تینوں نے ناشتہ کیا۔ رحمٰن بابا بولے۔ پَو پھٹ چکی ہے۔ سفر کے آغاز کا یہی مناسب وقت ہے۔ عاقب نے اپنا سامانِ سفر اُٹھایا۔ تینوں سمندگان کے تھان پر آئے۔ زمان خان اور رحمٰن بابا نے گلے سے لگا کر اسے رخصت کیا۔ بھیگی آنکھوں نے دل کے تمام مفہوم ادا کر دیئے۔ عاقب سمندگان کی پشت پر بیٹھ کر گردن کو تین مرتبہ تھپتھپایا اور سمندگان اپنے نئے مالک کی تابعداری میں چل پڑا۔

www.ksars.org

سمند گان صبح کے ملگجے اجالے میں پہاڑی راستوں پر نپے تلے قدم رکھتا ہوا اس طرح دوڑ رہا تھا۔ جیسے وہ راستے کے ہر نشیب و فراز سے آگاہ ہے۔ اسے یاد آیا اس کی ماں کہا کرتی تھی۔ ''بیٹا! صبح کا وقت نور پینے کا وقت ہے۔''

اس کے ذہن کے پردے پر ماں کا نورانی تصور اُبرا۔ جس کا نور اللہ ھو کی صدا میں ڈھل کر فضا میں بکھرنے لگا۔ لبوں سے نکلی ہوئی لہریں سانس کے ساتھ اندر جانے لگیں۔ اس کے اندر امرت رس گھلنے لگا۔ مٹیالی فضا میں چھایا ہوا اماں کا نورانی ہیولا ہاتھوں میں امرت کا پیالہ لئے قطرہ قطرہ اس کے حلق میں ٹپکا رہا تھا۔ اس کے حلق کی بانسری نور کے سُروں پر اپنے نغمے بکھیرنے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اجالا پھیل گیا۔ اسے دور پہاڑی پر آبادی کے نشان دکھائی دیئے۔ اس نے سمندگان کی گردن پر تھپکی دی اور کہا بھائی گھوڑے و پہاڑی کی بستی میں لے چلو۔ دیکھیں کون سا شہر ہے۔ گھوڑے نے ہنہنا کے گردن ہلائی تو عاقب نے خوش ہو کر نعرہ مارا۔ رحمٰن بابا زندہ باد۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد عاقب دار جیلنگ میں داخل ہو گیا۔ سورج پورا پورا نکل آیا تھا۔ ہر طرف سنہری دھوپ کھلی ہوئی تھی۔ پہاڑی پر ہری بھری فصلیں کھڑی تھیں۔ دار جیلنگ کا نام سنتے ہی وہ جان گیا کہ یہ چائے کے باغات ہیں۔ گرم گرم چائے کے تصور نے اس کے سردی کے احساس کو جگا دیا۔ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ایک کیفے کے سامنے اس نے اپنا گھوڑا ٹھہرایا۔ اتنے میں ایک دس بارہ سال کے لڑکے نے آ کر گھوڑے کی باگ تھام لی۔ ''بابو جی۔ مسافر ہو؟۔ دور سے آئے ہو۔ گھوڑے کو چارہ پانی پلا دوں۔ اتنے میں آپ چائے پی لیں۔''

رحمٰن بابا نے جاتے وقت اس کی جیب میں کچھ پیسے ڈالے تھے کہ تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی۔ اس نے ناشتہ کیا۔ اتنی دیر میں سمندگان بھی کھا پی کے فارغ ہو چکا تھا۔ اس نے کیفے والے سے اگلے

www.ksars.org

پڑاؤ کے متعلق معلومات حاصل کیں اور گھوڑے کو ایک سڑک پر ڈال دیا۔ ہر طرف چائے کے باغات لہرا رہے تھے۔ تمام عورتیں چائے کی پتیاں توڑنے میں مصروف تھیں۔ یہاں کی بڑی صنعت چائے ہے یہ تو وہ پہلے بھی جانتا تھا۔ اب دیکھ کر اندازہ ہوا کہ قدرت نے اس شہر کے رہنے والوں کے لئے چائے کو وسائلِ روزگار بنا دیا ہے جگہ جگہ چائے کو سکھا کر ڈبوں میں بند کرنے کی فیکٹریاں دیکھ کر اس نے سوچا قدرت کا کام وسائل کی تخلیق کرنا ہے۔ ان وسائل کو معاشرتی ضروریات کے مطابق استعمال کرنے کے لئے کوشش و تدبیر کرنا انسان کا اختیار وہ کام ہے۔ تدبیر وسائل میں کارگر ہوتی ہے۔ ارادے میں جتنی وسعت ہو گی۔ وسائل کا پھیلاؤ بھی اسی مناسبت سے ہوتا ہے۔ ایک شخص وسائل کو استعمال کر کے لکھ پتی بن جاتا ہے۔ ایک شخص انہی وسائل کو استعمال کرنے کے باوجود بھی غریب رہتا ہے۔ آج اسے اپنے ابو کی بات اچھی طرح سمجھ میں آئی۔ وہ کہتے تھے کہ۔ ''بیٹا اللہ پاک اس سے بے نیاز ہے کہ کوئی غریب ہو یا کوئی امیر ہو۔ امیری غریبی کا تعلق تو وسائل کے ساتھ ہے۔ جو بندہ اللہ کے عطا کردہ وسائل کا بھرپور استعمال اس کی فطرت و سنت کے مطابق کرتا ہے۔ اسے اس کے بھرپور نتائج بھی حاصل ہوتے ہیں۔'' اس نے دیکھا کہ اس بستی کے تقریباً تمام لوگ وسائل کے استعمال میں اپنی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ خواہ وہ عورتیں ہوں یا مرد ہوں یا بچے ہوں۔ اللہ ان کی کوششوں کا انہیں صلہ دے رہا ہے۔ ان کی دماغی و جسمانی تندرستی بھی ان کے لئے اللہ کا انعام ہے۔ سردی میں عورتوں اور بچوں کو کام کرتے دیکھ کر اس کے دل میں گداز پیدا ہونے لگا۔ دل سے دعا نکلی۔ یا اللہ اس بستی والوں کے ارادوں میں وسعت اور وسائل میں فراخی عطا فرما۔

اس کی اگلی منزل پٹنہ تھی۔ پٹنہ سے وہ کانپور آیا۔ فضا میں پھیلی ہوئی چمڑے کی بُو سے اسے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یہاں چمڑے کی صنعت کاری ہے۔ شام کا وقت تھا۔ اسے رات گزارنے کے لئے

www.ksars.org

جگہ بھی چاہیئے۔ شہر کا ایک چکر لگا کر اس نے رہنے کے لئے شہر باہر درخت کے نیچے ایک جگہ تجویز کی۔ درخت سے گھوڑا باندھا۔ گھوڑے کو خود دو گھاس چرنے کا اشارہ کر کے خود کچھ کھا پی کے سو رہا۔ تھکا ہوا تھا۔ فوراً ہی نیند آ گئی۔ رات کا پچھلا پہر تھا کہ سمند گان کے زور سے ہنہنانے کی آواز نے اسے سوتے سے جگا دیا۔ ابھی اس نے آنکھ کھولی ہی تھی کہ کچھ لوگوں کی خوف میں دبی ہوئی چیخوں کی آواز آئی۔ کون ہے کہہ کر وہ ہڑ بڑا کے اُٹھ بیٹھا۔ تین آدمی بھوت بھوت کہتے ہوئے بھاگ نکلے۔ اس نے دیکھا کہ گھوڑا غائب ہے۔ اب اس کی سمجھ میں آیا کہ ان لوگوں نے گھوڑا چُرانے کی کوشش کی تو گھوڑا غائب ہو گیا۔ شاید انہوں نے مجھے بھی بھوت سمجھ لیا۔ اسی خوف سے بھاگ لئے۔ اس سمند گان کو آواز دی۔ اسی وقت گھوڑا درخت سے بندھا ہوا پایا۔ اس نے پیار سے اس کی پشت تھپتھپائی اور پاس ہی تالاب کے پانی وضو کر کے اپنے اوراد و وظائب اور عبات میں لگ گیا۔ جلد ہی صبح کا اجالا پھیل گیا۔ دور سے کچھ لوگ آتے دکھائی دیئے۔ قریب آنے پر شکلیں تو وہ پہچان نہ سکا مگر اتنا ضرور ہو گیا کہ یہ رات والے لوگ ہیں۔ یہ لوگ ڈرتے ڈرتے قریب آئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے پوچھا۔ ''اے صاحب۔ تم کون ہو؟''

''میں مسافر ہوں۔ جلد ہی یہاں سے چلا جاؤں گا۔''

''یہ تین آدمی کہتے ہیں۔ تم آدمی نہیں بھوت ہو اور یہ تمہارا گھوڑا بھی بھوت ہے۔'' عاقب نے کہا۔ ''اُن سے پوچھو کہ تم نے کیسے اندازہ لگایا کہ ہم دونوں بھوت ہیں؟''

اس آدمی نے کہا۔ ''رات کو ان تینوں نے گھوڑا چُرانے کے لئے ابھی رسی کو ہاتھ لگایا ہی تھا کہ گھوڑا بمعہ رسی کے غائب ہو گیا۔'' عاقب نے کہا۔ ''ان سے پوچھو۔ کیا مسافر کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ اگر اللہ ہماری حفاظت نہ کرتا تو تم لوگوں نے تو ہم پر ظلم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔''

www.ksars.org

''مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جیتا جاگتا گھوڑا دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جائے۔''

عاقب نے بات کو ختم کرنے میں مصلحت جانی اور مسکرا کے بولا۔ ''بھائیو! تم اس گھوڑے کو دیکھ رہے ہو؟''

سب بولے۔ ''ہاں دیکھ رہے ہیں۔''

اب عاقب نے گھوڑے کی پشت پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ ''آؤ قریب آؤ اور اس گھوڑے کو ہاتھ لگاؤ۔ کیا یہ تمہیں کوئی بھوت دکھائی دیتا ہے۔'' وہ آدمی آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ گھوڑے کو چھوا اور سب آدمیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''ارے بھئی۔ یہ تو جیتا جاگتا گھوڑا۔ عاقب نے اس کی بات پکڑ لی۔ کہنے لگا۔ ''یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں کہ رات کے اندھیرے میں انہیں گھوڑا شاید ایک دفعہ دیکھنے کے بعد دوبارہ دکھائی نہیں دیا۔ تو یہ ڈر گئے، ان میں سے ایک ہنسنے لگا تو سب ہی ہنس دیئے اور فضا بدل گئی۔ اس شخص نے پوچھا۔ ''کیا نام ہے تمہارا اور کہاں سے آئے ہو؟۔

ہمارے ساتھ آؤ۔ ناشتہ کرتے ہیں۔'' باقی تو چل دیئے۔ یہ دونوں ایک کیفے میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ عاقب نے بتایا کہ '' وہ انقرہ کا رہنے والا ہے۔ چند مہینوں پہلے یورپ میں ہولناک طوفان آیا تھا۔ جو قیامت سے کسی طرح کم نہ تھا۔ اس طوفان نے مغرب کو تباہ و برباد کر دیا۔ ان کی ساری ٹیکنالوجی طوفان کی نذر ہو گئی۔ مادی عروج کے زینے پر کھڑا ہوا آدمی زمانے کی پستی میں جا پڑا۔ جو لوگ طوفانوں سے بچ گئے۔ وہ انسانیت کی تباہی ہی پر تُل گئے۔ مجھے اوپر والے نے بچا کر اس طرح بھیج دیا۔ اب دیکھو گھوڑا کدھر جاتا ہے؟''

www.ksars.org

اس شخص کا نام آنند کمار تھا۔ وہ کہنے لگا۔ ''تم اگر یہاں ٹھہرنا چاہتے ہو تو میں تم کو آشرم لئے چلتا ہوں۔ اس کے علاوہ اس شہر میں مسجدیں بھی ہیں۔ تم چاہو تو وہاں تمہارے ٹھہرنے کا انتظام ہو سکتا ہے۔''

عاقب نے کہا۔ ''رات تو میں مسجد میں ہی گزار لوں گا۔ مگر ابھی میں شہر کی سیر کرنا چاہتا ہوں۔''
آنند کہنے لگا۔ ''پھر چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے تم گھوڑے کو مسجد میں کسی کی نگرانی میں چھوڑ دو۔''

دونوں قریب کی مسجد پہنچے۔ عاقب نے اپنا مختصر سا تعارف مسجد کے امام سے کرایا اور رات ٹھہرنے کی اجازت چاہی جب وہ رضا مند ہوا تو گھوڑا مسجد کے باہر ایک درخت سے باندھ کر خود آنند کمار کے ساتھ چل دیا۔ دونوں پیدل ہی بازار کی طرف نکل گئے۔ چھوٹی بڑی دکانوں میں لوگوں کا ہجوم دیکھ کر عاقب سوچنے لگا کہ مغرب کے مقابلے میں مشرق مادی ترقی کے لحاظ سے بہت پیچھے ہے۔

تب ہی اللہ نے اس علاقے کو طوفان سے بچالیا ہے۔ اس کے ذہن میں اپنے ابو کی آواز گونجی۔ '' بیٹے! اللہ انسان کو مادی ترقی سے نہیں روکتا۔ مادی ترقی تو آدمی کی صلاحیتوں کے استعمال کا نتیجہ ہے۔ مگر خرابی اس وقت آتی ہے۔ جب انسان اپنی ہنر مندی اور ایجادات کو اللہ کے اصولوں کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ تب ایک وقت ایسا آتا ہے۔ کہ یہ ترقی نسلِ انسانی کی تباہی کا باعث بن جاتی ہے۔ انسان اپنے بنائے ہوئے شکنجوں میں خود کو گرفتار کرلیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ اسے عذاب دے رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تو بار بار ڈھیل دے کر اسے عذاب سے بچاتا رہتا ہے۔'' عاقب دل ہی دل میں اپنے ابو سے مخاطب ہوا۔ ''ابو آج آپ کی بات میرے مشاہدے میں آگئی ہے۔ آنند اسے سارا دن شہر کی سیر کراتا رہا۔ وہ مندروں میں گئے۔ جہاں مختلف صورتوں کے بت تھے۔ جنہیں مختلف نام دیئے گئے تھے۔ ہنومان جی، گنیش، لکشمی دیوی وغیرہ

www.ksars.org

وغیرہ۔ شام کو آنند عاقب کو مسجد میں چھوڑتے ہوئے بولا۔ ’’آج رات تم آرام سے مسجد میں سوؤ۔ کل صبح نو بجے میں آؤں گا اور تمہیں ایک خاص جگہ لے چلوں گا۔‘‘

مسجد کے مولوی نصیر اللہ شفیق آدمی تھے۔ عاقب نے سلام کرتے ہی سمندگان کی خیریت پوچھی۔ مولوی صاحب مسکرائے بولے۔ ہم جانتے ہیں۔ مسافر کے لئے اس کی سواری بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اس کے دانہ پانی کا پورا پورا انتظام کیا جا چکا ہے۔ عاقب گھوڑے کے پاس آیا۔ اس کی گردن اور پشت پر تھپکیاں دیں۔ اس سے پوچھا۔ ’’تم نے کھانا کھایا۔ پانی پیا؟‘‘ گھوڑے نے ہنہنا کے گردن ہلائی۔

مولوی صاحب خوش ہو کے بولے۔ ’’بھئی انسان کی صحبت میں جانور بھی انسان بن جاتا ہے۔‘‘

رات کی نماز اور اسباق سے فارغ ہو کر عاقب سونے چلا گیا۔ آنند کے ساتھ دن بھر کی سیر کے خاکے اس کے ذہن میں گھومتے رہے۔ اس کے ذہن نے کہا۔ اپنی آنکھوں سے چھپی ہوئی حقیقت کو انسان نے مخلوق کی صورت کیسے دے دی۔ پھر اپنی بنائی ہوئی صورتوں کو خدا بھی مان لیا۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے مکئی کاشت کر کے فصل سے گندم حاصل کرنا چاہیں۔ یہی سوچتے سوچتے اسے نیند آ گئی۔ صبح ناشتے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ آنند کمار آ گیا۔ دونوں پھر بستی کی سیر کو چل پڑے۔ آنند کہنے لگا۔ آج یہاں ایک جلوس نکلنے والا ہے۔ اس جلوس میں روحانی قوتوں کے مالک سادھو لوگ اپنی قوتوں کا مظاہرہ کریں گے۔ میں تمہیں وہاں لے جانا چاہتا ہوں۔ دونوں کانپور کی شاہراہ پر آئے۔ جو لوگوں کے ہجوم سے بھری پڑی تھی۔ لوگوں کے شور اور زور زور سے ڈھول کی آواز کے باعث کچھ دکھائی دیا نہ سنائی دیا۔ آنند عاقب کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے ہجوم کو چیرتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ دونوں ایک جگہ جا کر رک گئے۔ آنند نے اشارہ کیا۔ ’’وہ دیکھو۔ یہ

www.ksars.org

سادھو مہاراج اتما کی شکتی کے بڑے مہان آدمی ہیں۔" عاقب نے دیکھا ایک ٹھیلے کے چاروں کونوں پر موٹے بانس فٹ کئے ہوئے ہیں سو ان بانسوں میں چاروں طرف رسی باندھ دی ہے۔ جیسے کپڑے سکھانے کے لئے باندھتے ہیں اور ایک رسی درمیان میں بھی باندھی ہوئی ہے۔ایک آدمی جو صرف دھوتی پہنے ہوئے ہے۔لوگ نہایت ہی عقیدت سے اس پر پھول نچھاور کر رہے ہیں اور اس کی جانب ہاتھ اُٹھا اٹھا کر اس سے اپنے لئے دعا اور برکت طلب کر رہے ہیں۔ ٹھیلے کے پاس جو اس کے ساتھی ہیں وہ ٹھیلے پر رکھے مرتبان سے راکھ کی چٹکیاں لوگوں پر پھینکتے جاتے ہیں۔لوگ عقیدت سے تبرک کے طور پر اسے اپنے سر اور چہرے پر ملتے جلتے ہیں۔ چند اور بھی لوگ اس سادھو کے چیلے تھے۔ جنہوں نے زبان میں سلاخ ڈالی ہوئی تھی۔

☆☆☆

www.ksars.org

(ساتویں قسط)

ایک نے سینے پر کئی ہک لگائے ہوئے تھے جو کھال میں پیوست تھے۔ غرج کلہ جسمانی اذیت کے طرح طرح کے مظاہرے تھے۔ ہجوم سے نکل کر کچھ آگے بڑھے تو آنند نے بتایا۔ ''یہ تمام سادھو شمشان گھاٹ پر رہتے ہیں اور وہیں پر تپسیا کرتے ہیں۔ مرتبان میں وہ جو راکھ تھی وہ بھبھوتی کہلاتی ہے۔ یہ مرگھٹ کی راکھ ہے۔ سادھو مرگھٹ کی راکھ کو جسم پر ملتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی روحانی صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ لوگ ان سے فیضیاب ہوتے ہیں۔''

عاقب نے آنند سے پوچھا۔ ''روحانی صلاحیتوں سے یہ کیا کام لیتے ہیں؟''

آنند بولا۔ ''ہمارے یہاں زیادہ تر مسائل عورتوں کے ہیں۔ یہ گھر گھر جا کے عورتوں کو اشیر واد دیتے ہیں۔ عورتیں عقیدت سے انہیں کھانا، زیور جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے دان کرتی ہیں۔ اس کے بدلے میں ان کی دعاؤں سے بانجھ عورتیں اولاد والی بن جاتی ہیں۔ بیمار بچے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ لوگ ان کی بڑی عزت کرتے ہیں۔''

عاقب نے کہا۔ ''یار آنند شمشان گھاٹ پر جہاں یہ سادھو رہتے ہیں۔ کیا تم مجھے وہاں لے جا سکتے ہو۔''

آنند کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔ ''لے جا تو سکتا ہوں۔ مگر یہاں سے کافی فاصلے پر گنگا کنارے شمشان میں ایک سادھو رہتے ہیں۔ یہ سب سے زیادہ مہان ہیں۔ یہ کسی کو خالی نہیں لوٹاتے۔ تم اتنی دور سے آئے ہو تو ان سے ملو۔''

www.ksars.org

آنند کو عاقب کے متعلق بس اتنا معلوم تھا کہ وہ مغرب کے ہولناک طوفان سے بچتا بچاتا ادھر آیا ہے۔عاقب نے اسے رحمٰن بابا کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا۔نہ ہی جن غیر معمولی واقعات و حالات سے وہ گزر کر یہاں تک پہنچا تھا،اُس کے متعلق کچھ بتایا تھا۔آنند اسے ایک تباہ حال مسافر جان کر اس کے ساتھ نیک برتاؤ کر رہا تھا۔ویسے بھی وہ فطرتاً اچھا شخص تھا۔آنند بولا۔"اگر ہم بارہ بجے کی ٹرین پکڑ لیں تو شام تک میرٹھ پہنچ جائیں گے۔پھر وہاں سے وہ اتنے دور نہیں ہیں۔طے یہ پایا کہ گھوڑے کو مسجد کے امام کے پاس ہی رہنے دیا جائے اور خود ٹرین سے چلے جائیں۔صرف پون گھنٹہ باقی تھا۔دونوں جلدی جلدی اسٹیشن پہنچے اور میرٹھ کی طرف روانہ ہو گئے۔راستے میں آنند نے اسے بتایا کہ اس کی ماں مر چکی ہے۔اس کے باپ نے دوسری شادی کر لی ہے اس سے اس کے دو بچے ہیں۔باپ کی توجہ زیادہ ان بچوں کی طرف ہے۔آنند الگ رہتا ہے۔ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی مگر وہ اِدھر اُدھر کام کر کے اپنی ضرورت کے لئے ٹھیک ٹھاک کما لیتا ہے۔میرٹھ پہنچے تو رات ہو چکی تھی۔انند کہنے لگا۔"اب رات تو یہیں گزارنی ہو گی۔یہاں میرا ایک دوست رہتا ہے۔چلو اس سے ملتے ہیں۔خوش ہو جائے گا۔"

آنند نے پاس گزرنے والے موٹر رکشے کو اشارہ کیا اور دونوں اس پر سوار ہو گئے۔پندرہ بیس منٹ میں وہ اپنے مقام پر پہنچ گئے۔دروازے پر دستک دی دروازہ کھلا ایک تیس بتیس سال کے آدمی نے دروازہ کھولا۔"نمستے ہردیال!"آنند بولا۔ہردیال نے پہچانتے کی نظر سے اسے دیکھا اور اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔وہ خوشی اور حیرت کے ملے جُلے جذبے کے ساتھ تقریباً چیختے ہوئے بولا۔"ارے انند تُو ہے"اور پھر دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔

آنند نے عاقب کا تعارف کرایا۔"یہ میرا دوست عاقب ہے۔"

www.ksars.org

ہر دیال بڑے تپاک سے ملا اور اندر آکر اپنی بیوی کو آواز دی۔ شیلا شیلا دیکھ تو کون آیا ہے؟'' وہ آواز سن کر فوراً ہی کمرے سے نکل آئی۔ آنند کو دیکھتے ہی خوشی سے چِلا پڑی۔ ''ارے انند بھیا! آپ ہیں۔ نمستے اور یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ مجھے پتہ تھا۔ آج کوئی مہمان ضرور آنے والا ہے۔ صبح صبح میں کاگا بول رہا تھا۔''

آنند ہنستے ہوئے بولا۔'' بھائی ایک نہیں دو کاگا بولے ہوں گے تمہارے گھر دو مہمان آئے ہیں۔''

سب ہنسنے لگے۔ تھوری دیر میں شیلا نے کھانا لگایا۔ آنند نے بتایا کہ پورے دو سال بعد ہماری ملاقات ہوئی ہے۔ کھانے سے فارغ ہو کر سب آپس میں خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔ ہر دیال اور شیلا دونوں بہت خوش مزاج تھے۔ سب جلد ہی ایک دوسرے سے اس طرح گھل مل گئے جیسے بہت گہرے دوست ہوں۔ آنند نے بتایا۔ ''ہم صبح سادھو باباکے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔''

شیلا بولی۔ ''بھیا ہم بھی چلیں گے۔''

ہر دیال فوراً بولا۔ ''تم کیا کرو گی وہاں جاکر۔ تین سال سے لگاتار جارہی ہو اب کتنی دفعہ جاؤ گی۔''

آنند بولا۔ ''کیوں بھئی کیا قصہ ہے۔''

شیلا بولی۔ ''کچھ نہیں بھیا۔ وہ سادھو بابا سے بھبھوتی لاتی ہوں مگر ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔''

عاقب جان گیا کہ معاملہ کیا ہے۔ گھر بچوں سے خالی ہے۔ وہ مسکرا کر بولا۔ ''بھابھی کتنے سال ہوئے ہیں شادی کو؟''

www.ksars.org

وہ بولی۔ ''نو سال ہو چکے ہیں۔'' یہ کہتے کہتے اس کا کھلا ہوا چہرہ مرجھا سا گیا۔

عاقب بولا۔ ''ایک ٹوٹکا ہم بھی بتائے دیتے ہیں۔ آپ کا جی چاہے تو آزما لینا۔ ایک بزرگ نے بتایا تھا۔ اس کے نتائج بھی ہم دیکھ چکے ہیں۔''

شیلا ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے بولی۔ ''بھگوان آپ کی زبان مبارک کرے۔''

عاقب بولا۔ ''ہر روز صبح سورج نکلنے سے پہلے شمال رخ کھڑے ہو کر پانچ عدد چمبیلی کے پھول اپنی بائیں ہتھیلی پر رکھیں۔ داہنے ہاتھ سے ایک ایک پھول کی ایک ایک پتی توڑتے جائیں اور یاارحم الراحمین کہہ کر پتی پھونک مار کر کھالیں۔ اس طرح ایک ایک پتی کے اوپر ارحم الرحمین پڑھ کر پھونک مار کر کھا لیں۔ خوب چبا کر کھائیں۔ اس کے ایک گھنٹے بعد تک کچھ بھی مت کھائیں پیئں۔ یہ اکیس روز تک عمل کریں۔ اس دوران قربت سے پرہیز کریں۔ اللہ نے چاہا تو بائیسویں دن آپ کی مراد پوری ہو جائے گی۔'' تینوں بڑے غور سے سن رہے تھے۔ ہدیال اور شیلا دونوں کے چہرے امید کی روشنی سے چمک اُٹھے۔ دونوں ایک ساتھ بول اُٹھے۔ ''یہ ضرور کریں گے۔'' شیلا بولی۔ میرے گھر تو چمبیلی کی پوری بیل لگی ہوئی ہے۔ آج کل پھول بھی خوب آئے ہوئے ہیں۔''

عاقب بولا ''گڈ لک'' اور پھر اندر ہی اندر اس رحمٰن بابا کو پکارا۔ ''رحمٰن بابا اس گھر کے آنگن میں چمبیلی کا پھول کھلا دیں۔ اللہ آپ کی دعاؤں کو رد نہیں کرے گا۔ ان شاءاللہ۔'' رحمٰن بابا سے کہہ کر اس کا دل پُر سکون ہو گیا۔

www.ksars.org

اس نے شیلا پر نگاہ ڈالی تو اُسے اپنی باطنی نگاہ سے اس کی ساڑھی کے پلو میں ایک ننھی منی جیتی جاگتی گڑیا ماں کے سینے سے چمٹی دکھائی دی۔ اس نے اپنا ہاتھ شیلا کے کندھے پر رکھا اور یقین کی گہرائی میں ڈوبی ہوئی آواز کے ساتھ بولا۔ ''شیلا بھابھی اوپر والا اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ آپ ماں ضرور بنیں گی۔ اللہ یہی چاہتا ہے ہر روز کچھ پیسے دان بھی کر دیں غریبوں کو۔ اکیس دن تک روزانہ۔'' رات گئے تک مختلف موضوعات پر باتیں ہوتی رہیں۔ چائے کے دور چلتے رہے اور پھر صبح اُٹھنا ہے کہہ کر عاقب نے سب کی توجہ نیند کی طرف دلائی۔ لگتا تھا کہ کسی کا سونے کا ارادہ ہی نہیں ہے۔

صبح صبح شیلا کی آواز نے سب کو میٹھی نیند سے جگا دیا۔ انند بولا۔ ''کیا ہے بھابھی۔۔ کچھ دیر اور سونے دیا ہوتا۔''

وہ بولی۔ ''پراٹھے کھانے ہیں یا نہیں۔۔؟''

''پراٹھے۔ ارے بھابھی جواب نہیں آپ کا۔ عاقب، ہر دیال اُٹھو بھئی اٹھو۔ پراٹھے ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔'' اس نے زور سے آواز لگائی۔ گرم گرم پراٹھے، خشخاش کا خُمینہ، گڑ کے چاول، پھر شیلا کا محبت پیار سے سب کو بٹھا کر کھلانا۔ عاقب کو گھر یاد آ گیا۔ وہ سوچنے لگا۔ امی ابو جانے کس حال میں ہوں گے۔ میری یاد آتی بھی ہو گی یا نہیں۔ اس کے دل نے خود ہی اپنے سوال کا جواب دیا۔ میں ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔ وہ مجھے کیسے بھول سکتے ہیں۔

شیلا عاقب کی نگاہوں میں اداسی کا سایہ دیکھ کر بولی۔ ''عاقب بھیا! آپ ایک دم سے کیوں اداس ہو گئے؟''

www.ksars.org

عاقب سوچ کی گہرائی سے نکل کر بولا۔ ''کچھ نہیں بھابھی۔ آپ کی شفقت اور مہمان نوازی نے گھر کی یاد دلادی۔''

شیلا مسکرا کر بولی۔ ''بھیا محبت تو بھگوان کی روشنی ہے۔ بھگوان وہ سورج ہے جو سدا چمکتا رہتا ہے ۔ ہر منش کے من میں اسی کے نور کا اُجالا ہے۔ آدمی ختم ہو جاتا ہے۔ اجالا ختم نہیں ہوتا۔ اجالا بھگوان ہے۔ محبت تو امرت ہے۔ پیالے بدلتے رہتے ہیں۔ امرت نہیں بدلتا۔'' عاقب نے عقیدت سے شیلا کے ہاتھ چوم لئے۔ ہر دیال ہنس کے بولا۔ ''عاقب بھیا سادھو بابا کو گنگا کنارے کہاں ڈھونڈنے جاتے ہو۔ سادھو بابا تو یہاں ہیں۔'' اس کے مضحکہ خیز لہجے پر سب ہنس دیئے۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ ہر دیال بولا۔ ''لو سندیپ آ گیا۔ شیلا ذرا دروازہ کھولنا۔''

سندیپ آیا تو ہر دیال نے اسے ہدایت دی۔ ''آج میں تو اپنے کام پر ہوں۔ جا نہیں سکتا۔ تم ان دونوں کو لے کر گنگا کنارے جو شمشان گھاٹ ہے وہاں پر لے جاؤ اور ان کے ساتھ ہی رہنا جب یہ فارغ ہو جائیں انہیں واپس یہاں پہنچا دینا۔''

سندیپ نے پوچھا۔ ''کیا سادھو بابا کے درشن کرنے ہیں؟''

آنند کمار بولا۔ ''ہاں انہی کے پاس جانا ہے۔''

سندیپ سر ہلا کے بولا۔ ''ٹھیک ہے لے جاؤں گا۔''

سندیپ کی اپنی ٹیکسی تھی۔ رخصت ہوتے وقت آنند کہنے لگا۔ ''بھابھی آپ بھی آجاؤ۔''

www.ksars.org

شیلا بولی نہیں۔ ''اب میں عاقب بھیا کا بتایا ہوا علاج کرنا چاہتی ہوں۔ پھر تم لوگ شام کو آؤ گے تو کھانا بھی تو تیار ہونا چاہیئے۔

آنند فوراً بولا۔ ''بھابھی ہم تو مصالحہ دوسہ کھائیں گے۔''

شیلا ہنس کے بولی۔ ''لو فرمائشیں شروع ہو گئیں۔''

ہر دیال دونوں کو رخصت کرتے ہوئے بولا۔ ''اچھا یار شام کو کھانے پر تمہارا انتظار رہے گا۔ جلدی آنا۔''

ٹیکسی روانہ ہوئی، کوئی دو گھنٹے ہرے بھرے کھیتوں کھلیانوں سے گزرتے ہوئے گنگا کے کنارے چلتے رہے۔ یہاں تک کہ آبادی سے بہت دور نکل آئے۔ یہاں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں۔ ٹیلے تھے اور ان ٹیلوں کے درمیان سے گنگنا بہہ رہا تھا۔ تھوڑا سا آگے جا کر گنگا کے ساحل پر جگہ جگہ مردوں کے جلانے کے آثار دکھائی دیئے۔ جلی ہوئی لکڑیوں اور راکھ کے ڈھیر تھے۔ سندیپ نے آنند سے پوچھا۔ ''آپ کو یہاں اُترنا ہے یا سادھو مہاراج کے پاس لے چلو۔''

وہ شمشان گھاٹ سے گزر ہی رہے تھے کہ گنگا کنارے بکھرے ہوئے گول گول چکنے پتھروں کے ڈھیر پر ایک سادھو بیٹھے دکھائی دیئے۔ سندیپ نے ٹیکسی کنارے پر روکتے ہوئے کہا وہ دیکھو سادھو مہاراج بیٹھے ہیں۔ تینوں ٹیکسی سے اتر کر سادھو بابا کی طرف بڑھے سندیپ اور آنند نے قریب جا کر انہیں نمستے کیا۔ عاقب نے بھی ان کی نقل میں ہاتھ جوڑ کر انہیں نمستے کیا۔ سادھو بابا خوش مزاجی سے بولے۔'' آؤ بالک آؤ۔ تم پر بھگوان کی کرپا ہو۔''

www.ksars.org

عاقب نے اسے غور سے دیکھا۔ سادھو بابا ایک دبلے پتلے جسم کے درمیانے قد کے آدمی تھے۔ ان کا سارا جسم ننگا تھا۔ صرف ایک لنگوٹ کسی ہوئی تھی۔ سر کے بال لمبے اور الجھے ہوئے تھے۔ داڑھی کے بال بھی الجھے ہوئے تھے۔ سر سے پیر تک سارے جسم پر راکھ ملی ہوئی تھی۔ آنند کمار نے سادھو کے پاس پتھروں کے ڈھیر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ''سادھو بابا آپ کی آگیا ہو تو کچھ عرض کریں۔''

سادھو بابا شفقت کے ساتھ بولے۔ ''ہاں بول بالک کیا کہنا ہے اور تم دونوں بھی بیٹھ جاؤ۔'' اس نے عاقب اور سندیپ کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ دونوں سادھو بابا کے سامنے بیٹھ گئے۔ آنند کمار بولا۔ '' سادھو بابا آپ کی آشیر واد تو ہم کو چاہیئے ہی ہے مگر اس کے ساتھ ہی ہم آپ کی زندگی کے متعلق بھی جاننا چاہتے ہیں۔''

سادھو بابا خوش ہو کر بولے۔ ''میری زندگی کے متعلق کیا جاننا چاہتے ہو تم لوگ؟''

عاقب بولا۔ ''ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کو سادھو بننے کا خیال کیسے آیا اور اس کے لئے آپ نے کیا کیا تپسیائیں کیں۔ آپ کا رہن سہن آپ کی ضروریاتِ زندگی کیا ہیں؟ ہمیں اپنی زندگی کے متعلق سب کچھ بتائیں۔''

سادھو بابا بولے۔ ''تم میری زندگی کے حالات جان کر کیا کرو گے۔؟''

عاقب نے کہا۔ '' ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ سادھو بننے کے لئے کن کن کٹھناؤں سے گزرنا پڑتا ہے؟''

www.ksars.org

"بالک سادھو بننا اتنا آسان نہیں ہے۔ برسوں کی تپسیا آدمی کو شیشے سے ہیرا بنا دیتی ہے۔ تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ سادھو بننے کا خیال کیسے آیا؟ میں اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ میرے ماں باپ غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ محنت مزدوری سے گھر کا خرچ چلاتے۔ نو سال کا تھا کہ باپ بلڈنگ کی تعمیر پر کام کرتے ہوئے اونچائی سے گر کر مر گیا۔ اس کا غم اندر ہی اندر میری ماں کو کھانے لگا اور وہ کھٹیا سے لگ گئی۔ ایک دن کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کھولا۔ ایک سادھو بابا سارے جسم پر بھبھوت ملے سامنے کھڑے تھے۔ بولے۔ بچہ دان ملے گا۔ میں نے بے ہوش پڑی ماں کی طرف اشارہ کیا۔ بابا میری ماں کو اچھا کر دو۔ وہ دروازے سے اندر قدم رکھتے ہوئے بولا۔ کیا ہوا تیری ماں کو؟ میں نے رونی آواز میں بولا۔" میری ماں بہت بیمار ہے۔ وہ اندر آیا، ماں کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور بولا۔ ارے یہ تو مر چکی ہے۔ پھر بولا آ بیٹا ادھر آ۔ اس گھر سے تجھے دان میں لیتا ہوں۔ میرے ساتھ چل۔ میں ماں کے پاس بیٹھ کر رونے لگا۔ سادھو بابا نے پڑوس کا دروازہ کھٹکھٹایا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں بہت سے لوگ میرے گھر پر جمع ہو گئے۔ ماں کو شمشان گھاٹ پر لے جاتے ہوئے سادھو بابا مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ تب سے میں شمشان گھاٹ پر سادھو بابا کے ساتھ رہنے لگا۔ شروع شروع میں مجھے مردہ لاشیں دیکھ کر بڑا خوف آتا اور ادھ جلی لاشیں دیکھ کر تو خوف سے میری چیخ نکل جاتی۔ میرا خوف نکالنے کے لئے سادھو بابا عورتوں کی لاشوں کے بدن سے مجھے زیور تلاش کرنے کے کام پر لگا دیتے۔ چند ہی دنوں میں میرا خوف دور ہو گیا اور میں رات کو بھی لاشوں کے قریب جانے سے نہ گھبراتا۔ ایک دن سادھو بابا بولے۔" بچہ تو بڑا ہو کے کیا کام کرنا چاہتا ہے؟ میں کہا۔" میں آپ کی طرح سادھو بننا چاہتا ہوں۔ سادھو بابا بولے۔" پھر تجھے جو میں کہوں وہی کرنا ہو گا۔ میں نے کہا ۔ میں کروں گا۔ بولے پرسوں پورا چاند ہو گا۔ آدھی رات کو شمشان میں کھڑے ہو کر اس منتر کا جاپ کرنا۔ اس کے بعد میں تجھے ایک بوٹی کھلاؤں گا جس سے تیرے اندر شکتی پیدا ہو گی۔ اس رات میں صبح تک

www.ksars.org

سادھو بابا کے دیئے ہوئے منتر کا جاپ کرتا رہا۔ جاپ کرتے وقت کئی بار میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ دھیرے دھیرے چلتے ہوئے میری طرف آ رہے ہیں۔ چاند کی پر اسرار روشنی نے ماحول کو اور بھی زیادہ پُراسرار بنا دیا تھا۔ اگر میرے دل سے موت کا خوف نہ نکل گیا ہوتا تو اس خوفناک ماحول میں رات کاٹنا مشکل ہو جاتا۔ پھر اس وقت میری عمر بھی تقریباً بارہ سال تھی۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ موت نے مجھے بہت سے منتر اور جاپ سکھائے۔ میرے لئے گروجی بھگوان کا روپ تھے۔ لوگ ان کی وجہ سے مجھے بھی محبت اور عزت سے دیکھتے اور میں بھی گرو کی طرح لوگوں کو تبرک دیتا، مرگھٹ کی راکھ ان کے ماتھے پہ لگاتا، چٹکی بھر راکھ ان کے منہ میں ڈالتا اور وہ خوش ہو کر کچھ نہ کچھ دان دیتے جو میں گرو کو دے دیتا۔ اسی طرح میں جوان ہو گیا۔ گروجی سخت بیمار ہو گئے۔ مرتے وقت مجھے پاس بلایا اور بولے۔ تُو میرا سچا بھگت ہے۔ مرنے کے بعد میری آتما تیرے جسم میں کام کرے گی۔ گروجی کے مرنے کے بعد میں جانتا ہوں کہ میرے اندر گروجی کی آتما کام کر رہی ہے۔''

عاقب نے سوال کیا۔ ''آپ کیسے جانتے ہیں کہ آپ کے اندر گروجی کی آتما کام کر رہی ہے؟ ہر شخص کے اندر تو اسی کی آتما ہوتی ہے۔''

سادھو بابا نے تیز نظروں سے عاقب کو دیکھا۔ پھر بولے۔ ''میری زبان سے وہی الفاظ نکلتے ہیں جو گروجی بولتے تھے۔ ان کے بعد لوگ مجھے گروجی کہہ کر بلاتے ہیں میری آشیرواد سے لوگوں کے کام ہو جاتے ہیں۔'' پھر وہ عاقب کو براہ راست مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ ''بالک تم اس راز کو نہیں سمجھو گے جو گرو اور چیلے کے درمیان ہے۔ گرو اپنی آتما کی روشنی اپنے چیلے کے اندھیرے بدن میں ڈال دیتا ہے۔ جس سے مُردہ جسم زندہ ہو جاتا ہے اور بند دماغ کھل جاتا ہے۔''

www.ksars.org

آنند کمار اور سندیپ دونوں نے نہایت ہی عقیدت سے ہاتھ جوڑ کر سادھو کے قول کی تائید کی۔

عاقب کے دل سے آواز ائی۔ اللہ کے نزدیک مردم خوری کسی حال میں بھی قابلِ قبول نہیں ہے۔ اللہ بندوں کی نفسانی خواہشات، اعمال وافعال سے بری ہے۔ عاقب کے ذہن میں رحمٰن بابا کے الفاظ گونجے۔ ''بچے! درست وہی ہے جسے اللہ نے درست کہا اور غلط وہ ہے جسے اللہ نے غلط کہا۔'' عاقب نے پھر سوال کیا۔ ''مگر سادھو بابا! انسان کا گوشت کھا کر کوئی شخص انسان کا کیسے خیر خواہ ہو سکتا ہے؟''

سادھو بابا بولے۔ ''جانور کا گوشت کھا کر کوئی شخص جانوروں کا خیر خواہ کیسے ہوتا ہے۔ جانوروں کو بھی تو لوگ محبت سے پالتے ہیں۔ ان کے دانے پانی کا خیال رکھتے ہیں۔''

''درست ہے۔ مگر جانور کو پالتے وقت ذہن میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ان کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔ مگر انسان کو پالتے وقت کسی کے ذہن میں یہ نہیں آتا کہ یہ ہماری خوراک بننے والا ہے۔'' عاقب نے پھر سوال کیا۔

سادھو بابا تیزی سے بولے ''بالک یہی تو ہم بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ راستہ عام لوگوں کا نہیں ہے۔ تم اسے نہیں سمجھو گے۔'' یہ کہہ کر سادھو بابا ایک دم اُٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے پتھروں پر پاؤں رکھتا ہوا ایک سمت چلا گیا۔ آنند کمار اور سندیپ بولے۔ ''معلوم ہوتا ہے سادھو بابا ناراض ہو گئے۔''

عاقب نے صلح جوئی کے ساتھ کہا۔ ''یار میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔''

تینوں چپ چاپ گاڑی میں آبیٹھے۔ راستے میں پھر وہی موضوع چھڑ گیا۔ انند کہنے لگا۔ ''گرو کا ہر حکم بھگوان کا حکم ہے۔''

www.ksars.org

عاقب بولا۔ ’’مگر سچا گرو کبھی اپنے مرید کو بھگوان کی مرضی کے خلاف کچھ کرنے کا حکم نہیں دیتا۔اپنے ہم جنس کو مستقل طور پر خوراک بنالینا جانوروں میں بھی رائج نہیں ہے۔اللہ کی فکر ہمارے اندر کام کرتی ہے۔جب ہم کسی جانور کو اپنے ہم جنس کو کھاتا دیکھتے ہیں تو کراہیت محسوس ہوتی ہے۔جس کام میں کراہیت اور ناگواری کا احساس ابھرے تو اس کا مطلب ہے کہ روح اس کام سے خوش نہیں ہے۔روح صرف اسی کام سے خوش ہوتی ہے جس کام سے اس کا خالق خوش ہوتا ہے۔‘‘

آنند بولا۔ ’’مگر سادھو بابا نے اپنے حال میں مست ہیں اگر ان کی روح خوش نہ ہوتی تو ان کے آشیر واد سے لوگوں کے کام کیسے درست ہو جاتے۔‘‘

عاقب بولا۔’’ روح کی روشنی لامحدودیت سے محدودیت میں آتی ہے اور پھر محدودیت سے واپس لامحدودیت میں اپنے تھکانے پر پہنچ جاتی ہے۔روشنی جس زون میں کام کرتی ہے اسی زون میں شعوری طور پر انسان کی اور مخلوق کی موجودگی پائی جاتی ہے۔انسان کا شعور اس زون سے بلند ہو کر دوبارہ لامحدودیت کی جانب گامزن ہو جاتا ہے۔ذہن کا ہر خیال روح کی روشنی ہے۔اس روشنی میں روح کی فکر کے خاکے ہیں۔آدمی کا ہر عمل روح کی فکر کے خاکوں کا عملی مظاہرہ ہے۔مرنے کے بعد آدمی جن جن عالمین سے گزرتا ہے۔اسے اعمال کا مظاہرہ اس عالم کی روشنی میں دیکھتا ہے۔روشنی نظر ہے اور نظر شعور ہے۔شعور اپنی سکت کے مطابق غیب کے عالمین میں سفر کرتا ہے۔شعور کو سکت روح کی روشنی سے ملتی ہے اور روح کو توانائی خالق کے نور سے ملتی ہے۔شعور کا تعلق روح سے اور روح کا رابطہ اللہ سے اسی وقت قائم اور استوار رہتا ہے جب اس تعلق و رابطہ کی تمام شرائط کو پورا کیا جائے۔‘‘آنند بڑے غور سے عاقب کی بات سن رہا تھا۔عاقب ذرا چپ ہوا تو آنند کہنے لگا۔’’یار سچ پوچھو تو مجھے بھی نیچر کے اصولوں اور قدرت

www.ksars.org

کے درپردہ اسرار کو جاننے کا بڑا شوق ہے۔ میرا ایک بڑا اچھا دوست مسلمان ہے۔ اس کی میری دوستی کافی پرانی ہے وہ اکثر اولیاءاللہ کے مزاروں پر حاضری دیتا ہے۔ دوست ہونے کے ناطے مجھے بھی کئی دفعہ ساتھ لے گیا۔ شروع شروع میں دوست کی خاطر حاضری دیتا رہا۔ وہ تو صاحب مزار کے تصور میں ڈوب کر دعائیں مانگتا اور میں بس یونہی بے دلی سے اِدھر اُدھر دیکھتا رہتا۔

www.ksars.org

(آٹھویں قسط)

آنند اولیااللہ کے متعلق اپنے عقائد میں مثبت تبدیلی کے متعلق بتا رہا تھا۔ اُس نے عاقب کو بتایا کہ اُس کا مسلمان دوست اُس سے کہتا۔ ''آنند تم جانتے نہیں ہو کہ اولیااللہ قبر کے اندر مردہ نہیں ہیں۔ وہ اپنی آتما کے ساتھ زندہ ہیں اور قبر پر آنے والے کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔'' میں اس کہتا کہ یار اپنا اپنا اعتقاد ہے۔ آدمی جیسا سوچے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ میں تو جب بھی کسی قبر پر جاتا ہوں۔ سوائے ہڈیوں اور مٹی کے کوئی تصور نہیں بنا۔ ایک دفعہ میری ماں فالج کے حملے سے سخت بیمار ہو گئیں۔ ان کا منہ ٹیڑا ہو گیا، جسم مفلوج ہو گیا،، وہ صحیح طرح سے بول بھی نہ سکتی تھیں۔ علاج معالجہ، دید، پندت سب کچھ ہوا۔ مگر مرض میں ذرا بھی افاقہ نہیں ہوا۔ میرا دوست میری پریشانی کو اور ماں کی حالت کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ چل یار! خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس چلیں اور کوئی وقت ہوتا تو شاید میں اس کی دعوت کو ٹھکرا دیتا۔ مگر اس وقت اس کے ایک بار کہنے پر ہی میرا دل امادہ ہو گیا۔ ماں کی محبت اس کی زندگی کے لئے ہر ممکن تدبیر آزمانے کو تیار ہو گیا۔ ہم دونوں اسی وقت اجمیر شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ دربار میں حاضری دی اور دوزانو ہو کر قبر مبارک کی پائنتی کی جانب بیٹھ گئے۔ میں نے آنکھیں بند کیں دل تو پہلے ہی بھرا ہوا تھا آنکھیں بھی بھر آئیں اور میں جی بھر کے رویا۔ اسی شدتِ غم میں نہ جانے کس طرح اور کب حضرت خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ میری بند آنکھوں کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ میں ان کے قدموں میں سر رکھ کر بلک بلک کے رو رہا تھا اور اپنی ماں کی زندگی اور تندرستی کی التجا کر رہا تھا۔ تھوری دیر بعد حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا میں اس ہاتھ کی گرمی اور وزن کبھی نہیں بھولوں گا۔ اسی لمحے میرے دل سے آواز آئی خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ آپ اپنی اتما کے ساتھ زندہ ہیں۔ آپ کے

www.ksars.org

ہاتھ سے نور کا دھارا نکل کر میرے سر میں سما گیا اور پورا دماغ روشن ہو گیا۔ اب میں نے سر اُٹھایا اور آپ کی جانب دیکھا۔ آپ کے حسن و جمال کے انوار سے میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ آپ نے مسکرا کے فرمایا۔ ''میری قبر پر گردن کے پاس پھولوں کا ایک ہار پڑا ہے۔ اس ہار میں چمپا کا ایک پھول ہے۔ اسے اُٹھا لے۔ اس پھول کو اپنی ماں کے پاس لے جاؤ اور اس پھول پر ایک سو گیارہ مرتبہ حضرت خواجہ اجمیری پڑھ کر پھونک کر اپنی ماں کو کھلا دے۔ اب جا بالک جا۔ آسمانوں اور زمینوں کا مالک تجھ پر مہربان ہے۔'' آنند نے اپنی کہانی جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ''جب میں قبر مبارک سے اُٹھا تو دل کی حالت ہی بدلی ہوئی تھی۔ مجھ پر ایک جذب کا سا عالم طاری تھا۔ اسی کیفیت میں میں نے قبر پر پڑے ہوئے ہار کے اندر سے چمپا کا پھول اُٹھایا۔ جس کی نشاندہی حضرت خواجہ رحمتہ اللہ جی نے فرمائی تھی۔ وہ پھول آنکھوں سے لگا کر اپنی جیب میں حفاظت سے رکھا اور اپنے دوست کو چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ میری حالت دیکھ کر جان گیا کہ حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ غریب کو اپنے کرم سے نوازا ہے۔ وہ کچھ نہ بولا کیونکہ وہ اس دربار کے آداب سے واقف تھا۔ راستہ بھر میں اپنی کیفیات میں آنکھیں بند کئے چپ چاپ بیٹھا رہا۔ دوست سے بات کرنے کو زبان نہیں کھلتی تھی۔ البتہ دل حضرت خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں جھکا ہوا مسلسل ماں کی زندگی کے لئے التجا کر رہا تھا اور ان کی عنایات کا شکر ادا کر رہا تھا۔ گھر پہنچ کر ہدایت کے مطابق میں نے ایک سو گیارہ مرتبہ یا حضرت خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ پڑھ کر اس پھول کے اوپر پھونک ماری اور تھوڑا تھوڑا کر کے اپنی ماں کو کھلا دیا۔ میری ماں نے مجھے اشارے سے پوچھا کیا اس کے اندر شکر ڈالی ہے؟ میں نے کہا ۔ہاں اور اس پھول کھاتے ہی ماں کو گہری نیند آ گئی۔ میں ماں کے قریب ہی بیٹھا رہا۔ میرا دوست بھی میرے ساتھ کمرے میں ایک طرف بیٹھا تھا۔ پورے چار گھنٹوں کی گہری نیند کے بعد کمرے کے سکوت کو ماں کی آواز نے توڑا۔

www.ksars.org

''آنند بیٹے ذرا پانی تو لانا۔'' میں اور میرا دوست اپنی اپنی کرسی پر نیم غنودگی کی حالت میں دراز تھے۔ مگر ماں کی آواز اتنی صاف تھی کہ ہم دونوں اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ میں بے ساختگی میں زور سے بولا۔ ''ماں پانی چاہیئے ماں؟ دوست سے کہہ کر دروازے کی جانب بڑھا۔ آنند میں پانی لاتا ہوں توماں کو دیکھا اور پھر سارے گھر نے دیکھ لیا کہ ماں پانی پیتے ہی بستر سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ مسکرا مسکرا کے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور بولی۔ ''میں ایک دھند میں پھنس گئی تھی۔ نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہ دکھائی دیتا تھا۔ آخر ایک گھڑ سوار آیا۔ اس نے ایک دم مجھے اُٹھا کر اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا اور مجھے یہاں پہنچا دیا۔'' اس کے معدے میں کئی دفعہ اجمیر شریف رحمتہ اللہ علیہ گیا۔ ماں کو لے کر بھی گیا۔ مگر پھر ویسی کیفیت جذب کبھی طاری نہیں ہوئی۔ اس دن سے مجھے بڑا شوق ہے۔ یہ جاننے کا کہ مرنے کے بعد آتما کے اوپر کیا گزرتی ہے؟ وہاں میری ماں کی آتما دھند میں پھنس گئی تھی اور یہاں اس کا جسم فالج زدہ چارپائی پر پڑا تھا۔ جسم و جان کے ساتھ یہ کیسا تعلق ہے؟ یہ تعلق کس طرح درست رکھا جا سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم اسے جاننے کی کوشش کریں تو ہم ضرور جان سکتے ہیں اور اگر غلط نہیں ہوں تو تمہارے اندر بھی آتما کی کھوج نظر آتی ہے۔''

عاقب مسکرادیا اور آنند کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر پیار سے سہلاتے ہوئے بولا۔''

آنند بھیا! اس دنیا کے سارے انسان ایک باپ آدم اور ایک ماں حوا کی اولاد ہیں اور آدم اور حوا کا خالق ایک پرورد گار، ایک اللہ، ایک بھگوان ہے۔ وہ ذات واحدِ ہے۔ اس کو سب الگ الگ نام سے پکارتے ہیں۔ ایک ذاتِ خالق کے بہت سے نام ہیں۔ جس کا جی چاہتا ہے۔ جو نام اچھا لگتا ہے اسی نام سے اپنے رب کو پکارتا ہے۔ خالق کا تخلیقی ذہن آدم و حوا میں منتقل ہوا اور آدم و حوا کا تخلیقی ذہن نوعِ انسانی میں منتقل ہو رہا ہے۔ خالق کا تخلیقی ذہن خالق کی تخلیقی صفات کا مظاہرہ ہے۔ آدم و حوا اللہ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی تخلیقی صفات

www.ksars.org

کا مظاہرہ کرتے ہیں اور آدم و حوا کا وہ ازلی شعور ہے جس کا تعلق براہ راست خالق سے ہے۔ پس تمام انسانوں کے اندر یہ ازلی شعور موجود ہے۔اس کے ذریعے کوئی آدمی اپنی آتما سے بھی واقفیت حاصل کرتا ہے اور آتما کا اپنے خالق اور اپنے رب سے تعلق و رابطے سے بھی شناسائی حاصل کرتا ہے۔ جب آتما کی جانب سے ازلی شعور کی اس ڈور میں حرکت آتی ہے تو دنیا میں رہتے ہوئے آدمی کے اندر اپنی آتما کو جاننے اور غیب میں رونما ہونے والے حقائق کو پہچاننے کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی لگن آدمی کو منزل پر پہنچاتی ہے۔اس کے لئے رہنمائی کی ضرورت ہے۔"

پھر عاقب نے اسے رحمٰن بابا کے متعلق بتایا اور کہا۔"رحمٰن بابا اس سلسلے میں تمہاری رہنمائی کریں گے۔ اگر کبھی تم اپنی آتما میں چھپی ہوئی حقیقت کو جاننا چاہو تو ان سے رابطہ کر سکتے ہو۔"

راستے بھر ایسی ہی باتیں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ میرٹھ شیلا کے گھر پہنچ گئے۔ شیلا نے مصالحہ دوسہ، کئی قسم کی سبزیاں، دال اور نہ جانے کیا کیا بنا کر رکھا تھا۔ کھانے پینے اور باتوں میں آدھی رات ہوگئی۔ ہر دیال اور شیلا نے عاقب سے پوچھا۔"سادھو بابا سے تم ملے۔ تم نے ان کو کیسا پایا؟"

عاقب نے کہا۔"سب ایک ہی بھگوان کے بندے ہیں۔ سب اپنی عقل سے اللہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اپنی عقل سے تو آدمی اپنے آپ کو بھی اچھی طرح نہیں سمجھ پاتا تو خالق کو کیسے جان سکتا ہے۔ خالق کو جاننے کے لئے خالق سے رابطہ کی ضرورت ہے۔ خالق نور ہے۔ خالق کا نور روح کے ذریعے انسان کے جسم سے گزرتا ہے۔ آدمی کا جسم ایک چھلنی کی طرح ہے۔اس چھلنی سے گزر کر اللہ کا نور واپس روح میں منتقل ہو جاتا ہے جسم کا ہر مسام اللہ کے نور کو محسوس کرتا ہے اور ان محسوسات کا اندراج روح کے اندر ہوتا ہے جسے حافظہ کہتے ہیں۔ اگر جسم کی چھلنی کے سوراخ بند ہوں تو روشنی واپس

www.ksars.org

روح کے حافظے میں نہیں پہنچتی۔روشنی روح کی صلاحیت ہے۔روح کاارادہ لامحدودیت میں کام کرتا ہے۔ جب آدمی اپنے جسم کے مسامات کوراکھ وغیرہ مل کرہر وقت بند رکھتا ہے تومسامات سے روشنیاں باہر نہیں نکلتیں اوراس طرح شعور کارابطہ صرف جسم کے ساتھ قائم رہتا ہے یعنی مادی زون میں وہ اپنے اندر آنے والی ہر روشنی کو مقید کرلیتا ہے۔اس طرح آدمی کے سارے اعمال مادی زون کی حد تک رہ جاتے ہیں اور روح کے شعوراور عالم نور میں نہیں پہنچ پاتے۔"

ہر دیال نے پوچھا۔"مگر سادھو بابا سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔کسی کی بیماری دور ہو جاتی ہے،کسی کے کام میں رکاوٹ دور ہو جاتی ہے،کسی کی ملازمت میں ترقی ہو جاتی ہے۔"

عاقب نے جواب۔"میں اس سے انکار نہیں کر رہا۔'مگر سارے کام دنیاوی ہیں اور حقیقت اس سے مختلف ہے۔میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی حدتک وہ لوگوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں مگر روحانی صلحیتوں کو پہچانااور کائناتی حقیقتوں کو سمجھنا ان کے لئے مشکل ہے۔"

پھر عاقب نے مزید کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔وہ جانتا تھا کہ بچپن کی طرزِ فکر ایک دن میں نہیں بدل سکتی۔دوسری صبح وہ آنند کے ساتھ کانپور واپس آگیا۔راستے بھر اسے سمند گان کی یاد آتی رہی اسے امید تھی کہ مولوی نصیر اللہ نے اچھی طرح رکھا ہو گا۔وقت پر دانہ پانی ضرور دیا ہو گا۔وہ سیدھا مسجد میں پہنچا،شام کا وقت تھا۔مولوی صاحب اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور قبل اس کے کہ عاقب اپنے گھوڑے کی خیریت دریافت کرتا۔مولوی صاحب خود ہی بول پڑے۔عاقب میاں! تمہارا گھوڑا تو بڑا ہی عقل مند ہے۔ہم نے اس کا ہر طرح سے خیال رکھا۔تمھیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے،جاؤاپنے گھوڑے کو دیکھ آؤ۔عاقب فوراًاُٹھ کھڑا ہوا۔جیسے ہی سمند گان کے قریب آیا۔وہ خوشی میں گردن ہلا کے

www.ksars.org

ہنہنانے لگا۔ عاقب نے اس کے منہ پر اور اس کی پشت پر ہاتھ پھیر پھیر کر اسے خوب پیار کیا اور بولا۔ ''بس اب ہم صبح یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ تمہیں زیادہ انتظار کی ضرورت نہیں ہے۔ رات اس نے مسجد میں گزاری۔ مولوی صاحب سے عشاء کی نماز تک باتیں ہوتی رہیں۔ عاقب نے انہیں رحمٰن بابا کے متعلق سنایا اور اپنے سفر کے لئے ان سے ضروری معلومات حاصل کیں۔ مولوی نصیر اللہ کہنے لگے۔ ''بہتر تو یہ ہے کہ تم یہاں سے سیدھے اجمیر شریف کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ سلطان الہند کی خدمت میں حاضری دو اس کے بعد گوا سے افریقہ کے لئے بحری جہاز پکڑ لینا۔ اس طرح تم ہندوستان کے کافی شہروں کی سیر بھی کر لو گے۔''

عاقب کو مولوی صاحب کی رائے بالکل درست معلوم ہوئی۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔ ''مولوی صاحب آپ کے مفید مشورے کا شکریہ۔ ان شاء اللہ میں کل صبح ہی اجمیر شریف کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔ میرے لئے دعا کیجئے گا۔'' عشاء کی نماز اور اوراد و اسباق سے فارغ ہو کر عاقب فوراً ہی سو گیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ سمندر پر سفر کر رہا ہے۔ گھوڑا اسے اپنی پوری رفتار سے بھگائے لئے جا رہا ہے۔ مگر گھوڑے کی انتہائی رفتار کے باوجود بھی وہ گزر گاہ کی مختلف چیزیں عمارتیں، بازار، درخت اور لوگوں کو دیکھتا جا رہا ہے۔ پھر اس نے دیکھا کہ وہ بحری جہاز پر سفر کر رہا ہے اور دنیا کے مختلف ممالک میں گھوم پھر کر لوگوں مل جل رہا ہے۔ ملک ملک کی سیر کرنے کے بعد وہ پھر دوبارہ ہندوستان کی سرحد پر پہنچ جاتا ہے۔ جیسے ہی ہندوستان میں داخل ہوتا ہے، خضر بابا سامنے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ خضر بابا ٹھہر جاتے ہیں اور اپنی انگلی سے ایک جانب اشارہ کرتے ہیں۔ خضر بابا کی انگلی سے روشنی کی شعاع نکل کر زمین پر پڑتی ہے۔ اس شعاع کی روشنی میں ایک لڑکی بیٹھی دکھائی دیتی ہے نہ جانے اس میں ایسی کیا بات تھی کہ عاقب اسے دیکھتا ہی چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد عاقب کی نگاہ اس کے گلاب جیسے عارض پر تل بن کر چپک گئی۔ گھبرا

www.ksars.org

کے اس کی آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلنے کے ساتھ ہی وہ لڑکی اسی طرح کھلی آنکھوں کے سامنے دکھائی دی۔ عاقب کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ کون ہو تم اور پھر وہ اپنی ہی آواز کے ساتھ خواب کے لمحے سے باہر نکل آیا۔ خضر بابا کی روشنی اس کے سارے جسم میں کرنٹ بن کر دوڑنے لگی۔ وہ فوراً اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ خیالات تیزی سے اس کے دماغ میں آنے لگے۔ خضر بابا نے اس لڑکی کی شبیہ مجھے کیوں دکھائی۔ کیا مجھے دوبارہ ہندوستان آنا پڑے گا۔ مجھے یہ لڑکی کہاں ملے گی۔ کیوں نہ میں خضر بابا سے اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کرلوں۔ اس خیال کے ساتھ ہی ذہن کی تیز چلتی گاڑی جیسے ایک دم سے رک گئی۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور خضر بابا کی جانب دھیان لگا دیا۔ کافی دیر ہوگئی۔ مگر اس کی فکر اندھیرے میں اِدھر سے اُدھر گھومتی رہی تو اس نے یہ سوچ کر آنکھیں کھول دیں کہ خضر بابا ضرور اپنی دنیا میں کہیں مصروف ہوں گے۔ جب ہی ان سے رابطہ نہیں ہو پا رہا۔ خیر خود ہی اس کے اسرار عیاں ہو جائیں گے۔ اس کے ذہن میں رحمٰن بابا کے الفاظ گونجے۔ ”بچے خواب وقت کا لاشعوری لمحہ ہے۔ یہ ٹائم میں رونما ہونے والی واردات ہے۔ وقت کی لہروں پر رونما ہونے والے یہی نقوش اسپین میں آکر مظہریت کا جامعہ پہن کر نظر کے سامنے آ جاتے ہیں خواب اور بیداری حواس کے دو سمندر ہیں۔ یہ دو سمندر ساتھ ساتھ بہہ رہے ہیں ان کا پانی اپنی اپنی حد میں بہتا رہتا ہے۔ دونوں سمندروں کی انفرادی آنا انہیں ایک دوسرے کے اندر جذب ہونے سے باز رکھتی ہے انسان اللہ کی رحمت کی کشتی میں سوار ہے۔ کشتی اسے دونوں سمندروں میں لئے پھرتی ہے۔ بندہ جب کشتی کو خود کنڑول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے تو وہ دونوں حواس میں امر ربی کی تحریکات کا مشاہدہ کرلیتا ہے۔ اللہ کی رحمت کی کشتی انسان کا ذاتی ارادہ ہے۔ جس کا استعمال اس پر امر ربی کی سلاحیتیں منکشف کرتا ہے۔“ رحمٰن بابا کے الفاظ کے ساتھ ہی عاقب کو یقین ہو گیا کہ رحمٰن بابا کے سونپے ہوئے کام میں اس لڑکی کا رول ضرور ہے۔ اس کی فکر کی گہرائی میں دور بہت دور ایک شمع جل اُٹھی، برف کی سلوں کی تہہ میں

www.ksars.org

دبے ہوئے جذبات موم بن کر اہستہ آہستہ پگھلنے لگے۔ پگھلتے موم کا ہر قطرہ تل ابن کر عارض گلفام پر ٹپکنے لگا، ایک انوکھی خوشی، ایک انجانی مسکان اکے روئیں روئیں کو جگانے لگی، وہ اپنے ہی ادراک سے شرما گیا۔ صبح ابھی وہ مولوی صاحب کے ساتھ ناشتہ کر ہی رہا تھا کہ آنند آگیا۔ عاقب نے اسے اپنا پروگرام بتایا کہ وہ اجمیر شریف کے لئے روانہ ہو رہا ہے تو آنند کہنے لگا۔ ''یہاں سے پہلے تم کو ٹرین سے دہلی جانا ہو گا پھر دہلی سے اجمیر شریف کی گاڑی تم کو مل جائے گی۔''

عاقب نے کہا۔ ''میں گاڑی سے نہیں بلکہ اپنے گھوڑے پر جاؤں گا۔''

آنند بولا۔ ''راستہ کافی لمبا ہے۔ گھوڑے کی دیکھ بھال صحیح طریقے سے ہونا مشکل ہے تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ گھوڑا بیچ دو اور آرام سے سفر کرو۔''

عاقب نے فوراً کہا۔ ''نہیں نہیں یہ تو میرے شیخ کا عطا کیا ہوا تحفہ ہے۔ میرے لئے مشکل نہیں آسانی کا باعث ہے۔''

وہ مولوی صاحب اور آنند سے گلے مل کر رخصت ہوا۔ آنند نے کہا۔ ''دوبارہ تمہارا آنا ہو تو ضرور ملنا۔''

عاقب نے سمندگان کی پشت پر بیٹھتے ہوئے دونوں کو دوبارہ خدا حافظ کہا اور روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن اجمیر شریف پہنچ کر اس نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ سلطان الہند کی درگاہ مبارک پر حاضری دی۔ سفر کی آسانی کے لئے دعا کی اور اگلے سفر پر روانہ ہوا۔ اجمیر سے گو اسفر کافی لمبا تھا۔ احمد آباد سے ہوتا ہوا وہ بمبئی پہنچ گیا۔ راستے میں کچھ ایسی پریشانی نہیں ہوئی۔ مگر بمبئی پہنچ کر لوگوں

www.ksars.org

کا اژدھام دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اس ہجوم میں سمند گان کے لئے تو چلنا بھی مشکل ہو گیا۔ پھر گاڑیوں کے دھوئیں نے ساری فضا کو ابر آلود بنا رکھا تھا۔ سمند گان نے دو تین بار ہنہنا کے اپنی گردن ہلائی۔ عاقب سمجھ گیا کہ گھوڑا بھی اس کثیف فضا کے خلاف احتجاج کر رہا ہے۔ یہاں کے لوگ اسے اجنبی نظروں سے گھورنے لگے۔ وہ جان گیا کہ شہر کی مصروف زندگی میں لوگوں کو اتنی فرصت کہاں مل سکتی ہے کہ وہ اپنی ضروریات سے ہٹ کر کسی اور طرف دھیان دے سکیں۔ اس مصروف ترین شاہراہ سے نکلتے ہوئے اسے تقریباً دو گھنٹے لگ گئے۔ ایک گلی مڑتے ہی بابو جی۔ بابو جی کی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا یہ کوئی دس بارہ سال کا لڑکا تھا۔ نیکر اور ٹی شرٹ پہنے ہوئے کسی ہوٹل والے کا نوکر لگتا تھا۔ عاقب نے پوچھا تم کو کسی ایسی جگہ کا پتہ معلوم ہے جہاں میں اپنے گھوڑے کے ساتھ رات گزار سکوں؟ وہ بولا۔ ''میں آپ کو ایک بہت اچھی جگہ کا پتا بتاتا ہوں۔ آپ میرے ساتھ چلئے۔ اسی گلی میں ایک چھوٹا سا ہوٹل تھا۔ جس میں عاقب کو رات گزارنے کا کمرہ مل گیا۔ گھوڑے کو اس لڑکے نے پیچھے صحن میں باندھ دیا رات ہو چکی تھی۔ عاقب سخت تھکا ہوا تھا۔ کھانا کھاتے ہی سو گیا۔ رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ رحمٰن بابا اس کمرے میں جہاں وہ سو رہا ہے آئے اور اس کے اوپر اپنے کندھے سے شال اتار کر اوڑھا دی۔ رحمٰن بابا کی شال سے انرجی کرنٹ بن کر عاقب کے اندر دوڑنے لگی۔ اس کا رُواں رُواں سوتے سے جاگ اُٹھا۔ آنکھ کھلی تو اسے اپنے ارد گرد روشنی دکھائی دی۔ بے ساختہ اس کے منہ سے رحمٰن بابا کا نام نکلا اور اس کے ساتھ ہی رحمٰن بابا کی بے پناہ محبت نے اسے بے چین کر دیا اسے یوں لگا جیسے اس کا رواں رواں ایک دل ہے اور یہ دل رحمٰن بابا کو پکار رہا ہے۔ کچھ دیر احساس کی گہرائی کی شدت میں رہنے کے بعد عاقب کی عقل خود اپنی کیفیات کی وجوہات تلاش کرنے لگی۔ اس کے ذہن نے کہا۔ ''رحمٰن بابا کی روشنیاں میری ذات کی روشنیوں سے ملیں تو محبت کی کیفیت پیدا ہوئی۔ اس کے دل نے عقل کی تائید کی۔ جب ایک ذات کی روشنی دوسری ذات کی روشنی

www.ksars.org

میں جذب ہوتی ہے تو غالباً نے والی روشنیوں کے رنگوں سے مغلوب روشنیاں رنگین ہو جاتی ہیں۔اس نئے رنگ کو حواس کے دائرے جذب کر کے اس کی کیفیات کو محبت کی صورت میں اجا گر کرتے ہیں۔ محبت کے یہ رنگ ذات کا جز بن جاتے ہیں اور ذات اسے اپنے سے کبھی جدا نہیں کرتی اس نے ایک لمبی سانس لی، اسے اطمینان ہو گیا کہ رحمٰن بابا کی محبت اس کی جان کا ایک حصہ ہے۔ جو اس سے کبھی الگ نہیں ہو سکتا۔ صبح ہونے والی تھی۔ وہ نماز پڑھ کر اور ادو اسباق میں مصروف ہو گیا۔ سورج طلوع ہونے کو تھا کہ ایک دم کمرے کا دروازہ زور زور سے دھڑ دھڑانے کی آواز آئی۔ ساتھ ہی اس لڑکے کے چلانے کی آواز بھی آئی۔ ''بابو جی بابو جی۔ دروازہ کھولو۔''

عاقب گھبرا کے دروازے کی طرف بھاگا۔ ''کیا بات ہے بھئی؟۔ صبح صبح اتنی زور سے کیوں چلا رہے ہو؟''

وہ بولا۔ ''بابو جی۔ آپ کا گھوڑا۔ کیا ہوا میرے گھوڑے کو۔'' عاقب ایک دم بول پڑا۔

اس نے کہا۔ ''گھوڑے کی گردن سے خون بہہ رہا ہے۔''

عاقب اس سے زیادہ سن نہ سکا۔ چپل پہنی اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ دوڑتا ہوا گھوڑے کے پاس پہنچا تو اس نے دیکھا سمند گان چپ چاپ کھڑا ہے۔ مگر اس کے گلے میں بندھی ہوئی رسی کی جگہ پر خون کا فوارہ نکل رہا ہے۔ اتنا سارا خون دیکھ کر وہ گھبرا گیا۔ اوہ یہ کیا ہوا؟ اور پھر فوراً اپنی ٹی شرٹ اتار کر زخم پر کس کے پکڑ لی۔ تا کہ خون کا بہاؤ رک جائے اور لڑکے سے کہا۔ ''جاؤ جلدی سے کسی ڈاکٹر کو بلاؤ۔''

www.ksars.org

لڑکا ہوٹل کے مالک کو بلالایااس نے لڑکے سے کہا۔'' جا جلدی سے بدری چاچا کو بُلا لا۔''

لڑکا گیا تو عاقب نے بتایا کہ۔''اس طرح لڑکے نے مجھے آواز دی کیا آپ کو اس کے متعلق کچھ پتہ نہیں چلا کہ کس نے اسے زخمی کیا؟۔''

ہوٹل کا مالک بولا۔''صاحب کچھ نہیں پتہ چلا ورنہ پکڑا نہ جاتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس تیز چاقو تھا۔اندھرے میں رسی کاٹنے کی جگہ گلے پر چھری چلا گئے۔زخم گہرا معلوم ہوتا ہے۔ورنہ اس قدر خون نہ بہتا۔''

ایک لمحے کو عاقب کے ذہن میں وہ سین گھوم گیا۔ جب چوری کرنے والوں کی نظر سے سمندگان غائب ہو گیا تھا۔اس نے سمندگان سے آہستہ سے کہا۔''سچ بتاؤ دوست کون تھے وہ لوگ جنھوں نے تمھیں اس بری طرح زخمی کر دیا۔تم غائب کیوں نہیں ہوگئے؟عاقب اس کی آنکھوں میں اپنے سوال کا جواب تلاش کرنے لگا۔اسے یوں لگا جیسے سمندگان کہہ رہا ہے کہ اندھیرا تھا۔ صبح صادق کی خشک ہوائیں مجھے میٹھی لوری سنانے لگیں۔میں سو گیا۔چاقو گلے پر چھبا تو میں نے نیند میں گردن زور سے ہلائی۔ جس کی وجہ سے چاقو اور اندر چلا گیا۔خون کا فوارہ اُبلا تو وہ بھاگ گئے۔''

اتنے میں بدری چاچا آ گئے۔کچھ سامان بھی ان کے ساتھ تھا۔ایک چھوٹا سا ٹین کا بکس اور ایک چھوٹی بالٹی۔ جس میں کوئی کالا سا مرہم نما چیز تھی۔انہوں نے آتے ہی بکس زمین پر رکھا اور بولے۔''چوروں کا کوئی دین ایمان نہیں ہے۔جب چاہا جس کو چاہا لوٹ لیتے ہیں۔لوٹ نہ سکے تو برباد کر دیتے ہیں کہ دوسرے کے کام کا بھی نہ رہے۔''بدری چاچا کے ہاتھ زبان دونوں ایک رفتار سے چل رہے

www.ksars.org

تھے۔ انہوں نے مرہم گھوڑے کی گردن پر لگایا اور پٹی باندھ دی۔ ساتھ ساتھ مسلسل چوروں کو برا بھلا کہتے رہے۔ پھر عاقب سے بولے۔ ''برخودار۔ ہماری مانو تو ایسا کرو کہ جب یہ ٹھیک ہو جائے تو اسے کسی ٹھکانے پر لگا دو۔ اتنا اچھا گھوڑا رکھنا تو خود چوروں کو دعوت دینے والی بات ہے۔ تمہیں بار بار ایسے ہی حادثات سے گزرنا پڑے گا۔''

عاقب ایک لمحے کو سوچ میں پڑ گیا۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن میں رحمٰن بابا کی شبیہ ابھری۔ اس کا دل یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ اس کے متعلق رحمٰن بابا ہی کچھ مشورہ دے سکتے ہیں۔ وہ بدری چاچا سے بولا۔ ''چاچا آپ کا کہنا بالکل درست ہے میں اس بات پر غور کروں گا۔'' اس نے گھوڑے کے چہرے اور پشت پر پیار سے ہاتھ پھیرے اور سمندگان سے بولا۔ ''دوست جلدی ٹھیک ہو جاؤ۔ سفر تو ہمیں کرنا ہی ہے۔ میں ابھی آتا ہوں۔''

وہ کمرے میں آیا اور کپڑے بدلنے لگا کہ دروازے کے قریب ہی ہوٹل کے مالک کے بات کرنے کی آواز آئی۔ وہ کسی آدمی سے کہہ رہا تھا۔ ''کام تو پورا ہوا نہیں تم پیسے کاہے کے مانگ رہے ہو۔''

دوسرا آدمی بولا۔ ''ہم نے تو اپنی طرف سے کام پورا کر دیا۔ وہ زخمی ہو گیا تو ہم کیا کریں۔''

زخمی کا لفظ سن کر عاقب کے کان کھڑے ہو گئے، ضرور یہ سمندگان کی بات کر رہے ہیں۔ شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں ابھی تک باہر ہی ہوں۔ مالک ذرا تیز ہو کر بولا۔ مگر جب گھوڑا میرے ہاتھ نہیں آیا تو میں تمہیں رقم کیسے دے سکتا ہوں۔''

www.ksars.org

وہ آدمی بولا۔ ''میں تم سے کونسی گھوڑے کی قیمت مانگ رہا ہوں۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ کام ہو یا نہ ہو۔ ہزار روپیہ تم کو ضرور مل جائیں گے۔ پھر اپنی بات سے کیوں مکر رہے ہو۔ تم کو دھندا کرنا نہیں اتا۔ مجھ کو ناراض کر کے تم اپنا کام چلا نہیں سکو گے۔''

ہوٹل کے مالک نے جیسے ہار مان کر کہا۔ ''اچھا لے یہ ہزار روپیہ لے اور یہاں سے چلا جا۔ گھوڑے کا مالک آتا ہی ہوگا سامنے وال کمرہ اسی کا ہے۔''

یہ گفتگو سن کر عاقب سُن سا ہو گیا۔ اب اسے یہاں ایک پل ٹھہرنا مشکل لگنے لگا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور رحمٰن بابا کو پکارا۔ رحمٰن بابا! اب میں کیا کروں سمند گان کافی زخمی ہے۔ اس کے لئے سفر کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ میں اسے ایسی حالت میں کہیں چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ اس کی بند آنکھوں کے سامنے رحمٰن بابا آ گئے۔ کہنے لگے۔ تم سمند گان کے دونوں کانوں میں تین تین بار یہ جملہ دہراؤ۔ سمند گان تمھیں رحمٰن بابا نے بلایا ہے۔ وہ خود ہی میرے پاس آ جائے گا۔ تمھیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عاقب کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ ''شکریہ رحمٰن بابا۔''

وہ اپنا بیگ اُٹھا کر نیچے آ گیا۔ سمند گان کی لگام پکڑ کر اسے چلنے کا حکم دیا وہ لڑکا اس کے پیچھے پیچھے آ گیا۔ کہنے لگا۔ ''مالک کہتا ہے۔ ناشتہ تو کر کے جاؤ۔'' عاقب نے کہا۔ ''اپنے مالک سے کہو۔ ہم نے صبح اپنے کمرے میں ناشتہ کر لیا ہے اب اور گنجائش نہیں ہے۔ اس کا اشارہ ہوٹل کے مالک اور گھوڑا چور کی گفتگو کی طرف تھا۔ مگر لڑکا بھلا کیا سمجھتا۔ وہ واپس چلا گیا کہ بابو نے تو کمرے میں ناشتہ کر لیا ہے۔

وہ بمبئی کی گنجان گلیوں سے گزرتا ہوا ایک قدرے ویران جگہ پر آ گیا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ وہاں کوئی نہ تھا۔ اس نے جلدی سے گھوڑے کے دونوں کانوں میں

www.ksars.org

رحمٰن باباکا کہا ہوا جملہ دہرایا۔ سمندگان نے گردن جھکا کر تھوڑی سی آواز نکالی اور دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گیا۔

عاقب کو افسوس تو بہت ہوا مگر ساتھ اطمینان بھی تھا کہ رحمٰن باباکے یہاں اس کی دیکھ بھال اچھی ہو جائے گی۔ وہ اب یہاں سے جلد ہی نکلنا چاہتا تھا۔ راستے میں ایک چنے کے ٹھیلے سے اس نے گرما گرم چنے لئے اور اسی چنے والے سے اسٹیشن کا راستہ پوچھ کر اس کی جانب چل پڑا۔ اسٹیشن سے اس نے گوا کی ٹرین پکڑلی اور چار بجے تک وہ گوا پہنچ چکا تھا۔ اس نے سوچا آج رات تو مجھے یہاں ہی گزارنی چاہیئے۔ وہ اِدھر اُدھر پھرتا رہا کہ رات ہونے سے پہلے پہلے کہیں رہنے کا ٹھکانہ مل جائے۔ پیسے اس کے پاس بہت تھوڑے رہ گئے تھے۔ رحمٰن بابانے اسے ایک دست غیب کا عمل بتایا تھا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ بچے پہلے محنت مزدوری ڈھونڈ لینا۔ خون پسینے کی کمائی اللہ تعالیٰ کو خوش کرتی ہے۔ بہت ضرورت ہو تب ہی یہ عمل کرنا۔ اس نے سوچا۔ مجھے رات کو اگر کہیں سونے کی جگہ مل گئی تو صبح اُٹھ کر میں بندرگاہ پر کچھ کام کر لوں گا۔ شاید جہاز والے مجھے کوئی کام دے دیں۔ گھومتا گھماتا وہ بندرگاہ پہنچ گیا۔ وہاں کتنے ہی لوگ اپنے سامان کے ساتھ بیٹھے اور لیٹ نظر آئے۔ عاقب خوش ہو گیا کہ رات گزارنے کا سامان تو ہوا۔ اس نے کچھ کھا پی کر فارغ ہو کر بحری جہاز کے متعلق معلومات شروع کر دی۔ ایک شخص نے بتایا۔ ”کل شام ۵ بجے یہاں سے جہاز موزمبیق کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔ پہلے یہاں سے وہ مڈغاسکر جائے گا اور پھر موزمبیق جائے گا۔“

www.ksars.org

عاقب نے سوچا قدرت نے اس کے لئے اچھا موقع فراہم کر دیا ہے۔اس شخص نے کہا۔''میں اس جہاز پر کام کرتا ہوں۔اگر اس جہاز پر جانا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے ٹکٹ کا بندوبست ہو جائے گا۔''

عاقب نے پوچھا۔''کیا وہاں مجھے کام مل سکتا ہے۔میرے پاس پیسے بہت ہی تھوڑے رہ گئے ہیں۔''

وہ کوئی بھلا آدمی تھا کہنے لگا۔''دوست گھبراؤ نہیں کہاں سے آئے ہو؟''

عاقب نے اپنا مختصر سا حال بتایا اور کہا کہ میں اپنے شیخ کے حکم پر دنیا کی سیر کرنے نکلا ہوں۔وہ شخص نائیجیریا کا تھا اس کا نام اسماعیل تھا۔باتوں کے دوران اس نے بتایا کہ وہ اس شپ پر دس سال سے کام کر رہا ہے۔وہ اس شپ کا نیویگیٹر ہے اور کیپٹن سے کہہ کر کوئی آسان سا کام اسے دلوا دے گا۔ اسماعیل نے اسے ٹکٹ دلوا دی۔وہ رات عاقب نے بندرگاہ کے ویٹنگ ہال میں گزار دی۔کچھ سو کر کچھ جاگ کر یہ رات گزر ہی گئی۔ صبح ابھی وہ ناشتے سے فارغ ہو کر شہر میں گھومنے کے لئے ویٹنگ روم سے نکل ہی رہا تھا کہ دروازے میں اسماعیل مل گیا۔اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگا''میں تمہیں ہی بلانے آ رہا تھا۔میں نے کیپٹن سے تمہارے لئے بات کی تھی۔''وہ کہنے لگے۔''اسے یہاں لے آؤ۔اس وقت جہاز پر مال لوڈ ہو رہا ہے۔انہیں کسی کام پر لگا دیتے ہیں۔''

عاقب دل ہی دل میں اللہ میاں کا شکر اور رحمٰن بابا کی توجہ و مہربانی پر شکر ادا کرتا ہوا اسماعیل کے ساتھ چل پڑا۔اسماعیل نے اسے کیپٹن سے ملایا۔کیپٹن نے بھرپور نظر سے اس کا جائزہ لیا۔جیسے اسے اندر باہر سے جاننے کی کوشش کر رہا ہے۔وہ ایک جہاندیدہ آدمی تھا۔چند لمحے گہری نظروں سے عاقب

www.ksars.org

کو دیکھنے کے بعد کیپٹن مسکرا کے بولا۔ ''برخوردار ماشاء اللہ تم تو بڑے ہینڈ سم اور صاف ستھرے آدمی معلوم ہوتے ہو کہو ہم تمہارے کیا کام آسکتے ہیں؟''

عاقب نے کہا۔ ''یہ آپ کی عنایت ہے جو آپ نے مجھے اچھا جانا۔ میں افریقہ جانا چاہتا ہوں اور اس کے لئے کچھ پیسے درکار ہیں۔ اگر آپ کوئی کام دے دیں تو میرے لئے سفر کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔''

کیپٹن نے کہا۔ ''اس وقت جہاز پر مال لادا جا رہا ہے۔ تم لسٹ کے مطابق اس کی دوبارہ چیکنگ کر دو۔''

کیپٹن نے اسماعیل کو کہا کہ وہ عاقب کو لے جائے۔ سارا دن جہاز چلنے تک عاقب کام کرتا رہا۔ کئی چیزیں لسٹ میں شامل تھیں مگر سامان نہیں تھا۔ بالآخر شام چار بجے تک سارا مال لوڈ کر دیا گیا۔ کیپٹن عاقب سے بہت خوش ہوا کہ اس نے بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ پانچ بجے جہاز چل پڑا۔ عاقب کو ایک برتھ مل گئی۔ وہ شخص تھکا ہوا تھا فوراً ہی لیٹ کر سو گیا اور دو گھنٹے بعد کسی نے اسے ہلا کر جگا دیا۔ جہاز کا بیرا تھا۔ کہنے لگا۔ ''صاحب نے آپ کے لئے کھانا بھیجا ہے۔''

عاقب فوراً اُٹھ بیٹھا۔ ''کون صاحب؟'' کہنے لگا۔ ''کیپٹن صاحب نے بھیجا ہے۔''

''اوہ اچھا۔ انہیں ہمارا شکریہ کہہ دینا۔''

☆☆☆

www.ksars.org

(نویں قسط)

کھانا کھا کے عاقب کیپٹن کے پاس خود گیا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ وہ بولا ''کل صبح تم چاہو تو اسماعیل کے ساتھ گزار سکتے ہو۔ اس کے ساتھ جو ہیلپر کام کرتا ہے اس کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔ شاید اللہ نے تمہارے لئے روزی کا بندوبست کرنا تھا۔'' یہ کہہ کر وہ مسکرا دیا۔ عاقب بھی مسکرا دیا۔ قدرت کے کام ہی نرالے ہیں۔

دوسرے دن صبح سے ہی وہ اسماعیل کے پاس آ گیا۔ جہاز بیچ سمندر میں اونچی اونچی لہروں پر بہا چلا جا رہا تھا۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد عاقب نے اسماعیل سے پوچھا۔ ''یار تمہارا دس سال کا تجربہ ہے جہاز رانی کرتے اچھے بُرے وقت تو زندگی میں آتے ہی ہیں۔ مگر کیا کوئی ایسا تجربہ بھی ہے جسے تم کبھی بھلا نہیں سکتے۔''

اسماعیل نے کہا۔ ''یوں تو خراب موسم میں طوفانی لہروں کی لپیٹ میں جہاز کے آنے کے کئی ایسے تجربات ہیں جو اتنی آسانی سے بھلائے نہیں جا سکتے۔ مگر سمندر کی زندگی میں یہ تو ہوتا ہی ہے۔ البتہ ایک ایسا واقعہ جو بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ عقل کام نہیں کرتی۔ اگر تم سنو گے تو شاید تمہیں بھی یقین نہ آئے۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ اس وقت کیپٹن صاحب بھی وہاں موجود تھے۔''

عاقب نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ ''یار اسماعیل بھائی! اب سنا بھی دو جلدی سے۔''

اسماعیل نے اپنی بات آغاز کیا۔ ''سردی کا موسم تھا۔ ہم لوگ افریقہ سے نیوزی لینڈ مال لے کر جا رہے تھے۔ اس جہاز میں مال کے ساتھ کبھی کوئی پیسینجر بھی بٹھا لیتے ہیں۔ جو ہمیں اعتبار کے

www.ksars.org

قابل لگتا ہے۔ کیپٹن صاحب سے تو تم مل ہی چکے ہو۔ وہ بہت نرم دل آدمی ہیں۔ تنزانیہ کی بندرگاہ دارالسلام سے ہم نے مال اُٹھایا۔ ابھی چلنے میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا۔ لوڈنگ ختم ہو چکی تھی۔ چلنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ ایک سفید ریش آدمی جس کی داڑھی تین انچ سے زیادہ نہیں تھی۔ تیزی سے چلتا ہوا جہاز کی جانب آیا۔ میں نیچے ہی کھڑا ہوا تھا۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر جہاز کے اندر کیپٹن صاحب کھڑے تھے۔ اس شخص کا رنگ بالکل سفید و سرخ تھا۔ داڑھی بڑی خوبصورتی کے ساتھ تراشی ہوئی، بال سنورے ہوئے۔ کپڑے بھی صاف ستھرے تھے لباس سے عربی معلوم ہوتا تھا۔ ہلکے کریم رنگ کا عربی لباس اس پر بہت بچ رہا تھا۔ قد لمبا اور نہایت مناسب تھا۔ غرضیکہ اس کے چہرے پر بزرگی کا نور جھلک رہا تھا۔ عمر کوئی پچاس پچپن کے لگ بھگ ہوگی۔ وہ تیز چلتا ہوا جہاز کی طرف آرہا تھا۔ میں دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور سلام علیکم کہا۔ اس نے بھی سلام کیا اور وہ کہنے لگا۔ میں جہاز کے کیپٹن سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیپٹن پاس ہی تھے۔ میں نے کیپٹن کو آواز دی کہ یہ صاحب آپ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ کیپٹن نے ایک نظر ان پر ڈالی۔ پھر ہمارے پاس آگئے۔ ان بزرگ نے انہیں سلام کیا اور کہا میں آپ کے جہاز میں سفر کرنا چاہتا ہوں۔ کیپٹن ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔۔ آپ کہاں جائیں گے؟ وہ بولے۔" مجھے نیوزی لینڈ جانا ہے۔ کیپٹن نے کہا۔" جناب آپ کو معلوم ہے کہ راستہ بہت لمبا ہے وہاں پہنچتے پہنچتے ہفتے لگ جائیں گے۔ وہ بزرگ کہنے لگے۔ مجھے معلوم ہے۔ مگر میں اسی شپ پر جانا چاہتا ہوں۔ کیپٹن نے کہا۔ ٹھیک ہے آپ آسکتے ہیں۔ انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ شاید رقم نکالنے کے لئے تو کیپٹن صاحب نے مسکرا کے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اور نرمی کے ساتھ کہا۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ پیسوں کی کوئی بات نہیں۔ چلیئے آپ کو آپ کا کیبن دکھادوں۔"

www.ksars.org

"عاقب تم یہ نہ سمجھنا کہ کیپٹن صاحب ہر کسی کے ساتھ یہی معاملہ کرتے ہیں۔ دراصل کیپٹن صاحب کو قیافہ شناسی کا ملکہ حاصل ہے۔ وہ ایک نظر دیکھ کر آدمی کو پہچان لیتے ہیں۔ یہ مال بردار شپ ہے۔ وہ آدمی دیکھ کر ہی کسی کو آنے دیتے ہیں۔"

عاقب نے تائید میں کہا۔ "کیپٹن صاحب نے پہلی بار مجھے جس نظر سے دیکھا تھا۔ میں ان کی نظروں کی گہرائی کو محسوس کر رہا تھا۔"

اسماعیل نے اپنا قصہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "ہمیں سفر کئے ہوئے ابھی صرف چار دن گزرے تھے۔ وہ بزرگ زیادہ تر اپنے کیبن میں رہتے، کھانا بھی بہت کم کھاتے، بات بھی نہایت مختصر کرتے۔ انہوں نے اپنا نام عبد اللہ بتایا تھا۔ کیبن سے باہر شام کو نکلتے۔ تو ڈیک پر سمندر کی لہروں کو چپ چاپ دیکھتے رہتے۔ کیپٹن صاحب نے ایک دفعہ ان سے پوچھا بھی کہ آپ تنہا اپنے کیبن بور تو نہیں ہو جاتے۔ ہمارے پاس آجایا کریں۔ یا کسی سے بات کر لیا کریں۔ وہ صرف مسکرائے اور آہستہ سے بولے۔" میں تنہا کب ہوں۔ یہ کہہ کر پھر اپنے کیبن میں جا کر گم ہو گئے۔ چار دن گزر چکے تھے۔ جہاز اپنی رفتار میں بڑے آرام سے سفر کر رہا تھا ہر طرف سوائے پانی کے کچھ نہ تھا۔ چوتھا دن بھی گزر گیا۔ سردی کی اندھیری راتیں تھیں۔ زیادہ تر ملازم کیبن میں اندر سو رہے تھے۔ کوئی ڈھائی تین بجے کا وقت تھا میں اور کیپٹن صاحب دونوں جہاز کے وہیل پر تھے۔ ساتھ ساتھ باتیں بھی کرتے جاتے تاکہ نیند نہ آجائے۔ عبد اللہ کا کیبن پشت کی جانب قریب ہی تھا۔ پلٹ کر دیکھنے پر ان کے کیبن کا دروازہ دکھائی دیتا تھا۔ ان کے اطراف کے چار کیبن میں ملازم سو رہے تھے۔ اتنے میں کھٹ سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ کیپٹن نے مڑ کر دیکھا تو عبد اللہ دروازے پر کھڑے دکھائی دیئے۔ کیپٹن نے مجھ سے کہا۔ "ارے یہ عبد اللہ اس وقت کیا کر رہے

www.ksars.org

ہیں؟اسی وقت اندھیرے میں میں نے جو سامنے سمندر میں دیکھا تو ایک پورا پہاڑ سامنے دکھائی دیا۔اس قدر قریب کہ اب بچنے کی کوئی راہ نہ تھی۔میں بدحواسی میں پوری قوت سے چلااُٹھا۔''کیپٹن پہاڑ!!کیپٹن پہاڑ!!کیپٹن نے گھبرا کے سمندر میں اپنی آنکھیں گاڑدیں۔یہ سب کچھ آنا فاناًہوا۔عبداللہ پوری تیزی سے دوڑتے ہوئے ریلنگ کی جانب بڑھے۔ابھی وہ ریلنگ کے پاس پہنچے ہی تھے کہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ سامنے پہاڑ کی طرف بڑھائے اور پہاڑ کو پرے دھکیلنے لگے۔ہم نے دیکھا کہ وہاں عبداللہ کی بجائے ایک روشنیوں کا بناہواانسان کھڑا ہے۔یہ شخص اس قدر لمبا تھا کہ اس کا قد آسمان کو چھو رہا تھا۔اس کی روشنی نے سمندر کو حدِ نگاہ تک روشن کر دیا۔اس شخص نے ذرا سا جھک کے نیچے دیکھا۔پھر دونوں ہاتھوں سے پہاڑ کو کھلونے کی طرح اُٹھالیااور اُٹھا کے دور بہت دور سمندر میں پھینک دیا۔میں اور کیپٹن صاحب دونوں اپنی جگہ ساکت کھڑے تھے،ہماری آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں اس کے بعد یہ روشنی کا آدمی گھٹتے گھٹتے چھوٹا ہو گیااور اس کی ساری روشنیاں عبداللہ میں سما گئیں۔عبداللہ ہماری جانب مڑے اور کہنے لگے۔نیوزی لینڈ آگیا۔حالانکہ عبداللہ ہم سے خاصے دور تھے۔مگر ان کی آواز ہمیں بالکل اپنے کانوں کے پاس سنائی دی۔ان کی آواز نے ہم دونوں کو اس سکتے کی حالت سے باہر نکال دیا۔کیپٹن صاحب کے منہ سے نکلا۔''نیوزی لینڈ آگیا۔میں نے اپنی حالت کی طرف نظر کی۔میں وھیل سے کم از کم دو گز دور کھڑا تھا۔کیپٹن بھی ساتھ ہی تھے۔میں جلدی سے وھیل کی طرف لپکا اور وھیل سنبھال لیا۔اسی وقت نیوزی لینڈ کی بندرگاہ کی روشنیاں سامنے آگئیں۔میں نے عملے کو جگانے کا الارم بجایا۔کیپٹن صاحب عبداللہ کی جانب بڑھے۔اتنے میں عبداللہ آگے سمندر کی طرف بڑھے اور ریلنگ میں سے گزر کر پانی پر یوں چلنے لگے جیسے خشکی پر چلتے ہیں اور جلد ہی بندرگاہ کی روشنیوں میں گم ہو گئے۔سارا عملہ جلدی جلدی آگیا۔سب نے پوچھا ہم کہاں ہیں۔جب پتہ چلا کہ نیوزی لینڈ میں ہیں تو کسی کو یقین نہیں آیا کہ چار دن میں نیوزی لینڈ کیسے پہنچ سکتے ہیں؟

www.ksars.org

سب لوگوں میں ہلچل مچ گئی۔ چند لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قدرت ہے جہاز لنگر انداز کرنے کی تیاری کرو۔''

ہم نے جہاز لنگر انداز کیا۔ کیپٹن نے ہاربر کے کارکنان سے رابطہ کیا۔ وہاں سے جواب آیا کہ ہمیں آپ کے پہنچنے کی اطلاع مل چکی ہے۔ یہ بات ہمارے لئے اور بھی زیادہ حیران کن تھی۔ ہمیں تو خود بھی پتہ چلا کہ ہم نیوزی لینڈ پہنچ چکے ہیں۔ یہ خبر کس نے دی۔ یقیناً یہ خبر عبداللہ نے دی۔ مگر فون، وائرلیس آخر کس نظام کے تحت یہ خبر دی۔ کیپٹن صاحب نے مجھ سے کہا۔ '' تعجب ہے بھائی عبداللہ صاحب تو کوئی بہت ہی کمال کی ہستی ہیں۔ میں نے کہا۔ وہ واقعی اللہ کے بندے ہیں۔ کچھ ہی دیر بعد ہماری حیرتوں میں مزید اضافہ ہوا۔ وہ یوں کہ جب جہاز کسی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوتا ہے تو اس بندرگاہ کے کچھ ذمے داران آکر جہاز کی چیکنگ کرتے ہیں اور پھر جہاز کے اراکین کو اپنے ملک میں آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ چیکنگ کے بعد انہوں نے رسید دی۔ کیپٹن نے جب رسید دیکھی تو اس پر تاریخ ہی لکھی تھی۔ جس تاریخ پر ہم نے نیوزی لینڈ پہنچنا تھا یعنی ہمارے حساب سے دو ہفتے کے بعد کی تاریخ تھی۔ کیپٹن نے اس سے پوچھا۔ آج کیا تاریخ ہے۔ اس نے کہا۔ آپ بالکل ٹھیک دن پہنچے ہیں۔ آپ نے اسی دن پہنچنا تھا۔ کیپٹن نے ان سے تو کچھ نہیں کہا۔ مگر میرے پاس آکر وہ کاغذ میرے سامنے رکھ دیئے۔ بولے۔ اس کی تاریخ تو پڑھو۔ میں نے تاریخ پڑھی تو میں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم نے تو صرف چار دن سمندر میں سفر کیا ہے۔ یہ تو پندرہ دن بعد کی تاریخ بتا رہے ہیں۔ ہم نے اپنی گھڑیاں چیک کیں۔ جن پر تاریخ تھی۔ سب ہی چار دن بعد کی تاریخ بتا رہے تھے۔ ہم حیران تھے۔ سارے جہاز پر وہی چار دن بعد کی تاریخ تھی۔ مگر نیوزی لینڈ میں دو ہفتے بعد کی تاریخ کیسے آگئی۔ کیپٹن صاحب نے ایک آدمی سے خاص طور پر کہا کہ تم شہر جا کر پتہ کر کے آؤ کہ آج کیا دن ہے اور کیا تاریخ ہے۔ ان سارے ہنگاموں میں صبح ہو چکی تھی۔ وہ شخص کوئی ایک گھنٹے بعد آیا اور

www.ksars.org

اس نے وہی دن اور تاریخ بتائی۔ جو چیکنگ والوں نے نوٹ کی تھی۔ پھر ہم نے شہر میں ان بزرگ کو بہت ڈھونڈا مگر وہ کہیں دکھائی نہیں دیئے۔ آج بھی ہم اس واقعہ کو یاد کرتے ہیں تو حیرت میں ڈوب جاتے ہیں۔ یقیناً اسے اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کے لئے بھیجا تھا۔۔“

عاقب بڑی دلچسپی سے یہ باتیں سن رہا تھا۔ اس نے کہا”ضرور وہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے شعبہ تکوین سے تعلق رکھتے ہیں۔ شعبہ تکوین سے تعلق رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے امر کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور امر ربی کی اطلاعات پر روحانی شعور کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ہر آدمی دو جسموں کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ ایک جسم یہ مادی جسم ہے۔ دوسرا جسم روشنیوں کا بنا ہوا ہے۔ جو روحانی جسم ہے اور روح یا اللہ کے امر پر کام کرتا ہے۔ روشنی کا جسم ٹائم اینڈ اسپیس سے آزاد رہ کر کام کرتا ہے۔ تم نے اس جسم کا مظاہرہ دیکھ لیا۔ امر ربی کی صلاحیتوں کو سمجھنے والے اور روحانی شعور سے کام لینے والے آدمی کو اللہ کا بندہ یعنی عبداللہ کہتے ہیں۔“ اسماعیل کہنے لگا۔ عاقب بھائی جس دن سے ان بزرگ کو دیکھا ہے۔ اللہ والوں کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر جو کچھ ہم نے دیکھا ہے۔ جب کسی کو سناؤ تو وہ یقین ہی نہیں کرتا۔ عاقب بولا۔ ”اصل بات یہ ہے کہ عام افراد اپنے مادی جسم سے تو واقف ہیں مگر روحانی جسم سے واقف نہیں ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کو جوڑا بنایا۔ اس کے متعلق تو وہی آپ کو بتا سکتا ہے جو خود اپنے روحانی جسم سے واقف ہو۔ روحانی جسم اللہ تعالیٰ کے امر کی اطلاعات کو وصول کرتا ہے اور اس پر فوراً ہی عمل کرتا ہے۔ روحانی دماغ ٹائم اسپیس پر حاوی ہے۔“

اگلے دو دن بھی عاقب اسماعیل کے ساتھ کام کرتا رہا۔ اس نے رحمٰن بابا کی بہت ساری باتیں اسے سنائیں اور بتایا کہ اگر تمہارا کبھی ادھر جانا ہو تو ان سے ضرور ملنا۔ پانچویں دن رات کے گیارہ بجے

www.ksars.org

کا وقت ہوگا کہ سمندری واچ نے اطلاع دی کہ سمندر میں جہاز کی پشت کی جانب کچھ فاصلے پر اندھیرے میں کوئی کشتی آتی دکھائی دے رہی ہے۔اس کشتی میں کوئی روشنی نہیں ہے۔جہاز کے تمام عملے کو اس کشتی کی اطلاع دے دی گئی۔اتنے بڑے جہاز میں اگر کوئی چپکے سے چڑھنا چاہے تو وہ نظر بچا کے کہیں بھی چڑھ سکتا ہے کہیں نہ کہیں تو اسے چھپنے کی جگہ مل ہی جائے گی۔مگر چلتے جہاز میں کسی چڑھنا اتنا آسان نہیں ہے۔ بیچ سمندر میں رات کے اندھیرے میں جہاز کے قریب کشتی کا چلنا غیر معمولی بات تھی یا تو یہ کشتی راستہ بھول کے اس طرف آگئی ہے یا پھر کسی نہ کسی مصیبت میں ہے۔کیپٹن نے اسماعیل کو حکم دیا کہ سرچ لائٹ اس کشتی پر اور اس کے اطراف میں ڈالی جائے۔کشتی پر سرچ لائٹ ڈالی گئی دیکھا کہ کشتی میں کچھ لوگ لیٹے ہوئے ہیں۔وہ اس طرح کپڑوں میں لپٹے ہوئے تھے کہ ان کے چہرے اور حلیئے قطعی نظر نہ آئے۔جب سرچ لائٹ کشتی کے اطراف میں گئی تو کچھ فاصلے پر ایک بہت بڑی کشتی بھی آتی دکھائی دی۔مگر عجیب بات تھی کہ اس کشتی کی لائٹ بھی تمام کی تمام بند تھیں۔یوں لگتا تھا جیسے یہ دونوں کشتیاں جہاز کی روشنی کے پیچھے آرہی ہیں۔کیپٹن نے اعلان کرایا کہ ان کشتیوں میں جو بھی سفر کر رہے ہیں۔وہ اپنی لائٹیں جلائیں اور جہاز سے دور رہیں۔مگر بار بار اعلان کرنے پر بھی دونوں کشتیوں میں کسی قسم کی کوئی حرکت نہ ہوئی۔

اسماعیل نے کیپٹن سے کہا۔”سر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ان کشتیوں میں لوگ یا تو سو رہے ہیں یا پھر نشے میں ہیں۔ہو سکتا ہے بے ہوش ہوں۔“

کیپٹن نے کہا۔”اگر سو رہے ہوتے تو ہماری آواز اور روشنی میں ضرور جاگ جاتے۔ اگر شراب کے نشے میں مدہوش ہیں۔تب بھی کشتی تو کوئی نہ کوئی چلا ہی رہا ہے۔احتیاط لازمی ہے اگر یہ کسی مصیبت میں پھنسے ہوتے تو جہاز دیکھ کر کوئی نہ کوئی اشارہ تو کرتے۔“ابھی کیپٹن نے اپنی بات ختم ہی کی تھی

www.ksars.org

کہ بڑی کشتی کی جانب سے S.O.S ایمر جنسی سگنل فضا میں بلند ہوا۔اسماعیل فوراً بولا۔''سر یہ لوگ ضرور کسی مصیبت میں ہیں۔دیکھیئے وہ ایمر جنسی سگنل بھیجا ہے۔'' کیپٹن نے جہاز کی اسپیڈ کم کرنے کا حکم دیا۔اسپیڈ ذرا کم ہوئی تو کیپٹن نے کہا۔لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے اطلاع دو یا پھر جہازی کوڈ کے ذریعے حالات سے اگاہ کرو تاکہ تمہاری مدد کی جائے۔چند لمحوں بعد پھر ایک ایمر جنسی سگنل فضا میں بلند ہوا۔اب کے سے کیپٹن نے کہا کہ ضرور ان لوگوں کو ہماری مدد کی ضرورت ہے۔جہاز کی رفتار ویسے بھی نہایت کم کر دی گئی تھی۔ بڑی کشتی جہاز کے قریب آگئی تھی۔ چھوٹی کشتی بھی دور نہیں تھی جہاز پر چڑھنے کے لئے رسی کی سیڑھیاں لٹکادی گئیں۔کیپٹن نے پھر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے انہیں پکارا۔اپنی کشتی جہاز کے قریب کر لو تاکہ تمہیں اوپر کھینچا لیا جائے۔پہلے بڑی کشتی بالکل قریب اگئی۔یہ بہت بڑی بوٹ تھی۔جس میں کم از کم پندرہ بیس لوگوں کی گنجائش تھی۔بوٹ جہاز کے بالکل قریب آگئی۔کیپٹن نے پوچھا۔''کیا بات ہے؟''

ایک شخص نے بوٹ کی کھڑکی میں سے جھانکتے ہوئے کہا۔''ہم راستہ بھول گئے ہیں۔ ہمارے پاس کھانا بالکل ختم ہو چکا ہے۔ہم بہت تھکے ہوئے ہیں اور پریشان ہیں۔''

کیپٹن نے پوچھا۔''کتنے آدمی ہیں؟''

کہا گیا۔''بارہ اس بوٹ میں ہیں اور تین دوسری کشتی میں ہیں۔''

کیپٹن نے کہا۔''ٹھیک ہے۔آجاؤ!''

وہ سب جہاز پر چڑھ آئے۔ چھوٹی کشتی بھی قریب اچکی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ وہ تین ادمی بھی جہاز پر چڑھ آئے۔سب نے برساتی نما کوٹ پہن رکھے تھے اور کالر اونچے کر کے اپنے چہروں کو

www.ksars.org

آدھا اس میں چھپایا ہوا تھا۔ بال بکھرے اور الجھے ہوئے تھے۔ سب واقعی تھکے ہوئے لگتے تھے۔ کیپٹن نے سب کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''آپ لوگ تھکے ہوئے لگتے ہیں۔ ہم آپ کے کھانے کا بندوبست کرتے ہیں۔ اتنی دیر آپ ڈائننگ ہال میں چلیں۔ ہمارا آدمی آپ کو وہاں لے جائے گا۔''

وہ چپ چاپ اس شخص کے ساتھ جانے کے لئے مڑے۔ ابھی وہ مڑے ہی تھے کہ نہ جانے کیپٹن کو کیا خیال آیا۔ اس نے ایک دم کہا۔ ''ذرا ٹھہر جانا!۔'' یہ کہہ کر وہ ان کے پاس آگیا اور گہری نظروں سے ان لوگوں کو دیکھنے لگا پھر پاس کھڑے جہاز کے دو ملازموں کو اشارہ کر کے کہا۔ ''پہلے ان سب کی تلاشی لے لو۔ یہ ہمارے جہاز کا اصول ہے۔''

ابھی وہ ملازم قریب آئے ہی تھے کہ آناً فاناً سب نے اپنی پستولیں نکال لیں اور للکارے ''خبردار جو ہمارے قریب آئے'' کیپٹن نے پوچھا۔ ''تم لوگ کیا چاہتے ہو؟''

ان میں سے ایک بولا۔ ''ہمیں معلوم ہے کہ اس جہاز پر اسلحہ ہے ہمیں وہ دے دو۔''

کیپٹن نے کہا۔ ''اول تو ہمارے جہاز پر اسلحہ نہیں ہے۔ بلکہ کھانے پینے کا سامان ہے۔ دوسرے تم کیا خیال کرتے ہو کہ تم لوٹ مار کر کے بچ جاؤ گے۔''

اسی وقت دو تین لٹیروں نے ہوائی فائر کر دیئے۔ فائر کی آواز سن کر جہاز کے عملے کے سیکورٹی والے نکل آئے اور چپکے سے پیچھے سے آ کر انہوں نے ان لٹیروں کو اپنی گنوں کی زد میں لے لیا۔ سیکوڑٹی والوں کی آواز سن کر ایک لٹیرا جو کیپٹن سے قریب کھڑا تھا۔ ایک دم سے اس نے کیپٹن پر جمپ مار کر اسے پکڑنے کی کوشش کی۔ کیپٹن نے زور سے اس کے منہ پر مکا مار کے اسے پرے دھکیلا اور خود دور

www.ksars.org

ہٹ گیا۔ مگر اس کا فائدہ اُٹھا کر تین لٹیرے دیدہ دلیری کے ساتھ عملے کے چند لوگوں سے گتھم گتھا ہو گئے اور دو ملازموں کو پکڑ کے انہیں یرغمال بنالیا۔ عاقب اسماعیل کے ساتھ تھا۔ بحری قزاقوں کے متعلق اس نے پڑھا اور سنا تو بہت کچھ تھا۔ مگر عملی طور پر انہیں دیکھنے کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا کہ کس طرح ان لٹیروں سے خلاصی حاصل کی جائے۔ سیکورٹی والے برابر انہیں للکار رہے تھے مگر وہ اس قدر نڈر تھے کہ یرغمالیوں کی کنپٹی پر پسٹول رکھ کر انہیں مارنے کی دھمکی دی کہ تم نے مارا تو یہ بھی جان سے جائیں گے۔ ان کا لیڈر اسلحہ کا مطالبہ کرنے لگا۔

کیپٹن نے کہا۔ ’’ٹھیک ہے ہم تمہیں اسلحہ دیتے ہیں۔‘‘ وہ جان گیا تھا کہ اگر گولیاں چل گئیں تو خوامخواہ کوئی مارا جائے گا۔ اس نے کہا ہم تمہیں اسلحہ کی پیٹیاں دیتے ہیں۔ مگر جہاں مال رکھا ہے۔ اس گودام میں تمہارا صرف ایک آدمی جائے گا۔‘‘

لٹیرا بولا۔ ’’تم وہ مال گودام سے یہاں پہنچا دو۔‘‘ کیپٹن نے کہا۔ ’’یہی تو میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ تم کو کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔ ہمارے جہاز پر کھانے پینے کا مال ہے اور کچھ دوسری چیزیں ہیں۔ مگر اسلحہ ہرگز نہیں ہے۔ تم اپنا ایک آدمی گودام میں بھیجو وہ خود دیکھ لے گا۔‘‘

لٹیروں کا لیڈر بڑے جلال میں چیخا۔ ’’کیا تم مجھے بے وقوف بنانا چاہتے ہو۔ جاؤ اور اسلحہ کی پیٹیاں یہاں حاضر کرو ورنہ ان دونوں کی خیر نہیں۔‘‘

عاقب نے دیکھا وہ دونوں بے قصور ملازم کے کنپٹی پر رکھے پستول کی نالی کے خوف سے ادھ موئے ہو رہے تھے۔ وہ کسی نادیدہ قوت کے تحت ایک دم سے یہ کہتا ہوا سامنے کیپٹن کی جانب بڑھا۔ ’’سر آپ کہیں تو میں گودام سے وہ پیٹیاں یہاں لے آؤں ان لوگوں سے ضد کرنا ٹھیک نہیں ہے۔‘‘ کیپٹن

www.ksars.org

نے حیران ہو کر عاقب کی طرف دیکھا۔ اتنی دیر میں عاقب کیپٹن کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اس نے کیپٹن کو آہستہ سے کہا۔ ”مجھ پر بھروسہ کریں۔“

اتنے میں لٹیروں کے لیڈر کی پھٹی ہوئی آواز گونجی۔ ”کیپٹن ہمارے ساتھ ضد ٹھیک نہیں ہے۔ اس کی بات مان لے۔“ عاقب نے کیپٹن کے کان میں کہا۔ ”سر اپنے آدمیوں کے ساتھ مجھے گودام میں بھیج دیں۔“ کیپٹن نے آہستہ سے عاقب کے کان میں سرگوشی کی۔ ”بے وقوف میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ واقعی ہمارے جہاز پر اسلحہ نہیں ہے۔“

عاقب نے کہا۔ ”اللہ جانتا۔ مجھے جانے تو دیں۔“ کیپٹن نے عاقب کی نگاہوں میں جھانکا اور چند آدمیوں کو اشارہ کر کے حکم دیا کہ۔ ”ان کے ساتھ جا کر وہ پیٹیاں لے آؤ۔“

عاقب گودام میں گیا۔ اسے اپنے اندر بے پناہ قوت محسوس ہو رہی تھی۔ اتنی زیادہ کہ اس نے ایک پیٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا یہ بہت بڑا لکڑی کا بکس تھا۔ اس نے جونہی اس بکس کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ چار ملازم اس پیٹی کو اُٹھانے کے لئے لپکے۔ عاقب نے ایک طرف سے اسے اُٹھایا۔ تو اس طرف کے ملازموں کے ہاتھ نیچے ہی رہ گئے۔ وہ حیرانی سے عاقب کی طرف دیکھنے لگے۔

وہ بولا۔ ”تم دوسرا بکس اس کے ساتھ والا اُٹھالو۔ یہ میں اُٹھالیتا ہوں۔“

وہ چھ آدمی مل کر ایک بکس بمشکل اُٹھا سکے۔ سب کے اوپر حیرت طاری تھی۔ کچھ حادثے کا پریشر تھا کوئی کچھ نہ بولا۔ عاقب نے آٹھ بڑے بڑے بکسوں کو اوپر پہنچا دیا۔ یہ تمام لکڑی کے بکس

www.ksars.org

تھے۔ عاقب کیپٹن کے پاس کھڑے ہو کر اُس سے مخاطب ہو کر بولا۔ ’’سر یہ آٹھ بکس ہیں۔ بس یہی تھے۔‘‘

کیپٹن سخت پریشان تھا۔ چپ چاپ دیکھتا رہا۔ شاید سوچ رہا تھا کہ اب کیا ہوگا۔ اگر ان لٹیروں نے بکس کھول لئے اور اس میں اسلحہ نہ پایا تو کیا صورتِ حال ہوگی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان بکسوں میں اسلحہ تو ہے نہیں کچھ اور سامان ہے۔ عاقب کے چہرے پر اطمینان کا نور جھلک رہا تھا۔

قزاقوں کا لیڈر بولا۔ ’’ان بکسوں کو کھول کر دکھایا جائے۔‘‘

عاقب نے کہا۔ ’’ہم انہیں کھول کر دکھا دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم اس اسلحہ کو لے کر خاموشی کے ساتھ واپس لوٹ جانا۔‘‘

عاقب نے لیڈر کے چہرے پر اپنی نظریں گاڑ دیں۔

لیڈر بولا۔ ’’ٹھیک ہے تم ان بکسوں کو کھولو۔‘‘

عاقب نے ایک ایک کر کے تمام بکس کھول دیئے۔ ان تمام بکسوں کے اندر بندوقیں اور پستول تھے۔ لٹیروں کے چہرے شیطینت سے تمتمانے لگے۔ کیپٹن کی آنکھیں فرطِ حیرت سے چمک اُٹھیں۔ مگر وہ چپ تھا۔ ان تمام بکسوں کو کھولنے کے بعد عاقب نے جہاز کے عملے کے ایک ملازم سے کہا کہ ان سب بکسوں کو بند کر کے ان پر کیلیں ٹھونک دے تاکہ کشتی میں لوڈ کرنے میں آسانی ہو۔ تمام بکسوں کو دوبارہ بند کر کے کیلوں سے مضبوط بند کر دیا گیا۔ لیڈر نے اپنے کچھ آدمیوں کو حکم دیا کہ ان بکسوں کو ان کی کشتی میں لوڈ کریں اور پھر وہ سب واپس چلے گئے۔ جہاز دوبارہ اپنے سفر پر روانہ ہوا۔ ان بکسوں کے اندر

www.ksars.org

موجودہ مال کی تفصیل صرف کیپٹن اور اسمعیل کے سوا اور کسی کو معلوم نہ تھی۔ جہاز جب اپنی رفتار سے چلنے لگا اور لٹیروں کی کشتیاں ان سے بہت دور رہ گئیں تو کیپٹن نے عاقب کو اپنے کیبن میں طلب کیا۔ کیپٹن کینیا کا باشندہ تھا، جہاندیدہ اور نیک طنیت شخص تھا۔ اپنے تمام عملے کے ساتھ اس کا دوستانہ سلوک تھا۔ سب ہی کیپٹن کی بہت عزت کرتے اور اس سے محبت کرتے تھے،

کیپٹن نے عاقب کو اپنے پاس بٹھایا۔ چائے منگوائی اور پھر کہنے لگا۔ ''آج جو کچھ ہوا ہے۔ میں اس واقعہ کی کچھ وضاحت چاہتا ہوں۔'' کیپٹن اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''جہاز پر جو مال بند بکسوں میں لادا جاتا ہے۔ عام طور سے اس کی تفصیل صرف مجھے اور اسماعیل کو ہی معلوم ہوتی ہے عملے کے دوسرے لوگ اس سے بے خبر ہوتے ہیں۔ تم نے جن آٹھ بکسوں کو قزاقوں کے حوالے کیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان کے اندر بندوقیں اور اسلحہ نہیں تھا بلکہ فوٹو گرافی کا سامان تھا۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ جب بکس کھولے گئے تو فوٹو گرافی کا سامان اسلحہ کی صورت میں کیسے تبدیل ہو گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمہاری حکمتِ عملی نے خون خرابے سے بچایا ورنہ یہ بحری قزاق بڑے ظالم ہوتے ہیں۔ ان کے لئے قتل و غارت روزمرہ کا کھیل ہے۔''

عاقب مسکرا کے بولا۔ ''حق تو یہ ہے کہ ہر کام اللہ ہی کی جانب سے ہوتا ہے۔ اللہ کبھی ظالم کی حمایت نہیں کرتا۔ جو کچھ میرے ذریعے سے ہوا یہ بھی اللہ کی جانب سے تھا۔ میں نے اپنے دل میں اپنے رب کو پکارا اور اپنے پیر و مرشد کو مدد کے لئے آواز دی تاکہ وہ اس سنگین صورت حال سے ہمیں بچائیں۔ ان کے ارادے کی روشنی میرے ارادے کی قوت بن گئی اور کام ہو گیا۔''

www.ksars.org

کیپٹن کہنے لگا۔ ''تمہاری باتوں میں صداقت ہے۔ میرا بھی اس بات پر پکا یقین ہے کہ ہر کام کا فاعل حقیقی ایک ذاتِ واحد ہے جس کی قوت و جبروت کا صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے۔ اپنی بے پناہ قوتوں اور عظمتوں کے ساتھ اس ہستی نے اپنی ناتواں مخلوق کو سنبھالا ہوا ہے۔ جب بھی مخلوق اسے پکارتی ہے وہ مدد کو حاضر ہو جاتا ہے۔ اپنی جہاز رانی کی مدت کے دوران کئی بار ایسے واقعات سے سابقہ پڑا۔ جو خالق کی عظمت اور اپنی ناتوانی کا دلیلِ مشاہدہ بن گئے۔ مگر اس وقت مجھے یہ بھی خیال آرہا ہے کہ ان قزاقوں کے ہاتھ میں ہم نے مزید بندوقیں دے کر اپنی جان تو بچا لی۔ نہ جانے اس اسلحہ سے وہ کتنے بے گناہوں کا خون بہائیں گے۔''

عاقب اطمینان بھری آواز میں بولا۔ ''کیپٹن صاحب اللہ کا کام کبھی ادھورا نہیں ہوتا۔ جب وہ دوبارہ ان بکسوں کو کھولیں گے تو فوٹو گرافی کے پیپر دیکھ کر اپنا سر پیٹ لیں گے۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آئے گا کہ ان سب کی آنکھیں کیسے دھوکہ کھا سکتی ہیں۔''

کیپٹن خوش ہو کر ہنس پڑا اس کے چہرے سے فکر مندی کے تمام آثار فنا ہو چکے تھے۔ اب وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ''یار تم بڑے دلچسپ آدمی ہو۔ یہ گر ہمیں بھی سکھا دو۔ وقتِ ضرورت کام آئے گا۔''

عاقب بولا۔ ''کیپٹن صاحب یہ صلاحتیں تو سب میں موجود ہیں۔ مگر ہر آدمی اپنی صلاحیتوں کو اپنے یقین کی سکت کے مطابق استعمال کرتا ہے۔''

کیپٹن اب اس سے فری ہو گیا تھا۔ ''اچھا یہ بتاؤ تم کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟''

www.ksars.org

عاقب نے بتایا۔ ’’میں دنیا کی سیاحت کے لئے نکلا ہوں۔ میرے شیخ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں دنیا میں بسنے والوں کو قریب سے دیکھوں تاکہ پتہ چلے کہ لوگوں کے ذہن کس کس انداز سے سوچتے ہیں۔‘‘

کیپٹن بولا۔ ’’تم مڈغاسکر سے افریقہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو کینیا چلے جانا۔ میں کینیا سے تعلق رکھتا ہوں۔ وہاں میرا گھر ہے۔ میرے بال بچے ہیں۔ میں تمہیں ان کے لئے خط لکھ دوں گا تاکہ وہ تمہیں پہچان لیں اور انہیں تمہارے متعلق اطلاع بھی کر دی جائے گی تاکہ تم وہاں جاؤ تو تمہیں رہنے میں آسانی ہو جائے۔ افریقہ میں لوگوں کے ذہن بڑے عجیب طریقے سے سوچتے ہیں۔ تم وہاں کچھ دن گزارو گے تو خود ہی جان جاؤ گے۔‘‘

عاقب نے کیپٹن کا شکریہ ادا کیا اور واپس اپنے کیبن میں لوٹ آیا۔

چند دنوں بعد وہ مڈغاسکر پہنچ گئے۔ جہاز کے کیپٹن سے لے کر سارے عملے نے عاقب کو بہت محبت کے ساتھ رخصت کیا۔ کیپٹن نے کینیا جانے اور اپنے بال بچوں سے ملنے کی دوبارہ تاکید کی۔ اسماعیل گلے مل کر کہنے لگا۔ ’’کبھی موقع ملا تو ضرور رحمٰن بابا سے ملاقات کروں گا۔‘‘

مڈغاسکر میں دو دن گھومنے پھرنے کے بعد وہ موزمبیق کے لئے روانہ ہو گیا۔ وہ موزمبیق کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچا۔ یہ گاؤں جنگل کے درمیان میں تھا۔ لوگوں کی طرزِ زندگی میں جنگل کا عکس تھا۔ گھانس پھونس سے بنی ہوئی جھونپڑیاں، پتوں اور گھاس پھونس کے لباس، جیسے ہی وہ ان کی بستی میں داخل ہوا تو چاروں طرف سے فوراً جنگلی لوگ نکل آئے۔ ان کے منہ اور جسموں پر طرح طرح کے پینٹ سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے اور پتوں سے صرف اپنے ستر چھپائے ہوئے تھے۔ ان کے

www.ksars.org

ہاتھوں میں نیزے تھے۔عاقب نے سوچا اگر میں نے ذرا بھی ڈر خوف کا اظہار کیا تو یہ جنگلی لوگ نہ جانے کیا حشر کریں۔اس نے اپنے دل میں ہی دل میں رحمٰن بابا کو پکارا رحمٰن بابا مجھ پر نظر رکھنا۔''

رحمٰن بابا کے نام سے اس کے اندر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔اس نے مسکرا کے سب کی طرف دیکھا اور ہاتھ کے اشارے سے انہیں بتایا کہ وہ مسافر ہے۔بھوکا پیاسا ہے۔جلد ہی یہاں سے آگے چلا جائے گا۔تم لوگوں کے رہن سہن کو دیکھنے آیا ہے۔

وحشی قوم میں ایک صفت یہ ہے کہ یہ لوگ خود بھی بہت نڈر ہوتے ہیں اور بہادر و نڈر لوگوں کی قدر بھی کرتے ہیں۔ڈرپوک لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔عاقب جانتا تھا کہ یہ لوگ سب سے پہلے مسافر کو آتے ہی گھیر گھار کے خوف زدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اگر آنے والا ان سے خوف زدہ ہو گیا تو پھر یہ ان کے ظلم و ستم کا شکار ہو جاتا ہے۔دلیر آدمی کو یہ لوگ کچھ نہیں کہتے۔سب لوگ اسے لے کر ایک درخت کے نیچے لائے۔یہاں لکڑی کے تنے سے تراشے ہوئے اسٹول پر ان کا سردار بیٹھا تھا۔اس کے سر پر بڑے بڑے خوبصورت پروں سے سجا ہوا تاج تھا۔جو دوسرے لوگوں میں اسے ممتاز کر رہا تھا۔عاقب اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ ان کا سردار ہے۔اس نے سر جھکا کے اس کو اشارے میں سلام کیا اور ایک شخص نے اپنی زبان میں سردار سے کچھ کہا۔عاقب جان گیا کہ وہ سردار سے اس کا تعارف کرا رہا ہے۔سردار نے اسے کچھ دیر تک گھورا پھر اسے زمین پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اپنے کچھ آدمیوں کو بھی اشارہ کیا۔جو اشارہ ملتے ہی چلے گئے۔باقی سارے لوگ وہیں زمین پر بیٹھ گئے۔

☆☆☆

www.ksars.org

(دسویں قسط)

اب سردار نے اسے کچھ کہا جس کا مطلب تو وہ نہیں سمجھا مگر اس نے بس اپنے متعلق ہی اسے بتایا کہ میں یہاں چند دنوں کے لئے آیا ہوں۔ سیر کر کے واپس لوٹ جاؤں گا۔ کچھ ہی دیر بعد بستی کی عورتیں اور بچے بھی اپنی اپنی جھونپڑیوں سے نکل آئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے بہت سی کھانے پینے کی چیزیں اکٹھی کی گئیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے یہاں ایک تقریب ہے۔ شام ہو چکی تھی۔ جنگل کی آوازوں نے فضا میں ایک شور برپا کر دیا۔ پرندوں اور جانوروں کی ملی جلی آوازیں کانوں کو بھلی لگنے لگیں۔ اندھیرا پھیلنے لگا تو انہوں نے گھاس پھونس اکٹھا کر کے الاؤ جلا لیا اور اس کے ارد گرد وحشیانہ ڈانس کرنے لگے سردار نے عاقب کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی ڈانس کے لئے کھڑا کر دیا۔ ان کے ڈانس میں بندروں کی طرح اچھل کود تھی۔ چند منٹ اس اچھل کود کے بعد عاقب کو یاد آیا کہ اس کے تھیلے میں بانسری ہے۔ زمان خان کا چہرہ اس کی نظروں میں گھوم گیا۔ اس نے تھیلے سے بانسری نکالی اور سُر چھیڑ دیئے۔ سب کے سب ڈانس کرتے کرتے ایک دم رک گئے اور پھر آ کر عاقب کے ارد گرد بیٹھ کر حیرانی سے اسے دیکھنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں بانسری کی آواز نے انہیں مسحور کر دیا۔ جب عاقب نے لے کر اسے اچھی طرح سے اِدھر اُدھر سے دیکھا۔ عاقب بولا میں تمہیں ایسی ہی بانسری بنا دوں گا۔ پھر اسے خیال خیال آیا کہ یہاں زبان نہیں بلکہ اشاروں سے باتیں ہوتی ہیں۔ اس نے اشارے سے بتایا کہ وہ ان کے لئے ایسی ہی ایک اور بانسری بنا دے گا۔

اب ان کے درمیان اجنبیت کی دیوار گر چکی تھی۔ سردار نے ایک آدمی سے کچھ کہا اور وہ عاقب کو ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں لے گیا۔ اس پر گھاس پھونس کا نرم بستر پھیلا ہوا تھا۔ اس نے

www.ksars.org

اشارے سے اسے اس پر سونے کو کہااور خود چلا گیا۔ابھی عاقب سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ ایک نوجوان لڑکی آئی۔اس نے عاقب کو اشارے سے بتایا کہ ہمارے یہاں کا رواج ہے کہ جب سردار اپنے کسی مہمان سے خوش ہوتا ہے تو اس کی خدمت میں ایک لڑکی پیش کرتا ہے۔عاقب نے اسے اشاروں سے سمجھایا کہ اسے اب نیند آرہی ہے۔وہ سونا چاہتا ہے وہ واپس چلی جائے۔بڑی مشکل سے وہ لڑکی تھوڑی سی اس کی بات سمجھی اور جھونپڑی سے باہر نکل گئی۔عاقب نے اطمینان کا سانس لیااور بستر پر دراز ہو گیا۔ابھی اس نے بمشکل آنکھیں بند ہی کی تھیں کہ کسی کی آہٹ سنائی دی کیا دیکھتا ہے کہ دروازے پر ایک کی بجائے دو جوان لڑکیاں کھڑی ہیں۔الٰہی خیر۔اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔یہ دونوں لڑکیاں پہلی والی سے زیادہ جوان اور بنی سنوری تھیں۔عاقب کو یہ بات سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ پہلی لڑکی کو قبول نہ کرنے پر ان لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ میں نے اس لڑکی کو پسند نہیں۔اس لئے اب یہ دو لڑکیاں بھیجی گئی ہیں۔وہ اُٹھ بیٹھا۔اس نے پہلے کچھ دیر تو انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ اسے لڑکیوں کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے۔مگر جب لڑکیاں ٹس سے مس نہ ہوئیں تو وہ سوچنے لگا کہ وحشی قبائل ہیں۔اگر ان کے رسم و رواج کو ایک دم ہی ٹھکرا دیا تو نہ جانے یہ لوگ کیا سمجھیں گے اور کیا کریں گے یہ سوچ کر اس نے ایک لڑکی کو واپس جانے کا اشارہ کیا وہ مسکرا کے واپس چلی گئی۔دوسری لڑکی کو اس نے کہا کہ وہ اس کونے میں سو جائے۔وہ لڑکی حیران نظروں سے اس کی طرف کچھ دیر دیکھتی رہی اور پھر چپ چاپ کونے میں لیٹ گئی۔عاقب بھی اپنی جگہ پر لیٹ گیا جلد ہی اسے نیند آگئی۔

صبح صبح پرندوں کی آواز نے اسے جگا دیا۔اسے رات کا قصہ یاد آگیا۔وہ ہڑ بڑا کے اُٹھا دیکھا تو کونے میں وہ لڑکی اب بھی سو رہی ہے۔ایک لمحے کو اس کے دماغ میں روشنی کا جھما کہ ہوا گلابوں جیسی رنگت والی نرم و نازک لڑکی آگئی۔جس کے رخسار پر سیاہ تل نے بھٹکی ہوئی نگاہ کو پوری طرح اپنے سحر

www.ksars.org

میں جکڑ لیا۔ ذہن کی یہ تصویر ایک لمحے میں گزر گئی۔ وہ اُٹھ کر باہر آگیا۔ صبح صبح ان لوگوں کی ایک ٹیم جنگل میں شکار کو نکل گئی۔ عاقب بھی ان کے ساتھ چلا گیا۔ اس نے دیکھا کہ ان لوگوں کو شکار کرنے میں مہارت حاصل ہے۔ یہ اپنے منہ سے ہر طرح کے جانوروں کی آوازیں نکال لیتے ہیں۔ ان آوازوں پر جانور ٹھہر کر متوجہ ہو جاتے ہیں اور یہ فوراً اُسے شکار کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں نے بہت سے پرندے اور دو جنگلی ہرن شکار کیئے۔ واپسی پر جنگل سے بانسری کے لئے بید کی شاخیں بھی توڑ لائے۔ شکار لے کر جیسے ہی یہ سب بستی میں داخل ہوئے۔ عورتیں اور بچے سارے کے سارے خوشی سے اچھلنے لگے۔ آگ کے الاؤ پہلے سے ہی جل رہے تھے۔ عورتوں اور مردوں نے مل کر جلدی جلدی جانوروں کی کھال اتاری اور انہیں صاف کر کے بڑے بڑے پتوں میں لپیٹ کر الاؤ کی گرم گرم راکھ اور کوئلوں میں رکھ دیا۔ آج ان کے یہاں جشن تھا۔ سب لوگ آگ کے ارد گرد جمع ہو گئے اور اپنی زبان میں گانا گانے لگے پھر ایک پندرہ سولہ سال کا نوجوان لڑکا لایا گیا۔ سب لوگوں کی طرح اس کا جسم ننگا تھا۔ صرف ستر پوتوں سے ڈھانپی ہوئی تھی۔ اسے ننگی زمین پر چت لٹا دیا گیا۔ اب ایک وِچ ڈاکٹر آیا۔ جو بستی میں بزرگ اور معزز سمجھا جاتا تھا۔ اس نے عجیب و غریب آوازیں نکال کر پہلے تو اس لڑکے کے گرد ایک دو چکر لگائے۔ پھر اس کے بدن پر کوئی چیز ملی جو سیاہ تھی۔ مگر شہد کی طرح چپکنے والی تھی۔ پھر اس نے ایک بڑا تھیلا کھولا اور اس کو لڑکے کے جسم پر انڈیل دیا۔ عاقب کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ الٰہی یہ کیا ہے؟ اس تھیلے میں سیاہ چیونٹے بھرے تھے۔ یہ چیونٹے لڑکے کے سارے جسم پر پھیل گئے۔ جیسے جیسے چیونٹے لڑکے کے جسم پر پھیلتے جاتے خوف سے اس کی آنکھیں پھیلتی جاتیں۔ لڑکے کا پورا جسم سیاہ چیونٹوں میں چھپ گیا۔ اس کے جسم پر ہر طرف سیاہ چیونٹے کاٹ رہے تھے اور اس کے جسم کی اینٹھن بتا رہی تھی کہ وہ تکلیف میں ہے مگر سب

www.ksars.org

لوگ وحشیانہ ڈانس کر رہے تھے اور الاؤ کے گرد چکر کاٹ رہے تھے۔ سب کے چہروں پر خوشی کے آثار تھے۔

عاقب سخت پریشان ہو گیا کہ یہ لوگ اس کمسن بچے کو کیوں اس بیدردی سے مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ آخر پندرہ سولہ سال کے بچے سے ایسا کون سا جرم سرزد ہو گیا جس کی اتنی سنگین سزا دی جا رہی ہے۔ اس نے سردار کو بازو سے پکڑ کے ہلا کے اشارے میں پوچھا کہ اسے کیوں ایسی سزا دی جا رہی ہے؟ سردار سن کر ہنسنے لگا۔ اس نے کہا کہ یہ سزا نہیں ہے۔ یہ اس قبیلے کا رواج ہے کہ جب کوئی لڑکا جوان ہوتا ہے تو شادی سے پہلے اسے اس مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ اس کی بلوغت، مردانہ پن اور جوانمردی کا امتحان ہے۔ اس امتحان میں پاس ہونے کے بعد اسے مردوں کی سف میں گنا جاتا ہے اور شادہ و شکار کے لئے اسے پوری طرح اہل سمجھا جاتا ہے۔

عاقب کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ ان وحشیوں کو اس قبیح رسم سے کس طرح روکے۔ ان کے ذہن و فکر میں ذرا بھی گہرائی نہ تھی۔ وہ چپ چاپ بیٹھا اس لڑکے کی زندگی کی دعا کرتا رہا۔ جو وقتاً وقتاً ہل جل کے اپنی تکلیف کا اعلان کر رہا تھا۔ مگر کمال ہے کہ اُٹھ کر بھاگنا یا چیخ پکار کر کے احتجاج بالکل نہیں کرتا تھا۔ عاقب ایک سولہ سال کے لڑکے کی اس قدر قوتِ برداشت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ سوچنے لگا۔ انسان کے ارادے میں بڑی قوت ہے۔ وہ جس کام کے لئے اسے استعمال کرتا ہے اس میں اللہ اسے کامیاب کرتا ہے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد اس وچ ڈاکٹر نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ اس پر تمام لوگوں نے خوشی کا زوردار نعرہ لگایا۔ اسی دم وہ لڑکا اُٹھ کر بھاگا اور قریب ہی بہتی ہوئی ایک ندی میں چھلانگ لگا دی۔ وہاں سے نہا کر باہر نکلا۔ اب اسے تمام مردوں نے اُٹھا لیا۔ اسے لے کر الاؤ کے قریب آئے۔ اسے بڑی عزت سے اپنے پاس

www.ksars.org

بٹھایااوراسے شراب پینے کو دی۔ سب نے اسے اپنے برابر ایک بالغ مرد تسلیم کر لیا تھااور بستی میں ایک اور جواں مرد کے اضافے پر بھرپور طریقے سے اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگے۔

سب نے خوب دیر تک ڈانس کئے۔ اتنی دیر میں کھانا بھی پک کر تیار ہو چکا تھا۔ سب نے کھانا کھایا۔ اس تمام جشن میں رات بھیگ گئی۔ اب لڑکے کے چہرے پر طرح طرح سے پینٹ کیا گیااور اس کے سینے پر بھی کئی رنگوں کے نشان بنائے گئے۔ جھونپڑی کے اندر عورتوں کے گانوں کی آوازیں آنے لگیں۔ انہوں نے ایک لڑکی کا ہار سنگھار کیااور اسے جھونپڑی میں بٹھا کر باہر آئیں۔ اب مردوں نے لڑکے کو ہنستے کھیلتے اور چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے اس جھونپڑی میں داخل کر دیا۔ لڑکا شرمارہا تھا مگر خوش تھا۔ اسے اپنی جوانمردی پر پورا بھروسہ ہو چکا تھا۔ رات گئے تک یہ سب لوگ شراب پیتے رہے اور خوشی میں اچھلتے کودتے رہے۔ عاقب کا ذہن سخت بوجھل ہو رہا تھا۔ وہ ان سب سے نظر بچا کر اپنی جھونپڑی میں چلا آیااور آتے ہی سو گیا۔

دوسرے دن جنگل سے لائی ہوئی بانس کی لکڑیوں سے اس نے سب کو بانسری بنانا سکھائی اور دن بھر سب لوگ بانسری بجانے کی مشق کرتے رہے۔ اگلے دن اس نے یہاں سے آگے جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے سردار سے پوچھا کہ تم اس جنگل میں کیوں پڑے ہو؟ شہر میں کیوں نہیں جاتے۔ وہ شہر کے نام سے خائف ہوا۔ اس کی آنکھوں سے خوف اور نفرت جھلکنے لگا۔ اس نے زور سے اپنی گردن نفی میں ہلائی۔ ثاقب سب سے رخصت ہو کر آگے بڑھ گیا۔ جاتے وقت سردار نے کچھ قیمتی پتھر اور نگینے اسے دیئے۔ جو انہیں زمین کے اندر سے ملتے تھے۔

www.ksars.org

عاقب کا اگلا قدم تنزانیہ کی جانب تھا۔ راستے بھر وہ سوچتا رہا۔ سب ایک ہی آدم کی اولاد ہیں ۔ مگر سوچنے کے انداز ایک دوسرے سے کتنے مختلف ہیں۔ سب اپنی اپنی فکر کے دائرے میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اپنی ہی فکر کے دائرے کو اپنی شناخت قرار دے دیا ہے۔ اپنی فکر کی محدودیت سے باہر قدم نکالنے میں ان کے لئے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ اپنی شناخت نہ کھو دیں۔ اس کے دل نے کہا۔ آدم کی اصل شناخت تو انسانیت کا وہ پیٹرن ہے جو خالق کا بنایا ہوا ہے۔ جس کا ہر جُو آدم کے کردار کے کسی نہ کسی پہلو کی نشاندہی کرتا ہے۔

وہ سفر کرتا ہوا تنزانیہ کے ایک گاؤں میں پہنچا۔ اس سفر میں اسے کئی دن لگ گئے۔ وہ گاؤں گاؤں اور شہر شہر گھومتا ہوا تنزانیہ میں آیا۔ یہ چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں گھاس پھونس کی جھونپڑیوں کے علاوہ کچے پکے مکان بھی تھے۔ اس نے ایک راہ گیر سے پوچھا کہ یہاں رات گزارنے کے لئے کسی ہوٹل کا انتظام ہے۔ وہ اسے لے کر ایک چھوٹے سے پکے بنے ہوئے مکان میں لے آیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو ادھیڑ عمر کی ایک افریقی عورت نے دروازہ کھولا۔ راہ گیر نے تعارف کرایا۔ ”یہ مامانیرہ ہے۔“

مامانیرہ نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ عاقب کو گلے سے لگایا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے بولی۔ ”آؤ بیٹھو مسافر۔ میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں؟“

وہ بہت موٹی اور جسمانی طور پر بہت مضبوط عورت تھی۔ مگر ساتھ ہی بہت ہنس مکھ بھی تھی۔ عاقب کے ساتھ وہ جلد ہی گھل مل گئی۔ اس نے بتایا کہ وہ اسی گاؤں میں پیدا ہوئی۔ اس کے ماں باپ مر چکے ہیں اور اپنی ماں کی اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے اس کے کوئی بہن بھائی بھی نہیں ہیں۔ نوجوانی میں شادی ہوئی۔ مگر کوئی اولاد نہ ہو سکی تو خاوند نے اسے چھوڑ دیا اور اب وہ تنہا اس گھر میں رہتی ہے۔ یہ گھر

www.ksars.org

اسے اپنی ماں کی طرف سے ملا ہے۔ گاؤں میں کوئی ہوٹل نہیں ہے۔ اگر بھولے بھٹکے کوئی مسافر کبھی آ جاتا ہے تو وہ اسے اپنے یہاں ٹھہرا لیتی ہے۔ ما نیرہ نے بتایا کہ ''گاؤں کے لوگوں کا اس بات پر اعتقاد ہے کہ ہمارے ارد گرد فضا میں بہت سی ان دیکھی مخلوق رہتی ہے۔ جنہیں وہ روحیں کہتے ہیں۔ ہماری زندگی میں ان روحوں کا اور ماورائی ہستیوں کا بہت زیادہ عمل دخل ہے۔ ہم اپنے تمام کاموں میں ان روحوں کو شامل رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب ہم کھانا کھانے بیٹھتے ہیں تو ہم کھانا شروع کرنے سے پہلے اپنی پشت پر ذرا سا نمک پھینک دیتے ہیں تو یہ کھانا ان کو مل جاتا ہے۔ اگر ہم نے اس طرح نہیں کیا تو روحوں کو کھانا نہیں ملے گا اور وہ ہم سے ناراض ہو جائیں گی۔ ایسی صورت میں اس کھانے سے ہمارے پیٹ میں درد ہو جاتا ہے اور ہم بیمار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم گھر سے باہر جاتے ہیں تو جاتے وقت ان روحوں کو کہہ جاتے ہیں کہ وہ ہمارے پیچھے ہمارے گھر کی دیکھ بھال رکھیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو روحیں ہمارے گھر کو تباہ بھی کر دیتی ہیں۔ گھر کو آگ لگ جاتی ہے یا گھر کی چھت گر جاتی ہے۔''

عاقب نے ما نیرہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ۔ ''بے شک روحوں اور ماورائی ہستیوں کا وجود ضرور ہے۔ مگر سب اپنی اپنی دنیا میں اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہیں جس طرح تم اپنی دنیا میں مشغول ہیں۔ کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ہمارے کاموں میں دخل دے۔ یہ سب تخیل کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ آدمی جیسا سوچتا ہے ذہن اسی صورت میں خیال کی روشنیوں کو ڈھال دیتا ہے۔ مگر ما نیرہ ایسی کوئی بات سننے کو تیار نہ تھی۔ وہ بستی والوں کے مختلف واقعات بتاتی رہی۔ فلاں نے کھاتے وقت پیچھے نمک نہیں پھینکا اسی وقت اس کے کھانے میں زہر مل گیا۔ جس کے کھاتے ہی وہ شخص مر گیا۔ عاقب کا سمجھانا اس کے سر کے اوپر سے گزرتا رہا۔ وہ کہنے لگی۔ ''تم شہر کے لوگ ہو۔ تم لوگ اس چیز کو نہیں سمجھتے۔

www.ksars.org

حالانکہ روحیں وہاں بھی ناراض ہو کر لوگوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ مگر لوگ بجائے روحوں کو خوش کرنے کے میڈیکل ڈاکٹروں کے پاس علاج کراتے ہیں۔''

عاقب کہنے لگا۔ ''مگر وہ ٹھیک بھی تو ہو جاتے ہیں۔''

مامانیرہ بولیں۔ ''یہاں بھی ان عملوں سے لوگ ٹھیک رہتے ہیں۔''

عاقب نے کہا۔ ''مگر یہاں لوگوں کا اعتقاد اللہ کی بجائے روحوں اور ماورائی قوتوں پر زیادہ ہے۔ وہ اللہ کی خوشی کی بجائے روحوں کو خوش رکھنے کی ترکیبیں ڈھونڈتے رہتے ہیں۔''

مامانیرہ بولی۔ ''ہمارا اعتقاد ہے کہ روحوں اور ان ماورائی قوتوں کو خوش رکھنے سے ہمارا رب بھی ہم سے راضی رہے گا۔''

عاقب نے سوچا نہ جانے کتنی نسلوں سے ان کے ذہن اس نظریئے پر سیٹ ہیں۔ اب ایک منٹ میں تو یہ نظریئے بدل نہیں سکتے۔ وہ کئی دن ان کے ساتھ رہا۔ گاؤں کے لوگوں کو روحوں کی اصل حقیقت کے رُخ دکھلاتا رہا۔ مگر ان کے نقوش بڑے گہرے تھے۔ اس نے کینیا جانے کی ٹھان لی۔ اس نے سوچا کیپٹن کے بال بچوں سے بھی ملاقات کر لوں۔ کیپٹن نے ضرور انہیں میرے متعلق خبر دی ہو گی۔ وہ سیدھا کیپٹن کے گھر پہنچا۔ کیپٹن کی بیوی اپنے بال بچوں کے ساتھ تھی۔ کیپٹن کی ماں بھی ان کے ساتھ تھی۔ عاقب نے کیپٹن کا خط انہیں دیا۔ جسے پا کر وہ بہت ہی خوش ہوئے۔ کیپٹن کا لڑکا تقریباً بائیس تئیس سال کا تھا۔ وہ جلد ہی عاقب سے گھل مل گیا۔ اس نے عاقب کو کینیا کی سیر کروائی۔ سیر کرتے ہوئے دونوں ویسٹ افریقہ جا پہنچے۔

www.ksars.org

وہ ایک گاؤں پہنچے۔اس گاؤں میں ایک بات عجیب دیکھی۔ یہاں سینکڑوں بیوہ عورتیں اپنی سسرالوں میں نظر بند تھیں۔ان لوگوں کے یہاں رواج تھا کہ جب کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تو خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے۔اس کو اپنا سر بالکل منڈوآنا پڑتا ہے۔ سر کو شیو کر کے ان بیوہ عورتوں کو برہنہ کر کے کسی گندی جگہ میں گندے فرش پر رکھا جاتا ہے۔ جوان کے سسرال کے گھر کی کوئی کوٹھڑی ہوتی ہے۔ اس کوٹھڑی میں انہیں ایک سال کے لئے بند کر دیا جاتا ہے۔ جہاں نہ وہ نہا سکتی ہیں، نہ انہیں کپڑے پہننے کی اجازت ہوتی ہے، نہ وہ باہر نکل سکتی ہیں اور نہ ہی کسی سے بات کر سکتی ہیں۔ان کے ساتھ سسرال والے انتہائی ہتک امیز سلوک کرتے ہیں۔ روزانہ ان عورتوں کو زور زور سے رو رو کر کھانے کے لئے التجائیں کرنی پڑتی ہیں۔تب کہیں جا کر انہیں یہ کھانا نصیب ہوتا۔ یہ ایک سال کا پیریڈ ان بیواؤں کی عدت کا پیریڈ ہے۔ جس میں وہ اپنے سسرال والوں کے ہاتھوں انتہائی ستائی جاتی ہیں۔ ہر بیوہ عورت کو اس دور سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔

گاؤں کی ایک معمر عورت نے بتایا کہ ''میں نے ایک عورت کو دیکھا۔ جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔اس عورت کو چار دن تک کھڑا رکھا گیا اور بیٹھنے نہ دیا جب اس کے شوہر کی لاش گاؤں میں لائی گئی تو اسے ساری رات کمرے میں بند کر دیا گیا تاکہ اُن کے خیال میں اس طرح اس کے اور شوہر کے ساتھ جو روحانی تعلق ہے وہ ٹوٹ جائے گا۔اس کے بعد جب اسے دفن کر دیا گیا تو پسی ہوئی مرچوں کو ایک پٹی میں رکھ کر عورت کی ٹانگوں کے درمیان باندھ کر اسے زمین پر کئی دنوں تک لئے لٹایا گیا تاکہ وہ اپنے شوہر کو خواب میں بھی نہ دیکھ سکے۔''

www.ksars.org

عاقب نے پوچھا۔ ''اگر کسی آدمی کی بیوی مر جاتی ہے تو کیا آدمی کو بھی ان ہی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟''

وہ عورت بولی۔ ''نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ جب آدمی کی بیوی مر جاتی ہے۔ تو آدمی اس بیوی کو دفن کر کے اسی رات دوسری عورت لے آتا ہے تاکہ اس کی پہلی بیوی کے ساتھ روحانی رابطہ ٹوٹ جائے۔''

اس نے مزید بتایا۔ ''کئی خاندانوں میں یہ بھی رواج ہے کہ جب شوہر کی لاش کو نہلایا جاتا ہے تو اس پانی کو اسکی بیوہ کو پلایا جاتا ہے۔ اگر یہ زہریلا پانی پی کر بیوہ بیمار ہو جائے یا مر جائے تو بیوہ پر یہ الزام ثابت ہو جاتا ہے کہ اس نے اپنے شوہر کو مروایا اور وہ گناہ گار تھی جب ہی بیمار ہو گئی یا مر گئی۔ ایسی بیوہ ماؤں کے بچے تک چھین لئے جاتے ہیں اور جی بھر کو انہیں ان کے سسرال والوں کے ہاتھوں ستایا جاتا ہے۔ ان کی ساری زندگی جادو ٹونوں اور واہیات رسم و رواج میں گزر جاتی ہے۔ اپنی ہر سفلی فکر کو انہوں نے اسپرٹ یا روح کا نام دیا ہوا ہے۔''

عاقب یہ سن کر سناٹے میں آ گیا۔ وہ حیران تھا کہ ایک ہی زمین پر لوگ کن کن طریقوں سے زندگی گزار رہے ہیں۔ مگر حیرانی تو اس بات کی تھی کہ ایسے طور طریقے جو اذیت ناک حد تک تکلیف دہ ہیں۔ ان کو نسلیں کس طرح اپنا لیتی ہیں کیوں نہیں ان فضول رسموں کو توڑ دیا جاتا۔ وہ سوچنے لگا۔ اذیت دینے والا اور اذیت قبول کرنے والا دونوں ہی قصور وار ہیں۔ اسے اپنی ماں کی بات یاد آئی۔ وہ کہتی تھی کسی بھی غلط کام کو کرنے والا ہی گناہ گار نہیں ہے بلکہ اس کی بد عادت کو قبول کر کے خاموش ہو جانا بھی کسی گناہ سے کم نہیں۔ اس طرح اسے اپنی خرابی کا احساس تک نہ ہو گا اور چپ رہنے والے کے اندر سے حق

www.ksars.org

بات کو پہچاننے اور تسلیم کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہو جائے گی۔ اپنے اندر کے آدمی کو مار کے انسان صرف مٹی کا پتلا رہ جاتا ہے۔ جسے زمانے کے ہاتھ جہاں چاہیں اچھال دیتے ہیں۔ وہ سوچنے لگا مٹی کا پتلا آدمی کیسے بن جاتا ہے۔ کیا اس کے ذہن کے سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں ساری کی ساری چھین لی جاتی ہیں۔ وہ عورت جسے سنفِ نازک کہا جاتا ہے۔ وہ اتنی اذیتیں کیسے برداشت کر لیتی ہے اور کیوں کرتی ہیں۔ اس کیوں کا جواب خود اس کے پاس نہ تھا۔

کیپٹن کے بیٹے منڈا کن کے ساتھ عاقب تقریباً سارے ہی افریقہ کی سیر کر لی۔ وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ انسان کے اندر ہر نوع کی صفات کام کر رہی ہیں۔ وہ جنگل میں جانوروں کے ساتھ رہتا ہے تو اس کے اندر جانوروں کی خصلتیں اُبھر آتی ہیں۔ پہاڑوں اور غاروں میں زندگی بسر کرتا ہے تو پتھروں کو اپنے اوپر حاوی کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ انہیں خدا کا درجہ دے دیتا ہے۔ مگر اصل انسان تو ان سب سے بہت افضل ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ اپنے راز و نیاز بیان کر دیتا ہے اور اسے کائنات کی حدود سے بلند کر کے اپنی لا محدود وسعتوں میں پہنچا دیتا ہے۔ حواس کی انتہائی پستی اور حواس کی انتہائی بلندی دونوں رُخوں میں انسان زندگی گزار رہا ہے۔ حواس کی پستیوں میں اس کا اظہار سفلی قوتوں کے ساتھ ہے اور حواس کی بلندیوں پر بشری کردار کا اظہار علوی قوتوں کے ساتھ ہے۔ سفلی قوتیں رحمانی خصلتوں کے خلاف کام کرتی ہیں۔ انسان رحمانی اور سفلی دونوں خصلتوں کو اپنا لیتا ہے۔ جس کا بھی وہ ہے۔ مگر جب نسل در نسل ایک ہی طرزِ فکر آدمی کا ذہن بن جاتی ہے۔ تو یہ طرزِ فکر پوری قوم کی طرزِ فکر بن جاتی ہے۔ جس کو ختم کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ جتنی گہرائی میں جریں ہوتی ہیں۔ اتنی ہی گہرائی میں زمین کھودنی پڑتی ہے۔ تب کہیں جا کر جڑیں زمین سے نکالی جاتی ہیں۔ عاقب تین ماہ تک افریقہ کے گاؤں گاؤں پھر کر انہیں حقیقت سے روشناس کرنے

www.ksars.org

کی کوشش کرتا رہا۔ مگر اسے محسوس ہو کہ ان کے دلوں سے اپنے حالات کے بدلنے کی خواہش بھی نکل چکی ہے۔ معاشرہ جس ڈگر پر چل رہا ہے۔ وہ اسی ڈگر سے مطمئن ہیں۔

ابھی وہ نائیجیریا کے شہر لاگوس میں تھے کہ منڈاکن کو اس کے باپ کیپٹن کی جانب سے پیغام ملا کہ آئیوری کوسٹ میں ایک شپ برازیل کو جا رہا ہے۔ اس کا کیپٹن عاقب کو برازیل تک لے جائے گا۔ منڈاکن کے ساتھ وہ آئیوری کوسٹ تک آیا اور پھر یہاں سے دونوں اپنے اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ ایک مدت ساتھ سفر کرنے پر دونوں میں اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی۔ بچھڑنے کے خیال نے دونوں کو ملول کر دیا۔ ائندہ ملنے کے وعدوں پر دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

شپ میں تنہا بیٹھا ہوا عاقب سمندر کی سطح پر موجوں کو گلے مل کر جدا ہوتے دیکھ کر سوچنے لگا۔ ساری کائنات میں ملنے اور بچھڑنے کا کھیل اسی طرح جاری ہے۔ ہر خیال دل کے تقاضے سے گلے ملتا ہے اور پھر جدا ہو جاتا ہے۔ جہاں سے آتا ہے وہیں لوٹ جاتا ہے۔ نظر اس کے تعاقب میں یہاں سے وہاں تک بھٹکتی پھرتی ہے۔ کبھی حاصل مراد کو دیکھ کر ٹھنڈک حاصل کر لیتی ہے اور کبھی اسے نہ پا کر کھوج میں سرگرداں ہو جاتی ہے۔ اس کی نگاہ سمندر کی موجوں پر جم گئی۔ تفکر کے خاکے نگاہ کا سہارا لے کر موجوں کے آئینے میں اپنا عکس دکھانے لگے۔ کبھی یہ عکس ماں بن جاتا جو اس سے گلے مل کر رخصت ہو جاتا۔ کہیں یہ عکس باپ بن جاتا کہیں خضر بابا بن جاتے کہیں رحمٰن بابا بن جاتے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دل کا بند دریچہ کھل گیا۔ کوئی چپکے سے نگاہ سے بچ کر عشق کی چادر اوڑھ کر دبے پاؤں لہروں پر ان کھڑا ہوا۔ ارمانوں کی ہلچل نے اس کے رُخ سے آنچل سرکا دیا۔ عارضِ تاباں پر سیاہ تل جھلملانے لگا۔ چنچل ہوا کے جھونکے نے بدن سے گلابوں کی خوشبو چرا لی۔ سمندر کی ہر موج نے اس عکسِ دلبراں کو اپنے آئینے میں

www.ksars.org

سمونے کے لئے اپنی بانہیں پھیلا دیں۔ عاقب کے ارمان موجوں کی گہرائی میں ڈوبنے لگے۔ سمندر کی ٹھنڈی ہوا نے اسے تھپک کر سلا دیا۔

جہاز کا کیپٹن سیاہ فام برازیل کا باشندہ تھا۔ جہاز کے روانہ ہونے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے اپنے اسسٹنٹ کو بھیج کر عاقب کو اپنی کیبن میں بلایا اور کہنے لگا۔ ''میرا نام ڈیوڈ ہے۔ کیپٹن سورنگا نے مجھے تمہارے متعلق بتایا ہے کہ تم کچھ غیر معمولی قوت رکھتے ہو۔''

عاقب مسکرا کر بولا۔ ''جناب سچ تو یہ ہے کہ انسان تو ہے ہی غیر معمولی قوتوں کا مجموعہ۔ بات صرف ان کے جاننے اور پہچاننے کی ہے۔ ان قوتوں کی جان پہچان ہو گی تو ان سے کام بھی لیا جا سکے گا۔ میرے شیخ نے مجھے پردے میں چھپی خود میری اپنی ذات سے جان پہچان کرنا سکھایا ہے۔''

ڈیوڈ زور سے ہنسا۔ کہنے لگا۔ ''تمہیں یہاں برازیل میں بھی بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جو اپنے اندر چھپی ہوئی قوتوں سے کام لیتے ہیں۔'' اس کے لہجے میں مسخرہ پن تھا۔

عاقب بھی ہنستے ہوئے بولا۔ ''جناب ایسے ہی لوگوں کی تلاش میں تو میں نکلا ہوں۔''

دونوں ہنسنے لگے اور اجنبیت کی وہ دیوار جو ان دونوں کے درمیان تھی ایک دم سے گر پڑی۔ کیپٹن نے چائے منگوائی اور پھر کافی دیر تک وہ اپنے سفر کے حالات ایکدوسرے کو سناتے رہے۔ جہاز کا سفر نہایت ہی آرام سے کٹ گیا۔ وہ تقریباً پندرہ دن میں برازیل پہنچ گئے۔ کیپٹن ڈیوڈ نے یہاں کی کچھ معلومات دے دی تھیں کہ کہاں ٹھہرنا ہے کہاں سے مدد لی جا سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ عاقب نے جہاز سے اترتے ہوئے اس کا بھرپور شکریہ ادا کیا اور اپنے سفر پر روانہ ہوا۔

www.ksars.org

برازیل کے مختلف شہروں میں گھومتے ہوئے ایک بات اس نے عجیب دیکھی کہ یہ لوگ اپنے مردوں کو عجیب عجیب طریقوں سے دفن کرتے ہیں۔ برازیل کے ایک بہت خوبصورت شہر میں اس کا گزر ہوا یہ ایک چھوٹی سی وادی تھی۔ اونچے اونچے شاداب درختوں نے وادی کو جنت نظیر بنادیا تھا۔ وہ وادی کے ایک خوبصورت راستے سے گزر رہا تھا کہ ڈھول، باجے، گانے اور لوگوں کے ناچ گانے کے شور نے فضا میں خوشگوار لہریں پیدا کر دیں۔ عاقب نے دل میں سوچا کہ ضرور کسی کی شادی کا جلوس ہے۔ اتنے میں سامنے سے بہت سارے مرد عورتیں بچے سب لوگ اچھے اچھے کپڑے پہنے میک آپ کیئے ہوئے بنے سنورے ناچتے گاتے خوشی سے اٹھلیاں کرتے آتے دکھائی دیئے۔ لوگوں کے درمیان ایک لکڑی کا بہت ہی خوبصورت جہاز کی صورت میں تابوت تھا۔ جسے لوگ کندھوں پر اُٹھائے ہوئے تھے۔ پہلے تو عاقب کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ ہوائی جہاز نما تابوت ہے کیا کیونکہ لوگوں کی خوشیوں کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ ماتم کا جلوس ہے۔ اس نے سوچا ضرور یہ لوگ اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اس نے بھرپور نظر تابوت پر ڈالی۔ واقعی یہ لکڑی کا بہت ہی خوبصورت بنایا ہوا جہاز تھا۔ وہ بھی جلوس میں شامل ہو گیا۔ ساتھ چلتے ہوئے اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس نے بنایا ہے بہت خوبصورت ہے تب اسے پتہ چلا کہ یہ تابوت ہے اور ان کے مردوں کو بہت خوبصورت تابوتوں میں بند کر کے دفن کیا جاتا ہے۔ ان کے یہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد آدمی دنیا کی قید و بند سے آزاد ہو جاتا ہے اور روح آزاد ہو کر بہت خوش ہوتی ہے۔ پس یہ سب لوگ مرنے والے کی خوشی میں شریک ہو کر اپنی خوشی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں۔ اکثر لوگ مرنے سے پہلے اپنے تابوت کی صورت بتا جاتے ہیں۔ پھر اسی شکل میں تابوت بنایا جاتا ہے۔ کہیں بہت ہی خوبصورت پرندے کی صورت میں کہیں بحری جہاز کی صورت میں اور اکثر لوگ اپنی زندگی میں ہی تابوت اپنی پسند کے مطابق بنوا لیتے ہیں۔

www.ksars.org

عاقب نے وہاں بیسیوں قسم کے تابوت دیکھے اور کئی جنازوں کے جلوس دیکھے۔ وہ سوچنے لگا اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہنر عطا کئے ہیں۔ ہر قوم اپنے اپنے رسم و رواج کے دائرے میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ان کی یہ بات بہت اچھی لگی کہ یہ اس بات سے واقف ہیں کہ دنیا کی قید سے رہائی پاکر روح کتنی خوش ہوتی ہے۔ موت کا لمحہ وقت کی گرفت سے آزادی کا لمحہ ہے۔ وقت کے شکنجے میں پھنس کر روح اپنی صلاحیتوں کا فطرت کے مطابق لا محدود وسعتوں میں پھیلاؤ نہیں دیکھتی۔وقت کا شکنجہ مادی جسم ہے۔مادی جسم اور مادی روشنیوں کا بوجھ روح کو مضمحل کر دیتا ہے۔روح جب اس شکنجے سے نکلتی ہے تو کتنی خوش ہوتی ہے۔اس کا اندازہ عاقب کو تھا اس کی ماں نے ایک دفعہ کہا تھا۔ ''بیٹے جب روح عالمِ بالا کی جانب سفر کرتی ہے تو وہ پرندے کی صورت ہوتی ہے۔ جیسے پرندہ ہوا میں آسانی سے اُڑتا پھرتا ہے۔اسی طرح روح بھی نور کی فضاؤں میں اِدھر اُدھر اُڑتی پھرتی ہے۔بیٹا روح آزاد پنچھی ہے۔مادی نفس کی قید میں رکھ کر آدمی اپنی روح پر ظلم کرتا ہے۔ نفاسانی خواہشات روح کے گرد آہنی جال بُن دیتی ہے۔ جس میں روح کا پرندہ پھڑ پھڑا تا رہ جاتا ہے۔

برازیل کے گھنے جنگلات سے اس کا گزر ہوا۔ یہاں مردوں کو دفنانے یا جلانے کی بجائے جنگل کے کچھ حصے کو انہوں نے قبرستان بنالیا تھا مگر یہ قبرستان اپنی نوعیت کا انوکھا قبرستان تھا۔ یہاں درختوں پر لکڑیوں اور شاخوں سے مچانیں بنا رکھی تھیں۔ جب کوئی مرتا تو یہ لوگ اس شخص کو اس مچان پر بٹھا دیتے جگہ جگہ مچانوں پر لوگوں کے ڈھانچے بیٹھے ہوئے تھے کہیں کوئی ادھ کھائی ہوئی لاش تھی جسے جانوروں نے لقمہ تر سمجھ کر کھایا ہوا تھا۔ کہیں دھوپ کی تمازت سے گوشت سوکھ کر ہڈیوں سے چپک چکا تھا۔ عجیب بھیانک منظر تھا۔ ان خوف ناک ڈھانچوں کو دیکھ کر یقین کرنا مشکل تھا کہ کبھی یہ اپنی خوبصورت شکل و صورت میں دھرتی پر دندناتے پھرتے تھے۔ عاقب کو رحمٰن بابا یاد آگئے۔ ایک مرتبہ

www.ksars.org

انہوں نے کہا تھا۔'' بچے دنیا میں ایک ہی کام کو لوگ اگر ہزاروں طریقے سے انجام دے رہے ہیں۔ تو یہ تمام طریقے اس کام کے نئے نئے زاویے ہیں۔ مقصد ایک ہی ہوتا ہے۔ مگر اس مقصد کو حاصل کرنے کے راستے مختلف ہوتے ہیں۔ جیسے منزل ایک ہوتی ہے۔ اس منزل کو پہنچنے کے راستے بہت سے ہوتے ہیں۔ جس راستے سے چلا جائے۔ ایک ہی منزل پر پہنچتے ہیں۔ اگر منزل پر نگاہ ہو تو راستے کی اونچ نیچ سے آدمی جلد ہی گزر جاتا ہے۔ راہ کی ناہمواریاں اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔

☆☆☆

www.ksars.org

(گیارہویں قسط)

عاقب سوچنے لگا۔ امرِ ربی روح یا انسان پر اللہ تعالیٰ کا امر اُترتا ہے۔ اس حکم پر انسان اپنے اپنے اختلافات اور رسوم و رواج کی مختلف قسمیں اس وجہ سے ہیں کہ انسان لامحدودیت میں روح پر نازل شدہ امر کو محدود دنیا میں عملی جامہ پہناتا ہے۔ محدود و عقل دراصل روح یا امرِ ربی کی عقل کا ایک جز ہے۔ جو روح کی نگاہ کا ایک زاویہ اور حواس اور فکر کی ایک یونٹ ہے۔ روح کل ہے تو مادّی نفس روح کا جز ہے۔ پس ہر جزا اپنے ہی زاویہ نگاہ اور فکر کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جب جز کو کل سے وابستہ کر دیا جاتا ہے تو پھر امرِ ربی کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ جب جز کل سے وابستہ نہیں ہوتا تو آدمی پر اس کے مقصد اور امرِ ربی الٰہی کی حکمت و منشا واضح نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے اس کے اندر تشنگی باقی رہتی ہے اور وہ اس کام کی حرکت کو بُرا جانتا ہے اور اس کو اپنے یا دوسرے کے کام میں خامی دکھائی دیتی ہے۔ قدرت نے انسان پر عائد شدہ ذمہ داریوں اور بشری طرز زندگی کے امور پر اپنی منشاء و ارادے کا اظہار قرآن میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ آدم کے بیٹے ہابیل اور قابیل تھے قصے میں لاش کو دفن کرنے کا طریقہ بتایا گیا کہ ایک کوے نے چونچ سے زمین کھودی تو اس عمل سے آدم کے بیٹے ذہن میں اپنے بھائی کی لاش کو زمین پر دفن کرنے کا خیال آیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ لاش زمین میں دفن کرنے کا طریقہ سب سے زیادہ احسن و مسنون ہے اور امرِ الٰہی کے عین مطابق ہے۔ مخلوق کا ذہن جب فطرت سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے تو اللہ کا امر اس کے ارادے کی حرکت بن جاتا ہے اور امر کی حکمتیں ذہن پر واضح ہو جاتی ہیں۔

برازیل کے جنگلات میں بسنے والے انسان بھی وحشی اور جنگلی جانوروں سے کم نہ تھے۔ ان کے قلب لطیف جذبات سے یکسر خالی تھے۔ ان کی زندگی جنگل میں بند تھی اور ان کے حواس پر جنگل کی

www.ksars.org

روح چھائی ہوئی تھی۔ جسے وہ ہر حال میں خوش رکھنا چاہتے تھے۔ کسی وقت شکار نہ ملتا۔ یا پسندیدہ شکار ہاتھ سے نکل جاتا تو سب کے ذہن میں یہ بات آجاتی کہ آج جنگل کی روح کو اس نے ناراض کیا ہے کوئی بچہ یا جوان مر جاتا تو بھی ان کا ذہن اسی طرف جاتا۔ وہ جنگل کی روح کو دیوتا یا خدا مانتے اور اسے خوش رکھنا اپنا فرض سمجھتے۔ جنگل کی روح کو خوش کرنے کے طریقے بھی بڑے وحشیانہ اور عجیب و غریب تھے۔ وہ لوگ اپنے برہنہ جسموں کو طرح طرح کے رنگوں سے پینٹ کرتے۔ یہ رنگ بھی انہیں درختوں سے حاصل ہوتے۔ پھر وہ پرندوں کے خوبصرت پروں اور جانوروں کی مختلف ہڈیوں سے اپنے جسموں کو سجاتے اور مختلف جری بوٹیوں سے نکالے ہوئے عرق کی شراب پیتے۔ جس سے ان کے اوپر نشہ سا چھا جاتا۔ پھر وہ الاؤ جلا کر اس کے ارد گرد ڈانس کرتے اور خوب شور مچاتے ان کا کہنا تھ کہ جب جنگل میں دور دور تک ان کی آواز پہنچتی ہے تو جنگل کی روح ان سے خوش ہوتی ہے۔

ان کے ان نظریات کو جان کر عاقب سوچنے لگا۔ کائنات کے ذرّے ذرّے میں فطرت کام کر رہی ہے۔ فطرت تو اللہ کے نور کی صفت ہے جو بدل نہیں سکتی۔ اس کے ذہن میں اپنے ابو کی آواز گونجی۔ ایک مرتبہ انہوں نے کہا تھا۔ ''بیٹا اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتے ہیں کہ آسمانوں اور زمینوں کی ہر شئے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے۔ یعنی ہر شئے کے اندر ایک ایسا شعور و عقل موجود ہے جو اپنے خالق کو پہچانتی ہے۔ اپنے رب کی پہچان کے ساتھ ساتھ اس عقل کے اندر اپنے رب کی عظمت و جبروت کے اعتراف و اقرار کرنے کا تقاضہ بھی موجود ہے۔ اسی تقاضے کے تحت آسمانوں اور زمینوں کی ہر شئے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے۔ یہ فطری تقاضہ جب مادّی عقل میں منتقل ہوتا ہے تو اپنے اظہار پرستش کے لئے معبود کی تلاش و جستجو کرتا ہے۔ روح کے تقاضے کو روح کا ذہن ہی صحیح معنی پہنا سکتا ہے۔ مگر عام طور سے ہوتا یہ ہے کہ روح کا تقاضہ جب مادّی شعور میں منتقل ہوتا ہے تو آدمی اس تقاضے کو مادّیت سے منسوب کر دیتا ہے

www.ksars.org

اوراس کی تکمیل کے لئے مادّی وسائل وذرائع استعمال کرتا ہے تاکہ مادّی عمل مطمئن ہو جائے۔یہی وجہ ہے کہ مادّی عقل کے اطمینان کی خاطر لوگوں نے ایک اللہ کو چھوڑ کر کائنات کی مختلف چیزوں کو خدا کا درجہ دے دیا۔بیٹا یاد رکھنا۔روح کا تقاضہ اللہ تعالی کے امر کی روشنیوں کو جذب کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔روح اللہ کے ارادے میں اپنے ارادے کو شامل کر دیتی ہے۔تب ہی کام انجام پاتا ہے۔اسی اصول کے تحت جب آدمی اپنی روح کے ارادے میں اپنا ارادہ شامل کرتا ہے تب کام کی تکمیل منشائے الٰہی کے مطابق ہوتی ہے۔ ورنہ عمل صرف جسمانی حرکت بن کر رہ جاتا ہے۔بعض وقت نیک اعمال بھی صرف جسمانی وظیفہ بن کر رہ جاتے ہیں۔ان کے اندر سے روح کے ارادے کی روشنی نکل جاتی ہے۔صرف مادّی عقل کی روشنی میں یہ اعمال عمل میں آتے ہیں۔ایسے اعمال میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خیرات، صدقہ ،ایثار، قربانی سارے ہی وہ احکامات ہیں جو نوع انسانی کو دوسری مخلوقات سے ممتاز کرتے ہیں۔بیٹا! یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ اللہ لامحدود ہے اللہ کا امر لامحدود ہے۔امرِ ربی 'روح یا انسان پر اللہ کے امر کا نزول ہوتا ہے تاکہ روح لامحدودیت کو پہچان کر اللہ تعالیٰ کے حکم کو کائنات کی لامحدود وسعتوں میں پھیلائے۔آدمی جب اللہ کے حکم کو صرف جسمانی حرکت تک محدود کر لیتا ہے اور اس حرکت کے پسِ پردہ روح کی حرکات کا مشاہدہ نہیں کرتا تو جسم اور روح کی حرکات کے درمیان خلاء آجاتا ہے۔اس خلاء میں مادّی روشنیاں اگر غالب آگئیں تو آدمی کے اعمال میں نفسانی خواہشات اور ہوائے نفس کے تقاضوں کا غلبہ ہو جاتا ہے اور پھر روح کی روشنیاں اس خلاء سے لوٹ جاتی ہیں۔شعور لامحدود وسعتوں میں اسی وقت داخل ہوتا ہے جب مادّی روشنیوں میں روح کا نور شامل ہو جاتا ہے اور مادّی روشنیوں اپنی کثافت کو کھو کر نورانیت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔سوائے نفس کے تقاضے روح کے نور کو رد کر کے اپنے گرد مادّی روشنیوں کا کثیف جال بُن لیتے ہیں۔پھر آدمی کی تمام حرکات اس جال کے اندر محدود ہو جاتی ہیں۔"

www.ksars.org

عاقب سوچنے لگا ابو نے صحیح کہا تھا۔ روح امرِ ربی ہے اور امرِ ربی کے کسی بھی تقاضے کو ہم صرف جسم کی حد تک کیسے محدود کر سکتے ہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ جسم کی ہر حرکت ہمیں روح کی حرکات کی جانب متوجہ کر رہی ہے۔ اس کا جی چاہا۔ کچھ عرصے جنگل میں رہ کر اپنی روح کے تقاضوں اور جسمانی حرکات پر غور و فکر کرے تاکہ روح اور جسم کے درمیان ایسا تعلق قائم ہو جائے جس ربط کے ذریعے روحانی مشاہدات ہوتے رہیں اور روح کی غیب میں حرکات و سکنات کا مشاہدہ ہوتا رہے۔ اس خیال نے اس کے اندر ایک جوش و ولولہ پیدا کر دیا۔ وہ بستی کے سردار کے پاس پہنچا اور اسے اشاروں سے بتایا کہ وہ یہاں مزید کچھ دن رہنا چاہتا ہے۔ مگر وہ بستی کی بجائے جنگل میں رہ کر عبادت کرنا چاہتا ہے۔ سردار نے اپنے دو آدمیوں کو عاقب کے ساتھ بھیج دیا اور وہ اسے جنگل میں ایک محفوظ جگہ پر چھوڑ آئے۔ جہاں درندوں کا گزر نہیں تھا۔ درخت کے نیچے سوکھی پتیاں اور سوکھی گھاس کو پھیلا کر عاقب نے اپنے لئے بچھونا بنا لیا۔ جنگل میں مراقبہ کرنے کا لطف ہی کچھ اور تھا۔ چڑیوں کی سریلی آوازیں فضا میں فطرت کا ترنم بن کر ابھرتی رہیں۔ دو تین دن میں ہی عاقب کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ جنگل کی ہر شئے کو جانتا ہے۔ پیڑ، پودے، جانور، پرندے سب کے ساتھ اس کا ذہنی تعلق ہے۔ درختوں اور جنگلی بوٹیوں نے اپنے اندر چھپی حکمتوں کے راز اس پر کھول دیئے۔ چند ہی دنوں میں وہ جنگل کی روح سے واقف ہو گیا۔ وہ روح جس کے اندر جنگل کی تمام حکمتیں چھپی ہوئی تھیں۔ وہ حیران تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنگل کے درختوں میں کھانے پینے کا سارا سامان جمع کر رکھا ہے۔ کتنے درخت ہیں جو پانی کے چشمے اپنے اندر چھپائے ہوئے ہیں۔ تاکہ اس کی مخلوق جنگل میں بھی پیاسی نہ رہنے پائے۔ کتنے درخت ہیں جو لذیز پھلوں سے آراستہ ہیں۔ تاکہ مخلوق کی بھوک کا انتظام ہو سکے۔ اسے رحمٰن بابا کی بات یاد آ گئی۔ وہ کہتے تھے۔ ''بچے اللہ تعالیٰ رب ہے۔ اس کی ربوبیت کا

www.ksars.org

نظام پوری کائنات میں پھیلا ہوا ہے۔ کائنات کا کوئی چپہ ایسا نہیں ہے۔ جہاں اللہ کی مخلوق اللہ کے رزق سے محروم رہ جائے۔

ایک دن صبح کی ملگجی روشنی میں وہ مراقبہ کر رہا تھا کہ ایک منظر اُس کی نگاہوں کے سامنے آگیا کہ وہ زخمی حالت میں کسی پہاڑی علاقے میں موجود ہے۔ وہ بے ہوش ہے اور ایک لڑکی اس کی تیمار داری کر رہی ہے اس کی ریشمی زلفیں اس کے رخساروں پر لہرا رہی ہیں۔ اتنے میں اس نے اپنے سر کو جھٹکا دیا۔ لیکن رخسار کا سیاہ تل زلفوں کے ریشمی نقاب سے جھانکنے لگا۔ عاقب کا دل زور سے دھڑک اُٹھا۔ اس نے گھبرا کے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے بعد اس سے بیٹھا نہ گیا۔ اس کے ذہن میں بہت سے سوالات آرہے تھے۔ وہ کون سا پہاڑی علاقہ ہے۔ میں کیسے زخمی ہو گیا۔ وہ لڑکی کہاں سے آئی۔ وغیرہ وغیرہ اس نے اسی وقت اپنے کپڑے جھاڑے اور بستی کی جانب روانہ ہو گیا۔

ان آدمیوں نے جو اسے یہاں چھوڑنے آئے تھے۔ درختوں پر نشان لگا دیئے تھے۔ تاکہ عاقب کو واپسی میں دقت نہ ہو۔ کچھ ہی دیر میں ان نشانات کی مدد سے عاقب بستی پہنچ گیا۔ سارے لوگ اس کے گرد جمع ہو کر ڈانس کرنے لگے اور خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ عاقب کو یہ سمجھتے ہوئے کچھ دیر نہ لگی کہ یہ لوگ اسے مذہبی پیشوا کا درجہ دے رہے ہیں۔ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان کی سفارش جنگل کی روح سے کرنے گیا تھا اور جنگل کی روح کو منانے اور خوش کرنے کے لئے گیا تھا۔ عاقب نے ان چہروں کی طرف غور سے دیکھا۔ وہ جان گیا کہ یہ سب جنگل کی روح کے تصور میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان کی ساری ضروریاتِ زندگی جنگل سے پوری ہو رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے ذہنوں میں جنگل سے زیادہ اور کسی چیز کی اہمیت و عظمت نہیں سما سکتی۔ اس نے اشارے سے انہیں کہا کہ جنگل کی روح تم سب سے بہت خوش

www.ksars.org

ہے اور وہ تم سے کبھی بھی ناراض نہیں ہو گی۔ پھر وہ انہیں خوشیوں کے جشن مناتا ہوا چھوڑ کر بستی سے آگے بڑھ گیا۔

اب کے اس کا پڑاؤ پیرو میں تھا۔ اس نے دیکھا کہ پیرو میں بیس ہزار فٹ کی بلندی پر پہاڑوں پر لوگ رہتے ہیں۔ اونچے اونچے پہاڑوں پر چھوٹی چھوٹی سی بستیاں لوگوں نے آباد کر لی ہیں۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر پانچ سو پچاس سیڑھیاں چڑھ کر بستی تھی۔ اس چھوٹی سی بستی میں اون کی ٹوپیوں بُننے کی انڈسٹری تھی۔ گھر گھر عورتیں اون کی ٹوپیاں بُنتی دکھائی دیں۔ سردی کی وجہ سے انہیں اس کی ضرورت تھی وہاں کے رواج کے مطابق شادی شدہ لڑکے اور لڑکیاں سُرخ رنگ کی ٹوپی پہنتے اور غیر شادی شدہ لڑکے اور لڑکیاں لال ٹوپی میں سفید رنگ پٹی والی ٹوپی پہنتے۔ یہ لوگ بھیڑیں پالتے اور کھیتی باڑی کرتے تھے۔ اس کے علاوہ تمام پہاڑی علاقوں کے لوگ یہاں پر کوکو کے پتے کھاتے دکھائی دیئے اور ان پتوں کو پیس کر منہ پر بھی ان کا لیپ لگاتے نظر آئے۔ عاقب کو بھی ایک آدمی نے کوکو کے پتے چبانے کو دیئے۔ اس نے بتایا کہ پہاڑ کی اونچائی پر ہوا کے دباؤ کی وجہ سے سانس لینے میں دقت پیش آتی ہے۔ کوکو کے پتے چبا کر اور منہ پر ان کا لیپ لگانے سے سانس کا سسٹم درست رہتا ہے۔ اس معلومات پر عاقب کو اپنی ماں کی ایک بات یاد آ گئی۔ وہ ہمیشہ کہا کرتی تھی۔ ”بیٹا! انسان تو خود چلتا پھرتا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اگر آدمی اپنے اندر کی کتاب کو پڑھنا سیکھ لے تو باہر کی تمام کتابیں بھی وہ آسانی سے پڑھ لے گا۔ کیونکہ باہر کی تمام کتابیں بھی اس کے اندر انسائیکلوپیڈیا میں درج ہیں۔

عاقب کو ملک در ملک گھومتے ہوئے ڈیڑھ سال گزر گئے۔ وہ وینیز ویلا میں تھا کہ ایک رات کے پچھلے پہر نیند سے اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔ اسی وقت خضر بابا کمرے

www.ksars.org

میں دکھائی دیئے۔ان کی روشنی سے کمرہ روشن ہو گیا۔عاقب خضر بابا کہتے ہوئے ایک دم سے بستر پر اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ خضر بابا کے ہاتھ میں ایک قندیل تھی۔ یہ قندیل انہوں نے عاقب کی طرف بڑھائی۔عاقب نے اس قندیل کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ خضر بابا بولے۔ ”تجھے اس قندیل کی روشنی میں چلنا ہے۔عاقب بالکل بے حس و حرکت بیٹھا تھا۔اس کے تمام حواس خضر بابا کی جانب متوجہ تھے اب خضر بابا آگے بڑھ کر عاقب کے بالکل قریب آ گئے۔ انہوں نے عاقب کی پیشانی پر پھونک ماری۔ عاقب کو یہ پھونک اپنے سینے میں اترتی محسوس ہوئی۔اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ خضر بابا کو دیکھ رہا تھا مگر اس کے ساتھ ہی وہ خضر بابا کی پھونک کو بھی اپنے اندر داخل ہوتا ہوا دیکھ رہا تھا۔پیشانی سے خضر بابا کی پھونک کی روشنی دماغ میں داخل ہوئے۔اس کا دماغ روشن ہو گیا۔ پھر یہ روشنی اس کے سینے میں داخل ہو گئی۔ وہ اسے اپنے اندر جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ جب یہ روشنی اس کے اندر پورے جسم میں داخل ہو گئی تو اسے اپنے اندر ناف سے سینے تک وہی قندیل دکھائی دی جو خضر بابا نے ابھی اس کے ہاتھ میں دی تھی۔اس کی نظر اپنے ہاتھ کی طرف گئی۔ تو ہاتھ میں ابھی تک قندیل موجود تھی۔اسی لمحے خضر بابا آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور کمرے میں پہلے کی طرح اندھیرا چھا گیا۔عاقب نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا۔ جس میں قندیل تھی۔ وہ قندیل بھی غائب تھی۔اس نے مزید یقین کے لئے اپنے دونوں ہاتھ ملے۔ مگر قندیل نہیں تھی۔اب اس نے آنکھیں بند کر کے اپنی توجہ اپنے اندر کی۔ تو اندر اسے قندیل جلتی ہوئی دکھائی دی۔اسے اپنے اندر خضر بابا کی آواز سنائی دی۔” بچے! جس قندیل کو قدرت جلائے اسے کوئی بجھا نہیں سکتا۔اس کی حفاظت کر۔ عاقب کا سر سجدے میں جھک گیا۔”یااللہ میری مدد کرنا۔ خضر بابا میری رہنمائی کرنا۔“

وہ بستر سے اُٹھا اور وضو کر کے نماز پڑھی اور مراقبہ میں بیٹھ گیا۔اس نے دیکھا کہ خضر بابا ہاتھ میں قندیل لئے ایک سیدھے راستے پر جا رہے ہیں۔ خضر بابا نے ایک نظر مڑ کر عاقب کی طرف دیکھا اور

www.ksars.org

پھر آگے چلنے لگے۔ عاقب خضر بابا کی آنکھ کا اشارہ سمجھ گیا اور خضر بابا کے پیچھے چلنے لگا۔ بہت دور جا کر خضر بابا ایک مقام پر رک گئے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر سامنے دیکھا۔ ان کے سامنے ایک بستی تھی۔ اب دوبارہ خضر بابا نے مڑ کر عاقب کی طرف دیکھا۔ عاقب جان گیا کہ خضر بابا چاہتے ہیں کہ عاقب اس بستی میں داخل ہو جائے۔ اس نے ایک قدم آگے بڑھایا اور اگلے ہی لمحے وہ اس بستی کے اندر تھا۔ وہ فوراً پہچان گیا کہ یہ انڈیا ہے۔ اس کے بعد مراقبہ کا سارا منظر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

صبح ہوتے ہی وہ سارا دن انڈیا کے سفر کی معلومات اکٹھی کرتا رہا کہ اس کے لئے انڈیا جانے کا کون سا روٹ زیادہ مناسب رہے گا۔ اسے وینیز ویلا سے مصر کی فلائٹ مل گئی۔ جو اگلے دن جانے والی تھی۔ اسے رحمٰن بابا یاد آ گئے۔ ایک مرتبہ انہوں نے کہا تھا کہ "دنیا کی ہر شئے ایک بند دروازہ ہے۔ جب اس بند دروازے کو کھولو گے تو اس کے اندر تمہیں پورا عالم دکھائی دے گا۔ ایسا ہی ایک دروازہ اہرامِ مصر ہے۔ بچے تو نے تصویر میں ضرور پیرامڈ دیکھے ہوں گے۔ پیرامڈ کی ساخت ٹرائی اینگل یا مثلث کی ہے۔ اس دنیا کے

تمام نقش و نگار حرکت کی لہروں کی مخصوص ترتیب سے وجود میں آئے ہیں۔ اس مخصوص ترتیب کو نقش کی صورت میں قائم رکھنے والی انرجی اللہ کا نور ہے۔ جو روح کے ذریعے اس مخصوص نقش کو فیڈ کرتا ہے۔ نقش شئے کا شعور یا جسم ہے اور روشنی شئے کی روح ہے۔ جسم اور مادی شعور محدود ہے۔ مگر مادی شعور جسم کو فیڈ کرنے والی روشنی لامحدود ہے۔ جس کا سورس اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نور روح کے ذریعے ساری کائنات میں پھیلتا ہے پھر زمین پر مادی شعور سے گزرتا ہوا دوبارہ روح کے اندر جذب ہو جاتا ہے۔ مادی شعور کے اندر مسلسل نور کی شعاع نزول کر رہی ہے۔ جو شعور کو غیب کی اطلاعات مہیا کرتی ہے۔ پیرامڈ حرکت کی لہروں

www.ksars.org

کی وہ مخصوص ترتیب ہے جو ترتیب انفرادی شعور یامادی شعور کی ہے۔ جس کی زندگی اور بقااور روشنی ونور پر ہے۔ پیرامڈ انفرادی شعور کی فیڈ نگ کے اس سسٹم کا نام ہے۔ پیرامڈ کا سینٹر وہ مخصوص اینگل ہے جس مقام سے نور کی شعاع شعور کے اندر جذب ہو رہی ہے۔ اگر تمہیں کبھی موقع ملے تو پیرامڈ میں جا کر اس سسٹم کا تجربہ کرنا۔''

عاقب کو جیسے ہی پتہ چلا کہ اگلے دن جہاز مصر جا رہا ہے۔ اس نے رحمٰن بابا کی دعا سمجھ کر فوراً قبول کر لیا اور مصر کی فلائٹ لے لی۔ مصر میں کچھ دن رہ کر وہ پیرامڈ کی حقیقت کو پہچاننا چاہتا تھا۔ اسے پیرامڈ کے اندر سیر کرنے کے مواقع مل گئے اور پیرامڈ کے سینٹر میں وہ مخصوص مقام بھی مل گئے۔ جس مقام پر بیٹھ کر مراقبہ کرنے سے شعور کی انرجی چارج ہوتی ہے۔ مراقبہ کے لئے جیسے ہی اس نے آنکھیں بند کیں۔ اس نے دیکھا کہ آسمان سے نور کا ایک دھارا نکل کر اس کے تالو کے اندر جذب ہو رہا ہے اور جسم کے اندر سے گزرتا ہوا پاؤں کے ذریعے خارج ہو رہا ہے۔ مگر جب یہ نور پاؤں سے خارج ہوتا ہے تو اس نور کے اندر بہت ہی لطیف نورانی عکس نکل کر نور کے ساتھ ساتھ اوپر آسمان کی جانب جاتے جا رہے ہیں۔ ایک عکس نکلتا ہے تو فوراً ہی اس کے بعد دوسرا آجاتا ہے۔ اس نے غور سے ان نورانی ہیولوں کو دیکھا۔ ہر ہیولا خود عاقب کی اپنی صورت تھا۔ وہ جان گیا کہ نور کا دھارا اللہ تعالیٰ کے امرِ کن کی تجلی ہے۔ جس نور کے اندر ازل سے ابد تک کا زمانہ موجود ہے۔ جب یہ نور شعور سے گزرتا ہے تو شعور اپنی سکت کے مطابق اسے لمحات میں تقسیم کر دیتا ہے۔ شعور کی سکت اس کے انفرادی حواس کی رینج ہے۔ شعور کے اندر نزول کرنے والے نور کے دھارے کے اندر ساری کائنات موجود ہے۔ انفرادی ذہن ان روشنیوں کے لئے اسکرین کا کام کرتا ہے اور نور کے اندر موجود تصویروں کو ذہن کے اسکرین پر ایک ایک کر کے پھیلاتا جاتا ہے۔ ہر تصویر کائنات کی کوئی نہ کوئی شئے ہے۔

www.ksars.org

دماغ کا یہی تصویر خانہ آدمی کے حافظے کا ریکارڈ ہے۔ان تصویروں کے اندر روشنی کی صورت میں لمحات بند ہیں۔جب یہ تصویریں نور کی روشنی میں دیکھی جاتی ہیں تو آدمی اپنے آپ کو نور کے عالم میں موجود پاتا ہے اور جب یہ تصویریں مادی روشنی میں دیکھی جاتی ہیں تو آدمی اپنے آپ کو مادی دنیا میں دیکھتا ہے۔عاقب اپنے اندر داخل ہوتی ہوئی نور کی شعاع کو دیکھنے لگا جو اس کے سر میں داخل ہو رہی تھی۔ اوپر سے آنے والے نور میں اسے کوئی نقش دکھائی نہ دیا۔وہ صرف نور کا ایک دھارا تھا جو اس کے سر کے اندر داخل ہو رہا تھا۔مگر جب یہ دھارا عاقب کے جسم سے گزر کر پاؤں کے کے ذریعے نکلتا دکھائی دیا تو نور کے اس دھارے کا رخ بدل گیا۔اس کی حرکت نزول کی بجائے صعودی ہو گئی اور اس صعودی حرکت میں نور کے اندر عاقب کو نورانی ہیولے دکھائی دیئے۔عاقب نے اپنی نگاہِ تفکر ایک ہیولے پر مرکوز کر دی۔وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ نزولی حالت میں نور کے اندر اسے نورانی ہیولے کیوں دکھائی نہیں دیتے۔نور کے جسم میں داخل ہونے کے بعد یہ ہیولے کس طرح پیدا ہو رہے ہیں۔بلا شبہ ایک لمحے کا تفکر صد سالہ عبادت سے بہتر ہے۔کیونکہ فکر کی روشنی شئے کی گہرائی میں کام کرنے والی حقیقت کو اُجاگر کر دیتی ہے۔اس نے دیکھا کہ وہ مراقبہ میں نور کے دھارے کو جس جسم کے سر میں داخل ہوتا ہوا دیکھ رہا ہے۔وہ اس کا روشنیوں کا بنا ہوا جسم مثالی ہے۔جسم مثالی کا دماغ نور کی مقداروں کو اس کی فطرت کے مطابق توڑتا ہے۔قدرت نے ہر شئے کو مقداروں میں بنایا ہے۔جسمِ مثالی کا دماغ اپنے اندر منتقل ہونے والے نور کو قدرت کی متعین کردہ مقداروں میں توڑتا ہے اور پھر یہ متعین مقداریں جسمِ مثالی کے حواس کے دائروں سے گزر کر جسم مثالی کی نگاہ کے سامنے آجاتی ہیں۔جسمِ مثالی کی نگاہ ٹائم میں دیکھتی ہے۔ٹائم میں ہونے والی تمام تخلیقات جسمِ مثالی کے ذریعے سے عمل میں آتی ہیں۔نور کا شعور روح کا شعور ہے۔جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے الٰہیہ کا شعور ہے۔ جسمِ مثالی کا شعور کائناتی شعور ہے۔جب روح کا شعور کائناتی شعور سے ملتا ہے تو نسمہ کا شعور تخلیق ہوتا ہے۔

www.ksars.org

نسمہ کی شعوری تخلیق جسمِ مثالی ہے۔ جب جسم مثالی کا شعور زمین کے شعور سے گلے ملتا ہے تو مادی شعور جنم لیتا ہے۔ تمام مادی اجسام اسی ترکیب سے وجود میں آئے ہیں۔ عاقب کے سینے میں قندیل کی روشنی آہستہ آہستہ تیز ہونے لگی۔

مصر میں تین دن گزارنے کے بعد ہی اسے دہلی کی فلائٹ مل گئی۔ دہلی میں پہنچتے ہی اسے شیلا اور آنند یاد آگئے۔ اس نے میرٹھ کی ٹرین پکڑی اور شیلا کے گھر پہنچ گیا۔ شام کا وقت تھا۔ دروازے پر دستک دی تو ہر دیال نے دروازہ کھولا۔ ایک لمحے کو وہ حیرت سے عاقب کو دیکھتا رہا۔ پھر زور سے شیلا کو آواز لگائی۔ ''ارے بھئی شیلا۔ دیکھ تو ذرا کون آیا ہے۔''

شیلا نے وہیں سے آواز دی۔ ''کون آیا ہے۔''

اور پھر وہ سامنے کمرے سے باہر آگئی۔ عاقب کو دیکھتے ہی خوشی سے اس کا چہرہ کھل گیا۔ ''ارے بھائی صاحب آپ ہیں۔''

کمرے میں بیٹھتے ہی شیلا بولی۔ ''آپ کے لئے ایک سرپرائز ہے۔'' اور یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ چند منٹ بعد وہ اپنی گود میں ایک چھوٹا سا بچہ اُٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔ ''عاقب بھیا یہ آپ کی دعاؤں کا پھل ہے۔''

عاقب نے اسے گود میں لے کر خوب پیار کیا۔ شیلا بولی ''ہمارے شنکر کو دیکھ کر تمام لوگ آپ کو پوچھتے ہیں۔ کیونکہ میں نے سب کو بتایا تھا کہ آپ کے دیئے گئے وظیفے سے یہ پیدا ہوا ہے۔ میری سہیلیاں آپ کو پوچھتی ہیں۔'' ہر دیال نے آنند کو بھی فون کر دیا کہ وہ یہاں آجائے۔

www.ksars.org

اگلے روز سارا دن عورتوں کا تانتا بندھا رہا۔ سب کو اس سے یہ آس اور یقین تھا۔ کہ جس طرح عاقب کی دعا سے شیلا کی گود ہری ہوئی ہے۔ اسی طرح ان سب کے مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ عاقب نے سب کو یقین دلایا کہ سب کی سننے والی ایک ہی ہستی ہے۔ تم سچی نیت کے ساتھ اس کو پکارو گے تو وہ ضرور تمہاری سنے گا۔ دو دن بعد آنند بھی آ گیا۔ ان دو دنوں میں یوں لگتا تھا کہ جیسے سارے میرٹھ میں عاقب کا نام مشہور ہو چکا ہے۔ نہ جانے کہاں کہاں سے بے اولاد عورتیں آتی رہیں۔ عاقب انہیں تسلی دیتا رہا۔ رحمٰن بابا کی بات ہمیشہ اس کے ذہن میں رہی۔ وہ کہتے تھے کہ کائنات کی بنیاد یقین پر ہے۔ ارادے کی قوت کو یقین کہتے ہیں۔ جب کسی کام کے ارادے میں یقین شامل ہو جاتا ہے تو وہ کام ضرور پورا ہوتا ہے۔ یاد رکھو ایک حاجت مند اسی لئے حاجت مند ہے کہ اس کے پاس یقین کی قوت کی کمی ہے۔ وہ اپنی حاجت روائی کے لئے تمہارے پاس آتا ہے۔ پس سب سے پہلے اس کے یقین کو بحال کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ اس کام میں فرد کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ کیونکہ کام اسی وقت پورا ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کام میں شامل ہو جاتا ہے۔

آنند سے ملاقات کے بعد عاقب نے ڈیرہ دون جانے کا ارادہ کر لیا۔ دراصل اس کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو ڈیرہ دون سے اپنی بیوی کو لے کر آیا تھا۔ ان کی شادی کو تقریباً پندرہ سال ہو چکے تھے اور ابھی تک وہ بے اولاد تھے۔ وہ شخص مسلمان تھا۔ باتوں باتوں میں اس نے عاقب کو اس بات کی پیشکش کی کہ ڈیرہ دون میں اس کے پاس بہت بڑی زمینیں ہیں۔ اگر وہ وہاں آ جائے تو اس کی رہائش کا علیحدہ انتظام ہو سکتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کی دعاؤں سے فیض یاب ہوں۔ عاقب نے مراقبہ کیا تو اسے رحمٰن بابا کی جانب سے ڈیرہ دون جانے کی اجازت مل گئی۔ وہ صفدر علی کے ساتھ ڈیرہ دون آ گیا۔ ڈیرہ دون مسوری کے پاس ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ بہت خوبصورت علاقہ ہے۔ صفدر علی ڈیرہ دون کا پرانا

www.ksars.org

زمیندار تھا۔اس کے آباواجداد کئی صدیوں سے یہاں رہتے چلے آئے تھے۔شہر میں اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔اس نے عاقب کے لئے اپنی بڑی سی حویلی کا ایک الگ حصہ رہائش کے لئے مقرر کر دیا تاکہ لوگوں کو اس سے ملنے میں کوئی دقت نہ ہو۔عاقب یہ تو جانتا تھا کہ اس کا دوبارہ ہندوستان بھیجا جانا کسی خاص مقصد کے لئے ہے۔مگر کس لئے ہے۔اسے معلوم نہ تھا۔صفدر علی سے ملاقات اور ڈیرہ دون میں رہنے کا اتنا اچھا انتظام تو اس کے خیال میں بھی نہ آیا تھا۔اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔جس نے رحمٰن بابا کے وسیلے سے اسے سفر میں ہر طرح کی آسانیاں دیں۔

اسے اپنی ماں کی بات یاد آگئی۔وہ کہا کرتی تھی۔''بیٹا! نہ گزرے ہوئے کل پر ہمارا کچھ اختیار ہے نہ آنے والے کل پر ہمارا بس چلتا ہے۔اگر کچھ اختیار میں ہے تو صرف اتنا کہ موجودہ لمحے میں جو کچھ ہمارے پاس ہے۔اسے اللہ کی رضا سمجھ کر قبول کر لیں اور اسی میں اپنی تدبیر استعمال کریں۔تاکہ اس لمحے کے مضر اثرات سے ہم محفوظ رہ سکیں۔

ڈیرہ دون میں رہتے ہوئے عاقب کو تقریباً بیس دن ہو گئے۔ان بیس دنوں میں وہ ہر وقت لوگوں میں گھرا رہا۔یوں لگتا تھا جیسے ایک دم سے اس کے اندر بے پناہ کشش پیدا ہو گئی ہے۔جو لوگوں کو اس کی طرف کھینچ رہی ہے۔عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ تھی۔بے اولاد عورتیں دور دور سے اس کے پاس آنے لگیں۔دن نہایت تیزی سے گزرتے رہے۔تین ماہ کیسے گزر گئے۔پتہ ہی نہ لگا۔ان تین مہینوں میں بے ثمر نخلِ امید پر اُمید کے شگوفے اور بوٹے ابھر آئے۔اب پھر وہ عورتیں چڑھاوے اور نیازیں لے کر آنے لگیں۔جہاں ہر وقت عورتوں کا آنا جانا ہو۔وہاں مرد ویسے ہی چوکنا ہو جاتے ہیں۔پھر اس پر سونے پر سہاگہ یہ کہ عاقب کی مردانہ وجاہت اور جوانمردی مردوں کے لئے خطرے کی گھنٹی بن

www.ksars.org

گئی۔ایک دن شام کے وقت دو جوان لڑکیاں روتی پیٹتی چلی آئیں۔ غم کی وجہ سے انہیں اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا۔ان کا کہنا یہ تھا کہ وہ دونوں بہنیں ایک ہی گھر میں بیاہی گئی ہیں اور ان پر ان کے گھر والے مار پیٹ اور تشدد کرتے ہیں۔انہوں نے اپنی اوڑھنیاں سر کا لیں کہ زخموں کے نشان دکھا سکیں۔عاقب نے ان کی اوڑھنیاں ان کے سروں پر ڈالیں۔انہیں تسلی دی کہ وہ ان کے لئے دعا کرے گا۔دن میں دو چار ایسی لڑکیاں ضرور آتی تھیں جو بظاہر اپنی مصیبتوں کا رونا رو کر عاقب کو انسانیت کی بلندی سے اسفل میں گرانا چاہتیں۔عاقب نے چند ایک بار لڑکیوں سے پوچھا بھی کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے۔مگر کسی نے بھی کچھ نہ بتایا۔عاقب کو ان لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہ تھی وہ جانتا تھا کہ یہ سب نفسیاتی بیمار ہیں۔وہ یہ بھی جان رہا تھا کہ ان لڑکیوں کو بے حیائیوں پر اکسانے والا ضرور کوئی اور ہے۔اس نے صفدر علی سے بات کی کہ اتنے دنوں سے روزانہ ایسی لڑکیاں آرہی ہیں۔جنہیں کسی طرح شریف لڑکیوں کے زمرے میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ان کے الٹے سیدھے مسئلوں کے پیچھے ان کا جھوٹ اور ان کا بیمار ذہن مجھے دکھائی دیتا ہے۔میرا کام لوگوں کے مسائل کو حل کرنا ہے۔مگر روز روز ایسی لڑکیوں کا آنا ضرورت مند لوگوں کے اندر میری جانب سے بے یقینی پیدا کر دے گا۔صفدر علی نہایت ہی شریف اور رحم دل شخص تھا۔اس نے عاقب سے کہا۔”عاقب بھائی پورے پندرہ برس بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں اور آپ کے قدموں کی برکت سے میرے یہاں امید کی شمع روشن کر دی ہے۔ماشاءاللہ میری بیوی اُمید سے ہے۔آپ نہیں جانتے کہ یہ میرے اور میری بیوی کے لئے کتنی بڑی نعمت ہے۔آج ہمیں جنت کی خوشیوں کا صحیح اندازہ ہوا ہے۔پتہ کرنے کو میں سب کچھ پتا کرا سکتا ہوں۔مگر اللہ نے آپ کو مرشد کے طفیل بڑی قوتیں دی ہیں۔اگر آپ چاہیں۔تو ان لڑکیوں کو اس طرح تندرست کر دیں کہ پھر وہ کسی کے ہتھکنڈوں میں نہ پھنسیں۔“

www.ksars.org

عاقب نے کہا۔" صفدر بھائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نیک اور فرمانبردار اولادیں نصیب کرے۔ میری خود یہی خواہش ہے کہ سوسائٹی کو ایسے ناسوروں سے پاک کر دوں۔ جو معصوم لڑکیوں کو خراب کر کے ان کی بربادی کا تماشہ دیکھتے ہیں۔ مگر اس کے لئے مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ مجھ پر بھروسہ کریں۔"صفدر علی نے عقیدت و محبت سے اسے گلے لگایا اور کہنے لگا۔" عاقب بھائی! میں تو آپ کا بے دام غلام بن گیا ہوں۔ بس میرے لئے دعا کریں کہ اللہ پاک خیریت سے مجھے اولاد نصیب کر دے۔"اس رات عاقب نے نماز پڑھ کر مراقبے میں رحمٰن بابا سے اس کام کے لئے رہنمائی چاہی اس نے مراقبے میں دیکھا کہ بہت خوبصورت پہاڑی علاقہ ہے۔ بالکل ڈیرہ دون کی طرح۔ مگر مراقبے میں وہ جگہ ڈیرہ دون سے الگ لگ رہی تھی۔ پہاڑی کے دامن میں ایک تالاب ہے۔ اس تالاب کے کنارے رحمٰن بابا بیٹھے ہیں اور ہاتھ ڈال کر تالاب سے مچھلیاں پکڑ رہے ہیں۔ ہر مرتبہ وہ پانی سے باہر جب ہاتھ نکالتے تو ان کے ہاتھ ایک مچھلی ہوتی۔ اس مچھلی کو وہ ہتھیلی پر رکھ کر دیکھتے تو وہ مچھلی سخت بیمار اور بدصورت نظر آتی۔ لیکن جب وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے مچھلی کو چھپا لیتے اور پھر ہاتھ کھولتے تو مچھلی بہت خوبصورت اور تندرست نظر آنے لگتی ہے اور پھر پھدک کر تالاب میں چلی جاتی ہے۔ اسی طرح وہ تالاب سے ایک ایک مچھلی نکالتے جاتے ہیں اور اسے دونوں ہاتھوں میں دبا کر جب تالاب میں چھوڑتے ہیں تو وہ بالکل بھلی چنگی ہو جاتی ہے۔ مگر ایک حیرت انگیز بات یہ تھی کہ جب وہ مچھلی کو ہاتھوں میں دبا کر تالاب میں چھوڑتے تو رحمٰن بابا کی جگہ وہ لڑکی دکھائی دینے لگتی۔ جس کے گلاب جیسے عارض پر سیاہ تل اس کی پہچان بن گیا تھا۔ سیاہ تل نے اس کا دل دھڑکا دیا۔ اس نے گھبرا کے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ سوچا جو کچھ ہو گا۔ اللہ کی رضا اور مرشد کی مرضی سے ہو گا۔ ان شاءاللہ۔

www.ksars.org

دوسرے دن ایک جوان آدمی آیا جس کے ساتھ پانچ جوان لڑکیاں تھیں۔ جو لہنگا اور چولی پہنے ہوئے تھیں۔ ان کی سج دھج دعوتِ نظارہ دینے والی تھی۔ جوان نے عاقب کو بڑے ادب سے جھک کر پرنام کیا۔ اور لڑکیوں کو بھی پرنام کرنے کا اشارہ کیا۔ پھر بولا۔ ''مہاراج سارے شہر میں آپ کے نام کی دھوم مچی ہے۔ میں یہ داسیاں آپ کی خدمت کے لئے لایا ہوں انہیں قبول فرمالیجیئے۔ عاقب نے گہری نظر سے جوان کو دیکھا۔ اسے اس کے اندر شیطان دکھائی دیا۔

www.ksars.org

(بارہویں قسط)

اس نے مصلحت سے کام لیتے ہوئے کہا۔ ’’میرے بھائی مجھے یہاں ہر طرح کی سہولت حاصل ہے ویسے بھی میں تندرست اور جوان ہوں۔ مجھے داسیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنا کام خود کرنا جانتا ہوں۔‘‘

وہ شخص خباثت کے ساتھ مسکراتے ہوئے بولا۔ ’’سرکار داسیوں کی ضرورت تو جوانی میں ہی ہوتی ہے۔‘‘

عاقب نے کہا۔ ’’میں ان جوانوں سے مختلف ہوں۔‘‘

اتنے میں چند لوگ آ گئے۔ وہ جوان انہیں دیکھتے ہی ان سے مخاطب ہوا۔ ’’بھائیو! مہاراج میں بڑی شکتی ہے انہوں نے مجھے روزانہ داسیاں بھیجنے کا حکم دیا ہے۔‘‘

عاقب تیز لہجے میں بولا۔ ’’کیا کہا تم نے۔ میں نے انہیں بلایا ہے یا میں انہیں لے جانے کا حکم دے رہا ہوں۔‘‘

وہ جوان انہی نئے لوگوں کو مخاطب کر کے بولا۔ ’’بھائیوں مہاراج تمہارے سامنے شرما رہے ہیں۔ اب سب کے سامنے تو اپنے راز نہیں کھولے جاتے نا۔‘‘

www.ksars.org

عاقب کے ذہن میں ماں کی آواز گونجی۔ ''بیٹا! لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔اس نے سامنے کھڑی لڑکیوں پر نظر جمادی اور پھر دو منٹ بعد بولا۔ ''ٹھیک ہے۔ اگر تم انہیں میری خدمت میں چھوڑنا چاہتے ہو تو چھوڑ جاؤ۔'' وہ جوان تمسخرانہ انداز میں بولا۔

''لڑکیو! مہاراج کی اچھی طرح سیوا کرنا۔'' اتنا سننا تھا کہ وہ ساری لڑکیاں اس جوان سے لپٹ گئیں۔ ''مہاراج آپ ہی ہمارے مہاراج ہیں۔ ہم آپ ہی کی سیوا کرنے آئی ہیں۔''

وہ جوان گھبرا کے انہیں ہٹانے لگا۔ مگر وہ تو جیسے ہپناٹائز ہو چکی تھیں۔ جوان کے بار بار ہٹانے پر بھی وہ اس کی بات سن نہیں رہی تھیں۔ اب عاقب مسکرا کے ان لوگوں سے بولا۔

''بھائیو! اب آپ ہی بتاؤ داسیوں کی ضرورت مجھے ہے یا ان صاحب کو۔'' پھر وہ مسکرا کے اس جوان سے مخاطب ہوا۔ ''یاد رکھو! اپنی داسیوں کو کسی اور کے حوالے نہیں بھیجتے۔'' یہ معاملہ دیکھ کر دوسرے لوگ اس جوان پر ملامت کرنے لگے۔ ''جا نکل باہر۔ یہاں تیرا کیا کام ہے۔ ایسی قبیح حرکت کر کے مہاراج کو بدنام کرنا چاہتا ہے۔'' وہ جوان شکست خوردہ گیندے کی طرح پھوں پھوں کرتا ہوا چلا گیا۔ آنے والے لوگوں میں سے ایک شخص نے بتایا کہ وہ اس آدمی کو بس اتنا جانتا ہے کہ یہ شخص ڈیرہ دون کے پہاڑی علاقے دیواپریاگ کے دروں ہی میں کہیں رہتا ہے۔ اس کا نام کلوا ہے۔ یہ کالی ماتا کا پجاری ہے اور اس کے پاس کالی ماتا کی شکتی ہے۔ اسی وجہ سے لڑکیاں اس پر مرتی ہیں۔ کالی ماتا کا نام سن کر عاقب کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ جانتا تھا کہ کالی ماتا کی آڑ میں لوگ استدراجی قوتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اب اس کی سمجھ میں آگیا کہ کلوا آخر کیوں اس کے پیچھے پڑا ہے۔ استدراجی قوتوں والے ہمیشہ روحانی لوگوں سے خار کھاتے ہیں۔ اس کے دل سے آواز آئی۔ اللہ زبردست اور غالب رہنے والا ہے۔ اس نے اپنے دل میں تہیہ کر لیا کہ وہ اپنی ہر

www.ksars.org

ممکن کوشش کرے گا تاکہ معصوم اور نوجوان لڑکیاں اس ظالم کے نرگے سے نکل جائیں رات کو اس نے صفدر علی سے دن کا سارا واقعہ بتایا اور کلوا کے متعلق بھی بتایا کہ وہ پہاڑی دروں میں کہیں رہتا ہے۔ عاقب نے صفدر سے کہا۔ ''صفدر بھائی میں اس کے عیاشی کے اڈے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس نے وہاں بھی لڑکیوں کو رکھا ہوگا۔''

صفدر علی کہنے لگا۔ ''عاقب بھائی آپ کا اکیلے جانا تو وہاں ہر گز بھی مناسب نہیں ہے۔ میں آپ کے ساتھ پانچ آدمیوں کو بھیج دوں گا۔ جو آپ کو اس کی کھوج بھی کرنے میں پوری پوری مدد کریں گے ان شاءاللہ۔''

طے یہ پایا کہ اگلے دن صبح سویرے ایک جیپ میں تمام لوگ روانہ ہو جائیں۔

اگلے دن فجر کے بعد جیپ روانہ ہوئی۔ مغرب کے وقت یہ لوگ دیواپریاگ کے پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک بستی میں رات گزارنے کا بندوبست ہو گیا۔ سب لوگ تھکے ہوئے تھے۔ کھانا کھا کے جلدی ہی سو گئے۔ صبح اُٹھ کر ہوٹل کے مالک سے کلوا کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ ''کلوا جی تو بڑے پہنچے ہوئے ہیں۔ وہ کالی ماتا کے سچے بھگت ہیں۔ وہ پہاڑ کے درّے میں رہتے ہیں۔ وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ درے سے دو فرلانگ پر کالی ماتا کا مندر ہے۔ کلوا جی وہاں روزانہ صبح کے وقت درشن دیتے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی داسیاں بھی ہوتی ہیں۔ اماوس کی رات کو سال میں ایک دفعہ کالی ماتا پر بھینٹ چڑھائی جاتی ہے۔ یہ بھینٹ جوان لڑکی کی ہوتی ہے۔ کلوا جی کا کہنا ہے کہ لڑکی کی بھینٹ سے کالی ماتا خوش ہوتی ہے اور سارا سال بستی والوں پر اس کی مہربانیاں رہتی ہیں۔''

www.ksars.org

یہ ساری باتیں سن کر عاقب نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ کس طرح کلوا کے پاس پہنچا جائے۔ایک ساتھی کہنے لگا۔''اسے مندر میں ہی ملتے ہیں۔''

عاقب نے کہا۔''اس دن ڈیرہ دون کی ملاقات کے بعد اب وہ مجھ سے ضرور خائف ہو گا۔اس سے ملاقات کرنا تو بے کار ہے۔پہلے ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ وہ پہاڑ کے درے میں چھپ کر کیا کام کرتا ہے۔اس کے ساتھ اور کون کون لوگ ہیں۔لڑکیاں کہاں سے لاتا ہے۔اگر لوکل لڑکیاں ہوتیں تو بستی والے ضرور شور مچاتے اور کلوا کو کالی ماتا کا بھگت نہ کہتے۔''

ساتھی کہنے لگے۔''عاقب بھائی! آپ خود بتائیں گے پھر کس طرح سے ان تک پہنچا جائے۔''

عاقب نے ایک منٹ کے لئے آنکھیں بند کر کے سوچا۔پھر کہنے لگا۔''ایسا کرتے ہیں کہ ہم سب سیر کے بہانے درے کی طرف جاتے ہیں۔ان لوگوں سے ملاقات ہوئی تو سب لوگ یہی کہیں کہ ہم پہاڑوں کی سیر کرنے یہاں آئے ہیں۔''ایک ساتھی کہنے لگا۔''کالی ماتا کی پوجا کرنے والوں کو کالی ماتا بڑی شکتی دیتی ہے۔وہ اپنے اندر کی شکتی سے ہمارے دل کا بھید جان جائے گا۔کہیں ہمارے خلاف اپنے شیطانی حربے استعمال کرنے لگے تو ہم کیا کریں۔''

عاقب نے کہا۔''دیکھو بھائیو! اللہ سے بڑھ کر کسی کی طاقت نہیں ہے۔ہم تو اللہ کا مشن لے کر یہاں آئے ہیں۔اللہ والوں کا مشن شیطان سے جنگ کرنا ہے۔تم نے دیکھا۔جنگل کے جنگل جل کر تباہ ہو جاتے ہیں۔مگر پھر کچھ ہی دنوں میں پہلے سے بھی زیادہ ہریالی ہو جاتی ہے۔ہر کام میں مشکل بھی ہے۔

www.ksars.org

تکلیف بھی اٹھانی پڑتی ہے مگر ذہن اپنے مقصد پر قائم رہے تو راستے کی تمام رکاوٹیں بھی آسانی سے دور ہو جاتی ہیں۔"

سب ساتھیوں نے کہا۔" عاقب بھائی ! آپ صحیح کہتے ہیں۔ ہمیں ان شیطانوں سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

یہ سب لوگ پہاڑی علاقوں میں گھومتے گھماتے ایک ایسی جگہ جا پہنچے۔ جہاں پہاڑ سے ایک بڑا سا آبشار بہہ رہا تھا اور پہاڑ کے دامن میں یہ آبشار ایک دریا میں گر رہا تھا۔ آبشار کے پیچھے پہاڑی سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ عاقب اور اس کے ساتھیوں کو یہ جگہ اتنی خوبصورت لگی کہ وہ سب رک کر اس کا نظارہ کرنے لگے۔

اتنے میں آبشار کے پیچھے پہاڑ کے اندر سے کچھ لڑکیاں نکلیں۔ ان کے پیچھے کچھ لڑکے تھے۔ جو لڑکیوں کو مستی اور فحاشی پر ابھارنے لگے۔ عاقب اور اس کے ساتھیوں نے اپنے آپ کو پہاڑ کی اوٹ میں چھپا لیا۔ کلوا کے اڈے کا انہیں پتہ لگ چکا تھا۔ مگر ابھی ایک دم سے سامنے آنا مصلحت کے خلاف تھا۔ عاقب نے سوچا کلوا کے عیاشی کے اڈے کو تباہ کرنا ہی صرف اس کا مقصد نہیں ہے بلکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ کلوا جیسے لوگوں کے ذہنوں سے شیطان کی پرستش کرنے کی خواہش ہی نکل جائے۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے یہ آدمی شیطان کا آلہ کار بننے سے محفوظ ہو جائیں۔ اس نے دل ہی دل میں دعا مانگی کہ اللہ پاک اسے اس کے نیک ارادوں میں کامیابی عطا کرے اور اس کے لئے اسباب مہیا کر دے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیکھا آبشار کے پیچھے پہاڑ پر راستہ بنا ہوا ہے۔ جہاں پر دو بڑی بڑی جیپیں آکر رکی ہیں۔ ان جیپوں سے چند بہت لمبے تڑنگے آدمی نکلے اور پھر یہ آدمی جیپ میں سے ہی نوجوان لڑکیوں کو پکڑ کر زبردستی اتارنے لگے۔ وہ

www.ksars.org

لڑکیاں بری طرح خوفزدہ تھیں اور رو رہی تھیں۔ ان کے رونے کی آوازیں دور دور تک پہنچ رہی تھیں۔ عاقب یہ منظر دیکھ کر سُن ہو گیا۔ تمام ساتھی کہنے لگے۔ ’’نہ جانے ان لڑکیوں کو کہاں سے پکڑ کر لائے ہیں۔ یہ لوگ اسی طرح شام تک پہاڑی میں چھپے بیٹھے رہے۔ رات ہوئی تو چاند نکل آیا۔ یہ چودھویں کا چاند تھا۔ شیطان کے ہاتھوں بکے ہوئے انسان آدمیت کے بت کو ہوائے نفس کی تلوار سے گھائل کرتے رہے۔ اس طرح کہ آدمیت کا چہرہ مسخ ہو کر شیطان کا چہرہ بن گیا۔ وہ معصوم لڑکیاں جنہیں یہ لے کر آئے تھے۔ دریا کے کنارے انہیں غلیظ شراب پلا کر ان کے کومل جسموں پر جگہ جگہ چاقو سے نشان لگا کر ان کا خون چوستے رہے اور آدھی رات کو جب چاند اپنے جوبن پر تھا۔ ایک لڑکی کو ذبح کر کے اس کے خون کو اپنے جسموں پر ملنے لگے۔

عاقب کے ساتھیوں نے بتایا کہ کالی ماتا کے پجاریوں کا کہنا ہے کہ اس طرح چودھویں کی رات کنواری لڑکی کے خون سے نہانے سے استدراجی قوتیں بڑھتی ہیں۔ عاقب سے اور دیکھا نہ گیا۔ وہ وہیں پر مراقبہ میں بیٹھ گیا اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو نگرانی کا کہہ کر باقیوں کو بھی مراقبہ میں توجہ لگانے کا حکم دیا۔

عاقب نے مراقبہ میں دیکھا کہ کلوا لڑکی کے خون میں نہا رہا ہے۔ جسم کے جس حصے پر خون لگتا ہے وہ حصہ جسم تیزاب کی طرح جل کر کالا ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی جگہ جگہ سے گل بھی جاتا ہے اور جسم میں بہت بڑے بڑے ناسور بن جاتے ہیں۔ اس کا چہرہ انتہائی خوفناک اور ہیبت ناک بن گیا۔ دانت باہر کی طرف نکل آئے۔ اس نے دیکھا کہ خون تیزاب بن کر اس کے جسم کے اندر داخل ہو رہا ہے اور آہستہ آہستہ کلوا آدمی سے شیطان بنتا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ چند ہی منٹوں میں وہ پورا شیطان بن کر سامنے آ گیا۔

www.ksars.org

اس لمحے مراقبہ میں عاقب کے ذہن میں یہ آیت ابھری۔" و الله خیر الماکرین "اللہ سب سے اچھا مکر کرنے والا ہے۔اس آیت کے ساتھ ہی اس نے دیکھا کہ وہ ایسی جگہ کھڑا ہے۔جہاں کلوا شیطان اسے نہیں دیکھ سکتا۔ مگر عاقب کلوا کو دیکھ رہا ہے۔اب اس کی پشت پر خضر بابا آ کر کھڑے ہو گئے۔ خضر بابا کے ہاتھ میں ایک لبادہ ہے۔ جسے وہ پیچھے سے عاقب کو پہنا دیتے ہیں جس سے عاقب کا پورے کا پورا جسم چھپ جاتا ہے حتٰی کہ چہرہ بھی چھپ جاتا ہے۔ صرف چہرے پر آنکھوں کی جگہ دو سوراخ لبادے میں ہوتے ہیں۔ان سوراخوں سے عاقب باہر دیکھتا ہے۔ اب خضر بابا پشت پر ہی کھڑے رہ کر عاقب کے کان میں یہ آیت دہراتے ہیں۔و الله خیر الماکرین۔اس کے بعد خضر بابا غائب ہو جاتے ہیں اور عاقب کے اندر انتہائی جلالی قوت بیدار ہو جاتی ہے۔اس کے اندر خضر بابا کی آواز مسلسل یہی آیت دہراتی جاتی ہے۔و الله خیر الماکرین۔ہر مرتبہ کی تکرار اس کے اندر جلال کی قوت کو بڑھاتی ہے اور قوت کے ساتھ ساتھ اندر کی آواز بھی جلالی صورت میں تیز ہوتی جاتی ہے۔

یہاں تک کہ عاقب نے دیکھا کہ اس لبادے میں اس کا سراپا ایک انتہائی خوفناک اور ہیبت ناک ترین صورت میں ہے۔اب وہ سراپا اللہ تعالیٰ کے جلال کے ساتھ کلوا شیطان پر جھپٹا۔ کلوا شیطان اسے دیکھتے ہی خوف سے منجمد ہو گیا۔ عاقب کے سراپا نے انتہائی جلال میں اسے حکم دیا۔ کلوا شیطان ان لڑکیوں کو چھوڑ دے۔ کلوا بولا۔ جے ہو کالی ماتا کی۔ جے ہو کالی ماتا کی۔ یہ کہہ کر اس نے عاقب کے سراپا کے قدموں میں اپنا سر جھکا دیا۔

عاقب نے مراقبے سے آنکھیں کھولیں۔اپنے ساتھیوں سے کہا۔ بھائیو دوستو! و الله خیر الما کرین۔اللہ کا مکر شیطان کے مکر و فریب کو کھا جاتا ہے۔ دیکھو اللہ کیا سبب بناتا ہے۔آج کی

www.ksars.org

رات ہم پر اور ان معصوم لڑکیوں پر بہت بھاری ہے۔ صبح سویرے جیسے ہی یہ تھک کر سو جائیں گے۔ ہم ان لڑکیوں کو جیپ میں ڈال کر یہاں سے لے جائیں گے۔ پھر ان لڑکیوں کو کلوا کے خلاف گواہ بنا کر لوگوں کے سامنے لے کر آئیں گے۔ تاکہ اس شیطان کا بھانڈا پھوٹ جائے اور سب لوگ مل کر اس شیطان کا مقابلہ کریں۔ عاقب اور اس کے ساتھی صبح ہونے تک اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالی ان کے اندر ہمت و قوت عطا کرے۔ صبح کے قریب انہوں نے دیکھا کہ کچھ مرد اور عورتیں پہاڑ کے اندر چلے گئے اور کچھ وہیں دریا کے کنارے بے سدھ ہو کر لیٹ گئے۔

عاقب اللہ کا نام لے کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ سے نکل پڑا۔ آہستہ آہستہ چھپتے چھپاتے یہ لوگ دریا کے کنارے آبشار کے نیچے پہنچ گئے۔ لڑکیوں کے کانچ جیسے جسموں پر جابجا کٹ مارک لگے تھے۔ دیکھا نہ جاتا تھا۔ ابھی چند لڑکیوں کو ہی جیپ میں ڈالنے پائے تھے کہ اندر سے کسی کی آواز آئی۔ یہ سب لوگ نہایت تیزی سے جیپ میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ ایک تو تنگ پہاڑی راستہ اور پھر واقفیت بھی نہ تھی۔ بمشکل ایک میل ہی چلے ہوں گے کہ پیچھے سے دوسری جیپ آتی دکھائی دی۔ وہ کافی پیچھے تھی۔ مگر عاقب کے ساتھی ڈرائیور پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ ایک دم سے موڑ آ گیا۔ وہ کنٹرول نہ کر سکا۔ گاڑی پہاڑ سے ٹکرا کے زور سے اچھلی۔ جیپ پیچھے سے کھلی ہوئی تھی۔ عاقب بالکل پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ گاڑی اچھلی تو عاقب نیچے جا پڑا۔ مگر یہ زمین نہ تھی بلکہ وہ پہاڑ کی ایک دراڑ میں پھنس گیا تھا۔ اوپر سے پتھر گرے۔ پھر اسے ہوش نہ رہا۔ کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ تو ہل بھی نہیں سکتا ہے۔ اس نے اپنی پشت پر پسلی کی جگہ شدید درد محسوس کیا اور اس کے علاوہ جسم پر جگہ جگہ سے خون نکلتے دیکھ کر وہ جان گیا کہ دراڑ میں پھنسنے سے جسم پر زخم آ گئے ہیں۔ اس نے اپنے کپڑے پھاڑ کر ان کی دھجیوں سے خون صاف کرنا شروع

www.ksars.org

کر دیا۔ایسی پوزیشن میں وہ بس بڑی مشکل سے اپنے ہاتھ کو ہلا سکتا تھااور ہاتھ اور چہرے کو ہی چھو سکتا تھا۔ باقی نچلا دھڑ تو پہاڑ کی دراڑ میں بری طرح پھنسا ہوا تھا۔

اس نے ہمت سے کام لیتے ہوئے اپنے رب کو پکارا۔ رحمٰن باباسے ذہنی طور پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔اسی وقت اس کی آنکھوں میں وہ سین گھوم گیا۔ جو وہ پہلے بھی دیکھ چکا تھا کہ وہ پہاڑ میں کہیں ہے اور وہ گلابوں جیسے عارض والی لڑکی اس پر جھکی اس کی تیمارداری کر رہی ہے۔ عاقب نے آنکھیں پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ کیا وہ سچ مچ یہاں ہے۔ میں کہاں ہوں۔ یہاں تو کسی کی آواز بھی نہیں آرہی ہے۔ میرے ساتھیوں کا کیا ہوا۔اب عاقب کا ذہن پوری طرح کام کرنے لگا۔اس نے سوچا مجھے کسی طرح اس دراڑ سے باہر نکلنا چاہیئے۔اس نے بڑی ہمت کر کے ذرا بدن کو ہلایا تو پسلیوں میں ایسی زبردست ٹیس اُٹھی کہ بے ساختہ آہ نکل گئی۔ وہ اپنے آپ سے بولا ضرور میری پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ پھر خود ہی بولا کچھ بھی ہو۔ مجھے یہاں سے ہر صورت میں باہر نکلنا ہے۔اس نے زور زور سے سب کو پکارنا شروع کر دیا۔ یااللہ یاخضر بابا، یارحمٰن بابامیری مدد کیجئے۔اس کو لڑکی کا بھی خیال آیا۔اس نے سوچااب میں اسے کیا نام دوں۔اے لڑکی! تم جہاں کہیں بھی ہو۔آؤ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ یہ کہہ کر اپنی پوری ہمت کے ساتھ اس نے اپنی کمر اور پاؤں کو ہلانے کی کوشش کی۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کی کمر کے پاس کئی چھوٹے چھوٹے پتھر اس طرح گرے ہیں کہ اس کا جسم ان پتھروں کی وجہ سے دراڑ میں بالکل فٹ ہو گیا ہے۔ اس نے سوچااب ایک ہی علاج ہے کہ وہ اپنے جسم کو بار بار ہلانے کی کوشش کرے تاکہ یہ پھنسے ہوئے پتھر ہٹ جائیں اور پھر تھوڑی سی جگہ ہو جائے گی تو وہ یہاں سے نکل سکے گا۔ جسم کو بار بار ہلانے سے چند پتھر ڈھیلے ہو کر گر پڑے۔ پاؤں کے پاس کچھ جگہ بنی تو عاقب نے دیکھا کہ نیچے دریابہہ رہاہے۔

www.ksars.org

اسے اطمینان ہوا کہ وہ اگر نیچے گرے پڑے تو پانی میں ہی گرے گا اور جان بچ جائے گی۔ بار بار جسم ہلانے سے اس کی پسلیوں میں درد کی ٹیسیں بُری طرح اٹھنے لگیں۔ مگر اس نے اپنی پوری توجہ اپنے رب کی جانب لگادی اور ارادہ کر لیا کہ اب یہاں سے نکلنا ہی ہوگا۔ بلاشبہ انسان کے ارادے کے آگے پہاڑ کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے۔ عاقب کو نکلنے کی کوشش کرتے کرتے کافی دیر ضرور لگی۔ مگر بالآخر وہ دراڑ سے نکلنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ اوپر سے تو دراڑ پتھروں سے بند ہو چکی تھی۔ صرف نیچے ہی سرکا جا سکتا تھا۔ عاقب نیچے سرکتے ہوئے پانی میں گر پڑا۔ دریا کا تقریباً کنارہ تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی پسلیوں پر اور چوٹ پڑی۔ چند لمحوں کو اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ دماغ ماؤف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دریا کے پانی نے جب چہرہ بھگویا تو اس نے آنکھیں کھولیں۔ درد کی شدت سے اسے سانس لینا بھی دشوار ہو رہا تھا۔ بڑی مشکل سے وہ اپنے آپ کو گھسیٹ کر پانی کے کنارے پر لے گیا اور قمیض کی دھجیوں سے بہتے خون کو صاف کرنے لگا۔ مگر درد کی شدت نے اس پر اس قدر غلبہ ڈال دیا کہ باوجود کوشش کے غشی طاری ہو گئی اور تھوڑی ہی دیر میں بالکل بے ہوش ہو گیا۔ بے ہوش ہوتے وقت غشی کی حالت میں اس نے قندیل کی روشنی میں پھر اسی لڑکی کا چہرہ دیکھا۔ اس کے دل نے صدا دی ”تم کہاں ہو اور پھر وہ بالکل ہی غافل ہو گیا۔

اس جگہ سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر دریا کے کنارے ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ دراصل پانی زندگی کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ آدم زاد جہاں پانی دیکھتا ہے وہیں ڈیرا جما لیتا ہے۔ دریا کے کنارے تین طرف پہاڑوں میں گھری ہوئی یہ چھوٹی سی بستی بڑی خوبصورت تھی۔ لوگوں نے اپنی ضرورت کے لئے کھیتیاں بور کھی تھیں۔ جن پر ان کا گزارہ تھا۔ ساتھ میں پہاڑی بکرے پال رکھے تھے۔ گلبدن اس بستی کے سردار کی بیٹی تھی۔ اس کی ماں افغانی نسل کی ایک نیک خاتون تھی۔ باپ شملہ کے

www.ksars.org

بڑے تاجر کا بیٹا تھا۔ جس کا نام قدرت اللہ خان تھا۔ قدرت اللہ اپنے باپ کے ساتھ مال لے کر اکثر افغانستان جایا کرتا تھا۔ایک مرتبہ جب اس کا باپ کسی وجہ سے اس کے ساتھ نہ جاسکا اور اسے مال لے کر اکیلا ہی افغانستان جانا پڑا تو افغانستان کے ایک شہر ترمیزی میں جب وہ اپنی تجارت کے مال کے ساتھ ایک ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا اچانک اس کی طبیعت سخت خراب ہو گئی۔اسے سخت قسم کے بخار نے آگھیرا۔ جب صبح ناشتے پر وہ باہر نہ آیا تو ہوٹل کے مالک کو تشویش ہوئی۔ دستک دینے پر بھی جب دروازہ نہ کھلا۔ تو اس نے چابی سے دروازہ کھول کر دیکھا تو قدرت اللہ چارپائی پر بخار میں بے سدھ پڑا تھا۔ ہوٹل کے مالک کی ایک ہی بیٹی تھی شفقت جان۔ اس نے اسے آواز دی۔ شفقت جان کو اللہ تعالیٰ نے قدرتی طور پر شفا کی قوت عطا کی تھی۔ شفقت جان نے مریض کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھیں اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کی بیماری کو سلب کر لیا۔ تھوڑی ہی دیر میں مریض کا بخار اتر گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھولتے ہی نظر شفقت جان کے باغ و بہار مکھڑے سے ٹکرائیں۔ایک لمحے کو اسے خیال آیا کہ وہ جنت میں کسی حور کو دیکھ رہا ہے۔ شفقت جان نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے شرماتے ہوئے بولی۔ اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟ اتنے میں شفقت جان کے والد بھی آ گئے۔ بولے۔" وہ تو اچھا ہوا کہ ہم نے تمہارا کمرہ کھول کے دیکھ لیا۔ ورنہ نہ جانے تم کب تک بے سدھ پڑے رہتے۔ پھر ہنس کر بولے۔اصل حکیم تو ہماری بیٹی ہے۔ جس نے تم کو اچھا کر دیا۔ شفقت جان کی ماں بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھی۔ باپ نے اسے بڑی محبت سے پالا تھا۔ دو تین دن میں ہی قدرت اللہ کو محسوس ہو گیا کہ شفقت جان اس کی روح میں سما چکی ہے۔اس نے رخصت ہونے سے پہلے شفقت جان کے والد سے شفقت کا ہاتھ مانگ لیا۔اس نے اسے صاف کہہ دیا کہ وہ اس وقت یہاں سے نہیں جائے گا جب تک کہ شفقت کو اس کے ساتھ نہ کر دیں۔ عشق میں بڑی طاقت ہے۔ شفقت کا والد قدرت اللہ کی محبت، شرافت اور محنت دیکھ کر اپنی بیٹی

www.ksars.org

کا رشتہ دینے پر آمادہ ہو گیا۔ وہیں سادہ طریقے سے شادی ہو گئی اور تیسرے دن قدرت اللہ اپنی بیوی کو لے کر اپنے وطن شملہ میں آ گیا۔ مگر قدرت اللہ کا باپ بڑا ہی سخت تھا۔ اس نے بہو کو کسی طرح قبول نہ کیا۔ آئے دن کے طعنوں سے گھبرا کے قدرت اللہ اپنی بیوی کو لے کر اس پہاڑی علاقے میں آ گیا اور اس نے یہاں کھیتی باڑی شروع کر دی۔ بھیڑ بکریاں پال لیں۔ ایک سال کے اندر اندر پہاڑوں پر رہنے والے نیچے اتر آئے اور پوری بستی بس گئی۔ سب نے قدرت اللہ کو قبیلے کا سردار مان لیا۔ گلبدن اسی بستی میں پیدا ہوئی۔ ماں کی جانب سے شفاء اسے قدرتی طور پر ورثے میں ملی تھی۔ اس کی چھٹی حس بیدار تھی۔ بڑی ہوئی تو ماں سخت بیمار ہو گئی۔ گلبدن نے دل و جان سے ماں کی خدمت کی۔ اپنی قدرتی صلاحیتوں کو بھی اس کے علاج کے لئے خوب استعمال کیا۔ مگر موت کا کوئی علاج نہیں ہے۔ وہ بچ نہ سکی۔ اب چار سال سے گلبدن پورے بستی والوں کا خیال رکھتی تھی۔ ذرا کسی کی طبیعت خراب ہونے کی خبر ملی۔ وہ فوراً اسے دیکھنے جاتی۔ اللہ نے اس کے ہاتھ میں شفا دی تھی۔ وہ اپنی پوری بستی کی جان تھی۔

دوپہر ہونے کو تھی۔ گلبدن گھر میں بیٹھی کسی کام میں مشغول تھی کہ اچانک اس کے دماغ میں کسی کی آواز آئی۔ تم کہاں ہو۔ یہ آواز اس قدر صاف تھی کہ وہ چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگی کہ اسے کس نے پکارا ہے۔ مگر اس کے ساتھ وہ یہ بھی جان رہی تھی کہ یہ آواز اس کے اندر کی تھی۔

چند منٹ سوچنے کے بعد وہ اُٹھ کھڑی ہو گئی اور بے اختیاری میں دریا کی طرف چلنے لگی۔ دریا کے کنارے پر چلتے وقت پھر دوبارہ اس کے دماغ میں آواز آئی تم کہاں ہو؟ اس دوسری آواز نے اس کے اندر یقین کو اور بڑھا دیا اور وہ تیز قدم اُٹھاتی دریا کے کنارے چلتی رہی۔ تھوڑی دور جا کے اس نے دیکھا کہ پانی میں کچھ کپڑے کی دھجیاں بہتی چلی آ رہی ہیں۔ ان دھجیوں میں سُرخ دھبے ہیں۔ وہ جان گئی کہ

www.ksars.org

ضرور کسی نے ان دھجیوں سے خون صاف کر کے دریا میں پھینکا ہے۔ گلبدن کے دل نے کہا وہ جو بھی ہے زخمی ہے۔ اسے علاج کی ضرورت ہے۔ کچھ اور آگے جا کر اسے پانی میں خون کی سرخی دکھائی دی۔ تھوڑے فاصلے پر اسے کوئی شخص اوندھے منہ زمین پر لیٹا ہوا دکھائی دیا۔ اس کی قمیض جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی اور اس میں سے بدن کے زخم جھانک رہے تھے۔ وہ دوڑتی ہوئی اس کی طرف بڑھی۔ ڈرتے ڈرتے اس کے بدن کو ہاتھ لگایا کہ زندہ ہے یا مر گیا۔

مگر اس کا بدن اس قدر ٹھنڈا تھا کہ کچھ اندازہ ہی نہ ہوا۔ اس نے جلدی سے اس کے اوندھے منہ کے نیچے سے مٹی ہٹائی تا کہ اس کی سانس کا پتہ چلے۔ گلبدن کے ہاتھ نے سانس کی گرمی محسوس کی تو اسے یقین ہوا کہ یہ شخص ابھی زندہ ہے۔ اس نے اس کے منہ کے نیچے سے اچھی طرح مٹی ہٹا دی تا کہ وہ آرام سے سانس لے سکے۔ عاقب بالکل بے ہوش تھا۔ گلبدن کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا

اس نے سوچا سب سے پہلے اس کے زخموں کے بہتے خون کو روکنا ضروری ہے ورنہ یہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکے گا۔ اس نے عاقب کی پشت سے قمیض پھاڑ کر جدا کر دی۔ پشت پر ایک بڑا زخم تھا۔ جس میں سے خون تیزی سے نکل رہا تھا۔ گلبدن جلدی سے اپنا دوپٹہ پھاڑا اور کئی تہہ بنا کر زخم پر رکھ کر پٹی باندھنے کی کوشش کرنے لگی۔ بڑی مشکل سے اس نے آہستہ آہستہ پٹی کو اوندھے لیٹے ہوئے عاقب کے بدن کے نیچے سے نکالا تا کہ زخم پر پٹی کس کر باندھ سکے اور خون رک جائے۔ وہ زخمی بدن کو زیادہ ہلانا جلانا بھی نہیں چاہتی تھی کہ کہیں کوئی اور مشکل نہ پڑ جائے۔ پوری پشت پر اور بھی بہت سے زخم تھے۔ مگر یہ اتنے گہرے نہیں تھے گلبدن نے دریا کے پانی میں دوپٹے کی دھجیاں بھگو کر ان زخموں کو صاف کر کے ان پر دوپٹے کی کترنیں چپکا دیں۔ زخم صاف کرتے ہوئے عاقب کے داہنے شولڈر کی ہڈی کے نیچے ایک نشان سا دکھائی دیا۔ اس نے

www.ksars.org

جلدی سے گیلے کپڑے سے اسے اچھی طرح صاف کیا۔ اس نے دیکھا کہ گہرے بھورے بالوں سے وی (V) کا نشان بنا ہوا ہے۔ گلبدن نے پھر غور سے اس نشان کو دیکھا۔ آہستہ آہستہ اسے چھوا۔ حیرت اور گھبراہٹ کے ملے جُلے جذبے سے ایک سنسنی سی اس کے اندر دوڑ گئی۔

اس کا حافظہ بچپن کی طرف اسے کھینچنے لگا۔ وہ تقریباً چھ سال کی تھی۔ وہ اور اس کی ماں دریا پر اسی جگہ موجود تھے۔ ماں نے اِدھر اُدھر دیکھا کوئی بھی نہ تھا۔ اس نے گلبدن کی فراک اتار دی اور کہا کہ امیں تجھے نہلا دیتی ہوں۔ گرمی ہو رہی ہے۔ ماں اسے پانی میں ڈبکیاں دے کر نہلا رہی تھی کہ بستی کے ایک بزرگ وہاں آ نکلے۔ انہوں نے غور سے گلبدن کو دیکھا۔ اس وقت گلبدن کی پشت ان کے سامنے تھی۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے بولے۔ ''گلبدن کی ماں اس بچی کی پشت پر جو یہ بھورے بالوں کا نشان ہے نا۔ یہی نشان اس کے شوہر کی پشت پر بھی ہو گا۔''

گلبدن کی ماں نے غور سے اس کی پشت پر دیکھا۔۔۔ بولی ''دادا یہ نشان تو اس کا پیدائشی ہے۔''

بزرگ نے کہا۔ ''اس کا بھی یہ نشان پیدائشی ہی ہو گا۔ یہ قدرت کی پہچان ہے۔'' اور یہ کہتے ہوئے وہ بزرگ بستی کی جانب واپس چلے گئے۔

ان یادوں کے ساتھ اس کے دل کی دھڑکن بڑھنے لگی۔ اس کے ہاتھ رک گئے۔ مگر پھر دوسرے ہی لمحے اسے خیال آیا۔ اتنے بچپن کی بات ہے۔ ضروری نہیں کہ درست ہو۔ مگر دل کے کسی کونے میں یقین کی شمع بھی جلتی دکھائی دی۔ اسی تذبذب کی کیفیت میں وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ عاقب ابھی تک

www.ksars.org

بے ہوش تھا۔اس نے سوچااب اس کے زخموں سے خون بہنا بند ہو گیا ہے۔اب مجھے بستی والوں کو خبر دینا چاہیئے تاکہ وہ اس شخص کو یہاں سے اُٹھا کر بستی میں لے آئیں اور اس کی صحیح تیمارداری ہو سکے۔

گلبدن نہایت تیز رفتاری سے بستی کی طرف روانہ ہوئی۔راستے بھر اس کے دل و دماغ ایک دوسرے سے سوال و جواب میں مشغول رہے۔دماغ نے حیرت سے سوال کیا۔"کیا وہ بزرگ صحیح تھے؟ دل نے اس کی بے یقینی پر تازیانہ لگایا۔ تم نے بھورے بالوں کا وی نشان نہیں دیکھا۔دماغ دل کے تحکمانہ انداز سے مرعوب ہوتے ہوئے بولا۔" دیکھا تو ہے مگر۔۔۔ مگر کیا؟ دل نے جز بز ہوتے ہوئے کہا۔ دل کا خفا ہونا بھی درست تھا۔کیونکہ دل کی بات میں اگر مگر تو ہے ہی نہیں۔دل تو فیصلے کا مقام ہے۔ایسا ہے یا ایسا نہیں ہے۔اب کے سے دماغ دل کی فکر سے سوچنے لگا۔ٹھیک ہی تو ہے۔وہ آواز جو مجھے آئی تھی۔تم کہاں ہو؟ جس آواز کو سن کر میں گھر سے نکلنے پر مجبور ہو گئی۔یہ آواز کسی اور نے کیوں نہیں سنی۔دماغ کی اس فکر پر دل بھی متفق ہو گیا۔قدرت کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔وقت کا ہر گزرتا لمحہ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کو بے نقاب کرتا رہتا ہے۔گلبدن نے بستی میں قدم رکھتے ہی زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔"ابا۔ چاچا۔شبو دادا۔جلدی آؤ۔جلدی باہر آؤ۔"

وہ اتنی زور زور سے سب کو آوازیں دے رہی تھی کہ سب گھر سے باہر آگئے۔سب نے بیک وقت کہا۔"گلبدن کیا ہوا؟"

گلبدن نے جوشیلی آواز میں کہا۔"ابا۔دادا۔۔۔وہ وہاں ساحل پر ایک آدمی زخمی پڑا ہوا ہے۔۔۔وہ بے ہوش ہے۔۔۔جلدی کرو اسے یہاں لانا ہو گا۔

پانچ چھ آدمی ایک دم سے بولے۔"ہم دیکھتے ہیں۔"

www.ksars.org

ابا نے کہا۔ ''بیٹی تم گھر سے چادر وغیرہ لے کر فوراً آ جاؤ۔ ہم چلتے ہیں۔''

تھوڑی ہی دیر میں سب لوگ وہاں پہنچ گئے اور بہت احتیاط سے عاقب کو اُٹھا کر بستی میں لے آئے۔ گلبدن نے ایک کمرے میں اس کے رہنے کا انتظام کر دیا اور اسے ہوش میں لانے کی ترکیبیں کرنے لگی۔ کچھ جڑی بوتیوں بھی سنگھائیں۔ مگر شاید کمزوری کی وجہ سے عاقب کو ہوش نہ آیا۔ گلبدن کے ساتھ کئی اور لوگ بھی عاقب کی تیمار داری میں لگ گئے۔ تیمار داری کرتے ہوئے گلبدن کو معلوم ہوا کہ عاقب کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اس نے جری بوٹیوں کو پیس کر ان کا لیپ لگا کر پٹی باندھ دی۔ تمام زخم صاف کئے اور اسے صبح شام دم کرنے لگی۔

دو دن بعد جب وہ اسے دم کر رہی تھی تو عاقب کو ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر اپنے اوپر جھکی ہوئی لڑکی دیکھی تو سمجھا شاید میں ابھی تک خواب میں ہوں اس نے آہستہ سے کہا۔ ''میں کہاں ہوں؟''

گلبدن کا ہاتھ اس کی پیشانی پر تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں جیسے ہی عاقب کی آواز اس کے کانوں میں آئی۔ اس نے چونک کر اپنا ہاتھ اس کی پیشانی سے کھینچ لیا۔ دم کرنا چھوڑ کر اپنی آنکھیں کھول دیں۔ دیکھا تو عاقب حیران حیران نظروں سے اسے دیکھ رہا ہے۔ اس کے ہونٹ ہلے۔ ''میں کہاں ہوں؟'' خوشی کے مارے گلبدن کا دل اس کے حلق میں آ گیا۔ وہ خوشی سے بھری آواز میں بولی۔ ''تم۔ تم کیسے ہو؟''۔۔۔ میں ابا کو بلاتی ہوں۔

اور وہ دوڑتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

www.ksars.org

''ابا۔ اباوہ ہوش میں آگیا ہے۔۔۔ وہ ہوش میں آگیا ہے۔۔''

قدرت اللہ نے سامنے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا۔ ''کیا اسے ہوش آگیا ہے۔'' اس کے لہجے میں بھی خوشی کا جوش تھا۔

گلبدن ہنستے ہوئے بولی۔ ''ہاں ابا۔ اس نے دو تین دفعہ پوچھا۔ میں کہاں ہوں؟''

دونوں باپ بیٹی پھر تیزی سے عاقب کے کمرے میں داخل ہوئے۔ دونوں عاقب کی چارپائی کے پاس آکر کو خوشی سے دیکھنے لگے۔ قدرت اللہ نے پیار سے اس کی پیشانی کو چھوا اور بولا۔ ''اب کیسی طبیعت ہے بیٹے تمہاری؟ تم دریا کے کنارے بے ہوش پڑے تھے تو ہم تمہیں یہاں لے آئے تھے۔''

☆☆☆

www.ksars.org

(تیرہویں قسط)

عاقب ابھی تک نیند کی کیفیت میں تھا۔اس نے آہستہ سے کہا۔''شکریہ''اس کی آواز میں نقاہت تھی۔گلبدن جلدی سے مڑی۔ابامیں ان کے لئے کچھ کھانے کولاتی ہوں۔اس نے فوراًہی ایک گلاس پانی میں شہد گھولااور جلدی سے اپنےابا کو دیا۔''ابااسے پلادیں۔''

پھراس کے سرہانے کواونچا کیا۔تاکہ وہ پانی پی سکے۔''ابامیں کچھ چیز گرم پکاکراس کے لئےلاتی ہوں۔آپ چمچے سےاسے پلاتے جائیں۔''

دوچار چمچے شہد ملے پانی کے اندر گئے توعاقب کو تھوڑی سی قوت محسوس ہوئی۔مگرابھی تک اس کے حواس پوری طرح بحال نہیں ہوئے تھے۔قدرت اللہ برابر چمچے سےاسے شہد کا پانی پلارہا تھا۔کچھ ہی دیر میں گلبدن سوپ لے کر آگئی۔عاقب آنکھیں بند کئے اپنے خیالات کو یکجا کرنے کی کوشش کررہا تھا۔قدرت اللہ نے بیٹی کو دیکھ کر آہستہ سے کہا۔''لگتاہے،دوبارہ سوگیاہے۔گلبدن بولی۔''ابااسے اب جگا دو۔اگریہ کھائے گا نہیں تواس کی کمزوری کیسے دور ہوگی۔نیم غشی کی حالت میں عاقب کویوں لگا جیسے دور کہیں گھنٹیاں بج رہی ہیں۔اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔اس کی نگاہ گلبدن کے عارض پر سیاہ تل پر پڑی۔جو سیاہ قندیل کا شعلہ بن کر جگمگا اُٹھا۔اس کی نظر شعلے پر جم کررہ گئی۔شعلے کے رنگ نے عارض کو گلنار کردیا۔اس نے نظر کی گرمی کی تاب نہ لاتے ہوئے گھبرا کے کہا۔''یہ سوپ پی لیجیئے۔''

قدرت اللہ نے عاقب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر آہستہ آہستہ سہلاتے ہوئے پوچھا۔''بیٹے آپ کا نام کیا ہے؟''

www.ksars.org

عاقب نے کہا۔ ’’میرا نام؟‘‘ پھر وہ ایک لمحے کو رکا۔ جیسے دماغ پر زور دے رہا ہے۔ پھر گہری سانس کے ساتھ بولا۔ ’’میرا نام عاقب ہے۔‘‘

قدرت اللہ مسکراتے ہوئے بولے۔ ’’بیٹے بس اتنا ہی کافی ہے۔ ابھی تم کافی کمزور اور تکلیف میں ہو۔ یہ سوپ پی لو۔‘‘ پھر انہوں نے اپنی بیٹی کی طرف اشارہ کیا۔ ’’یہ میری بیٹی گلبدن ہے۔ اسی نے تمہیں دریا کے کنارے پایا تھا۔ یہ تین دن سے تمہاری سیوا کر رہی ہے۔ یہ تمہیں سوپ پلا دے گی۔‘‘

عاقب گھبرا کے بولا۔ ’’میں اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہوں خود پی لوں گا۔‘‘ گلبدن ایک دم بولی۔ ’’نہ۔ نہ۔ نہ ایسا ہرگز نہ کرنا۔ تمہاری

پسلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ ابھی تو بہت دن تمہیں آرام کرنا ہوگا۔‘‘

’’پسلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں؟ اچھا‘‘۔ عاقب نے حیرانی سے کہا۔

اب وہ پوری طرح ہوش میں آ چکا تھا/سوپ پینے کے بعد اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے مردہ جسم میں روح پھونک دی ہے۔ اسے یاد آیا۔ وہ پہاڑ کی دراڑ میں پھنس گیا تھا۔ اس نے قدرت اللہ کو بتایا۔ ’’چاچا مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں کسی پہاڑ کی دراڑ میں پھنس گیا تھا۔ پھر وہاں سے کیسے نکلا یاد نہیں ارہا۔‘‘ گلبدن بولی۔ ’’زخم بھر جائیں گے تو خود ہی یاد آ جائے گا۔ ابھی اپنے دماغ پر زور مت دو۔‘‘

قدرت اللہ نے کہا۔ ’’ہاں بیٹا! پہلے ٹھیک ہو جاؤ۔ خون بہت نکل چکا ہے۔ کمزوری ہے۔ جسم کمزور ہو جائے تو دماغ بھی کمزور ہو جاتا ہے۔‘‘ تھوڑی ہی دیر میں ساری بستی میں خبر پھیل گئی کہ

www.ksars.org

اس زخمی جوان کو ہوش آگیا۔ سب لوگ اسے دیکھنے آنے لگے۔ محبت اور خوشی کی لہریں فضا میں بکھر گئیں۔سب خوش تھے کہ ان کی تھوڑی سی توجہ نے کسی کی جان بچالی۔

ایک ہفتے جڑی بوٹیوں کے علاج اور دم کرنے سے عاقب کے زخم تقریباً بھر گئے۔جڑی بوتیوں میں دم میں جادوئی اثر ہوتا ہے۔اس کا اندازہ اسے اچھی طرح ہو چکا تھا۔ پھر سارے بستی والوں کی شفقت اور تیمارداری خصوصاً گلبدن کی دن رات کی خدمت نے اسے بالکل پہلے جیسا تندرست و توآنا کر دیا۔عاقب چلنے پھرنے کے لائق ہو گیا تو بستی والوں نے عاقب کا جشنِ صحت منانے کا فیصلہ کیا۔ ساری بستی میں اعلان کیا گیا کہ پیر کے دن جشن منایا جائے گا۔ تین دن باقی تھے۔اس دن صبح ہی سے جشن کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ بہت ساری بھیڑیں ذبح کی گئیں۔ بھیڑوں کے اندر چاول وغیرہ رکھ کر انہیں زمین کے اندر جلائے ہوئے کوئلوں کی آگ میں پکنے کے لئے بند کر دیا گا۔ بستی کے تمام مرد سارادن اس کام میں لگے رہے۔ جب کہ عورتوں نے دوپہر کے کھانے کے لئے اپنے اپنے گھروں میں مختلف چیزیں بنالیں۔ دوپہر میں سب نے وہیں الاؤ کے پاس بیٹھ کر کھانے کھائے۔الاؤ گول دائرے کی صورت میں تھے۔اس کے چاروں طرف لوگ بیٹھ گئے۔اصل جشن شام کو شروع ہونا تھا۔جب یہ بھیڑیں پک کر تیار ہو جاتیں۔ شام کو بستی کی تمام عورتوں اور لڑکیوں نے اچھے اچھے کپڑے پہنے۔زیور سے آراستہ ہوئیں اور میدان میں آ گئیں۔ عاقب کو قبیلے کے کچھ لوگ گھیر کر لے گئے۔ تھوری دیر بعد وہ گھر سے باہر آیا تو اس کے جسم پر مخصوص افغانی لباس تھا۔عاقب کو قبیلے کے سردار قدرت اللہ کے پاس تخت پر بٹھایا گیا۔ تخت بھیڑ کی نرم و گرم کھالوں سے آراستہ تھا۔ابھی تک اس نے بستی والوں کو کلوا کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا۔اپنے متعلق بھی اس نے صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ سیر و تفریح کی غرض سے ہندوستان آیا ہے۔ یہاں سیر کرتا ہوا گزر رہا تھا کہ پاؤں پھسلا اور پہاڑ کی دراڑ میں جا گرا۔ بڑی مشکل سے وہاں سے نکلا اور زمین پر گرنا تو یاد ہے پھر اس

www.ksars.org

کے بعد کیا ہوا یہ آپ لوگ زیادہ جانتے ہیں۔ دراصل عاقب کو اپنے ساتھیوں کی فکر تھی اور ان لڑکیوں کی فکر تھی کہ نہ جانے ان کا کیا حشر ہوا ہو گا۔ پہلے وہ بستی والوں کا اعتماد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ پھر ان سے اپنے ساتھیوں کی رہائی کا ذکر کرے۔ عاقب کے تخت پر بیٹھتے ہی مردوں نے ڈھول بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور بنی سنوری لڑکیاں بھی دف لے کر سامنے آ گئیں۔ لڑکیوں نے عاقب پر پھول نچھاور کئے اور سب خوش ہو کر ناچ گانے لگے۔ گلبدن ان میں سب سے نمایاں تھی۔ وہ شوخ رنگوں کے پہاڑی لباس میں رنگین تتلی کی طرح اِدھر سے اُدھر اڑتی پھر رہی تھی۔ عاقب کی نگاہ اس پر جم کر رہ گئی۔ باقی تمام عکس دھندلا گئے۔ اس کے سینے میں قندیل جل اُٹھی۔ عشق کا شعلہ جان کی بستی کو دھیرے دھیرے جلانے لگا۔ عشق کے شعلوں کے درمیان اس کی جان بقعہ نور بنی کھڑی مسکرا رہی تھی۔ آج اس نے جانا کہ خضر بابا نے قندیل جلانے کو کیوں کہا تھا۔ جب عشق کی آگ دل تک پہنچتی ہے تب ہی روح پردوں سے باہر نکلتی ہے۔ وہ روح جو نورِ اعلیٰ نورِ ہستی کی پھونکی ہوئی روح ہے۔ جو خود نور ہے۔ جس کے نور میں ذاتِ عشق تک رسائی کی راہیں روشن ہو جاتی ہیں۔

گلبدن دف بجاتی ہوئی آگے بڑھی۔ اس کے ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا وہ اس نے عاقب کے گلے میں ڈال دیا۔ عاقب کو محسوس ہوا جیسے اس کے عارض کے تل سے نور کی ایک ڈور نکلی اور عاقب کی روح کے چاروں طرف لپٹ گئی نظر سے نظر ٹکرا آئی اور زندگی کی لوح پر عشق کی ہزاروں داستانیں نقش ہو گئیں۔۔ کچھ دیر بعد کھانے کا دور چلا۔ لوگوں کی محبت اور اپنائیت نے عاقب کو بستی والوں کے قریب کر دیا۔ قدرت اللہ نے پاس بیٹھے عاقب سے سوال کیا۔ ”عاقب بیٹے! آج ہم سب کے لئے بڑی خوشی کا دن ہے۔ اللہ نے تمہیں شفا دے کر ہم سب پر اپنا کرم کیا ہے۔ آج ہم تمہارے متعلق کچھ اور بھی جاننا چاہیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارے پاس بہت سی باتیں ہیں بتانے والی۔ ہم بہت سارے لوگ ہیں۔ یہی بستی

www.ksars.org

ہماری چھوٹی سی دنیا ہے۔اگر ہم تمہاری کسی قسم کی مدد کر سکیں تو یہ ہمارے لئے باعثِ رحمت ہو گا۔''اللہ تعالی کی کرم نوازیوں اور بستی والوں کی مہربانیوں نے عاقب کی آنکھیں پُر نم کر دیں۔اس نے شروع سے آخر تک اپنی پوری کہانی انہیں سنائی۔کلوا کے متعلق بھی بتایا کہ اس شیطان صفت نے کیا کیا جال بُن رکھے ہیں۔بس صرف ایک بات اس کی زبان پر نہ آ سکی اور وہ بات تھی گلبدن کی۔اس کے دل نے کہا کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو نظر سے کہی جاتی ہیں۔زبان سے نہیں۔گلبدن بھی ایک ایسی ہی کہانی ہے جو زبان سے نہیں کہی جا سکتی۔بستی کے لوگوں نے کہا۔''عاقب بھائی! ہم لوگ تو اپنی دنیا میں ایسے مگن ہیں کہ باہر کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے ہمیں کچھ پتہ ہی نہیں ہے تم جس جگہ کی بات کر رہے ہو معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں سے تقریباً دو ڈھائی میل دور ہے۔وہاں پہاڑوں میں ایک آبشار بہتا ہے۔جس کا پانی دریا میں شامل ہو جاتا ہے۔''

عاقب نے کہا۔''تم ٹھیک کہتے ہو۔جیپ سے ابھی ہم مشکل سے ایک ڈیڑھ میل ہی چلے ہوں گے کہ جیپ پہاڑی سے ٹکرائی تھی اور میں اچھل کر پہاڑ کی دراڑ میں جا گرا تھا۔''

ایک شخص نے کہا۔''وہ پہاڑ بہت اونچے ہیں۔ہماری بستی ان پہاڑوں سے بہت نیچے ہے۔ان پہاڑوں میں بہت سی غاریں ہیں۔کبھی اِدھر جانے کا اتفاق ہی نہیں ہوا۔''

عاقب نے کہا۔''واقعی وہ پہاڑ بہت اونچے ہیں اور اونچائی پر ہی راستے بنے ہوئے ہیں۔جو تنگ اور خطرناک ہیں۔''

www.ksars.org

قدرت اللہ نے سمجھایا۔ ''عاقب بیٹا ابھی تمہارے زخم اوپر سے تو بھر گئے ہیں۔ مگر اندر سے اتنی جلدی ٹھیک نہیں ہوئے۔ ابھی کم از کم دو تین ہفتے تم یہاں آرام کرو۔'' گلبدن نے بھی اپنے ابا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ ''ہاں ابا ابھی انہیں مزید آرام کی ضرورت ہے۔''

عاقب نے کہا۔ ''مگر اتنے دن ہو گئے ہیں۔ میں تو آرام سے ہوں اور وہاں نہ جانے میرے ساتھیوں پر کیا گزر رہی ہو گی۔ میں ان کا سراغ لگانا چاہتا ہوں۔''

بستی کے ایک شخص نے مشورہ دیا۔ ''ہم چند لوگ مل کر یہ کام کر لیں گے۔'' پھر وہ قدرت اللہ سے مخاطب ہو کر بولا۔ ''سردار آپ ہم کو اس کام پر روانہ کر دیں۔ ہم جا کر ان لوگوں کا سراغ لگا کر آتے ہیں۔ انہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔''

قدرت اللہ نے کہا۔ ''ٹھیک ہے۔ تم اپنے ساتھ دس آدمیوں کو لے کر صبح سویرے یہاں سے نکل جانا۔ تم صرف سراغ لگا کر آنا۔ کسی لڑائی اور جنگ میں نہ پڑنا۔ وہ خطرناک معلوم ہوتے ہیں ہمیں پہلے صورتحال کا پتہ چل جائے پھر ہم ان سے نمٹنے کی ترکیب کریں گے۔''

دوسرے دن صبح کی سپیدی نمودار ہوتے ہی سب لوگ اپنے مشن پر چل پڑے۔ بستی کی لڑکیوں نے رات کے بچے ہوئے گوشت کے ٹکڑے اور نان ساتھ دے دیئے۔ تیسرے دن شام کے وقت یہ لوگ واپس آئے۔ کہنے لگے:

''وہاں تو کسی کا نام و نشان نہیں ہے۔ ہم نے آبشار کے پیچھے بھی دیکھا اور آس پاس جتنی غاریں تھیں سب میں ڈھونڈتے رہے۔ ان غاروں میں کسی انسان کا سراغ نہیں ملتا۔ وہ سب بالکل ویران ہیں۔''

www.ksars.org

عاقب یہ سن کر سوچ میں پڑ گیا یہ کیسے ہو سکتا ہے اس نے اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا تھا آخر وہ سب لوگ کہاں چلے گئے ؟اس نے پوچھا۔ ''تم لوگوں نے اس موڑ کو ضرور دیکھا ہوگا جہاں ہماری جیپ ٹکرائی تھی وہاں تو ضرور کچھ نہ کچھ نشانی ملی ہوگی۔'' وہ سارے لوگ کہنے لگے۔ ''آپ کی نشاندہی پر ہم نے اس موڑ کے آس پاس جگہ اچھی طرح چھان ماری مگر ہمیں شیشے کا ایک ٹکڑا تک نہ ملا۔ بڑی عجیب بات ہے۔''

ایک آدمی کہنے لگا۔ ''ہم جانتے ہیں کہ کالی ماتا کی پوجا کرنے والے ساحر اور جادوگر ہوتے ہیں۔ ضرور اس نے سب کی نظر بند کر دی ہوگی۔ یا وہ وہاں سے پولیس کے ڈر سے بھاگ گیا ہوگا۔''

اس ساری رات عاقب کو نیند نہ آئی وہ اس قدر پریشان تھا کہ مراقبے میں اس کا دھیان نہ لگا۔ بس اسے رہ رہ کر یہی خیال آتا تھا کہ نہ جانے کلوا نے اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا حشر کیا اور وہ لڑکیاں۔۔۔۔ان کا کیا بنا؟ کیا کلوا نے انہیں مار دیا وہ کہاں گئیں رات کے تیسرے پہر اس کی ذرا آنکھ لگی اس نے خواب میں دیکھا کہ۔ ''وہ پہاڑی میں انہیں تلاش کر رہا ہے وہ پہاڑ کے اسی موڑ پر پہنچتا ہے جہاں اس کی جیپ کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ اسی موڑ سے وہ راستے پر آگے بڑھتا ہے راستہ پہاڑ کے گرد گھوم کر دوسری جانب جاتا ہے۔ دوسری جانب اسی راستے پر پہاڑ میں ایک بڑی چٹان ہے جو پہاڑ کے ساتھ کھڑی ہوئی ہے۔ دیکھنے میں یہ پہاڑ کے ساتھ جُڑی ہوئی لگتی ہے۔ مگر جب عاقب اس چٹان کو ہاتھ لگاتا ہے تو یہ اپنی جگہ سے ہل جاتی ہے اور اس کے اندر بڑی سی غار دکھائی دیتی ہے عاقب اس غار کے دہانے پر کھڑا ہوا اندر جھانکتا ہے تو دور اندھیرے میں اسے کلوا کھڑا دکھائی دیتا ہے کلوا اسے دیکھتے ہی زور زور سے منتر پڑھنے لگتا ہے۔ اس کے منتر پڑھنے کے ساتھ ساتھ عجیب و غریب سحر زدہ چیزیں اور ہیولے غار میں اِدھر سے اُدھر اُڑتے دکھائی

www.ksars.org

دیتے ہیں۔ عاقب ہاتھ فضا میں لہراتے ہوئے زور سے کہتا ہے۔ اللہ اکبر اور اس کے ہاتھ کی انگلیوں سے نور کی لہریں نکل کر اس تمام سحر کو جلا دیتی ہیں۔ یہ دیکھ کر کلوا ایک خونخوار بھیڑیئے کی صورت میں عاقب پر لپکتا ہے۔ جیسے ہی وہ عاقب کی طرف آتا ہے گلبدن سامنے آجاتی ہے۔ کلوا اس سے ٹکراتا ہے گلبدن کا جسم پہاڑ کی طرح مضبوط ہو جاتا ہے کلوا کے ٹکراتے ہی کلوا مٹی کے گھڑے کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑتا ہے۔'' پھر عاقب کی آنکھ کھل گئی۔

اس نے اُٹھ کر وضو کیا۔ نماز پڑھی اور دریا کے کنارے نکل آیا وہ دریا کے کنارے لہروں کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ رہا تھا کہ گلبدن کی کھنکھناتی آواز نے اسے چونکا دیا۔ اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔ اسے یوں لگا جیسے نسیم سحر کا ایک لطیف جھونکا لہرا رہا ہے۔ گلبدن کے لبوں کی کلی کھلی۔ ''عاقب آپ کیا سوچ رہے ہیں؟''

''کچھ نہیں''۔ عاقب نے چونک کر کہا۔

گلبدن نے اسے گہری نظروں سے دیکھ کر کہا۔ ''مجھے پتہ ہے آپ اپنے ساتھیوں کے لئے پریشان ہیں۔ آپ کو بتاؤں کل رات میں نے خواب دیکھا کہ ہم دونوں پہاڑ کی ایک غار میں موجود ہیں ایک بھیانک شکل والا آدمی ہم پر اپنے جادو ٹونے کرتا ہے اور اپنے سحر کے ہتھکنڈوں سے ہمیں ہراساں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر ہم دونوں کی قوت اس کے تمام سحر کو جلا دیتی ہے اور وہ مارا جاتا ہے۔''

عاقب بولا۔ ''میں نے بھی اسی قسم کا خواب دیکھا ہے۔''

www.ksars.org

گلبدن جلدی سے بولی۔''عاقب اب کے میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی مگر آپ پہلے پوری طرح ٹھیک ہو جائیں۔''

عاقب بولا۔''میرے خیال میں تو میں بالکل ٹھیک ہوں۔''اس نے کچھ اس انداز سے گلبدن کو دیکھا کہ گلبدن کے چہرے پر شفق کی لالی ابھر آئی اور پھر دونوں کے درمیان خاموشی کی زبان میں گفتگو ہونے لگی۔کچھ دیر بعد دونوں گھر واپس آ گئے۔

ناشتے پر عاقب نے قدرت اللہ سے اپنے خواب کی بات کی گلبدن نے بھی اپنا خواب سنایا۔تینوں اس خواب کی روشنی میں کلوا تک پہنچنے کی ترکیبیں سوچنے لگے۔

قدرت اللہ نے کہا۔''کل صبح ہم دوبارہ کچھ لوگوں کو پہاڑ پر بھیجتے ہیں۔ جس جگہ کی نشاندہی تمہارے خواب میں کی گئی۔شاید ان کا کوئی سراغ مل جائے۔''

عاقب کہنے لگا۔''میں بھی ان کے ساتھ چلا جاؤں گا۔''

گلبدن فوراً بول پڑی۔''میں بھی ساتھ چلوں گی۔''

قدرت اللہ نے دونوں کی لگن کو دیکھ کر کہا۔''بچو! اللہ تعالیٰ تمہارے نیک جذبے کو اور بڑھائے۔ میں تمہیں نیک کاموں سے نہیں روکتا۔ مگر پہلے ان لوگوں کو کوئی خبر لانے دو۔ پھر دیکھتے ہیں۔''

عاقب نے قدرت اللہ کے سامنے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا کہ جلد ہی اس کے ساتھیوں اور ان مظلوم لڑکیوں کا کچھ پتہ چل جائے۔دوسرے دن پھر کچھ لوگ پہاڑ پر ان لوگوں

www.ksars.org

کی تلاش میں روانہ ہوئے اور دوسرے دن شام کو واپس آکر بتایا کہ خواب میں تم نے جس چٹان کے پیچھے غار دیکھا تھا وہ چٹان تو پہاڑ سے بالکل جڑی ہوئی ہے گویا پہاڑ کا ایک حصہ اس کے ہلنے یا اپنی جگہ سے ہٹنے کا کوئی امکان نہیں ہے نہ ہی آس پاس کوئی ایسی چٹان کا سراغ ہمیں ملا جس کے پیچھے غار نظر آتا۔ عاقب کو اس مرتبہ ناکامی پر بڑی مایوسی ہوئی مگر اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن کے پردے پر بار بار خواب کے تمثلات اُبھرنے لگے۔ وہ سوچنے لگا ہو سکتا ہے کہ خواب میں جس غار کو دیکھا ہے وہ ان پہاڑوں کی بجائے کوئی اور پہاڑی سلسلہ ہوا تنے گلبدن کی آواز نے اسے چونکا دیا وہ کہہ رہی تھی۔

"ابا یہ بھی تو ممکن ہے کہ عاقب نے خواب میں جس غار کو دیکھا ہے وہ ان پہاڑوں کی بجائے کوئی اور پہاڑی سلسلہ ہو۔" گلبدن کی آواز کی لہریں اس کے دل کو چھونے لگیں۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے ایک ہی خیال کی روشنی دونوں کے دماغوں سے بیک وقت گزری ہے۔

قدرت اللہ کہنے لگے۔ "بیٹا! یہ وادی تو چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھری ہوئی ہے تم ٹھیک کہتی ہو۔ ضرور اس نے اور بھی ٹھکانے بنائے ہوں گے۔"

گلبدن معصوم انداز میں بولی۔ "ابا میں اللہ میاں سے کہوں گی کہ ہمیں وہ ٹھکانہ صحیح صحیح دکھا دیں۔"

عاقب پاس ہی کھڑا تھا اس نے گلبدن کے کان میں دھیرے سے کہا۔ "وہ تمہیں ضرور دکھا دیں گے ان شاءاللہ۔"

www.ksars.org

رات ہو گئی۔ چاند کی چڑھتی تاریخوں میں چاندنی اپنی آب و تاب پر تھی۔ ساری وادی چاند کی روشنی میں سحر انگیز ہو رہی تھی۔ عاقب کمرے سے باہر نکل آیا اور باہر صحن میں رحمٰن بابا کے بتائے ہوئے اسباق پڑھنے لگا۔ اسے جاء نماز پر بیٹھے دیکھ کر گلبدن بھی کمرے سے باہر نکل آئی اور عاقب سے پوچھا۔ ''کیا پڑھ رہے ہو؟''

عاقب نے بتایا کہ وہ اپنے مرشد کے بتائے ہوئے اسباق و تسبیح پڑھ رہا ہے۔ پھر اس کے بعد مراقبہ کرے گا۔''

گلبدن نے کہا۔ ''مجھے بھی سکھاؤ۔ ہم دونوں یہ تسبیح و ورد کرنے کے بعد مراقبے میں ساتھیوں اور لڑکیوں کی سلامتی کے لئے دعا کرتے ہیں کہ وہ جلدی سے مل جائیں۔''

دونوں نماز و اوراد کے بعد مراقبے میں بیٹھ گئے۔ مراقبہ میں بیٹھتے ہی عاقب نے دیکھا کہ آسمان سے نور کی ایک تیز شعاع نکل کر عاقب کے سر میں داخل ہو رہی ہے اور عاقب کے دل سے نکل کر شعاع گلبدن کے دل میں داخل ہو رہی ہے اور ناف کے

مقام سے نکل کر پھر دوبارہ یہ شعاع عاقب کے سر میں جہاں سے نکلی تھی اسی مقام پر جذب ہو رہی ہے۔ سارا وقت مراقبہ میں روشنیوں کا بہاؤ اسی طرح دونوں کے درمیان چلتا رہا اور عاقب کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کارواں رواں روشن ہو چکا ہے۔ روشنی کے ہر سیل میں گلبدن کی شبیہ ہے۔ اس کا وجود ہزارہا عشق کی قندیلوں سے جگمگانے لگا۔ روشنی کی ہر شعاع عشق کی ڈور بن کر گلبدن کے نازک اندام بدن سے لپٹنے لگی۔ عاقب کو یوں لگا جیسے وہ کسی آتش فشاں پہاڑ کے دہانے پر بیٹھا ہے۔ اس کے وجود کا ذرّہ ذرّہ نور کی ایک قوت ہے۔ یہ قوت اپنے وجود سے باہر نکلنے کو بے قرار ہے۔ اسے اپنے وجود کے نقطے کو اکٹھا رکھنا

www.ksars.org

مشکل ہو گیا۔اسے یوں لگا جیسے وہ کائنات کا نقطہ وحدانی ہے۔ جس کے اندر کن کا عمل نہایت تیزی سے ہو رہا ہے۔ کن کی فورس نقطے کی روشنیوں کو اپنے وجود سے پھیلنے پر مجبور کر رہی ہے۔اس کے دل سے صدا بلند ہوئی۔ خضرؑ بابا مجھے سنبھالنا۔اسی وقت خضر بابا سامنے آ گئے۔انہوں نے اپنے دونوں بازوؤں میں عاقب کو سمیٹ لیا۔ہزاروں قندیلوں کی روشنیاں سمٹ کر پھر ایک وجود میں سما گئیں۔

مراقبہ ختم ہوا تو گلبدن خوشی کے جوشیلے انداز میں کہنے لگی۔''عاقب مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے اندر بہت ساری انرجی منتقل ہو گئی ہے۔مجھے پورا یقین ہے کہ آپ کے ساتھیوں کا کہیں نہ کہیں ضرور ٹھکانہ مل ہی جائے گا۔''

دوسرے دن قدرت اللہ خود ہی کہنے لگا۔'' عاقب بیٹے! میرے خیال میں نیک کام میں ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ کل ایک بار پھر نئے پہاڑی سلسلے کی طرف کچھ لوگوں کو ان کی کھوج میں بھجواتے ہیں۔ شاید کوئی سراغ مل جائے۔''

عاقب نے کہا۔''میرا بھی یہی ارادہ تھا کہ کل میں یہاں سے رخصت ہو کر خود بھی ان کی تلاش میں جاؤں۔''

گلبدن بھی فوراً بول اُٹھی۔''ابا کل میں بھی ان لوگوں کے ساتھ جاؤں گی۔مجھے مت روکنا۔بس میں نے اب پکا ارادہ کر لیا ہے۔''

قدرت اللہ نے فکر مندانہ نگاہ بیٹی پر ڈالی۔ مگر اس کے چہرے پر یقین کا نور دیکھ کر ان کی فکر اطمینان میں بدل گئی۔وہ مسکرا کے بولے۔''اللہ تمہارے ارادے میں کامیابی عطا فرمائے بیٹی۔''

www.ksars.org

دوسرے دن صبح صبح ہی ناشتے کے بعد عاقب اور گلبدن سات افراد کے ساتھ بستی سے تقریباً بارہ میل دور ایک دوسرے پہاڑی سلسلے کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہ لوگ ایک بڑی جیپ میں سوار تھے۔ خیال تھا کہ جہاں تک جیپ جاسکتی ہے وہاں تک جائیں گے پھر اس کے بعد پیدل چل کر کھوج لگائیں گے۔ جلد ہی یہ لوگ پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ پہاڑ پر اونچائی میں کچھ غار دکھائی دیئے۔ مگر ان تک جانے کے راستے اتنے تنگ تھے کہ صرف پیدل ہی ان پر جایا جاسکتا تھا۔ جیپ کو دامن میں چھوڑ کر سب لوگ پہاڑ پر مختلف سمتوں میں دو دو کی ٹولیوں میں پھیل گئے۔ عاقب اور گلبدن کے ساتھ بستی کا ایک آدمی تھا۔ یہ لوگ تقریباً تین گھنٹے تک پہاڑی رستوں پر گھومتے رہے۔ ابھی یہ ایک نہایت تنگ راستے پر چل ہی رہے تھے کہ بے ساختہ گلبدن نے عاقب کو بازو سے ہلا کر اسے ایک طرف دیکھنے کا اشارہ کیا۔ راستے کے اگلے موڑ سے کچھ فاصلے پر پہاڑ کے ساتھ ایک بڑی سی چٹان کے پتھر کو تراش کر اس طرح ٹکایا ہوا تھا کہ دیکھنے میں لگتا تھا کہ یہ بھی پہاڑ کا ایک حصہ ہے۔ مگر غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ چٹان کو تراش کے بہت پتلا کی گیا ہے تاکہ اس سے دروازے کا کام لیا جا سکے۔ یہ پتھر تھوڑا سا کھسکا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے پہاڑ کی کھوہ دکھائی دے رہی تھی۔ عاقب کے ذہن کے پردے پر خواب میں دیکھی ہوئی تصویر آگئی۔ اس نے بے اختیاری میں گلبدن کے کاندھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر اسے اپنے قریب کر لیا اور سرگوشی میں کہا۔ ”گلبدن یقیناً یہ وہی جگہ ہے جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ مگر اب ہمیں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ تم میرے ساتھ ہی رہنا۔“

گلبدن نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے زور سے سر ہلا دیا۔ تینوں دبے پاؤں غار کی جانب بڑھنے لگے۔ عاقب نے پہاڑ پر ہر طرف نظر دوڑ آئی کہ ان کے دوسرے ساتھیوں کو بھی بتا دیں۔ مگر کوئی دکھائی نہ دیا۔ اپنی دانست میں بڑی احتیاط سے بڑھتے ہوئے یہ لوگ غار کے بالکل پاس پہنچ گئے۔ عاقب کو

www.ksars.org

محسوس ہوا جیسے کوئی انہیں دیکھ رہا ہے۔اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔گلبدن عاقب کو فضا میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔"مجھے بھی لگ رہا ہے کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے۔"

ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ ایک دم سے پتھر کے سرکنے کی اواز آئی۔گلبدن ڈر کر عاقب کے پیچھے چھپ گئی۔غار سے کلوا باہر نکلا اور طنزیہ لہجے میں بولا۔"آیئے آیئے مہاراج۔آپ کی کیا سیوا کریں۔"

عاقب نے عزم کے ساتھ کہا۔"کلوا میں تجھ سے لڑنے نہیں آیا۔میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تُو ان لڑکیوں اور میرے آدمیوں کو میرے حوالے کر دے۔"

کلوا شرارت کے ساتھ زور سے ہنسا۔"آپ تو ایسے خفا ہوئے جا رہے ہیں۔آیئے اندر آیئے کچھ ہمیں سیوا کا تو موقع دیجئے۔"

اتنے میں غار سے چار پانچ آدمی اور باہر نکل آئے۔کلوا نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔"ساتھیو! مہاراج کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ اندر لے چلو۔"

موقع کی مصلحت دیکھ کر عاقب نے گلبدن کا ہاتھ پکڑا اور غار کے اندر داخل ہو گیا۔غار میں داخل ہوتے وقت اس نے دل ہی دل میں رحمٰن بابا کو مدد کے لئے پکارا۔اس وقت اسے اپنے سے زیادہ گلبدن کا خیال تھا۔غار میں داخل ہوتے ہی اسے معلوم ہو گیا کہ یہ غار اندر سے بہت ہی بڑا ہے۔بلکہ اس کے اندر مزید چیمبر دکھائی دیئے۔کلوا کہنے لگا۔

"آیئے ہم پہلے آپ کو آپ کے ٹھکانے کی سیر کرائیں۔عاقب کو کلوا کی صورت میں شیطان کی جھلک دکھائی دی۔اس نے تصور میں ہی گلبدن، بستی کے ساتھی پر اور خود اپنے آپ پر حصار کر دیا تاکہ

www.ksars.org

شیطانی قوتوں سے بچے رہیں۔ گلبدن نے بھی دل ہی دل میں اپنے رب کو پکار کر شیطان سے پناہ میں رکھنے کی مدد چاہی۔ دو تین چیمبر سے گزرنے کے بعد ایک نوجوان لڑکی نے آکر گلبدن کا بازو پکڑ لیا اور بولی۔

"تم میرے ساتھ آؤ۔"

گلبدن نے عاقب کا بازو مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر بولی۔ "میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"

اس لڑکی نے بد تمیزی سے کہا۔ "ارررے۔ رے۔ رے کاہے کو اپنی سندر تا پہ ظلم کرتی ہو۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔" یہ کہہ کر اس نے گلبدن کا ہاتھ عاقب کے بازو سے چھڑا دیا۔

عاقب بولا۔ "تم ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ اللہ اپنے بندوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔"

وہ لڑکی زور سے ہنسی۔ اس کی ہنسی میں طنز تھا کہنے لگی۔ "فی الحال تو تم لوگ ہمارے رحم و کرم پر ہو۔" یہ کہہ کر وہ گلبدن کا ہاتھ پکڑ کر غار کے دوسرے چیمبر میں لے گئی۔ وہاں لوہے کی سلاخوں سے جیل کی طرح پورے چیمبر کو بند کر کے اس جیل میں لڑکیوں کو رکھا ہوا تھا۔ گلبدن کو بھی اسی جیل خانے میں ڈال دیا گیا۔ اِدھر عاقب کو دوسرے چیمبر میں لے گئے۔ جو مردوں کی جیل تھی۔ اس جیل میں عاقب کے وہ تمام ساتھی موجود تھے۔ جو ڈیرہ دون سے اس کے ساتھ آئے تھے۔ انہیں زندہ دیکھ کر عاقب کو خوشی و اطمینان ہوا۔ وہ لوگ بھی عاقب کو زندہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ایک ساتھی کہنے لگا۔

"ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ شاید اب اس دنیا میں نہیں ہیں کیونکہ ہمیں کلوا سے یہی خبر ملی تھی۔"

عاقب نے کہا۔ "جسے اللہ رکھے۔ اُسے کون چکھے۔ زندگی اور موت تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔"

www.ksars.org

ان لوگوں نے بتایا۔ ''کلوا جادو گر ہے اور اپنے جادو سے اس نے کئی چیزوں کا پتہ لگایا ہے۔ ہم نے اس کو اپنے ساتھیوں سے باتیں کرتے سنا ہے کہ عنقریب ہی اس غار میں ایک ایسا آدمی آنے والا ہے۔ جس کی پیدائش ایک مخصوص گھڑی میں ہوئی ہے۔ اس گھڑی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس گھڑی میں آسمان کے سات بڑے ستاروں کا ملن ہوا تھا اور اس گھڑی تمام دیوتاؤں کی شکتی ہے۔ کلوا کا سحر اسے بتاتا ہے کہ اگر اس شخص سے اولاد ہو تو یہ اولاد بھی اس کے اوصاف کی ہوگی۔ کلوا کالی ماتا کا پجاری ہے۔ اس نے سرولا کو اس کے لئے تیار کیا ہے۔ سرولا وہی لڑکی ہے جو عورتوں کی نگرانی کرتی ہے۔''

عاقب جان گیا کہ یہ اسی لڑکی کا تذکرہ ہے۔ جو گلبدن کو لے کر گئی ہے۔

''مگر ایک بات اور ہم نے ان لوگوں کی سرگوشیوں میں سنی ہے کہ چاند کی چودھویں تاریخ کو رات کے بارہ بجے ایک کنواری لڑکی کی قربانی کر کے کالی دیوی کو اس کے خون سے نہلایا جائے گا تاکہ کالی دیوی کا آشیرواد اس عمل میں شامل ہو جائے اور پھر اسی رات کی مخصوص گھڑی میں اس لڑکے کا اور سرولا کا ملن کرایا جائے گا۔''

وہ ساتھی کہنے لگا۔ ''عاقب بھائی۔ یہ گھڑی اور یہ کام ان کے لئے ایک مشن کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ لوگ مستقل اس کے منصوبے کرتے رہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ بچہ کالی دیوی کا دنیا میں جنم ہوگا۔ جس کے قبضے میں وہ بچہ ہوگا اس پر کالی دیوی اور تمام دیوتا مہربان ہوں گے اور وہ دنیا پر حکمرانی کرے گا۔''

اس دن سورج ڈھلنے کے بعد گلبدن اور عاقب کو جیل کے کمروں سے نکال کر کلوا کے سامنے لایا گیا۔ ان دونوں کے آس پاس چھ عدد خوب تگڑے جوان تھے۔ جو ان کی نگرانی کر رہے تھے۔ کلوا زمین پر بچھی ہوئی سیاہ ریچھ کی کھال پر بیٹھا تھا۔ جس کے ساتھ ریچھ کا منہ بھی لگا ہوا تھا۔ دوسری جانب تین سیاہ

www.ksars.org

ناگ پھن پھیلائے کھڑے تھے۔ کلوا کے گلے میں مختلف جانوروں کے دانتوں کی مالا تھی۔ اس کے سامنے ایک کرسٹل بال رکھا تھا۔ کلوا کے برابر میں سرولا نہایت مختصر کپڑے پہنے بیٹھی تھی۔ عاقب نے گلبدن کی جانب دیکھا اور اسے ذہنی طور پر پیغام دیا کہ ڈرنا نہیں یہ لوگ کچھ نہیں کر سکتے۔ گلبدن عاقب کا اشارہ سمجھ گئی اور دل ہی دل میں اپنے رب کے نام کا ورد کرنے لگی۔ عاقب نے رحمٰن بابا کو پکارا وہ جانتا تھا کہ مرشد کی توجہ سے بگڑے کام سنور جاتے ہیں۔ کلوا نے سامنے جلتے ہوئے عود دان میں ایک چٹکی ڈالی۔ اس کے ڈالتے ہی آگ کا ایک شعلہ بلند ہوا اور اس شعلے میں کالی دیوی کا چہرہ دکھائی دیا۔ جس کی سُرخ زبان باہر نکلی ہوئی تھی۔ ایک منٹ کے بعد یہ شعلہ خود بخود بجھ گیا۔ اتنی دیر کلوا زور زور سے منتر پڑھتا رہا۔ پھر وہ عاقب اور گلبدن کی طرف اس طرح دیکھنے لگا جیسے اپنے کمال کی داد وصول کرنا چاہتا ہے۔ عاقب اور گلبدن اپنے چہرے کے تمام تاثرات چھپائے ہوئے بالکل سپاٹ انداز میں بیٹھے رہے۔ جیسے کچھ دیکھا ہی نہیں۔ اب کے سے اپنے جادو کی دھاک بٹھانے کے لئے کلوا نے ان تین ناگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منتر پڑھ کر پھونکا۔ تینوں ناگ زمین سے اُٹھ کر ہوا میں معلق ہو گئے اور آہستہ آہستہ عاقب اور گلبدن کی طرف بڑھنے لگے۔ عاقب نے تینوں سانپوں کی طرف ٹکٹکی باندھ دی اور تینوں سانپ اسی وقت زمین پر گرے اور تڑپ کر مر گئے۔ عاقب نے کلوا کے چہرے کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر جلال کے بجائے خوشی کے تاثرات تھے۔ اس نے اس کے ذہن میں جھانکا۔ تو اسے کلوا کے خیال سے آگاہی ہوئی۔ کلوا جانتا تھا کہ ان تین ناگوں کو اپنی نگاہ کی قوت سے مارنے والا شخص وہ ہوگا جس کی پیدائش اس مخصوص گھڑی میں ہوئی ہے۔

☆☆☆

www.ksars.org

(چودھویں قسط)

کلوا کو ان تین ناگوں کے مرنے سے عاقب کے علم کی تصدیق ہو گئی کلوا خوش تھا۔اب کلوا نے گلبدن کی طرف اشارہ کیا کہ وہ قریب آئے۔ سرولا آگے بڑھی اور گلبدن کا بازو پکڑ کر کرسٹل بال کے قریب لے آئی۔ کلوا نے اشارے سے اسے کہا کہ اس پر ہاتھ رکھو۔ کلوا مستقل طور پر منتر پڑھے جا رہا تھا۔ گلبدن دل ہی دل میں یااللہ کا ورد کر رہی تھی۔ وہ آزاد فضاؤں میں پلی بڑھی تھی۔ بستی کا ہر شخص اسے دل و جان سے چاہتا تھا۔اس کے اندر ایمان و یقین کی قوت تھی۔ اس نے لاپروائی سے اپنا ہاتھ کرسٹل بال پر رکھ دیا۔ کلوا منتر پڑھتا ہوا کرسٹل بال میں دیکھنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے چہرے پر شیطنت چمکنے لگی۔ عاقب نے اس کے اندر کے شیطانی خیال کو پڑھ لیا کہ اماوس کی رات کو کالی دیوی کے چرنوں میں بلیدان کے لئے اس نے کنواری لڑکی کا انتخاب کر لیا ہے اور یہ لڑکی گلبدن ہے۔ اس کے بعد دونوں کو واپس اسی جگہ سلاخوں کے پیچھے رکھ دیا گیا۔ رات کو سرولا خوب صورت ٹرے میں کھانا سجا کے عاقب کے پاس لائی اور اس سے محبت و پیار کی باتیں کرنے لگی۔ عاقب نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور وہ وہاں سے جاتے ہی بنی۔ مگر پھر دوسرے دن وہ اسی طرح بن سنور کے آ گئی۔ اب کے عاقب نے سوچا کہ شیطانی ہتھکنڈے مکر و فریب کا جال ہے۔ مکر کو مکر ہی کے ذریعے ختم کرنا چاہیئے۔ جیسے بعض بیماریوں کا علاج زہر سے کیا جاتا ہے۔ اس نے اس کے لائے ہوئے کھانے میں سے ایک لقمہ سرولا کے منہ میں اپنے ہاتھ سے ڈالا اور اس سے جھوٹی محبت جتاتے ہوئے کہا۔ ’’تم ہی بتاؤ ان سب آدمیوں کے سامنے میں تم سے کیا بات کر سکتا ہوں۔‘‘

www.ksars.org

وہ بولی۔ ''پرسوں اماوس کی رات ہے۔ پرسوں سردار مجھے تمہارے سپرد کرنے والا ہے۔ مجھے اس بچے کی خواہش ہے جو کالی ماتا کا جنم لے کر پیدا ہوگا۔ میں چاہتی ہوں تم بھی خوشی کے ساتھ میرا ساتھ دو۔ پرسوں رات بہت بڑا جشن ہوگا۔''

عاقب نے اسے شیشے میں اتارتے ہوئے پوچھا۔ ''مگر یہاں تو جشن کے آثار دکھائی نہیں دیتے۔''

وہ بولی۔ ''اس غار کا ایک تنگ راستہ جو غار کی گہرائی میں ہے۔ وہ پہاڑ کی دوسری جانب نکلتا ہے۔ دوسری جانب پہاڑ کے اندر بہت ہی بڑی جگہ ہے۔ ہمارے سارے جشن وہیں منائے جاتے ہیں۔ سردار کل سے وہیں چلا جائے گا۔ تاکہ جشن کا انتظام اپنے سامنے کرا سکے۔''

عاقب نے سرولا کو مسکرا کے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''پھر تم یہاں ہمارے پاس آ جانا۔ ہم بہت ساری باتیں کریں گے۔ تمہارے سردار کی موجودگی میں مجھے حسد ہوتا ہے۔ جس نظر سے وہ تمہیں دیکھتا ہے۔''

سرولا ہنس پڑی۔ اس نے عاقب کے گال کے قریب اپنا چہرہ کیا ہی تھا کہ عاقب نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے یہ کہتے ہوئے خود سے پرے کر دیا کہ ۔''نہ نہ ابھی نہیں وہ گھڑی تو آنے دو۔''

سرولا ہنستی ہوئی خوشی خوشی لوٹ گئی۔ دوسری رات کو جب سرولا کھانا لے کر آئی تو اس نے بتایا کہ سردار جا چکا ہے اور اس کے ساتھ یہاں کے لوگ بھی کافی تعداد میں چلے گئے ہیں۔ صرف دو آدمی نگرانی کے لئے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ عاقب نے سرولا سے پوچھا۔ ''تمہارے سردار نے سانپوں

www.ksars.org

کے مرنے پر میری شکتی بھی تو دیکھ لی ہے کہ اللہ نے مجھے بھی کچھ قوت دی ہے۔ پھر وہ صرف دو آدمیوں کو چھوڑ کر چلا گیا۔''

سرولا بولی۔ ''تم سردار کو نہیں جانتے۔ وہ بہت طاقتور ہے۔ اس کو پتہ لگ جاتا ہے۔ اصل میں تو وہ ہی تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔ اس کی توجہ ہر آن تم لوگوں پر ہے۔''

عاقب نے مسکرا کے کہا۔ ''اور تمہاری توجہ کہاں ہے؟'' سرولا بولی۔ ''میری توجہ بھی تم پر ہے۔''

عاقب نے اس کی آنکھوں کی گہرائی میں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''سرولا تمہاری پوری توجہ میری طرف ہے۔'' عاقب دراصل اُسے ہپناٹائز کر رہا تھا۔ ''تم گلبدن کی دوست ہو۔ بہت گہری دوست ہو۔ کلوا تمہارا دشمن ہے۔ تم گلبدن عاقب اور جیل میں بند تمام لوگوں کی ساتھی ہو۔ ابھی تم ہوش میں آ جاؤ گی۔ پھر تم دونوں گارڈ کو جیل میں بلانا جو نگرانی کر رہے ہیں۔ اب تم ہوش میں آ جاؤ۔''

آنکھیں کھولتے ہی سرولا نے ان دو گارڈز کو زور زور سے آوازیں دیں۔ وہ دوڑتے ہوئے آئے۔ عاقب نے پہلے ہی ایک آدمی کو کہہ دیا تھا کہ تم بے ہوش کر گر پڑنا۔ دونوں آدمی جیل میں جیسے ہی داخل ہوئے سب نے انہیں پکڑ لیا اور آہنی سلاخوں کے اندر بند کر دیا۔ خود جلدی سے باہر آ گئے۔ باہر آتے ہوئے عاقب نے ان دونوں کو ہپناٹائز کر کے سلا دیا کہ اب تم دو دن تک سوتے رہو گے۔'' سرولا نے عورتوں کو رہا کیا اور خفیہ راستے سے پہاڑ کے دامن میں اس جگہ لے آئی جہاں بستی والوں نے اپنی جیپ کھڑی کی تھی۔ راستے بھر عاقب دعا کرتا رہا کہ جیپ کے پاس ہی اس کے کھوئے ہوئے دوسرے ساتھی بھی مل جائیں۔ جب وہ جیپ کے پاس پہنچے تو تمام ساتھی وہیں جیپ میں ان کا انتظار کر رہے تھے۔ کچھ کہنے

www.ksars.org

سننے کا وقت نہیں تھا۔ جیپ فل اسپیڈ سے چل پڑی اور سیدھی بستی میں جا کر ہی ٹھہری۔ گاڑی سے اترتے ہی گلبدن اپنے باپ سے لپٹ گئی۔ بچھڑے ہوئے ساتھیوں نے بتایا۔

''ہم دو دن تک پہاڑ میں گھومتے رہے۔ تیسرے دن ہم کلوا کا ٹھکانہ مل گیا اور ہم کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ اور گلبدن بی بی اور ہمارا ساتھی اس پاکھنڈی کی قید میں ہیں۔ ہم سب جیپ کے پاس آ گئے تا کہ اس کی حفاظت کریں اور آپ لوگوں کی رہائی کی کوئی ترکیب کریں ہم کو پتہ چلا کہ چودھویں کی چاند رات کو کلوا جشن منا رہا ہے۔ یہ پتہ ہم کو قریب کی بستی کے ایک دکاندار نے دیا۔ جو ایک دس سال کا لڑکا ہے۔اس کے پاس جشن کے لئے کلوا کے آدمی کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے کر گئے تھے اور مزید لے جانے والے تھے۔ ہم نے کسی طرح ان چیزوں کے اندر نشہ آور سفوف ملا دیا۔ تا کہ اس کے کھاتے ہی سب بے ہوش ہو جائیں اور ہم دعا کر رہے تھے کہ آپ رہا ہو جائیں کہ اتنے میں آپ آ گئے۔''

سردار قدرت اللہ کو جب تمام حالات کا پتہ چلا تو اس نے مشورہ دیا کہ کلوا اور اس کے ساتھیوں کی پولیس میں رپورٹ کرانی چاہیئے اور جتنی جلدی ہو سکے یہ کام ہو جانا چاہیئے جیسے ہی کلوا اور اس کے ساتھی ہوش میں آئے وہ سرولا، عاقب اور گلبدن کو ڈھونڈنے نکلیں گے۔''

عاقب نے کہا کہ ''اب میں فوراً ہی ڈیرہ دون جاتا ہوں وہاں صفدر بھائی اس کیس کے متعلق جانتے ہیں۔ ان کے اثر و رسوخ بھی ہیں اور پھر اب مجھے جانا ہی ہے۔ وہ میرے انتظار میں ہوں گے۔ میں سرولا کو اپنے ساتھ لئے جاتا ہوں تا کہ کلوا کے خلاف گواہی دے سکے۔''

گلبدن نے فوراً کہا۔ ''ابا سرولا کے ساتھ مجھے بھی ضرور جانا چاہیئے۔''

www.ksars.org

قدرت اللہ نے گہری نظروں سے بیٹی کی طرف دیکھا۔ ایک لمحے کو وہ سوچ میں پڑ گئے۔ پھر مسکراتے ہوئے بولے۔

''چلو ٹھیک ہے بیٹی۔ ہم سب ہی چلتے ہیں۔ وہاں چل کر دیکھتے ہیں۔'' پھر وہ اپنے ملازموں سے مخاطب ہوئے۔ ''ارے بھئی جلدی سے کچھ کھانے پینے کی چیزیں جیپ میں رکھوا دو۔ جو لوگ عاقب کے ساتھ پہاڑ پر گئے تھے۔ وہ سب ساتھ ہی چلیں تیاری جلدی کریں۔ ہم صبح تڑکے یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔''

بستی کے تمام لوگ وہیں پر جمع تھے۔ سب نے جلدی جلدی اپنی ضرورت کی چیزیں رکھیں۔ کیونکہ صبح بالکل قریب تھی۔ عاقب کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ وہ خوش تھا کہ گلبدن کے ساتھ جانے کا کوئی بہانہ تو بنا۔ اُفق پر سفید لکیر کے نمودار ہوتے ہی یہ لوگ ڈیرہ دون کے لئے روانہ ہو گئے۔ ان کی جیپ کے ساتھ دو اور جیپ تھیں۔ جن کے اندر کلوا کی اغوا کردہ لڑکیاں اور بستی کے وہ لوگ تھے جو پہاڑ پر ان کی کھوج میں گئے تھے۔ قدرت اللہ کے ساتھ گلبدن، سرولا، عاقب اور جیپ کا ڈرائیور تھا۔ سفر ہنستے ہنساتے گزر گیا۔ سرولا سارے سفر میں گلبدن کی دوست بنی رہی۔ اس پر ابھی تک ہپناٹائز کا اثر تھا۔ گلبدن باتوں باتوں میں اس سے کلوا کے متعلق سوالات پوچھتی رہی۔ اس طرح عاقب اور سردار قدرت اللہ کو کلوا کے متعلق بہت کچھ معلومات حاصل ہو گئیں۔ سرولا نے بتایا۔ ''پہاڑوں کے اندر کلوا کا ایک مخصوص ٹھکانہ ہے۔ یہ جگہ اس پہاڑ سے کوئی ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہوگی۔ جس پہاڑ سے ہم ابھی آرہے ہیں۔ اس غار میں کلوا نے سونے کے بڑے بڑے بت رکھے ہیں۔ یہ بت کالی ماتا، لکشمی دیوی، سیتا دیوی، گاؤ ماتا اور دھرتی ماتا کے ہیں۔ کلوا کا کہنا ہے کہ دھرتی پر دیوتا کا اوتار عورت کے روپ میں ہے کیونکہ دھرتی خود ماتا کے روپ

www.ksars.org

میں ہے۔اس جگہ کسی کو جانے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اکثر لوگ تو اس جگہ سے واقف ہی نہیں۔ صرف ایک مرتبہ کلوا مجھے وہاں لے گیا تھا۔'' گلبدن نے سرولا سے پوچھا۔ ''کلوا تمہیں وہاں کیوں لے گیا تھا۔''

وہ بولی۔ ''کلوا مجھ سے بہت پیار کرتا تھا۔ وہ مجھے اماوس کی رات کو وہاں لے گیا تھا۔ اس رات ایک کنواری لڑکی کو بھی اس نے خاص اس دن کے لئے اغوا کیا۔ اس لڑکی کو اس نے بہت ساری نشے کی چیز پلادی اور اس کو اپنے ہاتھوں سے ان بتوں کے چرنوں میں بلیدان کر دیا۔ ان کا خون تمام بتوں پر چھڑکا اور میرے جسم پر بھی یہ خون لگا دیا۔ پھر تمام دیوتاؤں کے قدموں میں مجھے ماتھا ٹیکنے کو کہا اور مجھ سے اقرار لیا کہ میں ان سب بتوں کی خیر خواہ رہوں گی اور کلوا کے مرتے دم تک فرمانبردار رہوں گی۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ تیری کوکھ سے ایسا بچہ جنم لینے والا ہے۔ جو کالی ماتا کا اوتار ہو گا۔''

گلبدن یہ سن کر بولی۔ ''مگر سرولا تم تو جانتی ہو کہ کلوا تمہارا بدترین دشمن ہے۔ تم جانتی ہو نا۔'' سرولا نے سر ہلا کر اثبات میں جواب دیا۔

شام ڈھلنے کو آئی۔ ڈیرہ دون کی روشنیاں دکھائی دینے لگیں۔ جلد ہی یہ سب لوگ صفدر علی کی حویلی میں پہنچ گئے۔ سفدر علی عاقب کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوا کہ اسے اس کے ساتھ آئے ہوئے دوستوں کا جیسے احساس بھی نہ ہوا۔ وہ بار بار عاقب کو گلے سے لگاتا اور کہتا۔

''بھئی تم کیسے ہو؟ اب تو میں تمہاری تلاش میں ہرکارے بھجوانے والا تھا۔ اتنے دن لگا دیئے۔''

www.ksars.org

عاقب نے اس کو مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا۔ ''پہلے میرے مہمانوں کو ٹھہراؤ۔ سارے دن کے سفر میں تھک چکے ہیں۔'' صفدر علی کی خوشی اور گرمجوشی اس کے روئیں روئیں سے پھوٹ رہی تھی۔ اس نے تمام خادموں کو آواز دے کر بلایا اور سب کے ذمے کوئی نہ کوئی کام لگا دیا۔

تھوڑی دیر میں جب ذرا سفر کی تھکان اُتری۔ تو عاقب نے ساری کہانی صفدر علی کو سنائی۔ اس نے کہا۔ ''میں انسپکٹر شرما کو بلواتا ہوں۔ وہ میرا دوست ہے وہ اس کیس میں صحیح مشورہ دے گا۔'' تھوڑی دیر میں انسپکٹر شرما آ گیا۔ ساری کہانی سن کر اس نے کہا:

کلوا کے متعلق ہمیں صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ وہ کالی دیوی کا پجاری ہے اور اپنی تپسیا سے اس نے بہت سی روحانی قوتیں حاصل کر لی ہیں۔ ہمارے مذہب اور کلچر میں ایسے شخص کو بہت عزت دی جاتی ہے۔ اس وجہ سے ہم نے کبھی اس کے متعلق کھوج لگانے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔''

گلبدن بولی۔ ''شرما جی پولیس تو ہر چیز کا ثبوت مانگتی ہے۔ اگر آپ فوراً ہی اس جگہ چھاپہ ماریں تو آپ کو ثبوت مل جائے گا۔'' اس نے پہاڑ کے اس غار کا ذکر کیا۔ جس کی نشاندہی سرولا نے کی تھی۔ انسپکٹر شرما نے صفدر علی اور عاقب کو یقین دلایا کہ وہ اس کیس کا سراغ لگا کر ہی دم لے گا اور کلوا کو اس کے جرم کی سزا ملے گی۔''

انسپکٹر شرما نے راتوں رات کیس تیار کر کے پہاڑ میں کلوا کے ٹھکانوں پر چھاپہ مارنے کے لئے مسلح پولیس کی ایک نفری کو روانہ کیا اور خود بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ علی الصبح یہ لوگ وہاں پہنچ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ پہاڑ پر کلوا کے آدمی پولیس کو دیکھ کر ضرور چوکنے ہو جائیں گے۔ اس وجہ سے یہ سب بچتے بچاتے غار کی جانب چلے۔ پولیس کے آدمی تین ٹولیوں میں بٹ گئے تا کہ جن تین غاروں کی

www.ksars.org

نشاندہی عاقب کے آدمیوں نے کی تھی۔ اس میں بیک وقت پہنچ سکیں۔ سب نے اپنی بندوقیں تھام رکھی تھیں تاکہ ہنگامی حالات کا مقابلہ کیا جاسکے۔ مگر پہاڑ پر مکمل سناٹا تھا کلوا کے کسی آدمی کی موجودگی کا احساس نہ ہوا۔ انسپکٹر شرما اپنے آدمیوں کے ساتھ اس غار میں پہنچا جہاں جشن منایا جانے والا تھا۔ کلوا اور اس کے تمام ساتھی نشے کی حالت میں ابھی تک گہری نیند سو رہے تھے۔ حالانکہ اس حالت میں ان پر دو راتیں گزر چکی تھیں۔ پولیس نے ان سوتوں ہوؤں کو سب سے پہلے ہتھکڑی لگائی اور پھر جلد ہی وہ سب ہوش میں آگئے۔ ادھر دوسری دو ٹولیوں نے بھی دوسرے غاروں کا محاصرہ کر لیا اور سونے کے بتوں اور ان کے قیمتی چڑھاوؤں پر اپنے پہرے بٹھا دیئے۔ ہوش میں آتے ہی ہاتھوں میں بندھی ہتھکڑیاں دیکھ کر کلوا اور اس کے تمام ساتھیوں کے چہروں کے رنگ اڑ گئے۔ کچھ دیر تو ان دماغ ماؤف رہے۔ انہیں سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ مگر جب انسپکٹر شرما نے انہیں بتایا کہ وہ سب پولیس کی حراست میں ہیں۔ تو کلوا کے چہرے پر شیطنیت کی سیاہی کے سائے جھلکنے لگے۔ وہ اپنی مکاری کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا۔ ’’مگر انسپکٹر صاحب ہم سے کیا غلطی ہوئی ہے۔ ہم تو یہاں کالی ماتا کا جشن منا رہے تھے۔ تھک کر سو رہے۔ آخر ہم نے کیا کیا۔؟‘‘

انسپکٹر شرما۔ ’’ہمیں تمہارے خلاف کچھ ایسی رپورٹیں ملی ہیں۔ جو تمہاری گرفتاری کا باعث ہیں۔ بہتر ہے کہ تم سب لوگ اب تھانے چلو۔ باقی کاروائی وہاں ہوگی۔‘‘

ان سب لوگوں کو پولیس کی حراست میں ڈیرہ دون لایا گیا۔ سونے کے بتوں والے غار میں جب پولیس نے بتوں کو ہٹانے کی کوشش کی۔ تو ان کے پیچھے خفیہ سرنگیں اور غار ملے۔ جہاں سالہا سال کے چوری شدہ خزانے بھرے پڑے تھے۔ کلوا اور اس کے ساتھیوں کو پولیس نے ابھی یہ نہیں بتایا تھا

www.ksars.org

کہ ان کے خزانوں کو تحویل میں لے لیا گیا ہے۔ بلکہ اس سے اگلوانے کو شش میں جو کالی ماتا کا سچا بھگت بننے کا ڈرامہ کر رہا تھا۔ اس کے بعد سرولا کو کلوا اور اس کے ساتھیوں کے سامنے لایا گیا۔

سرولا کو دیکھتے ہی کلوا غیض و غضب سے بھر گیا۔ وہ غضبناک ہو کر بولا۔ ''تو یہ تم ہو۔ ہمیں گرفتار کرانے والی۔''

سرولا بولی۔ ''کلوا۔۔ اب باز آجا۔ معصوم جانوں سے مت کھیل۔ تیرے سارے خزانے پکڑے گئے ہیں۔''

کلوا یہ سنتے ہی ایک دم سے بدل گیا۔ وہ نفرت اور غضب کا جیتا جاگتا شیطان بن چکا تھا۔ وہ سرولا کی طرف ہاتھ بڑھا کر اپنا پورا پنجہ کھول کر منہ ہی منہ میں کوئی منتر پڑھنے لگا۔ اسی وقت اس کی انگلیوں کی پوروں سے آگ کی لہریں نکلنے لگیں اور سرولا کے بال جل اُٹھے۔ وہ چیخنے لگی۔ پولیس نے فوراً س کے اوپر کمبل ڈالا اور وہاں سے اسے لے گئے۔ سرولا کے بال بُری طرح جل گئے۔ مگر چہرہ سلامت رہا۔ تین دن تک قدرت اللہ اور اس کے ساتھی ڈیرہ دون ٹھہرے رہے۔ ان تین دنوں میں پولیس نے ان کی گواہی کے بیانات ریکارڈ کر لئے۔ تاکہ بوقتِ موقع کام آسکیں۔ ان تین دنوں میں عاقب اور گلبدن عشق کے انجانے راستوں پر اتنی دور نکل آئے کہ خود انہیں بھی خبر نہ ہوئی۔ قدرت اللہ نے اپنے ساتھیوں سمیت صبح تڑکے واپس جانے کا پروگرام بنایا۔ تو گلبدن کو یوں لگا جیسے وہ قندیل کی بتی ہے جو اندر ہی اندر سلگ رہی ہے۔ رات بھیگ چکی تھی۔ کچھ دیر بستر پر کروٹیں بدلنے کے بعد اس سے لیٹا نہ گیا۔ کھڑکی سے چاندنی چھن چھن کر اندر آرہی تھی۔ وہ اُٹھی اور باہر آکر صحن میں بیٹھ گئی۔ چند لمحوں بعد

www.ksars.org

آہٹ سن کر اس نے جو پلٹ کر دیکھا تو عاقب کو اپنے قریب کھڑا پایا۔ایک لمحے کی خاموشی کے بعد گلبدن بولی۔''نیند نہیں آرہی تھی۔تو میں باہر نکل آئی۔''

عاقب بولا۔''میرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔'' پھر وہ اس کے قریب بیٹھ گیا۔''آج تم چلی جاؤ گی۔''اس کے لہجے میں دل کا درد شامل تھا۔

گلبدن اپنے آپ میں سمٹ ہی گئی۔ایک دن تو جانا ہی تھا نا۔''

عاقب بولا۔''گلبدن! آج ایک راز کی بات تم سے کہنی ہے۔'' پھر اس نے گلبدن کو خضر بابا کا سارا واقعہ سنایا کہ کس طرح خضر بابا نے گلبدن کی شبیہ روشنیوں میں اسے دکھائی تھی اور اس وقت سے لے کر ملنے تک وہ وقتاً وقتاً اسے روحانی طور پر دیکھتا رہا ہے۔

یہ سنتے ہی گلبدن بولی۔''آج ایک راز کی بات میں بھی آپ کو بتاتی ہوں۔آپ کی تیمارداری کرتے ہوئے میں نے آپ کی پشت پر وی کا بھورے بالوں کا نشان دیکھا تھا۔''

عاقب فوراً بولا۔''یہ میرا پیدائشی نشان ہے۔''

گلبدن آہستہ سے بولی۔''ایسا ہی نشان میری پشت پر بھی ہے اور۔۔۔اور'' کوشش کے باوجود اس کی آواز گلے میں جیسے پھنس کر رہ گئی۔حیا سے چاندنی کی ٹھنڈک میں بھی اس کا چہرہ تپنے لگا۔

عاقب نے اس کے کان میں سرگوشی کی''اور۔۔۔اور کیا؟''

گلبدن نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا''اور۔۔۔اور کچھ نہیں۔''

www.ksars.org

عاقب نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔ ''میں جانتا ہوں۔ تم کہو یا نہ کہو۔''

''کیا جانتے ہو؟'' گلبدن نے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

''یہی کہ بچپن میں ایک بزرگ نے تمہاری ماں سے کہا تھا۔ یہ جو وی کا نشان اس بچی کی پشت پر ہے نا۔ ایسا ہی نشان اس کے شوہر کی پشت پر بھی ہو گا۔''

گلبدن اس طرح چونک سی گئی جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہے۔ اس نے حیرت سے پوچھا۔ ''مگر آپ کو یہ کیسے پتہ چلا؟''

عاقب نے مسکرا کر کہا۔ ''تمہارے عارض کے تل نے سب راز مجھ پر کھول دیئے۔''
اس لمحے سانسوں کی آواز کے سوا اور

کچھ نہ تھا۔ قالب جدا تھے۔ مگر دو روحوں کا ملن آسمان سے کسی گوشے میں ضرور ہوا تھا۔ جس کا ادراک دونوں کے دل کر رہے تھے۔

عاقب کے دل میں رحمٰن بابا کی آواز گونجی۔ ''بچے! عشق کرنے والے دیوانے ہوتے ہیں۔ دیوانوں کا ملن دنیا سے پہلے آسمان پر ہوتا ہے۔ پھر آسمان سے وہ دنیا میں اترتے ہیں تاکہ عشق کی تکمیل ہو سکے۔'' اس کا دل اندر ہی اندر رحمٰن بابا کو پکارنے لگا۔ رحمٰن بابا! ۔ آج دو دیوانے آسمان سے زمین پر اتر آئے ہیں۔ کچھ پتہ نہیں کیا ہوتا ہے۔ دل ہی دل میں اس نے گلبدن کے عارض کو چوم لیا اور چپ چاپ اُٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

www.ksars.org

صبح تڑکے ناشتے سے فارغ ہو کر سردار قدرت اللہ اور اس کے ساتھیوں نے جانے کی تیاری شروع کر دی۔ عاقب نے گلبدن کی طرف دیکھا۔ بادلوں میں چھپے ہوئے چاند کی طرح سوگوار حسن غم کی بدلیوں سے جھانکتا دکھائی دیا۔ وہ اس کے قریب آیا اور آہستہ سے بولا۔ ''ہم بہت جلد ملیں گے ان شاءاللہ۔ اب تو ہنس دو۔''

جانے اس کی آواز میں کیا تھا۔ گلبدن کے ہونٹوں کی کلی کھل گئی اور اس کے ساتھ ہی ڈبڈبائی آنکھوں کے پیمانے بھی چھلک پڑے۔ اتنے لوگوں کی موجودگی میں رازِ دل افشا ہو گیا۔ اس نے گھبرا کے دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔ حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے قدرت اللہ تیزی سے بیٹی کے قریب آئے اور اسے بازو سے پکڑ کر چلتے ہوئے بولے۔ ''چلو بیٹی! ہم پھر یہاں آئیں گے اور عاقب تو اب ہمارا اپنا ہے۔ اپنے کیسے چھوٹ سکتے ہیں۔''

قدرت اللہ اور ساتھیوں کے جانے کے بعد عاقب کی نگاہ ابھی تک قافلے کی گرد میں اٹی ہوئی تھی کہ صفدر علی نے پیچھے سے اس کے کندھوں کو چھوا۔ ''عاقب بھائی! اب واپس لوٹ آیئے۔''

عاقب چونک کر صفدر کی طرف متوجہ ہوا۔ ''اوہ میں یہیں تو ہوں۔''

صفدر ہنستے ہوئے کہنے لگا۔ ''عاقب بھائی! آج تو آپ کا چہرہ دل کا آئینہ بنا ہوا ہے۔ آج آپ ہم سے کچھ نہیں چھپا سکتے۔''

www.ksars.org

صفدر نے کچھ ایسے شوخ انداز میں کہا کہ عاقب کو ہنسی آگئی۔ وہ بولا۔ ''یار عجیب بات ہے مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس کے جانے سے میں اتنا خالی ہو جاؤں گا۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ میرے دل کا اجالا لے گئی ہے۔''

صفدر نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دباتے ہوئے کہا۔ ''کہو تو کل ہی اس کے ابا سے اس کا ہاتھ مانگ لیں۔''

عاقب بولا۔ ''نہیں نہیں نہیں ابھی نہیں۔ ابھی مجھے رحمٰن بابا کے پاس جانا ہے انہوں نے مجھے ایک بہت بڑا کام سونپا ہے۔''

صفدر علی بولا۔ ''عاقب بھائی! جوان لڑکیوں کے والدین زیادہ انتظار نہیں کرتے۔ آپ تو مراقبہ میں اپنے مرشد سے رابطہ قائم کر سکتے ہو۔ پھر دیر کاہے کی۔''

عاقب ہنسنے لگا۔ ''صفدر بھائی۔ آپ کا بھی جواب نہیں ہے۔''

اس رات عاقب نے مراقبہ میں رحمٰن بابا کا تصور کیا اور اپنے دل کی بات ان تک پہنچا دی۔ اس نے مراقبہ میں دیکھا کہ رحمٰن بابا اور خضر بابا آئے اور انہوں نے عاقب کا بایاں بازو تھام لیا۔ اُس نے دیکھا کہ دونوں نے اُسے ایک جگہ لے جا کر کھڑا کر دیا ہے۔ سامنے ایک خوبصورت مقفل صندوق رکھا ہوا ہے۔ دونوں بزرگوں نے صندوق کھولا اور اُس میں سے ایک مردانہ اور ایک زنانہ عروسی جوڑا نکال اُسے تھما دیا۔ رحمٰن بابا بولے۔ ''بیٹا یہ تمہارے لئے اور تمہاری دلہن کے لئے ہے۔''

www.ksars.org

اس کے فوراً بعد عاقب کا مراقبہ ختم ہو گیا۔اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں اور ایک لمحے وہ فضا میں کھلی آنکھوں سے تکنے کے بعد پوری طرح ہوش و حواس میں آ گیا۔اب حیرت کی بجائے رحمت کا غلبہ اس پر تھا۔وہ اللہ پاک کی رحمت اور کرم نوازی پر بے ساختہ رو پڑا۔عاجزی نے اس کا سر زمین پر جھکا دیا۔

دوسرے دن صبح صبح صفدر علی عاقب کے پاس آیا اور عاقب کا چہرہ دیکھتے ہی کہنے لگا۔" مجھے پتہ ہے۔اجازت مل گئی ہے۔ہے نا!!"

عاقب مسکرا کے بولا۔"تمہیں کیسے پتہ؟"

صفدر علی نے کہا۔"تمہارا چہرہ بتا رہا ہے۔"

"میرا چہرہ تم کب سے پڑھنے لگے۔"

صفدر علی کہنے لگا۔"جب سے تمہیں عشق ہوا ہے۔ارے میاں تم کیا جانو۔ہر عاشق کا چہرہ ایک کھلی کتاب ہوتی ہے۔"

دونوں قہقہہ مار کے ہنس پڑے۔

پھر صفدر علی نے کہا۔"پورے چوبیں گھنٹے بعد تمہاری ہنسی کی آواز سنائی دی ہے۔ اُدھر وہ بے چاری نہ جانے کس حال میں ہو گی۔میں تو تمہاری بھابھی کو یہ قصہ سناتا ہوں۔اب وہی صحیح مشورہ دے گی کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

www.ksars.org

صفدر کی بیوی شاہدہ بیگم یہ سن کر بڑی خوش ہوئی۔ ویسے بھی وہ جب سے اُمید سے ہوئی تھی۔ خوشی سے اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے تھے۔ شاہدہ کہنے لگی۔

"عاقب بھائی ! اب سارا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیجئے۔ میں آج شام کو ہی بازار میں جا کر منگنی کا جوڑا اور زیور کا بندوبست کر کے آتی ہوں۔ مجھے گلبدن بہت اچھی لگی تھی۔ لگتا ہے اللہ نے میری سن لی۔"

شاہدہ نے تین دنوں میں منگنی کا سارا انتظام کر لیا۔ چوتھے دن صفدر علی اس کی بیگم اور عاقب اپنے چند دوستوں کے ساتھ قدرت اللہ کی بستی کی طرف روانہ ہوئے۔ شام کو وہ بستی میں پہنچے تو ساری بستی کے لوگ انہیں دیکھ کر خوشی سے جھوم گئے۔ گلبدن کا خوشی کے مارے ٹھکانہ نہ تھا۔ شاہدہ نے اس کے کان میں کہا۔ "ہم تمہاری منگنی کرنے آئے ہیں۔"

دوسرے دن بھیڑیں ذبح کی گئیں۔ زبردست جشن کے ساتھ عاقب اور گلبدن کی منگنی ہو گئی۔ صفدر علی اپنے دوستوں کے ساتھ دوسرے دن واپس آ گیا۔ مگر عاقب اور شاہدہ مزید دو دن اور روک لیے گئے۔ ڈیرہ دون واپس آ کر عاقب پھر لوگوں میں گھر گیا۔ "یوں لگتا تھا جیسے اس کا نام خوشبو بن کر ہواؤں میں اڑ رہا ہے۔ لوگ آتے اور اپنی مرادیں پاتے۔ گلبدن بھی کبھی کبھی اپنے ابا کے ساتھ آ جاتی۔ دو تین ماہ اسی طرح گزر گئے۔ عاقب نے گلبدن کو رحمٰن بابا کے متعلق سب کچھ بتا دیا اور یہ بھی کہ اب رحمٰن بابا کے غیبی اشارے کا منتظر ہے۔ جب بھی وہ کہیں گے۔ مجھے آسام کی پہاڑیوں میں سوئے ہوئے ان پانچ نوجوانوں کو ڈھونڈنا ہو گا۔ پھر وہ ان نوجوانوں کے ساتھ رحمٰن بابا کی خدمت میں حاضر ہو سکے گا اور تب ہی وہ گلبدن کو اپنے ساتھ لے جائے گا۔" اس کی دلی خواہش ہے کہ رحمٰن بابا اس کی شادی میں شریک ہوں۔

www.ksars.org

اس نے گلبدن کو مراقبہ کی واردات سنائی۔اس نے کہا۔ ’’گلبدن ایک مرتبہ رحمٰن بابا نے فرمایا تھا کہ جب سالک روحانیت کے راستے میں اپنے مرشد کے ساتھ منسلک ہو جاتا ہے تو زندگی کی حرکات کی تمام انرجی اسے اپنے مرشد کے ذریعے منتقل ہوتی ہے اور زندگی میں ملنے والی تمام نعمتیں اسے مرشد کی توسط سے ملتی ہیں۔ تم میری زندگی کا وہ تحفہ ہو جس کی منظوری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہے۔ میں اپنے مرشد کے ہاتھ سے وہ لباسِ عروسی لینا چاہتا ہوں جو انہوں نے مراقبے میں ہمارے لئے دیا ہے۔‘‘

کچھ ہی دنوں بعد جب وہ ایک رات مراقبہ کر رہا تھا۔اس نے دیکھا کہ آسمان سے ایک نہایت سفید گھوڑا جس کے دونوں

جانب بڑے بڑے پَر لگے ہیں۔ آہستہ آہستہ زمین پر اتر رہا ہے۔ جب گھوڑا زمین کے قریب آ گیا تو عاقب نے دیکھا کہ اس گھوڑے پر رحمٰن بابا بیٹھے ہیں۔اس کے بعد گھوڑا عاقب کے بالکل سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ عاقب نے خوش ہو کر رحمٰن بابا کو سلام کیا۔ رحمٰن بابا نے عاقب کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پیچھے گھوڑے پر بٹھا لیا اور گھوڑا انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ چل پڑا۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر پرواز کرتا ہوا گھوڑا چند ہی لمحوں میں ایک پہاڑ پر اتر گیا۔ رحمٰن بابا نے عاقب کا ہاتھ پکڑ کر گھوڑے سے اسے اتارا اور دور ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ’’وہ آسام کی پہاڑی ہے جس کے اندر غار میں وہ پانچ نوجوان سو رہے ہیں۔ جاؤ انہیں جگا کر ہمارے پاس لے آؤ۔‘‘

صبح عاقب نے صفدر علی سے رات کا واقعہ بیان کیا اور اسے بتایا کہ اب اُسے یہاں سے جانا ہو گا۔ صفدر علی نے کہا۔ ’’سفر لمبا ہے۔اس کے لئے آپ کو کچھ ساتھیوں کی ضرورت پڑے گی۔ بہتر یہ ہے کہ آپ گلبدن اور اس کی بستی والوں سے مل آئیں۔ پھر آپ کے جانے کی تیاری کرتے ہیں۔‘‘

www.ksars.org

عاقب ناشتہ کرتے ہی جیپ میں صفدر علی کے ڈرائیور کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ سارا راستہ وہ گلبدن کے متعلق سوچتا رہا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس کے ساتھ آنے کی ضد کرے گی۔ بستی پہنچ کر عاقب نے گلبدن اور اس کے باپ قدرت اللہ کو سارا قصہ سنایا اور بتایا کہ وہ ایک دو دن میں ہی یہاں سے اپنے مشن پر روانہ ہونے والا ہے۔ عاقب کا خیال درست نکلا۔ گلبدن سنتے ہی کہنے لگی۔

''میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی۔''

عاقب نے کہا۔ ''مگر ابھی میں تمہیں کیسے لے جا سکتا ہوں؟''

وہ تنک کر بولی۔ ''کیوں۔ کیوں نہیں لے جا سکتے؟''

قدرت اللہ بولے۔ ''بیٹی سمجھا کرو۔ ابھی شادی بھی تو ہونی ہے۔''

لیکن وہ ایک ضدی بچے کی طرح فیصلہ کن لہجے میں بولی۔ ''مگر ابا میں نے پکا فیصلہ کر لیا ہے ساتھ جانے کا۔''

باپ اپنی بیٹی کے مزاج سے خوب واقف تھا۔ وہ جانتے تھے کہ گلبدن نے جب جانے کا ارادہ طے کر لیا ہے تو اب اسے کوئی روک نہیں سکے گا۔ وہ رات عاقب کی بستی والوں کے ساتھ گزری۔ صبح بستی کے دو آدمی بھی عاقب کے ساتھ جانے کو تیار ہو گئے۔

رات بھر بستی والی عورتوں نے سفر کے لئے ستو، میٹھی ٹکیاں اور دانے وغیرہ بھون کر زادِ راہ تیار کر دیا تھا۔ عاقب نے رخصت ہوتے وقت قدرت اللہ سے وعدہ کیا کہ وہ ان غار والوں کو رحمٰن بابا کے پاس پہنچا کر بستی کے ان دو آدمیوں کے ذریعے آپ کو ضرور اطلاع دے گا۔ قدرت اللہ نے اور بستی والوں نے

www.ksars.org

بہت سی دعاؤں کے ساتھ سب کو رخصت کیا۔ ڈیرہ دون پہنچے تو صفدر علی نے بتایا کہ ساتھ جانے کے لئے تین آدمیوں کا بندوبست ہو چکا ہے اور تمام ضروری سامان وغیرہ تیار ہے۔ دوسرے دن صبح روانہ ہونے کا پروگرام بنا۔

www.ksars.org

(پندرھویں قسط)

اس رات عاقب بہت دیر سجدے میں گر کر اپنے رب سے دعائیں کرتا رہا۔ سب سے زیادہ اس سفر میں اسے گلبدن کی فکر تھی۔ وہ دعا کرتا رہا کہ اس لمبے سفر میں سب کو سلامت اور خیریت سے رکھنا۔ صبح سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اس نے گلبدن کو دوبارہ سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ سفر کے ارادے سے باز آجائے۔ نہ جانے کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑ جائے۔

گلبدن بولی۔ ''عاقب اگر آپ کا کہیں سیر و سیاحت کا پروگرام ہوتا تو میں ضرور رک جاتی۔ مگر چونکہ یہ صدیوں کے سوئے ہوؤں کو جگانے کا مشن ہے۔ ایسے موقعے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ جسے اللہ چن لے۔ کون جانتا ہے پھر سینکڑوں سالوں میں بھی ایسا مبارک لمحہ کسی کو حاصل ہوتا ہے یا نہیں۔ میرے لئے اس وقت کی اہمیت اس وجہ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ لمحات کی اس ڈور میں اللہ نے تمہیں موتی بنا کر پرو دیا ہے۔ میں اس مبارک وقت میں ہر پل تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں تاکہ قدرت کی نشانیوں کو مشاہدہ کر سکو۔''

گلبدن کی باتیں سن کر عاقب خوشی سے جھوم اُٹھا۔ اس نے یقین دلایا کہ ان شاءاللہ اس مبارک سفر میں وہ ہر دم ساتھ رہے گی۔ صبح ناشتے سے فارغ ہوتے ہی بڑی سی جیپ میں گلبدن سمیت سات آدمیوں کا یہ قافلہ اللہ کے مشن پر مرشد کی تعمیل حکم کے لئے روانہ ہوا۔ پہاڑی مناظر سے بھرپور اس حسین سفر میں حفاظتی اسلحہ کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے ساتھ سفر کو خوب سے خوب تر بنانے کے

www.ksars.org

سامان بھی تھے۔عاقب کے پاس بانسری تھی۔دوسرے آدمیوں کے ساتھ دوتارااور پہاڑی میوزک کے خود ساختہ سامان تھے۔جب تھک جاتے۔کسی اچھی خوبصورت جگہ پڑاؤ کر لیتے۔دودن بعد شام کے وقت پہاڑی علاقے میں جنگل سے گزرتے ہوئے ہرن کاایک غول سامنے آگیا۔بس پھر کیا تھا۔سارے ہی خوشی سے اپنی اپنی جگہ اچھل پڑے۔اسی وقت گاڑی روک کر دوآدمی ہرن کے تعاقب میں دوڑ پڑے۔چند منٹ بعد بندوق چلنے کی دھائیں سے آواز آئی جسے سن کر بقیہ سب کے چہرے خوشی سے دمک اُٹھے۔تھوڑی دیر میں دونوں ہرن کو لئے فاتحانہ انداز میں آتے دکھائی دیئے۔اسی وقت جنگلی کانٹوں اور پتھرں سے جگہ صاف کر کے آگ جلائی گئی۔گوشت بھون کر سفر میں کھانے میں کیامزا آتاہے۔یہ آج سب نے جان لیا۔ رات ہوگئی تھی طے یہی پایا کہ یہیں پڑاؤ کیا جائے۔عاقب نے بانسری سنبھالی تودھن میں گلبدن کے گلے کے سُر شامل ہوگئے۔سارے جنگل میں سکوت چھا گیا۔ہر ایک کے دل کی دھڑکن ان لمحات کواپنے اندر سمونے میں مشغول تھی۔وقت ہواکا جھونکا بن گیا۔رات مختصر ہوگئی۔افق پر سیاہی میں سپیدی کادھاگا ابھر آیا۔سب نے صبح کی نماز پڑھی اور جلد ہی روانہ ہوگئے۔پندرہ سولہ دن بعد سب نے آسام کے پاس اروناچل کی پہاڑیوں میں پڑاؤ کیا۔یہاں آتے ہی عاقب کہنے لگا۔

”مجھے ایسالگتاہے کہ ہم اب صحیح جگہ پر آگئے ہیں۔“

طے یہ پایا کہ آج رات آرام کرنے کے بعد صبح سے تلاش کا سلسلہ جاری کیا جائے۔

تین آدمی سارادن پہاڑوں میں گھوم پھر کر ایسے غاروں کی تلاش کرتے رہے جہاں ان لوگوں کی موجودگی کاامکان ہو سکتا تھا۔تین دن کی تلاش بسیار کے باوجود سونے والوں کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔رات کو سب کے ذہن میں یہ بات آئی کہ کیوں نہ اس سلسلے میں رحمٰن باباسے رابطہ کیاجائے۔سب نے عاقب سے کہا کہ

www.ksars.org

آپ مراقبہ میں رحمٰن بابا سے اس جگہ کی کوئی مخصوص نشانی پوچھیں۔ عاقب نے کہا۔ ''ایسا کرتے ہیں کہ ہم سب اجتماعی مراقبہ کرکے رحمٰن بابا سے جگہ کی نشان دہی کا سراغ بتانے کی درخواست کرتے ہیں۔''

رات کو نماز کے بعد سب لوگ ایک گول دائرے میں بیٹھ گئے اور رحمٰن بابا کے تصور میں اپنی فکر کو جذب کر دیا۔ بیس منٹ بعد جب مراقبہ ختم ہوا۔ تو سب نے کہا کہ ہم نے رحمٰن بابا کو دیکھا اور انہوں نے یہ نشانی بتائی۔ عجیب بات تھی۔ سب کی نشانیاں ایک دوسرے سے مختلف تھیں کسی کی نشانی تھی کہ غار کا دہانہ کانٹے دار جھاڑیوں سے پٹا پڑا ہے۔ کسی کو یہ دکھایا گیا کہ غار کے تین فٹ کے فاصلے پر چھ فٹ لمبا سفید پتھر ہے۔ کسی نے دیکھا کہ غار کا رخ شمال کی جانب ہے۔ ایک نے دیکھا کہ وہ جس پہاڑ پر اس وقت موجود ہیں۔ یہاں سے وہ غار دکھائی دے رہا ہے۔ گلبدن نے دیکھا کہ رحمٰن بابا نے اس کی پیشانی کو بڑی شفقت کے ساتھ چوما اور فرمایا۔ ''بیٹی کثرت کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھو۔'' عاقب نے دیکھا کہ وہ غار کے دہانے پر کھڑا ہے۔ اس کے برابر میں گلبدن ہے اور پیچھے باقی لوگ ہیں۔ وہ لاشعوری حالت میں ہے۔ اس کے قلب سے روشنی کا دھارا نکل کر غار کے اندر جا رہا ہے۔ اس روشنی سے پورے کا پورا غار روشن ہو گیا۔ روشنی دھارے کی صورت میں سیدھی غار کے درمیان سوئے ہوئے پانچ نوجوانوں پر پڑی۔ جس سے سب کی آنکھیں کھل گئیں۔ جاگتے ہی ان کے منہ سے نکلا۔ اللہ اکبر اور وہ سب اُٹھ کر بیٹھ گئے۔

مراقبہ سے فارغ ہو کر سب کو یقین ہو گیا کہ اب جلد ہی غار کا سراغ مل جائے گا۔ رات کے اندھیرے میں تو کچھ دکھائی دینا محال تھا۔ صبح کے انتظار میں سارے ہی پڑ کر سو گئے۔ چڑیوں کے چوچوں نے سب کو جگا دیا۔ صبح نماز کی ادائیگی کے بعد ناشتے سے فارغ ہو کر ٹینٹ کھول کر لپیٹ کے سارا سامان پیک کرکے پھر نئے عزم کے ساتھ سب کے سب سفر کے لئے تیار ہو گئے۔

www.ksars.org

گلبدن نے کہا۔ ''میرا دل کہہ رہا ہے آج ہمیں ضرور کامیابی ہوگی۔''۔ ''ان شاءاللہ
''سب نے اس کے خیال کی تائید کی۔

جس شخص نے مراقبہ میں دیکھا تھا کہ اس جگہ سے وہ غار دکھائی دے رہا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ ''عاقب بھائی! میں نے دیکھا تھا کہ رحمٰن بابا نے فرمایا کہ بچے اس پہاڑ سے غار تمہارے سامنے ہے۔''

دوسرا شخص یہ سن کر بولا۔ ''عاقب بھائی غار شمال کی جانب ہے۔'' سب لوگ شمال جانب منہ کرکے کھڑے ہوگئے۔ یہ پہاڑی سلسلہ چھوٹے بڑے نشیب و فراز کے ساتھ بہت دور تک پھیلا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے بعد شمال رخ میں ایک دوسرا پہاڑ دکھائی دیا۔ جو بہت اونچا تھا۔ اسے دیکھتے ہی عاقب کہنے لگا۔

ہمیں اس پہاڑ تک جانا ہے تقریباً تین گھنٹے چلنے کے بعد یہ لوگ اس پہاڑ کے دامن میں پہنچے۔ سارا وقت گلبدن رحمٰن بابا کی بتائی ہوئی آیت پڑھتی رہی۔ پہاڑ کے دامن میں پہنچتے ہی وہ غار کی نشانیاں تلاش کرنے لگے۔ چھ فٹ لمبا سفید پتھر اور خاردار جھاڑیاں تلاش کرنے میں انہیں توقع سے زیادہ وقت لگ گیا۔ چلتے چلتے اچانک گلبدن کی نظر پہاڑ کی اونچائی پر بڑی سی چٹان کے پیچھے چمکتے ہوئے سفید پتھر پر پڑی۔ وہ خوشی سے چلا اُٹھی۔

''وہ دیکھیں وہ سفید پتھر دھوپ میں کیسا چمک رہا ہے۔''

www.ksars.org

چٹان کے پیچھے سفید چکنے پتھر کا ایک کونہ دکھائی دیا۔ایک آدمی تقریباً دوڑتا ہوا اس تک پہنچا اور پھر وہاں سے سب کو ہاتھ کے اشارے سے آنے کی دعوت دی۔ یہ پتھر پہاڑ کی پتھریلی زمین میں خوب مضبوطی کے ساتھ گڑا ہوا تھا۔عاقب کہنے لگا۔

''یہ پتھر ان پہاڑیوں کا نہیں ہے یقیناً یہ ان ابدال صاحب جنہوں نے ان نوجوانوں کو سلایا تھا۔ انہوں نے نشانی کے لئے لگایا ہو گا۔''

تقریباً چھ فٹ لمبا یہ پتھر ایک ستون کی طرح زمین پر گڑا ہوا تھا۔اس پتھر کے پیچھے تقریباً آدھے میل تک بڑے بڑے کانٹوں والی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ جو اس بڑے پہاڑ کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوئی تھیں۔ بستی کے آدمیوں کے پاس جھاڑیاں کٹنے والی درانتیاں تھیں۔ سارے آدمی اس کام پر لگ گئے۔ جھاڑیاں بہت سخت اور گھنی تھیں۔ان کے اندر سانپ بھی چھپے ہوئے تھے۔ لہذا زمین کو جھاڑیوں کے ساتھ ساتھ سانپوں سے بھی صاف کرنا پڑ رہا تھا۔ابھی تھوڑا سا ہی حصہ صاف کیا تھا کہ شام ہو گئی۔ ابھی رات گزارنے کے لئے ٹینٹ بھی لگانا تھا۔سب تھکے ہوئے تھے۔ بھوک بھی لگی ہوئی تھی۔ان جھاڑیوں سے دور صاف جگہ پر ٹینٹ لگایا گیا اور کھانے سے فارغ ہو کر سارے لیٹ گئے تاکہ اگلے دن کے لئے تازہ دم ہو سکیں۔ سب کا خیال تھا کہ جھاڑیاں صاف کرتے کرتے کل کا سارا دن بھی لگ جائے گا۔سب کے اندر قدرت کی اس عظیم نشانی دیکھنے کا اشتیاق تھا۔اپنے اپنے دل میں دعا کرتے کرتے جلد ہی سب نیند کی آغوش میں پہنچ گئے۔

عاقب نے خواب میں دیکھا کہ ''وہ جھاڑیاں صاف کر رہا ہے اور جھاڑیاں کاٹتا ہوا اونچے پہاڑ کے بالکل پاس پہنچ جاتا ہے۔اتنے میں خضر بابا سامنے آجاتے ہیں۔ان کے ہاتھ میں خوب روشن قندیل ہے۔

www.ksars.org

اس قندیل کی روشنی پہاڑ کے دامن میں ایک مرکز پر پڑ رہی ہے۔اس جگہ جھاڑیاں پہاڑ کے اندر تک اُگی ہوئی ہیں۔ جیسے ہی خضر بابا ہاتھ میں لئے اس مقام کی جانب بڑھتے ہیں۔ جھاڑیاں خود بخود کٹ کٹ کر دو طرفہ گرتی جاتی ہیں اور درمیان سے راستہ بنتا جاتا ہے۔ خضر بابا قندیل لئے آہستہ اہستہ اس راستے سے پہاڑ کے اندر داخل ہوتے ہیں۔ آپ کے پیچھے پیچھے عاقب بھی چلتا ہوا غار کے اندر داخل ہوتا ہے۔ خضر بابا غار کے ایک چیمبر سے دوسرے چیمبر میں پہنچتے ہیں۔ یہ چیمبر بہت ہی وسیع ہے۔ خضر بابا اس کا پورا راؤنڈ کرتے ہیں۔عاقب مستقل ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہتا ہے۔غار بالکل خالی ہے۔اچانک چلتے چلتے خضر بابا ایک دم سے ٹھہر جاتے ہیں اور پیچھے مڑ کر عاقب کی جانب رخ کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تحکمانہ لہجے میں فرماتے ہیں۔"قندیل جلا"ان الفاظ کے ساتھ ہی خضر بابا نہایت لطیف روشنیوں کے ہیولے کی صورت میں قندیل سمیت عاقب کے اندر اتر جاتے ہیں۔اب عاقب دیکھتا ہے کہ اس کی حیثیت صرف بیرونی جسم کی کھال ہے۔اس کھال کے اندر جسم خضر بابا کی روشنیوں کا ہیولا ہے۔اب وہ دیکھتا ہے کہ اس نے قندیل پکڑی ہوئی ہے۔ ساتھ ہی اسے خیال آتا ہے خضر بابا نے قندیل پکڑی ہوئی ہے۔ وہ تمکنت کے ساتھ چلتا ہوا غار کے مرکز کی جانب بڑھتا ہے۔ قندیل کی روشنی مرکز پر ٹھہر جاتی ہے۔اس روشنی میں پانچ جوان گہری نیند سوئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔عاقب کے ہونٹوں سے خضر بابا کی آواز نکلتی ہے۔"قُم باذن اللہ" تین مرتبہ وہ یہی الفاظ کہتا ہے اور تیسری مرتبہ اس کے قلب سے قندیل کی روشنی کا بہت تیز اور نہایت روشن جھماکہ ہوتا ہے اور یہ جھماکہ آسمانی بجلی کی طرح سے ان سونے والوں کے اوپر گرتا ہے۔ اسی وقت وہ پانچوں زور سے اللہ اکبر پڑھتے ہوئے اُٹھ بیٹھتے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر وہ جاگا تو پردے کے پیچھے گلبدن کی نہایت دھیمی آواز اس کے کان میں آئی۔ وہ نماز میں اپنے رب سے دعا کر رہی تھی۔

"اے بارِ الٰہا میرے عاقب سے جو کام لینا مقصود ہے اس کام میں اسے آسانی عطا فرما۔"

www.ksars.org

عاقب بھی فوراً اُٹھ کر بیٹھ گیا اور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے اسے یوں لگا جیسے گلبدن کی صورت میں اس کی روح پردے کے پیچھے بیٹھی ہے۔اس نے آہستہ سے اس کا شکریہ ادا کیا۔ نیا دن نئے ولولے لے کر طلوع ہوا۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر سب نے ستو کھایا اور جھاڑیاں کاٹنے میں مصروف ہو گئے۔ شام تک تمام جھاڑیاں صاف ہو چکی تھیں۔اب پہاڑ کا یہ حصہ بالکل صاف تھا۔سوائے

ایک مقام کے جہاں جھاڑیاں پہاڑ کے اندر تک اُگی ہوئی تھیں۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ کسی غار کا دہانہ ہے۔عاقب کو خواب کا سین یاد آگیا۔وہ خوشی سے چیخ پڑا۔

”بالکل یہی جگہ تو میں نے رات خواب میں دیکھی ہے۔یہی وہ غار ہے ہمیں ان جھاڑیاں کو کاٹنا ہو گا۔“

عاقب کے اشتیاق نے سب کے جوش و ولوے کو بھڑکا دیا۔کام کی اسپیڈ دگنی ہو گئی۔غار کا دہانہ سرنگ نما تھا جو جھاڑیوں سے پٹا پڑا تھا۔ جھاڑیاں کٹتی جاتی تھیں اور سرنگ صاف ہوتی جاتی تھی۔کافی دیر کام کرنے کے بعد بھی راستہ پوری طرح صاف نہ ہوا اور ہر سو اندھیرا چھانے لگا۔آج اتنا کام کرنے کے باوجود بھی سب کے اندر خوشی و جوش تھا۔کسی کو تھکن کا خیال بھی نہ آیا۔رات گئے تک غار والوں کی باتیں ہوتی رہیں۔ صبح کیا ہونے والا ہے کسی کو معلوم نہ تھا۔ مگر سب کا یہی خیال تھا کہ کل غار کے دہانے کی تمام جھاڑیاں کاٹ دی جائیں گی۔ صبح سویرے ہی سب اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ڈیڑھ دو گھنٹے کے اندر ہی غار کا دہانہ پوری طرح صاف ہو گیا۔عاقب کے کہنے پر سب نے پہلے دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑھی۔ پھر گلبدن نے سامان میں سے ایک قندیل نکالی۔ جو اسی نیت سے لائی گئی تھی کہ غار میں داخل ہونے سے پہلے خضر بابا کے حکم کی تعمیل میں روشن کی جائے۔عاقب نے اللہ کا نام لے کر قندیل روشن کی اور خضر بابا اور رحمٰن بابا

www.ksars.org

سے آنے والے لمحات میں کامیابی کی دعا کی اور قندیل تھامے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ سب لوگ غار کے اندر داخل ہو گئے۔ غار اندر سے بہت وسیع تھا اور خواب میں نشاندہی کی گئی صورت کے مطابق غار کے اندر اور چیمبر دکھائی دیئے۔ ذکر کرتے ہوئے یہ سب ایک چیمبر سے دوسرے چیمبر میں پہنچے دوسرے چیمبر کے بیچوں بیچ زمین پر کچھ دکھائی دیا۔ اندھیرے کی وجہ سے صاف نظر نہ آیا۔ مگر اسے دیکھتے ہی سب کے دل دھڑک اُٹھے۔ عاقب قندیل لئے آہستا آہستہ آگے بڑھا۔ اس کے پیچھے گلبدن اور دوسرے لوگ تھے۔ عاقب لاشعوری غلبے کے تحت نپے تلے قدموں سے غار کے وسط میں بڑھنے لگا اللہ ھو کی صدائیں غار کی دیواروں سے ٹکرا کے ایک عجیب منظر پیش کر رہی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے در و دیوار اللہ ھو کا ذکر سب کے ساتھ مل کر کر رہے ہیں اس روح پرور ذکر نے سب کے دلوں کو مسحور کر دیا۔ سب کا دھیان مکمل طور پر قدرت کے اس عجوبہ پر لگا تھا۔ حقیقت الحقائق کا اہم ترین لمحہ۔ جس لمحے میں اللہ اپنی قدرت و عظمت کا مظاہرہ کرنے والا تھا۔ وسط میں پہنچ کر عاقب کے قدم رک گئے۔ قندیل کی روشنی پوری طرح غار کے مرکز کو روشن کر رہی تھی۔ سب کی نظریں زمین پر پڑیں۔ جو کچھ ان کی آنکھوں نے دیکھا۔ دل نے صداقت دی اور زبانوں نے کلمہ شہادت بلند کیا۔ سب نے دیکھا کہ غار کے بیچوں بیچ چادر اوڑھے ہوئے پانچ نوجوان گہری نیند سو رہے ہیں۔ چادر کا رنگ زمانے کی گرد سے میلا ہو چکا تھا۔ مگر ان کے چہرے پوری طرح کھلے ہوئے تھے۔ جیسے ابھی ابھی سوئے ہوں۔ چند لمحے روح کی گہرائیوں کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد عاقب نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو خاموش ہونے کا حکم دیا۔ غار میں ایک سناٹا چھا گیا۔ عاقب نے قندیل گلبدن کے ہاتھ میں دی۔ اور خود دونوں ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ تمام لوگ اس کی تقلید میں سونے والوں کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے۔ عاقب نے رحمٰن بابا کو اور خضر بابا کو دل ہی دل میں پکارا۔ اس نے دیکھا۔ رحمٰن بابا سامنے کھڑے اسے غور سے دیکھ رہے ہیں۔ جبکہ خضر بابا اس کے قریب آہستہ

www.ksars.org

آہستہ چلتے ہوئے بالکل سامنے آ گئے اور خضر بابا کا روشن ہیولا عاقب کے بدن میں سما گیا۔اس نے آنکھیں کھول دیں اور بآوازِ بلند پکارا۔ ''قم باذن اللہ'' یہ عاقب کی آواز نہیں تھی۔ سب نے سنا ان کے دل اندر ہی اندر کہنے لگے۔ یہ عاقب کی آواز نہیں ہے۔ یقیناً یہ خضر بابا کی آواز ہے اس آواز میں امرِ ربی کا جلال تھا۔ روح کی بھرپور قوت تھی۔ قدرتِ خداوندی کا جبر و دبدبہ تھا۔ روح کی قندیل کے نور نے عاقب کے چہرے کو نورانی بنا دیا۔اس کے نور میں دمکتے ہوئے ہونٹ پھر دوبارہ ہلے۔ ''قم باذن اللہ'' روح کا تحکمانہ انداز خضر بابا کی آواز میں پہلے سے زیادہ اثر تھا۔ غار والے اب بھی مست سو رہے تھے۔ تیسری مرتبہ امرِ ربی کا جلال روح کے عالمِ جبروت کی بلندیوں کو چھونے لگا۔ ''قم باذن اللہ'' کی گہری اور لمبی تان کے ساتھ ہی عاقب کی آنکھوں سے نور کی دو فلیش نما دھاریں نکل کر پانچوں نوجوانوں کے اندر سما گئیں۔ یوں لگا۔ جیسے بجلی چمک گئی۔ پانچوں نوجوانوں نے آنکھیں کھول دیں۔ گلبدن سمیت تمام ساتھیوں کے ضبط و صبر کا پیمانہ چھلک پڑا۔ سب دھاڑیں مار مار کے رب کے حضور گڑ گڑا کر رو رہے تھے۔ سب کی زبانوں پر اللہ کے سوا اور کوئی نام نہ تھا۔ایک لمحے کو پانچوں نوجوان حیرانی سے سب کو تکتے رہے۔ پھر گھبرا کے اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ان کی آنکھوں کی حیرت کہہ رہی تھی۔

''ہے ہے ہماری کمبختی۔ ہمیں گہری نیند سے کس نے جگا دیا۔''

عاقب نے انہیں دیکھا اور سلام کیا اور ان کی حیرت مٹانے کے لئے بولا۔ ''دوستو! یہ رحمٰن کا وعدہ ہے۔ وہی سوتوں کو جگانے والا ہے۔'' پانچوں نوجوانوں کے لب ہلے اور اللہ اکبر کی دھیمی سی آواز سب کے کانوں میں رس گھول گئی۔ عاقب کی آنکھیں تشکر کے آنسو بہانے لگیں۔ وہ بے ساختہ اپنے رب کے قدموں میں جھک گیا۔ اور سب ساتھی اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جھک گئے۔ صدیوں کی نیند سے

www.ksars.org

جاگے ہوئے نوجوانوں کے حواس ابھی پوری طرح بحال نہیں ہوئے تھے۔ وہ حیران پریشان اپنے ارد گرد کھڑے لوگوں کو گڑگڑاتے اور سجدہ کرتے ٹک ٹک دیکھ رہے تھے اور دل میں سوچ رہے تھے کہ اب تک وہ جس حالت میں تھے وہ حالت خواب کی تھی یا یہ حالت خواب کی ہے۔ انہیں حواس کی تبدیلی کا احساس تو تھا۔ مگر ان کے لئے احساس میں معنی پہنانا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ ابھی تک حالتِ غنود سے نکل کر پوری طرح بیداری میں داخل نہیں ہو پائے تھے۔ اِدھر سب لوگ سجدے میں رو رو کر اپنے اور دنیا والوں کی سلامتی کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ سب کے دریائے احساسات اور جذبات پر بندھے بند ٹوٹ چکے تھے۔ احساس کی طغیانی ان کے دلوں کو دنیا سے دور بہائے لئے جا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد عاقب نے سجدے سے سر اُٹھایا۔ ایک لمبا اور گہرا سانس لیا۔ اس کے اندر ٹھہراؤ آنے لگا۔ اس نے اپنے آنسو پونچھے اور پاس ہی جھکی ہوئی گلبدن کی پشت پر ہاتھ رکھ کر اسے اُٹھنے کا اشارہ کیا۔ سب نے باری باری سجدے سے سر اُٹھایا اور غار والوں کی جانب متوجہ ہو گئے۔ عاقب انہیں حیرت میں ڈوبے دیکھ کر مسکرا کے پوچھا۔

”آپ کو پتہ ہے کہ آپ کتنی دیر سوئے؟“

ایک نوجوان بولا۔ ”میرے خیال میں ہم کافی دیر سوئے۔ بارہ چودہ گھنٹے تو ضرور سوئے ہوں گے۔ مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے۔ کیونکہ مجھے یاد ہے۔ ہم پانچوں دوست اس پہاڑ پر بیٹھے سورج غروب ہونے کا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ جیسے ہی سورج غروب ہوا ہم نے وہیں پہاڑ پر نماز پڑھی۔ ابھی نماز پڑھ کر ہٹے بھی نہ تھے کہ ایک آواز نے ہمیں متوجہ کر لیا۔ سلام کی آواز پر ہم نے دیکھا کہ ایک باریش بزرگ نورِ شفقت کا مجسم کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ ان کی آنکھوں میں روشنی و چمک تھی۔ ہم سب نے انہیں ادب سے سلام کیا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔“

www.ksars.org

پھر وہ نوجوان پُراشتیاق لہجے میں بولا۔۔"''جناب کیا آپ نے ان بزرگ کو دیکھا ہے؟''

عاقب نے اس کے سوال کے جواب میں سوال کیا۔''ان بزرگ نے تم سے کیا کہا؟''

''جناب وہ بزرگ ضرور کوئی بہت بڑے ابدال تھے۔ وہ کوئی عام بزرگ نہیں تھے۔''انہوں نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔''میرا نام تو ابوالمغیث بن رزاق ہے۔ میں اللہ پاک کا ادنیٰ غلام ہوں۔اللہ تعالیٰ نے میرے ذمہ کچھ کام لگائے ہیں۔اس کام میں تم لوگ بھی شامل ہو۔ کیا تم اللہ کی رضا میں راضی ہو؟'' ان بزرگ نے ہم سب کی آنکھوں میں بیک نظر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ان کی آواز ہمیں ہمارے دلوں میں اُترتی محسوس ہوئی۔ ہم سب نے بیک آواز جواب دیا۔ حضرت ہم اللہ کی رضا میں ہر طرح سے راضی ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔''ٹھیک ہے پھر ان بزرگ نے چند لمحے آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھا اور منہ ہی منہ میں کچھ کہنے لگے۔ جیسے کسی غیبی ہستی سے بات کر رہے ہیں۔ پھر ہمیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔اس وقت ہم سب کی حالت ایسی تھی جیسے ہماری عقل سلب کر لی گئی ہے۔ ذہن تمام خیالات سے خالی تھا۔ ہماری عقلیں حضرت صاحب کے تابع فرمان تھیں۔ ہم ان کے پیچھے چلتے ہوئے اس غار کے اندر آئے۔ انہوں نے اپنے کندھے سے چادر اتاری اور زمین پر بچھادی۔ پھر فرمایا اس پر لیٹ جاؤ۔ ہم سب لیٹ گئے۔ پھر انہوں نے ایک دوسری چادر ہمارے اوپر اوڑھادی۔اور ہماری آنکھوں میں کچھ دیر ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتے رہے۔ پھر فرمایا۔''اب تم سو جاؤ۔ جب تم جاگو گے تو حکم الٰہی کی تعمیل کا وقت ہو گا۔''ان کی آنکھوں کا نور بجلی بن کر ہماری آنکھوں میں جذب ہو گیا اور ہم فوراً ہی سو گئے۔ بس اب آپ کے جگانے پر جاگے ہیں۔''وہ نوجوان پھر بڑی عقیدت کے ساتھ پوچھنے لگا۔''جناب آپ کی ہم پر بڑی نوازش ہو گی۔ اگر آپ نے ان بزرگ کو دیکھا ہو یا ان کے نام سے واقف ہوں۔ تو ہمیں ضرور ان کا پتہ

www.ksars.org

بتادیں۔ ویسے ہم خود بھی انہیں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ انہوں نے جس کام کی نشاندہی کی تھی وہ ہمیں معلوم ہو جائے۔''

عاقب نے اس نوجوان کے کندھے کو دوستانہ انداز میں تھپتھپاتے ہوئے کہا۔''دوست ہم ان بزرگ سے تھوڑے بہت ضرور واقف ہیں۔ یہ باتیں تواب ہوتی رہیں گی پہلے ہم ایک دوسرے کے ناموں کو تو جان لیں۔ میرا نام عاقب ہے۔ یہ میری منگیتر گلبدن ہے۔'' عاقب نے گلبدن کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔''باقی یہ سب میرے ساتھی ہیں۔'' پھر سب ساتھیوں نے اپنے اپنے نام بتائے۔ اس کے بعد ان نوجوانوں نے اپنے اپنے نام بتائے۔ پہلے والا جوان بولا۔''میرا نام مقسطین ہے''میرے دوسرے ساتھیوں کے نام جذبیر، اتابک، مرزوق اور ثقلین ہیں۔''

عاقب کے کانوں میں رحمٰن بابا کی آواز گونج اُٹھی رخصت ہوتے وقت انہوں نے ان نوجوانوں کے یہی نام بتائے تھے۔ اس کا دل رحمٰن بابا کی یاد سے بھر گیا۔ اسی وقت اتابک کی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔''جناب عاقب صاحب ہم کو تواب بھوک لگ رہی ہے۔ اب باہر چل کر کچھ کھانا تلاش کرتے ہیں۔''

عاقب خوش دلی سے بولا۔''ارے بھائی! اب آپ جناب نہیں ہم سب ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ ہے نا ثقلین بھائی۔'' وہ مسکرا کے کھڑا ہو گیا۔ پھر سب ہی کھڑے ہو گئے۔ گلبدن بولی۔'' ہمارے پاس کھانا ہے۔ غار سے باہر ہمارے پڑاؤ کی جگہ ہے۔ وہیں چلتے ہیں۔''

چلتے ہوئے عاقب سوچ رہا تھا نہ جانے اتنے عرصے بعد باہر کی فضا ان لوگوں کو کیسی لگے گی۔ باہر روشنی میں آکر سب جوانوں نے گہرے سانس لئے ان کے چہروں پر خوشی اور تازگی کے آثار تھے۔ گلبدن

www.ksars.org

سوچنے لگی۔ جب انہیں یہ پتہ چلے گا کہ یہ پانچ سو سال بعد غار سے باہر نکلے ہیں۔ تو انہیں کیسا لگے گا۔ عاقب اور ساتھیوں کا سامان زیادہ دور نہ تھا۔ ستو اور شہد سے سب کی تواضع کی گئی۔ پہاڑ کی کھلی ہوا اور سورج کی خوشگوار حرارت اپنا اثر دکھانے لگی۔ مرزوق کو کچھ یاد آیا۔ کہنے لگا۔ ''دوستو! ہمیں شام سے پہلے پہلے یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔'' پھر وہ عاقب کی طرف متوجہ ہوا۔

''ہمارے خچر تو اس پہاڑی کے دامن میں چھوڑ گئے تھے۔ آپ کی سواریاں کہاں ہیں؟''

عاقب ذرا توقف کے بعد بولا۔ ''ہماری سواری بھی پہاڑ کے دامن میں کھڑی ہے۔''

عاقب کے ساتھیوں نے جلدی جلدی سامان سمیٹا اور جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ گلبدن کو کچھ خیال آیا۔ کہنے لگی۔ ''ہم سب نے اب پہاڑ سے نیچے ہی اترنا ہے۔ کیوں نہ ہم ان جوانوں کی رہنمائی حاصل کریں۔ جس راستے سے یہ لوگ اوپر آئے تھے اسی راستے سے ہم سب نیچے چلیں۔''

عاقب اور اس کے ساتھی ایک ساتھ بول اُٹھے۔ ''ہاں یہ تو بہت ہی اچھا آئیڈیا ہے۔ ہم تو ویسے بھی گھومتے گھامتے یہاں پہنچے ہیں۔ نیچے اترنے کا راستہ تلاش کرتے کرتے شام ہو جائے گی۔''

جذبیر نے کہا۔ ''ہم تو ان پہاڑوں کی رگ رگ سے واقف ہیں۔ اس کے دامن میں ہی تو ہماری بستی ہے۔ ہمیں رات تک اپنے گھروں کو پہنچ جانا چاہیئے۔ ورنہ ہمارے والدین پریشان ہوں گے۔'' سب مل کر جوانوں کی رہنمائی میں چل پڑے۔ چلتے چلتے وہ کئی جگہ رک کر کھڑے ہو جاتے اور ذہن پر زور دیتے جب کچھ یاد نہ آتا تو کہہ اُٹھتے ''ارے یہ جھاڑی تو یہاں نہیں تھی۔ یہ یہاں گڑھا کیسے ہو گیا۔ راستہ تو وہی ہے۔ ہم تو ہر ہفتے اسی راستے سے پہاڑ پر آتے ہیں۔''

www.ksars.org

گلبدن بولی۔ ''ہو سکتا ہے اب کے سے آپ کو بہت دن ہو گئے ہوں اس پہاڑ پر''

اتابک فوراً بولا ''مگر ہم کل ہی تو یہاں آئے تھے۔''

گلبدن فوراً بولی۔ ''کل پانچ سو سال لمبا بھی تو ہو سکتا ہے۔''

وہ پانچوں کھلکھلا کے ہنس پڑے۔ اتابک بولا۔ ''آپا آپ باتیں مزے کی کرتی ہیں۔''

عاقب ہنس کے بولا۔ ''مزے کی نہیں پتے کی کرتی ہیں۔'' اور سب ہنس پڑے۔ اسی طرح ہنستے ہنساتے سفر طے ہو گیا۔ عاقب سوچ رہا تھا۔ پہاڑ کے دامن میں تو دور دور تک کوئی بستی نہیں ہے۔ نہ جانے اپنے گھر نہ دیکھ کر ان کی کیا حالت ہو گی۔ وہ دل ہی دل میں ان جوانوں کے لئے دعائیں کرنے لگا۔ نیچے اترے تو مقسطین اور اس کے سارے ساتھی حیران پریشان اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔

''ارے ہم کہاں آ گئے۔ ہماری بستی کہاں چلی گئی۔''

وہ گھبرا کے کبھی پہاڑ کے اوپر دیکھتے کبھی اس کے دامن میں کھڑے دور دور تک نگاہیں دوڑاتے۔ پھر ایک دوسرے سے پوچھتے۔ ''یہی تو وہ پہاڑ ہے جہاں سے ہم ہمیشہ آتے جاتے ہیں۔ یہی ہے نا۔'' سب ایک دوسرے کی تائید کرنے لگے۔ '' پھر ہماری بستی کہاں گئی ہم کہاں آ گئے۔ کچھ فاصلے پر عاقب کی بڑی جیپ کھڑی تھی۔ مرزوق کی چیخ نما آواز گلے میں پھنستی ہوئی نکلی۔ ''یہ کیا ہے؟'' باقی چاروں بھی گھبرا کے مرزوق کے اشارے پر جیپ کی طرف دیکھنے لگے۔ ان کی آنکھوں سے خوف جھلکنے لگا اور چہرے زرد پڑ گئے۔

www.ksars.org

مقسطین عاقب کی طرف دیکھ کر بے یقینی کے ساتھ کہنے لگا۔ ''کہیں ہم مر تو نہیں گئے۔ یہ کون سا عالم ہے۔'' عاقب ان کے حیرت زدہ چہروں کو دیکھتے ہوئے مسکرا کے کہا۔ ''دوستو! اتنا پریشان نہ ہو۔ ابھی تم اسی دنیا میں ہو۔ جہاں تم پیدا ہوئے تھے۔ صرف بات اتنی ہے کہ ابدال حضرت ابو المغیث بن رزاق نے اللہ کے حکم سے تم لوگوں کو پانچ سو سال تک کے لئے سلا دیا تھا اور اب تم پانچ سو سال کے بعد جاگے ہو۔ اللہ تعالیٰ تم سے کچھ خصوصی کام لینا چاہتے ہیں۔ دوستو! گزشتہ پانچ سو سال میں دنیا کہاں سے کہاں جا چکی ہے۔ ہم پر بھروسہ رکھو ہم سب تمہارے دوست ہیں۔ اللہ قادر مطلق ہے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ آپ اب ہمارے ساتھ رہیں۔ آہستہ اہستہ ہم آپ کو اس دور سے متعارف کر دیں گے۔ آپ اپنے ذہنوں کو سوالوں میں زیادہ اُلجھائیں نہیں۔ بس اپنی آنکھیں کھلی رکھیں۔ بہت جلد آپ اس ماحول سے مانوس ہو جائیں گے۔''

عاقب جیپ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہنے لگا۔ ''آج کل خچروں کی جگہ یہ سواریاں چلتی ہیں۔ یہ انسان کی ایجاد ہے اور خچروں سے زیادہ تیز رفتار ہے۔ آیئے اب چلتے ہیں۔ سفر لمبا ہے مگر مجھے یقین ہے کہ آپ لوگوں کے لئے یہ ایک دلچسپ تجربہ ہو گا۔ ہم ڈیرہ دون جا رہے ہیں۔''

واپسی کے سفر میں انہیں کچھ زیادہ دن نہیں لگے۔ سب کو گھر پہنچنے کی جلدی تھی۔ غار والوں کے لئے شہر کی ہر چیز نئی تھی۔ جب بھی شہر میں وہ اترتے وہاں بازاروں کی سیر کرتے۔ اس سیر میں عاقب اور اس کے تمام ساتھی ان جوانوں کے لئے گائیڈ کا کردار ادا کر رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے زمانے کے دو دور ایک وقت میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ گزشتہ دور کی معلومات موجودہ دور میں اور موجودہ دور کی معلومات پانچ سو سال قبل کے دور میں داخل ہو رہی ہیں۔

www.ksars.org

عاقب سوچنے لگا۔ ''زمانہ تو ہمارے اندر سے گزر رہا ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ زمانے کا تعلق باہر سے ہے۔ اگر اطلاعات

شعور و عقل میں داخل نہ ہوں تو ہم کسی چیز کو کیسے جان سکتے ہیں۔ جاننے پہچاننے اور محسوس کرنے کا سارا عمل اطلاعات و معلومات کا عقل کے اندر داخل ہونے اور عقل و شعور سے گزرنے کا عمل ہے۔ شعور ہی ایک سطح پر راستہ ہے تو دوسری سطح پر مسافر ہے۔'' وہ سوچنے لگا۔ ''انسان اللہ تعالیٰ کی کیسی عجیب و غریب تخلیق ہے۔ جس کو خود اپنے اندر رونما ہونے والی تحریکات کو سمجھنے میں عمریں گزر جاتی ہیں۔ اسے رحمٰن بابا کی بات یاد آ گئی وہ کہا کرتے تھے۔ ''بیٹا عاقب! انسان کا وجود ایک موتی ہے۔ موتی کے اندر کا سوراخ انسان کی عقل ہے۔ جو خلاء ہے اس خلا سے اللہ تعالیٰ کے علم کی روشنی گزر رہی ہے۔ جیسے موتی کے سوراخ سے دھاگہ گزرتا ہے۔ خلاء سے گزرنے والی علم کی روشنیوں کا ادراک انسان ہے۔ ادراک جب اپنے وجود کے نقطے میں سمٹتا ہے تو فرد کی آنکھ بن جاتا ہے اور جب اپنے وجود سے پھیلتا ہے۔ تو روح کی نظر بن جاتی ہے۔ جو ساری کائنات کو دیکھتی ہے۔'' اس نے اندر ہی رحمٰن بابا کو پکارا۔ ''رحمٰن بابا! ہر وقت مجھے اپنی نگاہ میں رکھنا تاکہ آپ کی نظر کی روشنی سے میری نظر کی روشنی کو تقویت ملے۔ میں بھی آپ کی طرح ساری کائنات میں دیکھ سکوں۔'' آٹھ دن بعد وہ ڈیرہ دون پہنچ گئے۔

☆☆☆

www.ksars.org

(سولھویں قسط)

ڈیرہ دون پہنچتے ہی صفدر نے گلبدن کے ابا کو خبر بھجوائی کہ عاقب اور گلبدن جس کام کے لئے گئے تھے اس کام سے فارغ ہو کر کامیابی کے ساتھ واپس لوٹے ہیں۔ دوسرے دن شام تک قدرت اللہ بستی کے چند آدمیوں کے ساتھ آ گئے۔ رات کو سب لوگ غار والے جوانوں کو گھیر کر بیٹھ گئے۔ ان جوانوں کے ساتھ ساتھ سننے والے بھی کچھ کم حیرت زدہ نہ تھے۔ ایک مدت بعد دوبارہ دنیا میں آنا قدرت کی نشانیوں میں سے تھا۔ قدرت اللہ سر ہلا ہلا کر بار بار کہنے لگا۔ ’’صفدر بھائی! آج تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ قدرت ہمیں بھی اسی طرح قیامت میں قبروں سے اُٹھا کر کھڑا کر دے گی۔ اللہ کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔‘‘

عاقب نے کہا۔ ’’بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کی ان مہربانیوں کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہیں جو اللہ نے ہم پر کی ہیں۔ رحمٰن بابا ہمارے منتظر ہوں گے۔ اب ہم ایک دو دنوں میں ہی رحمٰن بابا کے پاس جانا چاہیئں گے۔‘‘

شاہدہ بیگم کہنے لگیں۔ ’’عاقب بھائی! اب تو ہم بھی رحمٰن بابا کے درشن کرنا چاہتے ہیں۔‘‘

صفدر نے کہا۔ ’’ہم تو اب پوری برات کے ساتھ ہی جائیں گے۔ ان شاءاللہ۔‘‘

قدر اللہ بھی کہنے لگے۔ ’’ہمیں چار پانچ دن کی مہلت دیں تاکہ ہم جانے کی تیاری کر لیں۔ آپ جب تک یہاں ان جوانوں کو شہر کی سیر کرائیں۔ ہم صبح واپس بستی میں جا کر گلبدن کے بیاہ کی خوشخبری دیتے ہیں۔ گلبدن صرف میری ہی نہیں ساری بستی کی بیٹی اور بہن ہے۔‘‘

www.ksars.org

صبح سویرے قدرت اللہ اپنی بیٹی گلبدن کو گھر لے گئے۔ اللہ پاک نے انہیں زندگی کی سب سے بڑی خوشی دیکھنے کا موقع فراہم کیا تھا۔ ان کے پاؤں زمین پر ٹکتے نہ تھے۔ جاتے وقت انہوں نے خوب بھینچ بھینچ کر عاقب کو سینے سے لگایا اور پانچویں دن یہاں آنے کا وعدہ کر کے رخصت ہوئے۔ رخصت ہوتے وقت گلبدن حیا کے رنگوں میں ڈوبی ہوئی حسن کی دیوی لگ رہی تھی۔ جیسے نیلے رنگ آسمانوں سے قوس و قزح کی کمان پر چلتے ہوئے دھنک کے رنگوں میں رنگی ہوئی کوہ قاف کی پری۔ عاقب کی نگاہیں اس کے چہرے پر جیسے اٹک کر رہ گئیں۔

پانچویں دن سردار قدرت اللہ اپنی بیٹی اور چند دوستوں کے ساتھ صفدر کے یہاں آ گئے۔ دوسرے دن عاقب اُن پانچوں جوانوں کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے۔ بستی کے سردار قدرت اللہ اس کی بیٹی گلبدن اور چار بزرگ تھے۔ تمام لوگوں کو جہاں عاقب اور گلبدن کی شادی کی خوشی تھی وہاں رحمٰن بابا سے ملنے کا اشتیاق بھی تھا۔ قدرت اللہ نے صفدر سے بھی چلنے کو کہا تو وہ افسوس کرتے ہوئے بولے۔

"کیا کروں زندگی میں پہلی مرتبہ باپ بننے کا رہا ہوں۔ بیگم کو نہ ساتھ لے کر جا سکتا ہوں نہ چھوڑ کر جا سکتا ہوں۔ دیکھیے اب کب ملاقات ہوتی ہے؟"

عاقب کو رخصت کرتے ہوئے شاہدہ بیگم تو بہت روئیں۔ کہنے لگیں۔ "مجھے دلی ارمان ہے کہ جب میرا بچہ اس دنیا میں آئے تو اس کا ماموں بھی اسے دیکھ لے۔ جس کی دعاؤں سے پندرہ برس بعد ہمیں یہ خوشی نصیب ہو رہی ہے۔"

عاقب نے شاہدہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "شاہدہ آپا اللہ کی مہربانی اور رحمٰن بابا کی دعائیں شاملِ حال رہیں تو ان شاء اللہ میں اپنے بھانجے کو ملنے ضرور آؤں گا۔"

www.ksars.org

گلبدن نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ''بھا بھی میں بھی تو اپنی بستی میں آتی رہوں گی۔ ایک زمین پر بستے ہوں تو ملاقات ضرور ہوتی ہے۔ دلوں کے رشتے فاصلوں کو گھٹا دیتے ہیں۔''

ڈیرہ دون سے کھٹمنڈو تقریباً سات سو کلو میٹر کا سفر تھا۔ تین دن میں یہ لوگ کھٹمنڈو پہنچ گئے۔ ایک رات ارام کرنے کے بعد یہاں سے تبت کی پہاڑیوں میں رحمٰن بابا کے پاس جانے کا قصد کیا۔ کھٹمنڈو پہنچ کر عاقب کو سمندگان یاد آگیا۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ اڑ کر رحمٰن بابا کے قدموں میں پہنچ جائے۔ رحمٰن بابا کی کشش اسے اپنی جانب کھینچتی ہوئی محسوس ہوئی۔ دو دن پہاڑی علاقوں میں گھومتے پھرتے بالآخر یہ قافلہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ ہی گیا۔ ابھی یہ لوگ پہاڑ کے دامن میں نیچے ہی تھے کہ عاقب نے وہاں زمان خان کو کھڑا پایا۔ دونوں پُرتپاک طریقے سے ایک دوسے سے بغل گیر ہوئے۔

زمان خان نے بتایا۔ ''رحمٰن بابا کل سے تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔ مجھے صبح سے یہاں کھڑا کر دیا کہ دیکھو یہ لوگ اب آنے والے ہیں۔''

زمان خان نے عاقب کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ ''اور پتہ ہے رحمٰن بابا نے کیا کہا؟''

عاقب جلدی سے بولا۔ ''کیا کہا؟''

کہا تھا کہ ''عاقم اس مرتبہ اپنی قندیل کی روشنی بھی ساتھ لا رہا ہے۔'' زمان خان ترنگ میں ہنستے ہوئے بولا۔

www.ksars.org

"خوچہ عاقب بھائی۔ روشنی تو آپ کی قندیل سے بھی اچھی ہے۔" وہ گلبدن کی طرف دیکھ کر کہنے لگا تو گلبدن نے شرما کے اپنی نظریں جھکا لیں۔

سب پہاڑ پر چڑھ رہے تھے۔ عاقب سب سے آگے آگے تھا۔ غار کے دروازے پر رحمٰن بابا کھڑے تھے۔ انہوں نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے۔ عاقب کو دیکھ کر خوشی سے ہنستے ہوئے بولے۔" آ گئے میرے بیٹے تم آ گئے۔"

عاقب "رحمٰن بابا" سے "میرے بابا" کہتے ہوئے لپٹ کر خوشی سے رو پڑا۔ اتنے میں گلبدن بھی پاس آ گئی۔ رحمٰن بابا نے ایک بازو اس کی جانب بڑھا دیا۔ بولے۔

"آؤ بیٹ، ہم تو کل سے آپ کے انتظار میں تھے۔"

رحمٰن بابا نے اپنے کشادہ سینے سے دونوں کو لگایا۔ گلبدن کو یوں لگا جیسے کوئی ٹھنڈا ٹھنڈا نور اس کے قلب میں انڈیل رہا ہے۔ رحمٰن بابا غار والے جوانوں سے بڑی محبت کے ساتھ ملے۔ زمان خان نے دستر خوان پر کئی قسم کے کھانے چن دیئے۔ وہ کہنے لگا۔

"عاقب بھائی آپ کے جانے کے بعد بانسری میں وہ سُر نہیں رہے تھے۔اب دونوں مل کر بانسری بجائیں گے اور ہونے والی بھابھی کو سنائیں۔" کھانا کھا کر سب لوگ کچھ دیر کے لئے لیٹ گئے۔ اُٹھے تو شام ہو چکی تھی۔ سب لوگ غار والے جوانوں کو گھیر کر بیٹھ گئے۔ زمان خان نے پوچھا۔"بھائیو! یہ بتاؤ کہ غار میں سونے سے پہلے تم لوگ شادی شدہ تھے یا نہیں؟"

www.ksars.org

پتہ چلا ان میں سے کوئی بھی شادی شدہ نہ تھا۔ زمان خان کہنے لگا۔ ''خدا قسم۔ یہ تو بہت اچھا ہوا۔ ورنہ ساری زنانیاں انتظار کرتے کرتے مر جاتیں۔''

یہ سن کر سب ہی ہنس پڑے۔ قدرت اللہ نے موقع غنیمت جان کر ''رحمٰن بابا سے گلبدن کی شادی کی بات کی۔''

رحمٰن بابا بولے۔ ''نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ کل شام کو نکاح پڑھا دیتے ہیں۔ زمان خان آج ہی بستی کے کچھ لوگوں کو کل کی دعوت کے لئے انتظام کرنے کا کہہ آئے گا۔''

قدرت اللہ بولے۔ ''رحمین بابا بیٹی کی شادی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ بستی سے بھی لوگوں کو مدعو کروں۔ اگر آپ اجازت دیں تو زمان خان کے ساتھ میں بھی بستی ہو آؤں۔''

رحمٰن بابا خوش ہو کر بولے۔ ''آپ کو جانا ہی چاہیئے بستی کے لوگ خوش ہو جائیں گے۔''

اسی وقت زمان خان اور قدرت اللہ بستی کو روانہ ہو گئے۔ دو گھنٹے بعد زمان خان کے ساتھ بستی کی چند سیانی عورتیں آئیں اور رحمٰن بابا سے کہنے لگیں۔ ''عاقب آپ کا بیٹا ہے تو گلبدن ہماری بیٹی ہے۔ بیٹی کی برات بستی میں آئے گی۔''

رحمٰن بابا بہت خوش ہوئے۔ گلبدن کے ساتھ سب لوگ بستی میں چلے گئے۔ صرف عاقب، غار والے جوانوں کے ساتھ رحمٰن بابا کے پاس رہا۔ اِدھر آدھی رات تک بستی کے لوگ جشن مناتے رہے۔ عورتیں گاتی بجاتی رہیں۔ گل بدن کی مہندی کی رات تھی۔ عورتوں اور لڑکیوں کی محبت و خلوص اور اُمنگ بھری خوشیوں کو دیکھ کر گلبدن سوچنے لگی۔ اس بستی کے رہنے والے ابھی بالکل ہماری بستی کی طرح ہیں۔

www.ksars.org

وہی خلوص، وہی محبت، وہی ارمان، وہی اُمنگیں۔ اللہ کی کس قدر مہربانیاں ہم پر ہیں۔ اِدھر آدھی رات تک رحمٰن بابا عاقب اور غار والے جوانوں کو ان کا آئندہ پلان سمجھا رہے تھے۔ اسی دوران رحمٰن بابا نے عاقب مخاطب کر کے فرمایا۔

''عاقب بیٹے! جس قیامت سے گزر کر تم یہاں آئے ہو۔ زمین پر ایسی قیامتیں جانے کتنی بار گزر چکی ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ اور کتنی بار آنے والی ہے۔'' پھر وہ سب جوانوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔

''یاد رکھنا میرے بچو! کائنات کی تمام حرکات قدرت کے نظام کے تحت ہیں۔ جو اللہ کی سنت کے نظام ہیں۔ ان کی اطلاع کتاب و سنت کے ذریعے سے ہم تک پہنچی ہے۔ جن کا وسیلہ پیغمبران علیہ السلام ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''صفائی نصف ایمان ہے۔'' بچو! کائنات کی ہر شئے قدرت کے قوانین کی پاسداری کرنے پر مجبور و پابند ہے۔ تم نے کبھی غور کیا۔'' جب سمندر پر کوڑا کرکٹ اور خس و خاشاک جمع ہو جاتے ہیں تو سمندر کے اندر کام کرنے والی اپنے نفس کی صفائی کی فکر کے اوپر یہ غلاف بوجھ بن جاتی ہے اور سمندر کی موجیں اپنے نفس کثافت کو دور کرنے کے لئے نہایت ہی تندہی کے ساتھ کام کرنے لگتی ہیں۔ یہاں تک کہ موجیں سطح سمندر کی تمام کثافتوں کو ساحل پر پھینک دیتی ہیں اور سمندر اپنے نفس کو اس سے پاک کر لیتا ہے۔''

''سمندر کی طرح پوری زمین کا بھی ایک شعور ہے۔ زمین پر جب حد سے زیادہ بدعنوانیاں بڑھ جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے زمین کے اندر موجودہ صلاحیتیں متاثر ہونے لگتی ہیں۔ جیسے زرخیزی کا نظام، معدنیات کا نظام، ہواؤں کا نظام، بارش کا نظام، زمینی

www.ksars.org

مخلوق کے خوش باش زندگی بسر کرنے کا نظام، جب ان نظاموں میں گڑ بڑ پیدا ہو جاتی ہے اور گڑ بڑ اس لئے ہوتی ہے کہ نوع انسانی کو اللہ تعالیٰ نے ایجادات کرنے کی صلاحیتیں اور ذہن عطا کیا ہے وہ زمین پر رہتے ہوئے اپنی ضروریات و تقاضوں کے مطابق زندگی کے ارام و آسائش کے لئے مختلف ایجادات کرتا رہتا ہے۔ جب تک زمین پر کام کرنے والے نظاموں کے ساتھ انسانی ذہن کی حرکات ہم آہنگ رہتی ہیں تو زمین پر کام کرنے والے تمام نظام قدرت کی منشاء و رضا کے مطابق کام کرتے رہتے ہیں۔ مگر جب نوع انسانی کی ذہنی حرکات قدرت کے نظاموں کو بگاڑنے اور مسخ کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں تو انسان کی یہ غلط فکر زمین پر بوجھ بن جاتی ہے۔ زمین کا شعور اپنی تخریب اور بربادی کو نفس کی کثافت کے روپ میں دیکھتا ہے اور قدرت کے صفائی کے قانون کے مطابق اپنے نفس کی آلائش کو ختم کرنے پر مستعد ہو جاتا ہے اور قیامت اجاتی ہے، سمندری طوفان آتے ہیں، تند تیز ہوائیں چلتی ہیں، بارشیں بند ہو جاتی ہیں، شدید ژالہ باری ہوتی ہے۔ زلزلے آتے ہیں، غرض کہ زمینی سطح پر ایسی غیر معمولی حرکات ہوتی ہیں جس سے سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ زمین اتھل پتھل ہو جاتی ہے۔ جب تمام تخریبی عناصر زمین کی سطح سے ختم ہو جاتا ہے تو پھر زمین نئے سرے سے تعمیر کے لئے تیار ہو جاتی ہے اور ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے کلہ قیامت خیز تباہی و بربادی سے زیادہ تر تخریبی عناصر و ذہن تباہ ہوئے ہیں اور باقی بچنے والوں میں تعمیری ذہن اور عناصر باقی رہے۔ جن سے دوبارہ دنیا نئے سرے سے تعمیر ہوئی۔''

رحمٰن بابا نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ ''میرے بچو! یہ بات کبھی نہ بھولنا کہ زمینی مخلوق کے اندر زمین کا شعور کام کر رہا ہے۔''

www.ksars.org

مادی یا جسمانی شعور کے لئے زمین کی مثال ایک ماں کی ہے۔ جس طرح ماں اپنے بچوں کو ارام و چین اور آسودگی میں دیکھنا پسند کرتی ہے۔ زمین بھی اپنے اوپر بسنے والوں کو پُر سکون اور خوش دیکھنا پسند کرتی ہے۔ قیمت یا قیمت خیز تباہی و بربادی صرف اسی وقت آتی ہے جب زمین پر بسنے والی مخلوق ناخوش و بے چین و بے سکون ہو جاتی ہے۔ زمین پر آنے والی قدرتی آفات و بلیات زمین کی حفاظتی تدابیر ہیں۔ جن کے ذریعے زمین زپنے اوپر سے ناخوش لوگوں کے بوجھ کو اُتار پھینکتی ہے۔ انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ زمین پر جب آفات و بلیات نازل ہوتی ہیں تو جان لینا چاہیئے کہ زمین پر قدرت کے مقرر کردہ پروگرام کے تحت کام نہیں کیا جا رہا۔ اللہ کے خلیفہ ہونے کے ناطے انسان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس کے اسباب و تدارک کو تلاش کر لے اور زمین پر بسنے والی مخلوق کی حفاظت و خوشی کا اہتمام کرے۔"

رات کافی جا چکی تھی۔ رحمٰن بابا نے فرمایا۔ "بہتر ہے کہ تم لوگ اب تھوڑی دیر کے لئے ارام کر لو۔" پھر وہ اپنی جگہ سے

اُٹھتے ہوئے کہنے لگے۔ "عاقب میاں ہمارے پاس آپ کی ایک امانت ہے۔" یہ کہہ کر رحمٰن بابا غار کے ایک کونے کی جانب بڑھے وہاں پر بھیڑ کی کھال سے ڈھکا ہوا ایک لوہے کا بکس رکھا تھا۔ انہوں نے اس پر سے کھال ہٹائی یہ بکس بہت ہی پرانے زمانے کا۔ اس پر پرانے زمانے کی طرز کا قفل لگا ہوا تھا۔ رحمٰن بابا نے عاقب کو اشارہ کیا۔ عاقب ان کے پاس آ گیا تو بولے۔

"اس بکس کو جہاں ہم بیٹھے تھے وہاں لے چلو۔" عاقب نے بکس کو وہاں رکھ دیا اور سوچنے لگا نہ جانے اس بکس میں میرے لئے کیا رکھا ہے رحمٰن بابا نے؟ رحمٰن بابا نے اس کا قفل کھولا اور اندر سے ایک جوڑا نکال کر عاقب کی گود میں رکھتے ہوئے بولے۔ "بیٹے یہ تمہاری دلہن کا جوڑا ہے اور یہ دولہا کا جوڑا تمہارا

www.ksars.org

ہے۔" وہ دوسرا جوڑا اس کو دیتے ہوئے بولے۔ عاقب کے ذہن میں نہایت تیزی سے مراقبہ کی کیفیات و مشاہدات گزر گئے۔ اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ رحمٰن بابا نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ "عاقب بیٹے! یہ جوڑے بڑے بھاگوان ہیں۔ تم خوش نصیب ہو۔ یہ جوڑے ہمارے رسول پاک ﷺ کے حکم پر تمہارے لئے خریدے گئے ہیں اور انہیں خریدے ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ تم دونوں پر حضور پاک ﷺ کی رحمت کا سایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سدا خوش رکھے۔" عاقب کا شدت جذبات سے گلا رندھ گیا وہ کچھ نہ بول سکا بس اپنا سر رحمٰن بابا کے قدموں میں جھکا دیا اور موتی کے دو قطرے اس کی آنکھوں سے چھلک پڑے۔

دوسرے دن خواب میں امی! امی پکارتے ہوئے اپنی ہی آواز پر اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس آواز پر سب جاگ اُٹھے۔ رحمٰن بابا بولے۔ "کیا خواب دیکھا ہے عاقب بیٹے؟"

عاقب بولا۔ "رحمٰن بابا! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور گلبدن شادی کے لئے وہی جوڑے پہنے ہوئے ہیں جو آپ نے دیئے۔ اتنے میں امی اور ابو آتے ہیں اور ہم دونوں کی پیشانی چومتے ہیں اور ہمارے گلے میں بہت سے خوبصورت پھولوں کے ہار پہناتے ہیں۔ ان پھولوں کی خوشبو انتہائی لطیف ہے۔ میں اور گلبدن سانس کے ذریعے ان پھولوں کی خوشبو کو آہستہ آہستہ اپنے اندر جذب کرتے جاتے ہیں' ہمارے اندر یہ خوشبو خوشیاں بن کر پھوٹنے لگتی ہیں۔ 'امی ابو ہمیں خوش دیکھ کر مسکراتے ہیں اور بغیر کچھ کہے سنے چپ چاپ لوٹ جاتے ہیں اچانک میری نظر ان کو جاتے ہوئے دیکھ لیتی اور میں امی امی کہہ کر انہیں زور زور سے پکارتا ہوں۔"

www.ksars.org

خواب سن کے رحمٰن بابانے کہا۔ ’’بیٹے اولاد کا رشتہ رحم کا رشتہ ہے۔ کائنات کی ہر شئے میں عقل و شعور موجود ہے۔ رحم بھی اپنی ذات کا شعور رکھتا ہے۔ ماں کے رحم میں پرورش پانے والے تمام بچوں کا ریکارڈ رحم کے حافظے میں نقش ہو جاتا ہے۔ اس طرح ماں کے رحم کے ساتھ بچوں کا ایک خسوصی تعلق یا رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ بچہ ماں کے رحم سے جدا ہو کر خواہ جس جگہ بھی رہتا ہے۔ رحم کا

یہ رابطہ اسے ماں کے رحم کے ساتھ منسلک رکھتا ہے اور اسی تعلق کے ذریعے ماں کو بچے کے حال سے آگاہی رہتی ہے۔

ماں کی حیثیت اپنی اولاد کے لئے خالق کی سی ہے۔ خالق اپنی مخلوق سے بے غرج محبت رکھتا ہے اور مخلوق کی ضروریات کی کفالت کا ذمہ دار ہے۔ ماں بھی ذیلی خالق ہونے کے ناطے اپنی اولاد سے بے غرض محبت رکھتی ہے اور اس کی ضروریات کے لئے ایثار و قربانی اور دعا سے اپنے بچوں کی کفالت کرتی ہے۔ ماں باپ کی روح کا نور ہے جو ماں باپ اپنے بچوں کے اندر منتقل کرتے ہیں۔ اس نور کی انرجی سے اولاد کے بگڑے کام سنور جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قطع رحمی سے منع کیا اور ماں باپ کے ساتھ محبت و خدمت کا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔‘‘

رحمٰن بابا کی باتیں سن کر عاقب بولا۔ ’’رحمٰن بابا میرے امی ابو ہمیں خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔ انہیں ہمارا کتنا خیال ہے۔‘‘

یہ کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی۔ کبھی کبھی ماضی کی خوش کن یادیں بھی کیسی پُر سوز بن جاتی ہیں۔ اس بات کا تجربہ اسے آج ہو رہا تھا۔ دوپہر کو زمان خان آگیا۔ اس کے ساتھ اس کے چند ساتھی بھی تھے۔ سہ پہر کو عاقب تیار ہو گیا۔ سفید پٹھانی جوڑے میں اس کا روپ خوب کھل رہا تھا۔ سنہری حاشیے جوڑے

www.ksars.org

میں چار چاند لگا رہے تھے۔ رحمٰن بابا نے بڑے پیار سے اس کے سر پر کُلاہ رکھا اور گلے سے لگایا۔ زمان خان کی خوشی کی انتہا نہ تھی پہاڑ سے اُترتے ہی اس نے اپنی بانسری سنبھال لی اور اس کے ساتھیوں نے بھی اپنی اپنی بانسریاں نکال لیں۔ فضا میں خوشیوں کے سُر بکھرنے لگے۔ رحمٰن بابا نے نکاح پڑھایا۔ گلبدن آسمان سے اُتری ہوئی کوئی حور دکھائی دے رہی تھی۔ رات گئے جشن ہوتا رہا۔ ساری بستی میں خوشی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ رات کو برات دُلہن کو لے کر واپس رحمٰن بابا کے ہاں آ گئی۔ غار کا دوسرا چیمبر دلہن کا حجلۂ عروسی بنا۔ آج زمین پر دو چاند کا ملن تھا۔ رحمت کے غلاف میں لپٹے ہوئے دو چاند۔ جن کا ملاپ فطرت کی آغوش میں تھا۔ اس نے اسے سینے سے لگا لیا۔ کان میں سرگوشی کی۔ ''تو پھر رکھ دیں قدم؟'' وہ گرم سانسوں کے درمیان پیار سے بولی۔ ''تم پاگل ہو۔'' اسے یوں لگا جیسے وہ چاندی کا چمکتا ہوا بلوریں ساغر ہے۔ جس میں ساقی میخانہ شراب انڈیل رہا ہے۔ رندِ تشنہ لبی کچھ اور بڑھ گئی۔ دل دیوانہ جوانی کے مدھر ساز پر کھنکتی آواز کے لئے مچل پڑا۔ ''کیا کہا؟''۔۔۔ گرم سانسوں میں دھڑکنوں کے ساز ملنے لگے۔ ''تم پاگل ہو'' اب کے سے اسے یوں لگا اس کی جان کی خلاؤں میں کوئی روح پھونک رہا ہے۔ محبوب کی آواز کی لہریں اس کی جان کی گہرائی میں دور تک اترتی چلی گئیں۔ آتی دور کہ اسے ایک بار پھر کہنا پڑا۔ ''کیا کہا تم نے؟'' عشق کی لہریں گہرائی سے سطح پر لوٹنے لگیں۔ ''تم پاگل ہو۔'' اس نے اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔ جیسے دل کی کھڑکی کھل گئی۔ سرِ دلبراں کو اپنے عالمِ حقیقت میں راہ مل گئی۔ اس نے سُرور میں اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے دیکھا کہ آسمان پر ایک کھڑکی کھلی۔ وہ اپسرا کے روپ میں لہراتی بل کھاتی آسمان پر اُڑی چلی جا رہی ہے۔ اس کی نگاہ کھڑکی پر ٹکی ہوئی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ کھڑکی اسی کے لئے کھولی گئی ہے۔ وہ محبوب جو آسمانوں میں چھپ کر بیٹھا ہے۔ آج اس نے اپنے دل کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا ہے۔ وہ اپنے الھڑ

www.ksars.org

روپ کا آنچل ڈھلکاتی، ساغر الست کی مے چھلکاتی، محبوب دلنواز کا عکس، پاکیزگی عشق کا پر تو تخیل ہستی کی اپسرا، جمالِ روح بن کر عالمِ دل میں داخل ہو گئی۔ دل کا دروازہ بند ہو گیا۔

تین دن بعد قدرت اللہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رحمٰن بابا کی اجازت لے کر اپنی بستی میں واپس لوٹ گیا۔ رحمٰن بابا نے عاقب اور گلبدن کو اپنے پاس روک لیا اور سچ پوچھو تو دونوں کو رحمٰن بابا کے پاس سے کہیں اور جانا پسند ہی نہیں تھا۔ غار والے جوانوں کے ساتھ دونوں خوب گھل مل گئے تھے۔ زمان خان بھی اب زیادہ تر اُدھر ہی رہتا، دنیا بھر کی باتیں ہوتیں، بانسری پر طرح طرح کی دھنیں بجائی جاتیں اور پھر رحمٰن بابا کے دیئے ہوئے اسباق وریاضتیں کی جاتیں۔ تین مہینے اسی معمول میں گزر گئے۔ سب کی روحانی صلاحیتیں اپنی اپنی جگہ بیدار ہو گئیں۔ ایک دن صبح صبح اُٹھتے ہی رحمٰن بابا کہنے لگے۔

''بچو! اب وقت آگیا ہے کہ تم سے کام لیا جائے تم سب کو دنیا میں الگ الگ رہ کر کام کرنا ہو گا۔''

گلبدن گھبرا کے بولی۔ ''الگ الگ رہنا ہو گا۔''

رحمٰن بابا مسکرا کر تسلی دیتے ہوئے بولے۔ ''تم عاقب کے ساتھ رہو گی۔''

گلبدن کی جان میں جان آگئی۔ رحمٰن بابا نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ '' جاؤ اور دنیا میں پھیل جاؤ۔ اللہ تمہارا حامی اور مددگار ہے۔''

گلبدن سوچنے لگی۔ '' پانچ سو سال میں زمانہ کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہے۔ غار والوں کے لئے نئی نئی جگہوں پر نئے نئے لوگوں میں کام کرنا مشکل نہ ہو جائے۔'' اس نے اپنا اندیشہ غار والوں پر ظاہر کیا۔ ان سب نے ایک ہی جواب دیا۔

www.ksars.org

''جب ہم غار میں جاگے تو ہمیں محسوس ہوا تھا کہ جیسے کسی نے ہمیں گہری نیند سے جگا دیا۔ مگر نیند کی حالت کا کوئی خواب یا کوئی واقعہ ہمیں یاد نہ تھا۔ دنیا کی ہر شئے بدلی بدلی لگتی تھی۔ مگر رحمٰن بابا کے زیر سایہ رہتے ہوئے ہم سب اپنے اندر ایک بڑی تبدیلی محسوس کرتے ہیں۔ اب ایسا لگتا ہے جیسے دنیا کی ہر شئے ہماری جانی پہچانی ہے۔ ہر چیز دیکھی بھالی سی لگتی ہے۔ ہر واقعہ اور ہر بات جو آپ لوگ سناتے ہیں۔ ایک لمحے کو ایسا لگتا ہے جیسے ہم اس سے پہلے دیکھ اور سن چکے ہیں۔ ہمیں یوں لگتا ہے جیسے پانچ سو سال کی طویل نیند

میں دیکھے ہوئے خوابوں نے حقیقت کا روپ دھار لیا ہے۔''

ضرور یہ ہمارے رحمٰن بابا کا روحانی تصرف ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ''گزشتہ پانچ سو برس تم سب نے اپنے عالم برزخ میں گزارے۔ عالمِ برزخ کا تصویری رخ دنیا ہے۔ جو کچھ تم برزخ میں وقت کی بساط پر دیکھ آئے ہو۔ اسی کا ظہور دنیا کے لمحات میں یکے بعد دیگرے ایک ایک کر کے دیکھتے رہو گے۔ یہ دنیا اس کے لئے نئی نہیں ہے جو اپنے عالم برزخ سے گزر کر یہاں آیا ہے۔ دنیا کی ہر شئے برزخ کی روشنیوں کا مظاہرہ ہے۔ جب نظر عالم برزخ میں کسی شئے میں روشنیوں کی ترتیب کو دیکھ لیتی ہے تو اسے دنیا میں اس شئے کا پہچاننا آسان ہو جاتا ہے۔ عالمِ برزخ ہمارے حافظے کا تصویر خانہ ہے۔ روح کا ارادہ ان تصویروں کو دنیا کی اسپیس میں چھاپتا رہتا ہے۔''

رحمٰن بابا کہتے ہیں کہ ''ایک طویل مدت کے بعد دوبارہ دنیاوی حواس میں زندگی گزارنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تم وقت کی بساط پر رونما ہونے والے مظاہرات کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہو۔ جیسے جیسے تمہارے یقین میں پختگی آتی جائے گی۔ ویسے ویسے لمحات کا درمیانی وقفہ سمٹتا جائے گا اور دنیا میں رونما

www.ksars.org

ہونے والے واقعات کی رفتار تیز ہو جائے گی۔ دنیاوی عقل و شعور لمحات میں رونما ہونے والے واقعات کی ہر تصویر الگ الگ دیکھنے کا عادی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر لمحے کو علیحدہ علیحدہ جانتا ہے۔ بندے کے اندر یقین کا نور جب ذخیرہ بن جاتا ہے تو عقل کی نگاہ اس نور میں لمحات کے تسلسل کو دیکھتی ہے اور وقت کے اندر دور تک اس کی نگاہ دیکھ لیتی ہے۔ جہاں تک نظر کام کرتی ہے ایک ہی لمحہ کا ادراک ہوتا ہے نور کی روشنی میں لمحات کے درمیانی وقفے معدوم ہو جاتے ہیں۔ درمیانی وقفہ ناسوتی روشنی کا ایک پردہ ہے جو وقت کی شعاع کو بے شمار لہروں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ یقین کا نور ٹائم کی شعاع کے درمیانی وقفوں سے ناسوتی روشنی کے پردوں کو نگل جاتا ہے۔ جیسے اجالا اندھیرے کو کھا جاتا ہے تب وقت کے تمام لمحات ایک لمحے میں سمٹ جاتے ہیں۔ ایسے ہی ایک لمحے کو قرآن نے قیامت کا نام دیا ہے۔ کہ قیامت کا لمحہ ایک ساعت میں رونما ہونے والے واقعات ہیں۔ جس میں شعوری حواس اپنی روٹین سے ہٹ کر ایک لمحے یا ایک ساعت میں کام کریں گے۔ قیامت کی حشر سامانیاں اور پریشانیاں و تکالیف شعوری حواس کی روٹین کا ٹوٹنا ہے۔ پھر اس کے بعد نئے سرے سے حواس کی نئی ترتیب کے ساتھ تعمیر ہو گی۔ جسے حشر کے بعد دوبارہ زندہ ہونا کہا گیا ہے۔''

پورے ایک ہفتے تک رحمٰن بابا سب جوانوں کو اللہ تعالیٰ کے مشن میں کام کرنے کی تربیت دیتے رہے اور بالآخر وہ دن آ ہی گیا جب سب اپنے مرشد کی نشاندہی پر رختِ سفر باندھ کر چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ عاقب اور گلبدن کے لئے رحمٰن بابا کا حکم تھا کہ وہ انقرہ لوٹ جائیں۔ انقرہ کا نام سنتے ہی عاقب کو ایک جھٹکا سا لگا، اس کا دل فریاد کرنے لگا، انقرہ میں اب کیا رکھا ہے؟ تین سال پہلے کا ہولناک سیلاب پھر تند و تیز موجوں کے ساتھ اس کے دل سے گزرنے لگا۔ اس کی بپھرتی موجوں کی ہر لہر میں اس کے ماں باپ کا

www.ksars.org

چہرہ ابھرنے لگا۔ وہ رحمٰن بابا کے سینے سے لپٹ کر بچوں کی طرح بلک بلک کے رونے لگا۔ رحمٰن بابا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''بچے! بننا اور بگڑنا دنیا کا نصیب ہے۔ ایک رخ کے پیچھے دوسرا رخ چلا آتا ہے۔ ایک رخ سے تم گزر کر یہاں آئے ہو اب دوسرے رخ میں داخل ہونے کی تیاری کرو۔''

عاقب اور گلبدن جہاز سے استنبول پہنچے۔ تین سال پہلے کے استنبول اور آج کے استنبول میں زمین آسمان کا فرق تھا، نہ اونچی اونچی بلڈنگیں تھیں، نہ وہ ہنستی بستی آبادیاں تھیں بلکہ دور دور چند گھروں پر مشتمل محلے داریاں تھیں۔، جگہ جگہ سیلاب اپنے نشانات کھنڈرات کی صورت میں چھوڑ گیا تھا۔ عاقب اور گلبدن تین دن یہاں ٹھہرے۔ یہاں کے رہنے والوں نے بتایا کہ انقرہ میں ابھی تک حالات معمول پر نہیں آئے ہیں۔ سرکار کی جانب سے برابر امداد دی جارہی ہے مگر اب بھی لوگ کچے پکے مکانوں میں رہتے ہیں۔ عاقب انقرہ پہنچا تو دنیا ہی بدلی ہوئی تھی۔ سارا شہر چٹیل میدان بنا ہوا تھا۔ جس میں جگہ جگہ کچے پکے مکانات تھے۔ وہ گلبدن کو لے کر سارے شہر کا چکر کاٹ آیا مگر یہ نشاندہی نہ ہو سکی کہ اس کا گھر کہاں تھا؟ اس نے مکانوں کے قریب ہی ایک جگہ منتخب کر کے خیمہ لگا لیا۔ تھکے ہوئے تھے، جلد ہی سو گئے۔ صبح اُٹھ کر اس نے گلبدن کو ساتھ لیا اور ایک ایک گھر پر دستک دی کہ شاید کوئی پچھلا جان پہچان کا بندہ مل جائے جو اسے یا اس کے والدین سے واقف ہو۔ مگر جتنے بھی لوگ ملے سب انجان تھے۔ چند ہی دنوں میں سب ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل گئے۔ آبادی کم ہونے کی وجہ سے زمین کافی خالی تھی۔ عاقب نے لوگوں کو ترغیب دلائی کہ وہ اپنی اپنی زمینوں پر کھیتی باڑی شروع کر دیں۔ اس طرح مصروفیت بھی رہے گی اور رزق کی طرف سے بے فکری بھی رہے گی۔ ساتھ میں اگر بھیڑ بکریاں بھی پال لی جائیں تو رزق میں مزید فراوانی

www.ksars.org

ہو گی۔اس نے خود بھی بھیڑ بکریاں پال لیں۔عاقب اور گلبدن لوگوں کوزندگی کی اسی طرز کو اپنانے کی تلقین کرتے۔وہ لوگوں کو بتاتے کہ حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کیا کرتے تھے اور بھیڑ بکریاں پالنا پیغمبروں کا طریق رہ چکا ہے۔اس طرز معاشرت میں آدمی اپنے آپ کو فطرت سے قریب رکھتا ہے۔ فطرت سے قریب زندگی پریشانیوں اور ذہنی دباؤ سے آزاد زندگی ہے۔جو خوشیوں سے بھرپور ہے۔خوش باش آدمی کی ذہنی صلاحیتیں ابھرتی ہیں اور وہ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے سود مند ثابت ہوتا ہے۔دو سال کے عرصے میں ہر طرف کھیتیاں لہلہانے لگیں۔انقرہ کا چٹیل میدان ایک خوبصورت چمن بن گیا۔

☆☆☆

www.ksars.org

(سترھویں قسط)

دوسرے شہروں سے لوگ یہاں آکر بسنے لگے اور شہر کی رونق دوبالا ہو گئی۔ان دو سالوں میں عاقب اور گلبدن کے یہاں ننھے ننھے بچوں کا اضافہ ہو گیا۔بیٹے کا نام نجیب اور بیٹی کا نام سنبل رکھا گیا۔رحمٰن باباہی نے دونوں بچوں کے نام تجویز کیے تھے۔صفدر اور شاہدہ بیگم کے یہاں بھی اللہ تعالٰی نے بیٹا دیا جس کا نام رحمٰن بابانے اویس رکھا۔صفدر اور شاہدہ کے خط اکثر عاقب اور گلبدن کے لئے آتے رہتے تھے۔بستی والوں کے بھی خطوط گلبدن کو ملتے خصوصاً قدرت اللہ ہمیشہ اپنی بیٹی کو تین چار ہفتے میں ضرور خط لکھتے۔گلبدن بھی بچوں کی نئی تصویریں بجھواتی رہتی تھی۔غار والے جوان مسلسل سیاحت میں تھے اور اپنی خیر خبر سے رحمٰن بابااور عاقب کو آگاہ کرتے تھے۔

ان دو برسوں میں عاقب اور گلبدن نے اپنے اوپر خدمتِ خلق کو اس طرح لازم کر لیا کہ یہ ان کی پہچان بن گئی۔لوگ ان پر بھروسہ کرنے لگے۔جب وہ غیب کی اور روح کی باتیں کرتا تو لوگ اس کی باتیں توجہ سے سنتے۔وہ جانتا تھا کہ جب تک بصارت کے ساتھ بصیرت شامل نہ ہو، کوئی آدمی غیب میں داخل نہیں ہو سکتا۔اگرچہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔بصیرت قلب کی آنکھ ہے۔جو روح کی نظر ہے جسم کی آنکھ کے لئے ہر ایک پردہ ہے۔اس پردے کے پیچھے جسم کی نظر کام نہیں کرتی۔روح کی نظر جسم کے پردے میں سے گزر کر جسم کو کنڑول کرنے والی روشنیوں تک پہنچ جاتی ہے۔غیب کا سارا نظام روشنیوں پر قائم ہے۔کوئی شخص خواہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے، قرآن پڑھتا ہے، نماز پڑھتا ہے، لیکن اگر غیب میں اس کا مشاہدہ نہیں ہے تو وہ روح اور اس کی حرکات و سکنات سے واقف نہیں ہو سکتا۔وہ لوگوں کو بتاتا کہ ”موجودہ زندگی پانی کے بُلبُلے کی طرح ہے۔طوفان کا ایک ریلا ہزاروں بُلبُلوں کو فنا کر دیتا ہے۔موت کے پردے کے پیچھے

www.ksars.org

زندگی کن طرزوں میں کام کررہی ہے۔اس پر توجہ دو،اپنے اندر روح کی قندیل جلالو تاکہ عقل اندھیرے میں بھٹکتی نہ پھرے۔''

لوگ ایسی باتیں سننے کے لئے ہر روز اس کے گرد جمع ہو جاتے۔سارے شہر کی فضا میں لطافت اور نورانیت پھیل چکی تھی۔عاقب سوچتا سیلاب سے پہلے کے انقرہ میں اور آج کے انقرہ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔پہلے زندگی اندھیری راہ تھی۔جس پر لوگ ایک دوسرے سے ٹکراتے لڑکھڑاتے یشتم پشتم چلے جاتے تھے۔آج زندگی کی راہیں روشن ہیں۔روح کی قندیل سے منور ہیں جس پر لوگ نپے تلے قدموں سے وقار اور عزت کے ساتھ چل رہے ہیں۔روح کی روشنیوں اور تائید غیبی کے ساتھ جب کوئی عمل کرتا ہے تو فتح و کامرانی اس کے قدم چومتی ہے۔

انقرہ آئے ہوئے عاقب اور گلبدن کو تقریباً تین سال ہو گئے۔ان تین سالوں میں ان کی ملاقات نہ رحمٰن بابا سے ہو سکی نہ قدرت اللہ سے اور نہ ہی غار والے جوانوں سے مل سکے۔ایک دن صبح اُٹھتے ہی گلبدن کہنے لگی۔''رات میں نے اپنے ابا کو خواب میں دیکھا،وہ افسردہ ہیں اور کہہ رہے ہیں میری آنکھیں تم سب کو دیکھنے کے لئے ترس رہی ہیں۔''

عاقب کہنے لگا۔''رات میں نے رحمٰن بابا کو خواب میں دیکھا۔انہوں نے میرے ہاتھ میں ہوائی جہاز کے ٹکٹ پکڑاتے ہوئے فرمایا۔''بہو اور بچوں کو لے کر ہمارے پاس پہنچو،تم سب کی یاد آرہی ہے۔''

گلبدن کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا۔عاقب بھی بہت خوش تھا۔کہنے لگا۔''اتنے دنوں سے رحمٰن بابا تو بہت ہی یاد آنے لگے ہیں۔ضرور وہ بھی ہمیں اسی طرح یاد کرتے ہوں گے۔میں آج ہی سیٹ بک کروالیتا ہوں۔''

www.ksars.org

عاقب اور گلبدن نے ایک ہفتے کے اندر اندر اپنی تیاری مکمل کر لی۔ان کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ مگر ملنے جلنے والے سارے ہی افسردہ تھے کہ ان کے جانے سے رونق ختم ہو جائے گی۔روزانہ ان کے دوست آتے اور جلد لوٹآنے کی ہدایت کرتے۔انہیں خود پتہ نہ تھا کہ ان کے اتنے سارے چاہنے والے ہیں۔آخری رات تو تقریباً ایک بج گیا جب اپنے مخلص دوستوں سے انہیں فراغت ملی۔ گلبدن عاقب سے کہنے لگی۔

''عاقب میں تو ان سب کی محبت و خلوص دیکھ کر بہت ہی متاثر ہوئی ہوں۔ بھلا تین سالوں میں اتنے لوگ ہمارے دوست بن گئے اور پھر یہ کہ اتنے قریب ہو چکے ہیں کہ ہم پر اپنی جان نچھاور کرنے سے بھی انہیں دریغ نہیں ہے۔یہ اللہ پاک کا کتنا بڑا کرم ہماری جانوں پر ہے۔''

عاقب بولا۔''گلبدن! سچ تو یہ ہے کہ زندگی کا ہر لمحہ ہمیں کوئی نہ کوئی درس ضرور سکھا جاتا ہے۔ ایک لمحہ وہ تھا جب خضر بابا مجھے حکم دیتے تھے قندیل جلا۔میں سوچ میں پڑ جاتا تھا۔کیا کروں کون سی قندیل جالؤں؟ کیسے خضر بابا کے حکم کی تعمیل ہو۔آج مجھے خضر بابا کے الفاظ میں چھپی ہوئی حکمتوں کا اندازہ ہو گیا ہے۔اللہ تعالی نے آدم کے پتلے میں اپنی روح پھونکی ہے۔روح اللہ کا نور ہے، آدم کا پتلا مٹی کا شعور اور قالب ہے۔ مٹی کا قالب و شعور خلاء ہے۔جب توجہ اور نظر خلاء سے گزر کر نور پر مرکوز ہو جاتی ہے تو روح سامنے اجاتی ہے، نگاہ قلب کھل جاتی ہے۔قندیل روشن ہو جاتی ہے۔روح کی نظر نور میں جو کچھ دیکھتی ہے قلب کی نگاہ کے ذریعے روحانی مشاہدات و کیفیات شعور میں ریکارڈ ہو جاتے ہیں اور آدمی کو روح اور روح کے اندر کام کرنے والے نور سے آگاہی ہو جاتی ہے۔

www.ksars.org

محبت نگاہِ کی قوتِ کشش ہے جو شئے کی روشنیوں کو جذب کر کے ان کی ماہیت بدل دیتی ہے، ان کا رخ پلٹ دیتی ہے، جیسے اگر کوئی کسی سے نفرت کرتا ہے مگر دوسرا فرد اس کے ساتھ محبت اور سچے خلوص کے ساتھ برتاؤ رکھے تو اس فرد کی نفرت انسیت میں تبدیل ہو جائے گی۔ خضر بابا نے ہمیں اپنے اندر اللہ پاک کی محبت کی قندیل جلانے کا حکم دیا۔ آج یہ قندیل ہم نے جلالی تو پروانے اس کے ارد گرد جمع ہونے لگے۔ فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے شمع کی فطرت میں جلنا ہے اور پروانوں کی فطرت میں شمع کی روشنی پر نثار ہونا ہے۔ گلبدن میری جان! وہ پیار سے گلبدن کو بھینچتے ہوئے جذبات سے بھری ہوئی آواز میں بولا۔ "روح قندیل ہے، روح کی جان قندیل کا نور ہے۔ روح کی جان جب عشقِ خداوند میں جل کر سوختہ ہو جاتی ہے تو نور قندیل سے باہر دوڑنے لگتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ مومنوں کی روح کا نور ان کے دائیں جانب آگے آگے دوڑے گا اور اس نور کی روشنی میں مومن اپنی راہ پائیں گے اور دوزخی اس نور کی تمنا کریں گے۔" جب کوئی آدمی مٹی کے پتلے کی بجائے روح کی قندیل بن جاتا ہے تو اس کے اندر سے نکلنے والے نور پر لوگ پروانہ وار نثار ہونے لگتے ہیں۔ جیسے میں تم پر نثار ہوں اور دونوں قہقہہ مار کے ہنس پڑے۔

اگلے دن وہ سفر پر روانہ ہو گئے۔ چھوٹے بچوں کے ساتھ سفر لمبا تھا۔ نجیب صرف دو سال کا تھا اور سنبل ایک سال کی تھی۔ مگر سفر میں بچوں نے ذرا تنگ نہ کیا۔ جہاز کھٹمنڈو پہنچ گیا۔ رحمٰن بابا کے پاس پہنچنے کا باقی سفر گاڑی کا تھا۔ ایئرپورٹ سے باہر نکلے تو ایک ہجوم انہیں خوش امدید کہنے کے لئے جمع تھا۔ رحمٰن بابا اور قدرت اللہ سب سے پہلے دوڑ کر ان کی جانب لپکے اور گلاب کے پھولوں کی مہک نے فضا کو لطافت و سرور سے بھر دیا۔

www.ksars.org

رحمٰن بابااور قدرت اللہ نے نجیب اور سنبل کو گود میں اُٹھاتے ہوئے خوشی سے کہا۔''ہم نے سوچا ہمارے ننھے منے مہمان اتنے لمبے سفر سے تھک نہ جائیں اس لیے ہم نے کھٹمنڈو میں ہی ان کے استقبال کا بندوبست کر لیا وہاں چل کر تم اور لوگوں سے بھی ملو گے۔''

تھوڑی دیر میں یہ سب لوگ ایک بہت بڑے مکان پر رکے جیسے ہی گاڑی رکی مکان کے اندر سے غار والے جوان،صفدر اور شاہدہ اپنے بیٹے اویس کے ساتھ باہر آ گئے۔سب ہنس ہنس کے ایک دوسرے کے ساتھ گلے ملنے لگے۔اتنے میں پیچھے کسی کی آواز آئی۔

''خوچہ عاقب بھائی ام بھی ادھر ہیں۔''عاقب نے چونک کر مڑ کر دیکھا۔''ارے زمان خان تم کہاں چھپے ہوئے تھے؟''یہ کہہ کر اس نے نہایت ہی گرم جوشی سے اسے گلے لگا لیا۔صفدر علی خوشی سے لہراتی ہوئی آواز میں بولے۔''ارے بھئی زمان خان اب مہمانوں کو اندر بھی لے چلو بھابھی بھی تھک جائیں گی۔''

اندر سے مکان بڑا اور خوبصورت تھا۔ہال بہت ہی بڑا تھا۔سارے آرام سے سما گئے نجیب اویس کے ساتھ کھیلنے لگا مگر قدرت اللہ نے سنبل کو گود سے نا اتارا۔گلبدن اپنے باپ کے قریب بیٹھ گئی۔قدرت اللہ بار بار کبھی گلبدن کو دیکھتے کبھی سنبل کو۔کہنے لگے۔

''سنبل کو دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے میں اپنی بیٹی کا بچپن دیکھ رہا ہوں۔گلبدن بھی بالکل ایسی ہی تھی۔''

www.ksars.org

شاہدہ بیگم گلبدن سے کہنے لگیں۔ ’’یہ مکان صفدر نے رحمٰن بابا کے کہنے پر ابھی پندرہ دن ہوئے خریدا ہے رحمٰن بابا نے فرمایا تھا کہ بہت بڑا سا مکان خریدو۔ یہاں بہت سارے مہمان آنے والے ہیں۔ جب رحمٰن بابا نے یہ بات صفدر سے کہی تو اس وقت تک نہ تمہارے آنے کی خبر تھی نہ ہی غار والوں کا کوئی پتہ تھا۔ پندرہ دن پہلے جب یہ مکان لیا تو رحمٰن بابا نے یہ کہہ کر جلدی جلدی صفائی کروائی اور اسے خوب سجانے کا حکم دیا۔ ہم نے ایک مرتبہ پوچھا بھی کہ یہاں کون آرہا ہے؟ تو انہوں نے بس اتنا فرمایا کہ وقت آنے پر تم جان لوگے۔ پرسوں غار والے جوان تشریف لائے تب رحمٰن بابا نے بتایا کہ عاقب اور گلبدن بھی بچوں کے ساتھ آرہے ہیں۔ سردار قدرت اللہ اور بستی والے کل آئے تھے۔‘‘

پھر وہ گلبدن کو اپنے ساتھ چمٹاتے ہوئے بولی۔ ’’گلبدن مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میں خواب دیکھ رہی ہوں یقین نہیں آرہا کہ سچ مچ تم یہاں ہو۔‘‘

دو دن سب کے آپس میں ملنے ملانے میں گزر گئے۔ تیسرے دن رحمٰن بابا نے سب کو طلب کیا۔ عاقب اور گلبدن سے ترکی کے حالات پوچھے۔ اور انقرہ میں ان کے روز و شب کی مصروفیات کے متعلق تفصیلی گفتگو کی۔ غار والے جوانوں سے ایک ایک کر کے سب کی روداد سنی۔ پھر رحمٰن بابا نے غار والوں سے سوال کیا۔ ’’تم نے پانچ سو سال پہلے دنیا والوں کے عقائد میں اور آج کے لوگوں کے عقائد میں کیا فرق پایا؟‘‘

مقسطین بولا۔ ’’میں کافستان سے ہوتا ہوا تاجکستان کی طرف روانہ ہوا۔ کافرستان میں قیام تقریباً دو ماہ کا تھا۔ کافرستان میں یونانی نسل کے باشندے ہیں۔ قبلِ مسیح کے زمانے کا ایک بہت مشہور بادشاہ جو سکندر اعظم کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ فتحِ دنیا کے ارادے سے یونان سے چلا تھا۔ جہلم میں بادشاہ پورس

www.ksars.org

کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی تھی۔ بادشاہ پورس اس لڑآئی میں ہار گیا۔ اس کے بعد سکندر اعظم تو واپس یونان لوٹ گیا۔ مگر اس کے بہت سے ساتھی کافرستان میں بس گئے۔ آج بھی کافرستان میں انہی یونانی باشندوں کی نسل موجود ہے۔

کافرستان چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھری ہوئی ایک حسین وادی ہے۔ یہ لوگ عجیب و غریب عقائد رکھتے ہیں ان کی معاشرتی زندگی میں گھوڑے اور خچر کا بہت دخل ہے۔ کیونکہ پہاڑی علاقوں میں سواری اور بار برادری کے لئے گھوڑے اور خچر ہی استعمال ہوتے ہیں۔ شاید اسی اہمیت کو مدِ نظر رکھ کر یہاں کے لوگ گھوڑے کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ لوگ گھروں میں دیواروں پر گھوڑے کا سر لٹکا کر رکھتے ہیں اور اسے پرستش کا درجہ دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ لکڑی کے مجسمے بنا کر انہیں پوجتے ہیں۔"

مقسطین اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "رحمٰن بابا پانچ سو سال پہلے بھی لوگ حقیقی خالق کو ماننے کی بجائے اس کی پیدا کی ہوئی اشیاء کو خدا کا درجہ دیتے تھے۔ آج بھی صورتِ حال یہ دیکھی کہ اللہ تعالیٰ کی بجائے مخلوق کی پوجا کی جارہی ہے۔ تو پھر پانچ سو سال پہلے کے لوگوں اور آج کے لوگوں کے عقائد میں فرق تو کچھ نہیں ہوا۔ میں دو مہینے دن رات ان کے ساتھ رہ کر ان کے عقائد اور طرز فکر تبدیل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر چند لوگوں کے سوا اور کوئی میری بات سمجھ نہ سکا یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اس کے بعد تاجکستان گیا یہاں افغانی اور منگولی نسل کے لوگ آباد ہیں۔ ازبکستان اور تاجکستان ان تمام علاقوں میں مسلم، عیسآئی اور بدھ مذہب کو ماننے والے لوگ ہیں۔ پانچ سو سال پہلے یہاں کافی اولیاءاللہ کا گزر رہ چکا ہے۔ یہاں اسلام ولیوں اور صوفیوں کے ذریعے پھیلا یا گیا۔ مگر

www.ksars.org

گزشتہ ستر سال سے جمہوری دور ہونے کی بناپر اسلام کا صرف نام ہی رہ گیا ہے اور اس کی صحیح تعلیمات سے لوگ نابلد ہیں۔

یہ تین سال میں نے انہی ملکوں میں گزارے۔ لوگوں کے قریب رہنے سے ان کے عقائد و ایمان اور طرزِ فکر کا اندازہ ہوا۔ جس سے میرے یقین میں یہ بات آگئی کہ عقیدہ' ایمان اور طرز فکر کی بنیاد توحید پر ہے۔ توحید مرکزی نقطہ فکر ہے۔ اگر کسی بندے کا یا کسی قوم کا مرکزی نقطہ فکر اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہو جاتا ہے تو نور کی روشنی اس کے عقیدے' ایمان اور طرزِ فکر سب کو تقویت پہنچاتی ہے۔ اس کے لئے صراطِ مستقیم پر چلنے کے مواقع اور وسائل قدرت فراہم کر دیتی ہے۔ مگر صورت حال اگر اس کے برعکس ہو کہ کسی فرد یا قوم کے بنیادی نقطہ فکر میں اللہ تعالیٰ کی بجائے غیر اللہ کا تصور پیدا ہو جائے تو آدمی کے مرکزی نقطہ فکر میں نور کی بجائے مادی روشنیوں کا ذخیرہ ہونے لگتا ہے اور آدمی اللہ کے تصور کو بھی کسی نہ کسی مادی صورت میں دیکھتا ہے۔ ہر مادی صورت مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق سے ہٹ کر ہے۔ اس کی ہر صفت مخلوق سے الٹ ہے۔ جس کی وجہ سے غیر اللہ کے تصور و عقیدے سے زندگی کا پیٹرن ہی الٹا ہو جاتا ہے اور طرزِ فکر یکسر بدل جاتی ہے۔''

پھر رحمٰن باباسے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔:'' رحمٰن باباان تین سالوں کے تجربے سے میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جب سے آدم و حوا اس دنیا میں آئے ہیں۔ ان کے ایمان و عقائد کا ایک ہی پیٹرن ہے یا تو وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کرتے ہیں اور یا پھر وہ اللہ کو نہیں مانتے۔ ہر دور اور ہر زمانے میں انسان ان دو پیٹریوں پر چل رہا ہے۔ وحدانیت کی پٹڑی پر چل کر وہ اللہ سے ملاقات کرتا ہے اور وحدانیت سے منکر ہو کر اللہ سے دور چلا جاتا ہے۔ جب سے دنیا بسی ہے ان ہی دو راستوں پر بنی نوع آدم سفر کر رہی ہے۔ مشکل تو

www.ksars.org

یہ ہے کہ جو جس راستے پر چل رہا ہے۔ اس راستے کے متعلق اچھی طرح سے کھوج لگاتے ہوئے بھی ڈرتا ہے۔ یہی صورت حال میں نے وہاں مسلمانوں کی دیکھی وہ ایک اللہ کو مانتے ضرور ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی صفات آگہی حاصل کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ کہیں اللہ کا حکم وارادہ ہمارے نفس کی خواہشات میں حائل نہ ہو جائے۔ رحمٰن بابا آپ ہی بتایئے کیا ایسے شخص کو آپ وحدانیت و توحید کا ماننے والا کہہ سکتے ہیں جو اپنے نفس کی خواہشات کو احکامِ خداوندی پر ترجیح دے۔‘‘

رحمٰن بابا بڑے غور سے مقسطین کی بات سُن رہے تھے وہ فرمانے لگے۔ ’’میرے بچے! تم بالکل درست کہتے ہو مسلمان گو بظاہر بت پرستی نہیں کرتا۔ مگر اس نے ہوائے نفس کے بے شمار بت تراشے ہوئے ہیں جنہیں قرآن نے طاغوت کہا ہے۔ آخرت میں جب مسلمانوں کے ایمان کا حساب وکتاب ہو گا۔ تب ہر مسلمان اپنے ایمان کی تصویر اپنے سامنے دیکھ لے گا۔ اگر وہ حشر میں اپنے رب کا دیدار کرتا ہے تو وہ سچا موحد ہے اور اگر اس کی آنکھوں کے سامنے طاغوتی بت ہوں گے تو وہ اللہ کا دیدار نہ کر سکے گا۔ میرے بچو! یہی سب سے بڑا ظلم ہے انسان کا اپنے نفس پر کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر اپنے نور کو دیکھنے کا وصف پیدا کیا ہے اور وہ اس وصف کو استعمال نہیں کرتا۔ یاد رکھو! اللہ والوں کو اللہ نے یہی ذمہ داری سونپی ہے کہ وہ لوگوں کی توجہ ان کے اندر کام کرنے والی روحانی صلاحیتوں کی جانب دلائیں تا کہ زیادہ سے زیادہ بندے دنیا و آخرت میں کامیاب زندگی گزاریں۔‘‘

جذبیر رحمٰن بابا کا اشارہ دیکھ کر سنبھل کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

’’یہاں سے میرا سفر چین کی جانب تھا۔ چین کی جو ہسٹری مجھے ملی ہے وہ یہ ہے کہ ہزاروں سال پہلے شاہی خاندان کے بارہ بھائی تھے۔ جو منگولیا سے آکر چین میں آباد ہو گئے۔ طولائی خاندان 'چغتائی

www.ksars.org

خاندان' قبلائی خاندان یہ سب انہیں بھائیوں کی اولادیں ہیں۔ ان کا مذہب کنفیوشس تھا۔ حضرت قازان نے انہیں مسلمان کیا۔ آج بھی چین میں کنفیوشس مذہب پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں عیسائیت اور اسلام کو ماننے والے بھی ہیں۔ سب اپنے اپنے عقیدے پر قائم ہیں۔ مگر میں نے ان کے درمیان رہ کر ایک بات خاص طور پر نوٹ کی ہے کہ پانچ سو سال پہلے آدمی اپنے عقائد پر اندھا یقین رکھتا تھا۔ اس کا یقین اپنے عقیدے پر اتنا پختہ ہوتا تھا کہ کوئی دلیل اس کے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتی مگر سائنسی اور علمی ترقی کی وجہ سے عقل اتنی بڑھ گئی ہے کہ کوئی بات تسلیم کرنے عقل سلائل طلب کرتی ہے۔ آج کی عقل ہر شئے کے اندر اچھائی اور برائی دونوں پہلوؤں کی جانب نظر کرتی ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اگر انہیں بات کے روشن رخ کی جانب توجہ دلائی جائے تو عقل اس کو تسلیم کرنے پر رضامند ہو جاتی ہے اور آدمی اپنا نظریہ بدل دیتا ہے۔ چین میں میرا قیام دو سال تک رہا۔ اس دوران لوگوں کے سامنے نظریہ توحید کو پیش کرنے میں مجھے تھوڑی بہت کامیابی ضرور ہوئی ہے۔ چین سے روانہ ہو کر منگولیا میں ایک برس تک قیام رہا۔ منگولین طولآئی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا مذہب عجیب ہے۔ یہ نیلے آسمان کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ لوگ کھلے آسمان کے نیچے یوگا کی پوزیشن میں آسن پر بیٹھ جاتے ہیں اور نیلے آسمان کا تصور باندھ لیتے ہیں۔ یہی ان کی عبادت ہے جب ان کے خاندان کا بڑا مر جاتا ہے تو یہ اسے قبر میں دفن نہیں کرتے بلکہ ایک چبوترے پر اسے رکھ دیتے ہیں۔"

جذبیر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "رحمٰن بابا یہاں میری دوستی ایک منگول فیملی سے ہو گئی۔ یہ میاں بیوی جوان تھے۔ بڑے ہنس مکھ اور ملنسار تھے۔ ہم جلد ہی آپس میں گھل مل گئے۔ ایک مرتبہ مذہب پر بات چل نکلی تو انہوں نے بتایا کہ ہم تو نیلے آسمان کو خدا سمجھتے ہیں جس کا وسعت اور بلندی میں کوئی ہمسر نہیں ہے۔ ہم تصور میں اس نیلے آسمان سے اپنا دھیان لگاتے ہیں اور اپنی حاجتیں بیان کرتے اور

www.ksars.org

نیلا آسمان ہماری تمام حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔اس لئے کہ وہ سب سے زیادہ وسیع ہے اور سب سے زیادہ بلند ہے۔ جذبیر کہنے لگا۔ یہ بات سن کر میں نے انہیں سمجھایا کہ نیلا آسمان ایک پردہ ہے۔اس پردے کے پیچھے حق موجود ہے۔ جو اصل خالق ہے۔ جب تم تصور میں اس ہستی سے رابطہ قائم کرتے ہو جو تمہاری ضروریات کا کفیل ہے تو دراصل تمہاری فریاد خالق تک ہی پہنچتی ہے۔ وہ اپنے کمالِ ربانی اور فعل رحمی کے ساتھ تمہاری خواہشات و تقاضے پورے کرتا ہے۔ تم نیلے آسمان کے تصور کی بجائے اللہ کا تصور کرو۔ وہ اللہ جو تمہارے قریب تر ہے۔ اگر تم اللہ کا تصور کرو گے اور ایک خالق پر ایمان لاؤ گے تو وہ پہلے سے زیادہ تمہاری بات سنے گا۔ رحمٰن بابا آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ انہوں نے میرے ساتھ کئی مرتبہ اسی طرح اللہ کے تصور میں مراقبہ کیا اور پھر آپ کی دعاؤں سے نیلے آسمان سے ان کا ذہن ہٹ گیا اور ہماری دوستی خوب پکی ہوگئی پھر وہ اپنے دوستوں میں بھی اس کا تذکرہ کرنے لگے۔''

یہ سارا واقعہ سن کر رحمٰن بابا نے فرمایا۔''انسان ان گنت تقاضوں کا مجموعہ ہے۔ ہر لمحے کوئی نہ کوئی خیال تقاضہ بن کر اس کے اوپر وارد ہوتا ہے۔ روح اپنے اندر پیدا ہونے والے تقاضوں سے بھی واقف ہے اور اس بات سے بھی آشنا ہے کہ اللہ کے سوا یہ تقاضے اور کوئی پورا نہیں کر سکتا۔ روح کی فکر کی روشنی جب شعور میں داخل ہوتی ہے تو شعوری حواس اس کی جستجو میں متحرک ہو جاتے ہیں۔ نظر جس پر ٹھہر جاتی ہے۔ فکر کی تصویر اسی پردے پر منعکس ہو جاتی ہے۔ توحیدی نقطہ نظر ہر شئے میں اللہ کے جلوے بکھیر دیتا ہے۔ اللہ ہی ظاہر ہے اللہ ہی باطن ہے۔ خرابی وہاں آتی ہے جب بندہ پردے کو اللہ سمجھ لیتا ہے۔ پردے پر ظاہر ہونے والی حقیقت اسے دکھائی نہیں دیتی۔''

رحمٰن بابا اتابک کی طرف مڑے۔''ہاں بھئی تم سناؤ۔ تم نے کہاں کہاں کا سفر کیا؟''

www.ksars.org

اتابک کے چہرے پر نورانی مسکراہٹ پھیل گئی۔ جس نے اس کے سرخ و سفید رنگ کو اور زیادہ روشن بنا دیا وہ بولا۔ ”رحمٰن بابا میری منزل عراق تھی۔ عراق ہمیشہ سے پیغمبروں کی سرزمین رہی ہے۔ یہاں ہمیشہ وحدانیت کا چرچا رہا ہے مقام اُر Ur کے بادشاہ حمورابی نے معاشرتی قوانین اور نظام کی داغ بیل ڈالی۔ مگر یہ نظام وہی تھے جو پیغمبروں کے لائے ہوئے آسمانی صحائف میں سے تھے۔ عراق میں رہ کر مجھے اس بات کا مشاہدہ اور تجربہ ہوا کہ جو قوم ایک خالق کی پرستش کرتی ہے۔ اس قوم پر اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں اور برکتیں نازل کرتا ہے عراق میں ایک سال رہنے کے بعد میں ایران گیا۔ ایران میں ساڑھے تین ہزار سال سے بادشاہت چلی آرہی تھی۔ جس کا گزشتہ صدی میں خاتمہ ہوا۔ پہلے ان کا مذہب زرتشت تھا۔ جو کہ آتش پرست ہیں بعد میں مسلمان ہوئے آتش پرستی میں نیکی اور بدی ان کا عقیدہ تھا۔ نیکی کے تصور کو وہ یزدان کہتے تھے اور بدی کے تصور کو اہرمن کہا جاتا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانی اور صفتِ قہاری کا تصور ہے۔ زرتشت ان دونوں قوتوں کو خدا کا درجہ دیتے اور اپنی عبادگاہوں میں ہر وقت آگ جلائے رکھتے۔ حضور پاک ﷺ کی امد کے بعد یہاں اسلام کا چرچا ہوا اور آج ایران ایک اسلامی ملک ہے۔ توحید پرست ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے عقائد ایک اللہ پر بہت مضبوط ہیں۔ مگر معاشرتی طرزوں کی تبدیلیوں نے چودہ سو سال میں اسلام کے حقیقی اصولوں کو بہت حد تک بدل دیا ہے۔ پانچ سو سال پہلے مسلمان اور آج کے مسلمان میں نمایاں فرق دکھائی دیتا ہے۔

رحمٰن بابا میرا باپ اپنے علاقے کا سردار تھا۔ اس کے ایک اشارے پر علاقے کا ہر فرد اپنی جان قربان کرنے کو تیار رہتا تھا۔ میری ماں اس علاقے کی ملکہ تھی اور اعتبار سے ہم بچوں کے لئے ہر قسم کی سہولتوں اور آسائشوں کی فراوانی تھی۔ مگر ہمارے ماں باپ نے ہمیں عام بچوں کی طرح پالا۔ ہمیں عام لوگوں سے میل جول رکھنے پر کبھی منع نہیں کیا۔ اس طرح ہمارے اندر ضرورت مندوں کے لئے ایثار و

www.ksars.org

قربانی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ خود میرے ماں باپ ہر روز شام کو کہیں نہ کہیں لوگوں کے مجمع میں جا بیٹھتے ان کے ساتھ کھاتے پیتے اور دوستوں کی طرح ہنستے بولتے اس طرح سردار اور ماتحت کے درمیان محبت و اخوت اور بھائی چارے کا رشتہ استوار ہو گیا۔

اس اٹوٹ رشتے کی بنیاد پر امیری غریبی کی حدِ فاصل مٹ گئی۔ دونوں طبقات اپنی اپنی جگہ مطمئن اور خوش باش زندگی گزارنے لگے۔ خوشی اور اطمینانِ قلب زندگی کو روحانی راستوں پر ڈال دیتے ہیں۔ جس میں ہر کام آدمی اپنے رب کی خوشی کے لئے کرتا ہے۔ اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت ہر لمحے قلب میں سکون اور خوشیوں کی لہریں منتقل کرتی رہتی ہے اور دب بہ دب بندے کی خوشیوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ رحمٰن بابا! میری ماں کہا کرتی تھی۔ ''بیٹا خوشی جنت کا شعور ہے۔ جنت نور کا عالم ہے۔ جس میں بسنے والے نور میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ نور ان کے حواس بن جاتا ہے۔ نور کے حواس روح کے حواس ہیں۔ پس جب بندہ دنیا میں خوش رہتا ہے اور اپنے ارد گرد جنت کا ماحول بنا لیتا ہے تو وہ اللہ کے نور کے غلاف میں بند ہو جاتا ہے اور اس کے اندر روحانی حواس متحرک ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے پاس آنے والی ہر اطلاع اور سوچ کو روحانی فکر کے مطابق معنی پہناتا ہے۔ روح اپنے رب سے قریب ہے۔ آدمی روحانی فکر کے ذریعے اپنے رب کی قربت محسوس کرتا ہے۔ ہمارے علاقے میں کچھ ایسا ہی ماحول تھا۔ ہر شخص جب اللہ کا ذکر کرتا تھا تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اپنے سامنے موجود ہستی کا تذکرہ کر رہا ہے۔ مگر آج کے دور میں ماحول اس طرح بدل گیا ہے کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دل و ذہن سے بہت دور دکھائی دیتے ہیں۔ قربت اور دوری کی فکر نے لوگوں کے حواس میں تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ لوگ اللہ کو غائب جان کر ہر کام میں اپنے ذاتی ارادے کو فوقیت دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے ہر عمل میں نفس کی کمزوریوں کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ جب کہ انسانی نفس تمام مخلوقات کے نفس پر قوت

www.ksars.org

، دب دبے اور علم و ہنر میں فضیلت رکھتا ہے۔ ایران کے بعد مجھے مصر جانے کا اتفاق ہوا۔ مصر کا جو نقشہ میرے ذہن میں تھا آج مصر اس سے مختلف دکھائی دیا۔

علاقے کا سردار ہونے کے ناطے میرے والد کے پاس دوسرے قبیلوں اور علاقوں کے سردار بھی آتے رہتے تھے۔ جو اپنے اپنے ہنر و کمال کا مظاہرہ کرتے تھے۔ اس طرح تجاری تعلقات بھی قائم ہو جاتے۔ ایک مرتبہ بڑا عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ اس وقت میری عمر تقریباً انیس برس کی تھی۔ قبیلے کی ایک لڑکی مجھے اچھی لگتی تھی گو میں نے کبھی اس سے اپنی چاہت کا اظہار نہیں کیا مگر چھپ چھپ کر دیکھنا میرا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ جب بھی اس کی نظریں میری نظروں سے ملتیں۔ یہی پیغام ادھر سے بھی ملتا محسوس ہوتا۔

اس شام ایسا ہوا کہ اپنی محبوبہ کو دیکھنے کے لئے ارادتاً دریا کے کنارے نکل کھڑا ہوا۔ دریا کے کنارے کھجور اور ناریل کے درخت تھے۔ روزانہ شام کو عورتیں اور لڑکیاں دریا پر آتیں' پانی بھرتیں اور کھجور و ناریل توڑ کر اپنے گھروں کو لے جاتیں۔ ناریل توڑنے کے لئے وہاں چند لڑکے مقرر تھے۔ جو درختوں پر چڑھ کر ان کی ان میں ناریل توڑ کر نیچے پھینک دیتے۔ میں درختوں کی آڑ میں چھپا لڑکوں کی چھٹکلوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ مجھے معلوم تھا اگر میں ان کے سامنے چلا گیا تو سب شرما کر تتر بتر ہو جائیں گی۔ اتنے میں ایک درخت جس پر بہت سارے ناریل لگے تھے مگر اس درخت پر ابھی کوئی توڑنے والا چڑھا نہ تھا کہ اچانک نہایت تیزی سے ایک کے بعد ایک اس درخت سے ناریل گرنے لگے۔ سب کی توجہ اس طرف مبذول ہو گئی۔ میں بھی حیرانی سے ادھر دیکھنے لگا۔

www.ksars.org

دیکھتے ہی دیکھتے درخت کے پاس ایک آدمی نمودار ہوا جس نے مصری لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ ایسا جیسے زمین پر اگ آیا۔ میرے ساتھ ساتھ تمام عورتوں پر بھی حیرانی طاری ہو گئی ایک عورت گھبرا کے بولی۔ ''کون ہو تم؟ میں صورتحال بھانپ کر تیزی سے درخت کی اوٹ سے باہر نکل آیا اور عوروتوں کو ہاتھ کے اشارے سے تسلی دیتے ہوئے اس شخص کی جانب متوجہ ہوا میں نے مسکراتے ہوئے اسے سلام کیا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔ اس نے مسکراتے ہوئے اپنا نام ملیڈیا بتایا۔ اس نے کہا میرا تعلق مصر سے ہے۔ یہ سن کر میں سوچ میں پڑ گیا کہ اتنی دور سے یہ شخص یہاں کس طرح پہنچا۔ اس کی سواری کہاں ہے؟ اس کے چہرے پر سفر کے آثار بھی نہیں ہیں۔ یہ اچانک کہاں سے نمودار ہو گیا ہے۔ میں نے اپنی حیرانی دور کرنے کے لئے اس سے پوچھا تم یہاں کیسے آئے؟ وہ مسکرا کے بولا۔ سحر اور جادو کے زور پر۔ پھر اس نے ایک نظر درخت میں لگے ناریل کو دیکھا۔ وہ ناریل درخت سے نیچے ٹوٹ کر اس کے ہاتھوں میں آ گیا۔ بولا۔ ایسے۔ میں نے عورتوں کے درمیان اس سے زیادہ باتیں کرنا مناسب نہیں جانا۔ مبادا عورتیں ڈر جائیں۔ وہ حیران نگاہوں سے اسے گھور رہی تھیں۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ گھر چلنے کی دعوت دی۔ عورتوں کو کہہ دیا کہ تم اپنا کام کرو۔ گھر آ کر اسے اپنے باپ سے ملوایا۔ خاطر مدارات کی اور اسے مہمان خانے میں ٹھہرایا۔ رات کو میں اور میرا باپ اس کے پاس جا بیٹھے اور اس سے جادو اور سحر کے ان علوم کے متعلق دریافت کرنے لگے جن کی اس نے نشاندہی کی تھی۔ اس نے بتایا جیسا کہ قرآن میں بیان کیا جا چکا ہے کہ مصر پر فرعونوں کی بادشاہت تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مصر پر فرعون حکومت کرتے تھے۔ فرعون صرف مصر کا بادشاہ ہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو خدا کا درجہ دیتا تھا۔ فرعونوں کے زمانے میں سحر اور جادو کے علوم زوروں پر تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آ کر سحر، جادو اور معجزات کے فرق کو ظاہر کیا اور استدراجی علوم اور روحانی علوم کی علیحدہ علیحدہ نشاندہی کی۔ مدتیں

www.ksars.org

گزرنے کے بعد آج بھی سحر و جادو کے علوم وہاں پر موجود ہیں۔ ملیدیا نے بتایا کہ اس کے باپ کو جادو اور سحر کے علوم جاننے کا بڑا شوق تھا وہ رات کو قبرستان میں جا کر چلے کرتا۔ آدھی رات کو اہرام مصر کے اندر داخل ہو کر عملیات پڑھتا۔ اس نے اہرام مصر میں جانے کے لئے خفیہ راستہ بنا رکھا تھا۔ ایک رات تجسس کے مارے میں بھی اس کے پیچھے پیچھے اس خفیہ راستے سے اہرام مصر کے اندر جا پہنچا۔ میں چھپ کر اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا وہ کوئی منتر پڑھ رہا تھا۔ منتر پڑھتے پڑھتے وہ زمین سے اوپر اُٹھنے لگا اور پھر اس نے فضا میں چاروں طرف چکر لگائے۔

☆☆☆

www.ksars.org

(اٹھارویں قسط)

اوپر اُڑتے ہوئے اس نے مجھے دیکھا اور فوراً ہی نیچے آگیا۔ اس نے سختی سے مجھ سے یہاں آنے پر استفسار کیا۔ میں نے معافی مانگی اور فوراً باہر نکل آیا۔ مگر پھر اس کے بعد میرے اندر خود ان علوم کو جاننے کا شوق پیدا ہو گیا۔ باپ نے میری لگن دیکھ کر مجھے بھی اپنے ساتھ رکھنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ اُڑ کر پہنچنا میں نے اپنے باپ سے سیکھا ہے۔ میرا باپ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ میں اکثر شوق میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پرواز کر لیتا ہوں۔ سحر جادو سے مجھے صرف پرواز کی حد تک ہی دلچسپی رہی اور کوئی علم جاننے کی میں نے کبھی کوشش نہیں کی۔ پرواز کے دوران دریا کے کنارے عورتوں کو دیکھ کر اس طرف نکل آیا۔

مجھے انہیں خوفزدہ کرنے اور یا نقصان پہنچانے کا قطعی ارادہ نہ تھا۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ دراصل ہمارے یہاں آج بھی سحر جادو کو ماننے والے موجود ہیں ان علوم کو بُرا نہیں سمجھا جاتا۔'' اتابک اپنا قصہ جاری رکھتے ہوئے بولا۔ ''رحمٰن بابا ملیدیا یا چند دن ہمارے یہاں ٹھہرا۔ ہم نے آنے والے کو اللہ کا مہمان جان کر اپنی روایات کے مطابق اس کی دل و جان سے خاطر مدارت کی۔ جاتے وقت اس نے وہ تمام عملیات مجھے بتادیئے جو پرواز کے لئے ضروری تھے۔ مگر میرے ماں باپ نے مجھے سختی سے ان علوم کو حاصل کرنے سے روکا۔ ان کا کہنا تھا کہ روحانی علوم ان سے کہیں زیادہ بہتر ہیں اور ان کی وسعت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی راضی و خوش رہتا ہے جب کہ استدارجی علوم میں محدویت ہے۔ محدودیت اللہ سے دوری ہے مجھے روحانی علوم کی طرف اسی واقعہ نے راغب کیا۔

www.ksars.org

مصر میں آج بھی جادو اور سحر کو ماننے والے موجود ہیں۔ مگر اب پہلے کی طرح لوگوں میں ان علوم کو سیکھنے کا رجحان کم ہے۔ جس کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ اب عام طور پر لوگ اس بات سے واقف ہو چکے ہیں کہ جادو اور سحر شیطانی ہتھکنڈے ہیں۔ جو ذہن میں رحمانی سوچ کے دریچے بند کر دیتے ہیں۔ وہاں رہتے ہوئے میری کوشش یہی رہی کہ میں لوگوں میں سحر جادو کی بجائے روحانی قوتوں کو اجاگر کرنے اور انہیں اپنے ارادے سے استعمال کرنے کی جانب متوجہ کروں۔ اس کے لئے میں نے آپ کے بتائے ہوئے ذکر و اشغال لوگوں کو سکھائے۔ ہمارا ایک گروپ بن گیا جو ہر روز رات کو آپ کے بتائے ہوئے اسباق و عبادت کرتا تھا اور اس میں انہیں خاطر خواہ کامیابی بھی ہوئی۔ رحمٰن بابا در اصل یہاں کے مقامی لوگوں کے ساتھ میں دوستی بڑھانا چاہتا تھا۔ میں اپنی زندگی کا ملیڈ یا والا واقعہ بھولا نہیں۔ مصر پہنچ کر بار بار میرے ذہن میں یہ خیال آتا کہ اگر ایک جادو گر ہوا میں اُڑ سکتا ہے تو روحانی علوم کا حامل کیوں نہیں اُڑ سکتا۔ اہرام مصر کی ساخت میں ضرور کوئی ایسا راز چھپا ہوا ہے کہ اس کے اندر بیٹھ کر منتر پڑھنے سے آدمی کی صلاحیتیں ابھر آتی ہیں۔

رحمٰن بابا آپ نے ایک دفعہ بتایا تھا کہ استدراجی علوم والے کی کارکردگی کی حدود زمین سے پہلے آسمان کی سطح تک ہے۔

استدراجی ذہن شیطانی ذہن ہے۔ اور شیطان کا داخلہ آسمانوں میں ممنوع ہے۔ اس کے علاوہ استدراجی کمالات کو دوام حاصل نہیں۔ زمین کی کششِ ثقل کے زیرِ اثر لہروں کی تبدیلی سے جب فضا میں تبدیلی آتی ہے تو استدراجی صلاحیتیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے برعکس روحانی آدمی کی صلاحیتوں میں فضا کی تبدیلی سے کوئی اثر نہیں پڑتا وہ اپنی صلاحیتوں کو اپنے ارادے کے ساتھ استعمال کرنے پر قدرت رکھتا

www.ksars.org

ہے۔ میرے اندر یہ تقاضہ روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا کہ میں اہرام مصر کے اندر بیٹھ کر کچھ اسباق و ظائف ایسے کروں جس سے میرے اندر کی صلاحتیں بڑھیں۔ میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو اہرامِ مصر کی کھدآئی میں کام کرتا تھا۔ اس نے مجھے اس کے اندر کے بہت سے اسرار بتائے۔ اس نے بتایا کہ وہ ابھی بھی ایک ٹیم کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ میں نے اس سے اچھی طرح دوستی کرلی۔ وہ بہت اچھا آدمی تھا۔ ہم جلد ہی ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل گئے۔ میں نے اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا کہ میرا منشاء کچھ عرصے کے لئے اہرامِ مصر کے اندر رہ کر اپنی روحانی صلاحیتوں کو بڑھانا ہے۔ اس کے لئے مجھے تمہاری مدد درکار ہے۔ تم مجھے کوئی ایسا خفیہ راستہ بتادو جس راستے سے میں اہرام مصر میں آجا سکوں۔ میں یہاں رات کو روزانہ چند گھنٹے گزارنا چاہتا ہوں۔ میری بات سن کر پہلے تو وہ ہچکچایا مگر پھر اس نے وعدہ کیا کہ وہ کل رات مجھ سے اس سلسلے میں ملاقات کرے گا۔ وعدے کے مطابق اس نے مجھے ایک خفیہ راستہ دکھایا۔ جو اہرامِ مصر کے اندورنی چیمبر میں نکلتا تھا۔ میں نے اپنے روحانی اسباق پڑھنے کے لئے جو جگہ منتخب کی وہ اہرامِ کی چھت کی تکون کے عین نیچے تھی۔ میں روزانہ آدھی رات سے فجر تک وہاں بیٹھ کر اسباق و وظائف کرتا اس کے ساتھ ہی عصر سے مغرب تک ایک مسجد میں گزارتا اور وہیں روزہ افطار کرتا۔

اہرامِ مصر میں' میں نے چالیس دن کا چلہ کیا اور ان چالیس دنوں میں مسلسل روزے رکھے۔ میری روحانی صلاحیتیں زبردست حد تک بیدار ہو گئیں۔ میری نظر آسمانوں میں دیکھنے لگی۔ چلے کے آخری دن مجھے ایک بزرگ دکھائی دیئے۔ انہوں نے میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھا۔ ان کے ہاتھ سے نور کی تیز دھار نکل کر میرے سر میں داخل ہوگئی۔ مجھے سارے جسم میں ایک لطیف کرنٹ سرائیت کرتا محسوس ہوا میں نے آنکھیں کھول دیں تو وہی بزرگ سامنے کھڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ کہنے لگے ''انبیا علیہ السلام کی قبروں پر حاضری دو۔'' یہ کہہ کر وہ غائب ہوگئے۔ میں چند دن بعد یروشلم آگیا دوسرے دن میں نے روزہ

www.ksars.org

افطار کیا اور قبرستان چلا گیا۔ وہاں میں نے بنی اسرائیل کے بہت سارے پیغمبروں کی قبریں دیکھیں۔ میں سوچنے لگا۔ اگر میں ان قبروں پر صرف فاتحہ پڑھ کر گزر جاؤں تو کچھ حاصل نہ ہوگا مجھے کسی پیغمبر کی قبر پر بیٹھ کر مراقبہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ ان کی روح سے میرا رابطہ قائم ہو۔ اب میں سوچ میں پڑ گیا کہ کس پیغمبر کی قبر مبارک پر بیٹھوں پیغمبر تو سارے ہی جلیل القدر ہیں۔

اس خیال سے وہ بزرگ ذہن میں آ گئے۔ دل نے کہا ان کی طرف دھیان لگا تو وہ بتا دیں گے۔ میں نے دل کی بات مان کر ان بزرگ کی جانب توجہ کی تو اگلے لمحے ہی ان کا نورانی ہیولا بند آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ مجھے کن پیغمبر کی قبر پر حاضری دینی ہے وہ بولے۔ ''حضرت عزیز علیہ السلام کی'' یہ فرماتے ہی وہ پھر غائب ہو گئے۔ اب میں نے ایک روٹین بنالی۔ روزانہ رات دو بجے سے لے کر صبح فجر تک میں حضرت عزیز علیہ السلام کی قبر مبارک پر بیٹھ کر اوراد و وظائف پڑھتا اور صاحب قبر کی جانب توجہ کر کے بیٹھ جاتا۔ دس دن کے بعد جب میں نے مراقبہ میں حضرت عزیز علیہ السلام کا تصور باندھا تو میری آنکھوں کے سامنے ایک پردہ ہٹا اس پردے کے پیچھے مرصع تخت پر ایک نورانی بزرگ دکھائی دیئے میں نے سلام کیا ''السلام علیکم یا حضرت عزیز علیہ السلام۔ آپ علیہ السلام نے مجھے دیکھا اور مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دیا۔ میں نے دست بستہ عرض کی ''حضرت آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کا ذکر قرآن میں فرمایا ہے مردہ جسم کے اندر جان کیسے آتی ہے۔ آپ کی اپنی آنکھوں نے دیکھ لیا۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ مردہ جسم میں جان کیسے آتی ہے؟'' حضرت عزیز علیہ السلام نے ایک نظر میری طرف دیکھا اور پھر کہنے لگے ''مگر تم تو خود اس تجربے سے گزر چکے ہو'' میں نے آپ علیہ السلام چشمِ بینا کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے عرض کی۔ ''حضور آپ بجا فرماتے ہیں۔ مگر وہ تجربہ میرا ایسا ہی تھا جیسے گہری نیند سے آنکھ کھل گئی۔ اب میں آپ کی چشمِ بینا کے توسط سے مشاہدہ کرنا چاہتا

www.ksars.org

ہوں۔" آپ علیہ السلام نے مجھے اپنے قریب آنے کو کہا۔ میں آپ علیہ السلام کے قریب آگیا تو آپ علیہ السلام نے اپنے داہنے ہاتھ سے میرے جسم کے گرد سات چکر بنائے۔ ہر چکر میں مجھے اپنے اندر ایک کرنٹ داخل ہوتا محسوس ہوا پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ "کل پھر آنا" میں ہر روز جاتا وہ روزانہ اسی طرح جسم کے گرد سات دائرے بناتے اور کرنٹ میرے اندر منتقل کرتے اکیس دن کے بعد آپ علیہ السلام نے میرے اندر کرنٹ منتقل کر کے فرمایا آنکھیں کھولو۔ میں نے آنکھیں کھولیں۔ رات کے اندھیرے میں ایک بزرگ سامنے کھڑے دکھائی دیئے۔

رات کی سیاہی میں ان کے سفید کپڑے روشن روشن سے لگے۔ میں سمجھا کہ میں آنکھیں کھول کر بھی مراقبہ میں ہی دیکھ رہا ہوں اور میرے سامنے کسی بزرگ کا نورانی ہیولا ہے کہ اتنے میں ان بزرگ نے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور نہایت صاف مردانہ آواز میں بولے "السلام علیکم میں خضر ہوں۔" حضرت عزیز علیہ السلام نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں آواز سن کر گھبرا کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ میرا دل زور سے دھڑکا۔ آپ خضر علیہ السلام ہیں؟ وہ کہنے لگے۔ "ہاں میں خضر ہوں۔ تم جو کچھ دیکھنا چاہتے ہو۔ میں تمہیں اس مقام پر لے جاؤں گا۔ مگر تمہیں اپنی آنکھوں پر یہ پٹی باندھنی ہوگی۔ پھر جب تک میں نہ کہوں۔ تم اسے نہیں اتارو گے۔ میرا ذہن پوری طرح حضرت خضر علیہ السلام کی طرف متوجہ تھا میں نے ہاتھ باندھ کر کہا۔ "آپ جیسا کہیں گے میں کرنے کو تیار ہوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ ایک پٹی کپڑے کی ان کے ہاتھ میں تھی۔ میں نے وہ اپنی آنکھوں پر باندھ لی۔ اب انہوں نے مجھے سیدھا کھڑا رہنے کو کہا اور پھر اپنے دونوں ہاتھ میرے دونوں کندھے پر رکھے اور زور سے دبایا ایک دم مجھے محسوس ہوا جیسے میرے قدم زمین سے اُٹھ گئے اور نہایت تیزی سے زمین سے اوپر اُٹھتا جا رہا ہوں۔ خوف کی لہر میرے سر سے پاؤں تک دوڑ گئی۔ میرا ذہن ہر قسم کے خیال سے پاک تھا۔ بس

www.ksars.org

صرف کبھی سردی کی کبھی گرمی کی کوئی لہر بدن سے ٹکرا کر گزر جاتی کبھی نمی کا احساس ہوتا کچھ دیر کے بعد پھر دوبارہ حضرے خضر علیہ السلام کے دونوں ہاتھوں دباؤ مجھے اپنے کندھوں پر محسوس ہوا اور اسی وقت میرے پاؤں زمین پر ٹک گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی آواز ائی۔ ''آنکھوں سے پٹی اتار لو۔'' میں نے پٹی اتار دی۔ میں کہاں ہوں؟ حیرت کے مارے میری آواز گلے میں جیسے پھنس کر رہ گئی۔

چاند کی طرح روشنی سے ساری فضا منور تھی اور سامنے ہی شفاف چاندی کا دریا بہہ رہا تھا۔ میری آنکھیں اس دریا پر اٹک گئیں۔ دریا کی لہروں سے روشنی شعاعیں میری آنکھوں کے اندر داخل ہونے لگیں۔ میں نے ایک گہرا سانس لیا۔ میرے اندر ہلکی ہلکی ٹھنڈک سی محسوس ہوئی پھر حواس بحال ہو گئے اور حیرت کی بجائے خوشی کا احساس ہونے لگے۔

اب حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ ''اے بیٹے! سنو یہ چشمہ آبِ حیات کا ہے۔ یہ زمین جس پر تم کھڑے ہو تمہاری ہی زمین کا ایک حصہ ہے۔''

حضرت خضر علیہا السلام کے کہنے پر میں نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا۔ یہ زمین وہ زمین نہیں تھی جسے میں چھوڑ کر آیا تھا۔ وہ زمین تو مٹی کی تھی اور یہ زمین تو جیسے چاندی کے ذرات سے بنی ہوئی تھی۔ مگر اس پر کھڑے ہو کر ایسا لگ رہا تھا جیسے دبیز قالین پر کھڑے ہوں۔

میں نے اپنے حواس کو یکجا کرتے ہوئے کہا۔ ''مگر حضرت یہ زمین ہماری زمین کا حصہ کیسے ہو سکتی ہے؟ ہماری زمین تو اس کے بالکل ہی مختلف ہے یہ زمین کس ملک کی ہے؟

www.ksars.org

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ ''اس زمین پر دنیا والوں نے قدم نہیں رکھا ہے۔ تم وہ پہلے شخص ہو جو اس جگہ لائے گئے ہو۔ یہ زمین دنیا والوں کی پہنچ سے دور ہے اور سنو یہ جو آبِ حیات کا دریا ہے ۔ یہ دریا اللہ تعالیٰ کے نور کا دریا ہے۔ یہ حیات کا نور ہے۔ یہ نور زمین کی جوف میں داخل ہوتا ہے۔ پھر زمین اس کو اپنے ذرّے ذرّے میں تقسیم کرتی ہے اور ہر ذرّے کی کوکھ سے حیات کی نمود ہوتی ہے۔''

پھر حضرت خضر علیہ السلام نے میرا ہاتھ مضبوطی کے ساتھ پکڑا اور دریا میں قدم رکھتے ہی یوں لگا جیسے دریا کا سارا پانی زمین کے اندر نہایت تیزی سے داخل ہو رہا ہے اور بالکل پاؤں کے پاس ہی وہ سوراخ ہے جہاں سے زمین کے اندر پانی داخل ہو رہا ہے اگلے ہی لمحے ہم دونوں اس سوراخ سے پانی کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ زمین کے اندر داخل ہونے لگے۔ رفتار اتنی زیادہ تھی کہ یوں محسوس ہوا کہ جیسے کوئی زبردست قوت اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ چند لمحوں بعد ہم پھر زمین پر کھڑے تھے۔ یہ بہت بڑا خلاء تھا۔ اس خلاء میں ہر طرف اسی طرح چاند جیسی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور زمین بھی چاند کی طرح ہی تھی مگر اس کی زمینی گیلی اور سیلن کی سی بو تھی۔ اس زمین سے مختلف رنگوں کی بہت ہی لطیف روشنی کی لہریں سی اُٹھتیں اور خلاء میں لہراتی ہوئی اس خلا کی دیواروں میں جذب ہو جاتیں اس زمین پر مسلسل یہی عمل ہو رہا تھا۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: ''دیکھو بیٹے! یہ خلاء زمین کا جوف ہے۔ یہ رنگین لہریں سطح زمین پر مٹی کے ذرات کو اپنے اوپر لپیٹ کر زمین کی مخلوق کے اجسام بناتی ہیں۔ یہ رنگین لہریں آبِ حیات کا جمال ہے جو مٹی کے پتلوں میں حیات بن کر دوڑ رہا ہے۔ مٹی کے پتلوں میں زندگی اور حسن و رنگینی اس روشنی سے ہے۔ یہ لہریں کہیں نہیں ٹھہرتیں۔ مسلسل حرکت میں رہتی ہیں۔ جب یہ روشنی مٹی کے اجسام

www.ksars.org

سے نکل جاتی ہے تو اجسام ساکت و جامد رہ جاتے ہیں اور جب زمین کے جوف سے یہ روشنی کھینچ لی جائے گی تو زمین بھی اپنے تمام بسنے والوں کے ساتھ مردہ ہو کر رہ جائے گی۔"

میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا: "کیا میں یہاں کی تھوڑی سی مٹی لے جا سکتا ہوں؟"

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: "اے بیٹے اندر کی مٹی باہر آئے گی تو وہ بھی باہر جیسی ہو جائے گی۔"

میں یہ سن کر چپ ہو رہا۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے آنکھوں پر پٹی باندھنے کے لئے کہا اور ہم واپس قبرستان لوٹ آئے۔ دوسرے دن مراقبہ میں حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا:

جاؤ رحمٰن بابا تمہیں یاد کر رہے ہیں۔" پھر چند ہی دنوں میں 'میں یہاں آگیا۔" رحمٰن بابا نے اتابک کو گلے سے لگایا اور بہت دعائیں دیں۔ پھر کہنے لگے۔

"ہمارے شعور وذہن اور جسمانی تمام حرکات لاشعور کے تابع ہیں۔ لاشعور سے روح کا نور شعور میں داخل ہوتا ہے اور اس نور کی قوت سے انفرادی شعور کی مشین چلتی ہے۔ انفرادی شعور پھیل جاتا ہے۔ اہرام مصر کا تکون وہ مخصوص پیمائش ہے جس پیمائش پر وہ سینٹر پوائنٹ بنتا ہے جس نقطے سے نور کی شعاع شعور کے اندر داخل ہو رہی ہے۔ جب کوئی فرد اس مخصوص اینگل کی سیدھ میں بیٹھتا ہے تو اس کے شعور کو نور کی لہر فیڈ کرتی ہے اور دماغ کے تمام خلیئے چارج ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی باطنی صلاحیتیں ابھر آتی ہیں۔ شعور جسمانی آنکھ کے حواس ہیں اور لاشعور روح کی نظر کے حواس ہیں۔ اہرام مصر کے تکون کا مرکزی نقطہ روح کی نگاہ کا وہ مخصوص اینگل ہے جس اینگل سے روح کی نگاہ مادی شعور کو دیکھتی ہے۔ جب

www.ksars.org

کوئی فرد اپنے ارادے سے اہرام مصر کے تکون کے مخصوص اینگل کے نیچے بیٹھ کر مراقبہ کرتا ہے تو اسے بہت جلد یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے۔ روح کی نگاہ کی روشنی اور روح کا شعور اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ روح کو دیکھنے لگتا ہے۔"

رحمٰن بابا کے اشارے پر مرزوق نے اپنی کہانی یوں شروع کی۔ کہنے لگا۔

"رحمٰن بابا! جب میں نے آپ کے حکم پر سفر کا قصد کیا تو رات کو سوتے وقت دعا مانگی کہ "یا بارِ الٰہی! تو جانتا ہے کہ میری زندگی اور میری موت تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ جن امور کی انجام دہی کے لئے تو نے مجھے اتنی طویل مدت کے بعد دوبارہ دنیا میں اُٹھایا ہے۔ ان احکامات کی آئندہ زندگی میں بھی واضح طور پر نشاندہی فرما۔ بے شک تو ہی راستہ دکھانے والا ہے۔" اسی رات میں نے خواب دیکھا۔۔۔

ایک بزرگ میرے سامنے کھڑے ہیں۔ ان کا جسم نورانی ہے۔ چہرے سے دھیمی دھیمی روشنی کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک روشن قندیل ہے۔ ان بزرگ نے میری طرف بھرپور نظروں سے دیکھا اور فرمایا:

"میں خضرِ وقت ہوں۔ قندیل کی روشنی میں چلا آ۔" یہ کہہ کر وہ قندیل کو اپنے داہنے ہاتھ میں تھامے آگے چلنے لگے۔ قندیل کی روشنی زمین پر اس طرح پڑنے لگی جیسے روشنی کا ایک راستہ ہے۔ بالکل سیدھا اور پتلا سا۔ میں اس پر چلنے لگا۔ کچھ دور چلنے کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا۔ جیسے میں سمندر پر چل رہا ہوں۔ مگر دیکھنے میں وہ قندیل کی روشنی کا راستہ ہی دکھائی دیا۔ اس پر چلتے چلتے ایک جگہ خضر بابا رُک گئے۔ قندیل اب بھی ان کے ہاتھ میں تھی۔ میں نے دیکھا کہ قندیل کی روشنی کا وہ راستہ اب گم ہو چکا ہے۔ اس

www.ksars.org

کے بجائے قندیل کی روشنی میرے سر پر اس طرح پڑ رہی ہے کہ میں روشنی کے دائرے میں ہوں۔ مگر محسوس ہوتا ہے جیسے سمندر پر کھڑا ہوں۔

خضر بابا بولے۔ ''روشنی کا بہاؤ سمندر ہی ہے۔'' دوبارہ فرمایا۔ ''دیکھ لے روشنی کا بہاؤ سمندر ہی ہے۔'' آپ کے دوبارہ کہنے پر مجھے محسوس ہوا جیسے قندیل کی روشنی میرے سر پر آبشار کی طرح بہتی ہوئی آرہی ہے اور روشنی کے اس بہاؤ میں میرا جسم بھی روشنی کی دھار بن کر سمندر کی روشنی میں بہتا جا رہا ہے۔

جیسے ہی اس خواب سے جاگا۔ میرے اندر سے آواز آئی۔ ''تمہارا راستہ سمندر میں ہے۔''

میں نے اسی وقت ارادہ کر لیا کہ مجھے اپنا سفر بحری جہاز سے ہی کرنا چاہیئے۔ اپنی گزشتہ زندگی میں میرا محبوب مشغلہ تیراکی اور غوطہ خوری رہ چکا ہے میں نے سوچا کہ مجھے باقاعدہ طور پر غوطہ خوری کی ٹریننگ لینی چاہیئے۔ اس ارادے کو لئے ہوئے میں چند ماہ تک یورپ کے مختلف ممالک کی سیر کرتا رہا اور پھر لیبیا کے شہر بن غازی میں میرا قیام ہوا۔ وہاں پر میں تقریباً ایک سال رہا اور تیراکی اور غوطہ خوری کی باقاعدہ ٹریننگ حاصل کی۔ میں مشق کے لئے ہر روز سمندر میں تیراکی کرتا۔ سمندر کی گہرائی میں کئی کئی گھنٹے مچھلیوں کے ساتھ تیرتا رہتا۔ آکسیجن کا ذخیرہ میرے ساتھ ہوتا۔ رحمٰن بابا سمندر کے اندر کی دنیا اتنی خوبصورت ہے یہ میں نے تب جانا۔ رنگارنگ اور عجیب و غریب جانور چھوٹے چھوٹے بڑے بڑے ان کے درمیان تیرتے ہوئے لگتا جیسے میں بھی سمندر کی ایک مخلوق ہوں۔ مچھلیاں پیار سے میرے ارد گرد آجاتیں۔ شاید وہ روز بروز مجھے دیکھ کر مانوس ہو گئی تھیں۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میں سمندر کی گہرائی میں کم از کم پچیس فٹ نیچے چلا گیا۔ گہرائی میں اندھیرے کی وجہ سے میں نے ٹارچ روشن کر رکھی تھی۔ اتنی گہرائی میں تھوڑی ہی دیر تیرنے کے بعد مجھے پانی کا دباؤ محسوس ہوا۔ ابھی میں نے اوپر جانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ایک دم کسی بڑی مچھلی

www.ksars.org

نے پشت کی جانب سے مجھے دھکا دیا اور آن واحد میں آکسیجن کا سلینڈر کسی نے مجھ سے جدا کر دیا۔ میں نے گھبرا کر پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک بڑی سی مچھلی میرے بالکل قریب آگئی تھی میں جلدی سے سطح پر جانا چاہتا تھا۔ پوری تیزی کے ساتھ اوپر اُٹھنے لگا تو اسی تیزی کے ساتھ وہ میرے اس طرح سامنے آگئی کہ اس نے میرا راستہ بالکل روک دیا اور اپنے پَر میرے قریب پھڑ پھڑا کے گردن ہلا ہلا کر مجھ سے کچھ کہنے لگی۔ اس وقت میرے ذہن سے بالکل نکل گیا کہ سیلنڈر گر کر کھو چکا ہے۔ میرا ذہن پوری توجہ کے ساتھ مچھلی کی حرکات میں لگ گیا۔ وہ اپنے پورے وجود کو ہلا ہلا کر مجھ سے کچھ کہہ رہی تھی۔ میں نے بھرپور توجہ کے ساتھ اپنی نظریں اس کی چمکیلی آنکھوں میں گاڑ دیں۔ میرا ذہن اس کے خیالات کو پڑھنے لگا وہ کہہ رہی تھی۔

”تم بھی کتنے عجیب ہو۔ سارا سمندر آکسیجن سے بھرا پڑا ہے اور تم اپنی آکسیجن الگ لیے پھرتے ہو۔ کیا تمہیں اللہ سے زیادہ اپنے ذخیرے پر بھروسہ ہے؟“

میرا ذہن اپنے منہ پر لگے ماسک پر گیا۔ غیر ارادی طور پر میں نے وہ ماسک منہ سے ہٹا دیا۔ ویسے بھی آکسیجن کے ساتھ اس کا کنیکشن تو ٹوٹ چکا تھا۔ اب وہ جیسے خوش ہوگئی۔ اس کی آنکھوں کی چمک اور بڑھ گئی۔ اس نے گردن ہلا ہلا کر مجھے اپنے ساتھ آنے کا مشورہ دیا۔ میں اس کے ساتھ تیرنے لگا۔ مجھے محسوس ہوا کہ اب میرے حواس پر پانی کے دباؤ کا پریشر بھی بہت ہلکا ہو چکا ہے۔ پانی کی گہرائی میں ویسے بھی وزن ہلکا ہو جاتا ہے۔ میں اپنے آپ کو انتہائی ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگا۔ میرے اندر ہر قسم کا خوف نکل گیا۔ میں نے مچھلی کی دم پکڑ لی اور پانی کی گہرائی میں اپنے آپ کو چھوڑ دیا۔ اس کی دم کے لمس سے مسلسل ایک لطیف کرنٹ میرے ہاتھوں میں جذب ہونے لگا۔ میرے روئیں روئیں میں خوشی کی کیفیات دوڑ گئیں۔ اچانک اسی لمحے میرے ذہن میں خضر بابا کی آواز گونجی۔ جو انہوں نے خواب میں مجھ سے کہا تھا دیکھ لے روشنی کا

www.ksars.org

بہاؤ سمندر رہی ہے۔ اسی وقت میں نے دیکھا کی میں اور مچھلی روشنی کے ہالے میں بہے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے گردن اُٹھا کر اوپر کی جانب دیکھا کہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ خضر بابا کی وہ قندیل ہمارے سروں سے کچھ فاصلے پر روشن ہے اور اس کی روشنی کے ہالے میں ہم بہے رہے ہیں۔ میں نے حیرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی کہ کیا قندیل خضر بابا کے ہاتھ میں ہے۔ مگر وہاں تو صرف قندیل تھی۔ خضر بابا کہیں دکھائی نہیں دیئے۔ میرے اندر کے تجسس نے استفسار کیا۔ قندیل کیا ہے؟ میرے اندر چھپی ہوئی فطرت بولی۔ قندیل روح ہے! قندیل کی روشنی اللہ کا نور ہے جو زمینوں اور آسمانوں کی ہر شئے کو توانائی بخش رہا ہے۔ قندیل کا نور تمہاری حیات ہے۔ حیات تو کائنات کے ذرّے ذرّے میں کام کر رہی ہے۔ پھر اپنی حیات کو سیلنڈر میں لئے لئے کیوں پھرتے ہو۔ میں نے اندر ہی اندر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور بے فکری سے مچھلی کے ساتھ ساتھ تیرتا چلا گیا۔

کچھ دیر بعد ہم سمندر کی تہہ کے قریب پہنچ گئے۔ حیرانی یہ تھی کہ جیسے جیسے ہم نیچے جاتے اندھیرے کے بجائے روشنی بڑھتی جاتی۔ یوں لگا جیسے ہم رات سے دن کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ راہ میں پھیلی ہوئی ایک چٹان کے اندر بنے ہوئے غار میں مچھلی داخل ہو گئی۔ میں بھی اس کی دم پکڑے ہوئے غار کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ غار ایک بڑے کمرے جتنا وسیع تھا۔ جیسے ہی مچھلی وہاں پہنچی دس پندرہ چھوٹی چھوٹی مچھلیاں لپک کر اس کے ارد گرد آ گئیں اور پیار سے اس سے چمٹنے لگیں۔ مجھے سمجھنے میں ذرا دیر نہیں لگی کہ یہ بڑی مچھلی ان سب مچھلیوں کی ماں ہے۔ میں نے سمندر کی تہہ پر نظر ڈالی۔ ریت کے ساتھ ساتھ موتی اور مونگے بھی چمکتے دکھائی دیئے۔ دولت کی چمک نے ایک لمحے کو میری آنکھیں خیرہ کر دیں۔ مگر دوسرے ہی لمحے اندر کی فطرت ماں کے روپ میں نصیحت کرنے لگی۔

www.ksars.org

''اے میرے بچے! کیا تم اب بھی نہیں سمجھے۔ موتی مونگوں سے کہیں زیادہ قیمتی دولت محبت ہے۔ ماں کی محبت، اولاد کی محبت، باپ کی محبت، دوست کی محبت، شیخ کی محبت اور ان سب محبتوں کو اللہ کی محبت نے احاطہ کیا ہوا ہے۔ پھر تم سچے خزانوں سے جھوٹے خزانوں کی طرف کیوں لپکتے ہو؟''

میں نے مچھلی کی طرف دیکھا سارے بچے اس کے بدن سے چمٹے ہوئے تھے۔ ماں کا بڑا سا بدن ان کے لئے زمین کی طرح تھا جسے وہ محبت سے چھوتے ہوئے سر سے پاؤں تک آتے اور پھر ماں کے بازوؤں کے نیچے چھپ جاتے۔

میرے اندر کی آواز نے پھر مجھے مخاطب کیا۔ ''ماں زمین ہے۔ زمین ماں ہی تو ہے' جہاں تمہارا تخم بویا گیا' جہاں ہر مخلوق کا تخم بویا جاتا ہے' تخم نہیں بوئیں گے تو درخت کیسے لگے گا؟ درخت نہیں لگے گا تو پھل کہاں سے آئے گا؟ پھل نہیں ہوگا' درخت نہیں ہوگا تو بنجر زمین بانجھ عورت کی طرح اپنی اُجڑی قسمت کو روتی رہے گی۔ اے میرے بچے! اپنی ماں سے محبت کرو جس نے تمہیں تخم سے تناور درخت بنایا۔ اپنی زمین سے محبت کرو جس نے تمہیں اپنی دھرتی کی مضبوط پناہ گاہوں میں سلایا۔ اے میرے بچے! ماں ہر جگہ ہے۔ زمین ہر عالم میں ہے اور سب ماؤں سے بڑھ کر ماں نے کائنات کی ہر شئے کو اپنی ممتا کی محبت میں جکڑ رکھا ہے۔ اس سب سے عظیم ماں کی محبت وہ ہے جس نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو اپنی مضبوط بانہوں میں پناہ دے رکھی ہے۔ پھر تم اس سے نکل کر کہاں جاؤ گے؟ میں غار کی زمین پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔ دل کا گداز اس خالق حقیقی کی ممتا سے لپٹنے لگا۔ مجھے نہیں معلوم میں کتنی دیر اس عالم میں رہا۔ مچھلی نے میرے پاؤں پر اپنی دم ماری میں جان گیا میرے یہاں سے جانے کا وقت آ گیا ہے۔ ننھے بچوں کو ماں نے پھر دوبارہ زمین پر تھپک کر سلا دیا تھا۔ میں نے پیار سے انہیں دیکھا اور مچھلی کی دم پکڑ لی۔ وہ نہایت تیزی سے

www.ksars.org

اوپر ہی اوپر سطح کی جانب بڑھتی گئی۔ بہت جلد ہم سطح سمندر پر پہنچ گئے۔ میں نے اس کی پشت تھپتھپا کر اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس کی چمکیلی آنکھیں کہنے لگیں۔

''دیکھ لے روشنی کا بہاؤ سمندر میں ہی ہے۔'' اس کی نظروں کے پیغام نے مجھے چونکا دیا۔ میرے بدن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ پھر جو آنکھ کھولی تو سمندر کی لہروں پر دور دور تک مچھلی کا نام و نشان نہ تھا۔

''بن غازی میں ایک سال تک قیام کرنے کے بعد مسلسل بحری جہاز میں سفر کرتا رہا۔ کبھی کسی پورٹ پر اتر جاتا اور ہفتوں وہاں کے سمندروں میں غوطہ خوری کرتا۔ سمندر کے اندر کی دنیا میں مجھے بڑی کشش محسوس ہوتی۔ مگر ایک بات کا مجھے بہت خیال رہتا

میں نہیں چاہتا تھا کہ لوگ میری اس صلاحیت سے واقف ہوں کہ میں بغیر آکسیجن کے سمندر کی گہرائی میں تیر سکتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت مجھے کسی خاص کام کے لئے دی ہے جب کہ دنیا والے مجھے اپنے کاموں میں لگا دیں گے۔ جب بھی سمندر میں غوطہ لگاتا ہمیشہ آکسیجن کا سلینڈر اپنے پاس رکھتا اگرچہ وہ خالی ہوتا۔ تاکہ لوگ میری حقیقت کو پہچان نہ سکیں۔ ایک عجیب بات ہوئی کہ اپنی گزشتہ زندگی کی یادداشت حافظہ پر جب بھی ابھرتی یہی یاد پڑتا جیسے میں نے اپنی گزشتہ ساری زندگی سمندر کی گہرائی میں رہ کر گزاری ہے۔ جب جب میں سمندر کی تہہ میں جاتا میری نظر کے سامنے زندگی کا کوئی نہ کوئی سین آجاتا مگر وہ اس دنیا کی زندگی نہیں بلکہ کسی اور عالم کی زندگی ہوتی۔ مجھے یاد آجاتا کہ اس عالم میں میرے ساتھ یہ گزر چکا ہے۔ سمندر کی مخلوق سے قریب رہنے سے مجھے ان کے خیالات پڑھنے کی پریکٹس بھی ہوگئی۔''

www.ksars.org

’’رحمٰن بابا! اب تو مجھے پورے یقین کے ساتھ اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کے اندر کچھ وقت گزارنے کی صلاحیت دے کر مجھے میری پانچ سو سال کی موت والی زندگی یاد دلانی چاہی کہ اس زندگی میں میرے ساتھ کیا ہوا تھا۔ رحمٰن بابا! آپ یقین کریں اب مجھے اس عالم کی ایک ایک بات یاد آگئی ہے۔ وہاں رکھ کر مجھے ایک خاص قسم کی ٹریننگ دی گئی تھی۔ وہ ایک پورا سیٹ آپ تھا جس پر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ اب میں جان گیا ہوں کہ مجھے دوبارہ دنیا میں اسی کام کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔‘‘

’’رحمٰن بابا! ان دنوں میں مراکو کی پورٹ کا بلانکا میں تھا کہ ایک رات خواب میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ان کے ہاتھ میں روشن قندیل تھی۔ وہ قندیل کو میری آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے بولے۔ ’’سمندر پار تمہارا انتظار ہو رہا ہے اور تم ابھی تک یہیں پر ہو۔‘‘ میں نے پوچھا ’’سمندر پار کون سی جگہ ؟‘‘ کہنے لگے ’’قندیل کی روشنی میں چلے انا‘‘ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس دن میں تمام وقت سوچتا رہا کہ سمندر پار کون سی جگہ ہو سکتی ہے؟ رات مراقبہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ’’میرے ہاتھ میں خضر بابا والی روشن قندیل ہے۔ میں اس قندیل کو لے کر ساحل سمندر پر کھڑا ہوں۔ میری پشت پر میرا وہ کمرہ ہے جہاں میں ان دنوں مقیم تھا۔ ساحل پر قندیل کی روشنی ایک نہایت روشن پتلی سی سڑک کی مانند ہے۔ میرے ذہن میں یہی ہے کہ یہ راستہ ہے۔ میں بسم اللہ پڑھ کر اس راستے پر قدم رکھ دیتا ہوں۔

☆☆☆

www.ksars.org

(انیسویں قسط)

آگے بڑھتے بڑھتے میں اٹلانٹا سٹی امریکہ میں داخل ہو جاتا ہوں۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا جس نے میری رہنمائی کی۔ چند دنوں میں مجھے کاسابلانکا سے امریکہ کے لئے شپ مل گیا۔ اٹلانٹا سٹی میں میری دوستی ایک ایسے شخص سے ہوئی جو کمپیوٹر ڈیزائن کرتا تھا۔ اس نے مجھے بھی کمپیوٹر چلانا سکھا دیا اور اپنا ڈیزائن کیا ہوا ایک کمپیوٹر مجھے بھی دیا۔ میں روزانہ اپنے فالتو وقت میں اس سے کھیلتا رہتا۔ کچھ عرصے بعد اچانک ایک دن جب میں کمپیوٹر پر بیٹھا تھا۔ میرے ذہن میں کوئی مخصوص پروگرامنگ اترنے لگی۔ میں نے وہ تمام پروگرامنگ کمپیوٹر پر اتار لی۔ میں خود اسے دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ یہ تمام وہی باتیں تھیں جو مجھے موت والے عالم میں ٹریننگ دی گئی تھی بلکہ یہ مجھ پر اور زیادہ واضح ہو گئی۔ اس پروگرامنگ کے حساب سے مجھے بر مودا جانا تھا۔ میں نے پھر رات کو مراقبہ میں اس کے متعلق گائیڈنس لینے کی کوشش کی۔ مجھ پر انکشاف ہوا کہ خاص راتوں میں کسی رات کو تکوینی سربراہوں کی میٹنگ ہوتی ہے۔ میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے جو کام لینا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے وسائل وذرائع بنا دے۔"

"رحمٰن بابا آپ کی توجہ سے میرا یہ مسئلہ اس طرح حل ہوا کہ اس روز رات گئے جب میں مراقبہ کر رہا تھا تو اچانک خضر بابا میرے سامنے اگئے۔ ان کے ہاتھ میں وہی روشن قندیل تھی۔ کہنے لگے۔ "تیرا انتظار ہو رہا ہے اور تو ابھی تک یہیں ہے۔ میرے ساتھ آ۔" یہ کہہ کر خضر بابا نے میری طرف خالی والا ہاتھ بڑھایا۔ میں نے غیر ارادی طور پر اپنا ہاتھ بڑھایا۔ جیسے ہی میرا ہاتھ خضر بابا کے روشنی کے ہاتھ سے ٹچ ہوا۔ مجھے بہت زوردار جھٹکا لگا اور میرے حواس ایک دم ہی بدل گئے۔ میں نے اپنے آپ کو روشنی کے جسم میں دیکھا۔

www.ksars.org

خضر بابا کی طرح میرا جسم بھی بہت ہی روشن اور لطیف تھا۔ میں خضر بابا کا ہاتھ پکڑے قندیل کی روشنی کے راستے پر چلنے لگا۔ مجھے یوں لگا جیسے ہم پانی پر چل رہے ہیں۔ جب ہم بیچ سمندر میں پہنچے تو آسمان سے ایک روشنی کی بیم آئی اور اس بیم نے ہم دونوں کو اُٹھا لیا۔ ہم اس روشنی کی بیم میں تھوڑی دور ہی گئے ہوں گے کہ ایک جگہ جا کر یہ بیم رک گئی اور ہم دونوں اس روشنی سے باہر نکل آئے۔ خضر بابا نے پھر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور نہایت تیز رفتاری سے داہنی جانب چلنے لگے۔ ہم جلد ہی ایک ایسی جگہ پہنچ گئے۔ جہاں کوئی بڑی سی میٹنگ یا کانفرنس ہو رہی تھی۔ اس میٹنگ میں مجھے آئندہ زندگی کے لئے پلان دیا گیا اور بتایا گیا کہ مزید تربیت کے لئے فلاں بندے کے پاس جانا ہو گا۔۔ پہلے تمہیں رحمٰن بابا کے پاس پہنچنا ہے۔ پھر وہ تمہیں اس بندے کے پاس بھیجیں گے۔ اس طرح میں یہاں آ گیا۔ اب جو آپ کا حکم ہو گا اس کے مطابق کام ہو گا۔ تکوینی میٹنگ میں جو پلان دیا گیا ہے وہ میں آپ کو علیحدگی میں بتانا چاہوں گا۔"

سب بڑے انہماک سے مرزوق کی کہانی سن رہے تھے۔ رحمٰن بابا نے سب کی طرف دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں تفکرانہ گہرائی تھی۔ ان کی آواز سمندر کی گہرائی سے نکلتی سنائی دی۔

"ارے میرے بچو! اللہ تعالی کے اسمائے الٰہیہ کی صفات روح کا ادراک ہے۔ اسمائے الٰہیہ کے انوار روح کے اندر موجود ہیں۔ جب روح کے ارادے میں تحریک ہوتی ہے۔ روح کے ارادے کو یہ تحریک اللہ تعالٰی کے امر سے مل رہی ہے۔ لامتناہیت کے عالم میں اللہ تعالی کے ارادے کی ڈور میں جنبش ہوتی ہے۔ اللہ کے ارادے کی ڈور سے روح کا ارادہ منسلک ہے۔ اللہ کے ارادے کی جنبش روح کے ارادے میں منتقل ہو جاتی ہے۔ روح اللہ تعالٰی کے امر کو جان لیتی ہے۔ روح کا ادراک یا روح کا شعور اللہ کے امر کی وسعتوں کو سمندر کی طرح پھیلا ہوا دیکھتا ہے اور اللہ تعالی کے امر کی گہرائیوں میں اس کی حکمتوں اور مشیتوں کے

www.ksars.org

انمول خزانوں کا اس پر انکشاف ہوتا ہے۔اللہ نے شعوری طور پر سمندر میں داخل کر کے تمہیں امرِ ربی کی وسعتوں اوراس کی گہرائی میں چھپی ہوئی حکمتوں سے واقفیت دلآئی ہے۔ جن امور کی ادائیگی کے لیے تمہیں خصوصی طور پر چنا گیا ہے۔اے میرے بچے! کائنات کی ہر شئے روح کے ادراک کی کوئی نہ کوئی صورت ہے۔امر الٰہی کی وسعتوں کے پھیلاؤاوراس کے اندر کام کرنے والی حکمتوں کوروح کی نظر سمندراور سمندر کے اندر کے خزانوں کی صورت میں دیکھتی ہے۔یہی صورتیں کائنات کے وہ ازلی نقوش ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی مشیئتوں اور حکمتوں کے اسرار چھپے ہیں۔روح کا شعور ان اسرار کی کھوج میں لگا رہتا ہے۔روح کی یہی کھوج روح کی نگاہ شعور میں محفوظ ان نقوش کو کائنات کے خلاء میں داخل کر دیتی ہے۔خلاء کا کا ہر ذرّہ روح کی روشنی کو قبول کر کے ان نقوش کو تخلیقی ڈآئی مینشن عطا کرتا ہے۔یہاں تک کہ نظر کی آخری حد پر روح کے ادراک کا نقش آنکھ کے سامنے ظاہری صورت میں نمودار ہو جاتا ہے۔روح کی نظر اس آخری حد سے پھر واپس اپنے مرکز پر پہنچتی ہے اور شئے کی مادی تصویر سے پھر روحانی ادراک کے نورانی نقش کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور نقش اللہ کے امر کی ایک تخلیق ہے۔جو امرِ ربی یا روح کے ذریعے سے عمل میں آ رہی ہے۔روح اللہ تعالیٰ کے امر کے تخلیقی امور پر کام کر رہی ہے۔"

رحمٰن بابا کے فکر کے سمندر کی گہرائی سے نکلتی آواز سب کی سوچ کے تالاب میں کنکریاں بن کر گرنے لگی۔ ان کے حواس کے تالاب کی سطح پر بننے والے دائروں میں تصور کے نقوش ابھرنے لگے۔ نازک نازک، کومل کومل، روح کے رنگوں میں رنگین معصوم فطرت، عشق کے مدھر سازوں پر دلوں کے آئینے میں بے نقاب ہو گئی۔ جب دل کی نظر کھلتی ہے تو جسم کی آنکھ بند ہو جاتی ہے۔ جب باطن کی آواز ابھرتی ہے تو لب خاموش ہو جاتے ہیں۔ جب محبوب جلوہ گر ہوتا ہے تو ہر فکر محبوب کے تصور میں سمٹ جاتی ہے۔ دل، نگاہ، ذہن، حواس حتیٰ کہ ساری کائنات ایک نقطے میں سمٹ آتی ہے۔اللہ کے نور کے نقطے

www.ksars.org

میں ھو کی صدا روح بن کر اپنے وجود کے خلاء میں بازگشت کرتی رہتی ہے۔اللہ۔اللہ۔اللہ کے سوا اور کسی کا وجود نہیں ہے۔کائنات کا ہر وجود ایک خلاء ہے۔خلاء کچھ نہیں ہے۔اللہ نور ہے۔نور سب کچھ ہے۔خلاء نور سے روشنی کے عکس لے کر اپنے وجود کے انکار کو اس کی ہستی کے اقرار سے پُر کرتا رہتا ہے اور کائنات کے خلاؤں میں اللہ ھو کی صدائیں ابھرنے لگتی ہیں۔اللہ جو حقیقت اولی ہے۔جو حقیقتِ اعلیٰ ہے۔حقیقت اولی کا اعتراف کر رہی ہے۔مرشد کی روح کا نور مرید کے باطن کے خلاء کو نفی سے اثبات میں تبدیل کر دیتا ہے۔

آخر میں ثقلین نے اپنی کہانی اس طرح شروع کی۔"رحمٰن بابا! میں آپ کی دعاؤں کے سہارے گریس پہنچا۔اپنی گزشتہ زندگی میں مجھے یونانی فلسفے سے بڑی دلچسپی تھی۔میں نے پڑھا تھا کہ ان کے دو سو زیادہ دیوتا ہیں اور ہر ایک کے الگ الگ نام ہیں۔کیوپڑ۔اپالو۔زیورس اور ہندومت کی طرح ان کے یہاں بھی ہر شعبے کا ایک الگ دیوتا ہے۔جنگ کا دیوتا، محبت کا دیوتا، دولت کا دیوتا، رحم کا دیوتا۔ان دنوں میں سوچتا تھا کہ پیغمبروں نے تو ہمیشہ ہی ایک خدا کا تعارف لوگوں سے کروایا پھر فکر توحید نے انسان کے ذہن میں فکر کثرت کا روپ کیسے دھار لیا؟ ایک دفعہ یہی سوال میں نے اپنے باپ سے کیا۔وہ کہنے لگے۔بیٹا! انسان کے اندر دور کرنے والی زندگی بہت سارے تقاضوں کو جنم دیتی ہے۔محبت کا تقاضہ۔رحم کا تقاضہ۔جنگ کا تقاضہ۔دولت کا تقاضہ۔نیند کا تقاضہ۔خوشی کا تقاضہ۔پرستش کا تقاضہ وغیرہ وغیرہ۔خالقیت کا دوسرا رُخ ربوبیت ہے۔تخلیق کرنے والا اپنی تخلیق کو پالتا بھی ہے۔زندگی جن تقاضوں کو انسان کے اندر جنم دیتی ہے۔ان تقاضوں کی تکمیل کے لیے وسائل فراہم کرتی ہے۔زندگی اللہ کی جانب سے ہے۔آدمی کی نگاہ جب تقاضوں کی تکمیل کے وسائل کی طرف جاتی ہے تو وہ ان وسائل کو اپنا خدا مان لیتا ہے اور یہ بھول جاتا

www.ksars.org

ہے کہ زندگی اور زندگی سے متعلقہ تمام شعبوں کا خالق اور رب ایک ذاتِ واحد ہے۔ وہ اللہ ہے۔ وہ خالق بھی ہے اور وہ رب بھی ہے۔ کائنات کے تمام امور اللہ ہی کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔

میں گریس میں ایتھنز میں رہا۔ ایتھنز میں قدیم کھنڈرات ہیں۔ میں چند دن تک ان کھنڈرات میں گھومتا رہا۔ بڑی دور دور سے لوگ ان کھنڈرات کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ ایک شام ان کھنڈرات کے بڑے بڑے ستونوں کے درمیان ایک ستون سے ٹیک لگائے میں بیٹھا تھا۔ سورج ڈوب رہا تھا، دونوں وقت گلے مل رہے تھے، میری نگاہ افق پر لگی ہوئی تھی جہاں دن کا اجالا گلے ملتے ملتے آہستہ آہستہ رات کے سینے میں اترتا جا رہا تھا۔ میرے ذہن میں رحمٰن بابا کی آواز گونجی۔ ''جب دو شعور ذات کے نقطے پر ایک دوسرے سے باہم ملتے ہیں تو ذات کی کشش دونوں کی روشنیوں کو اپنے اندر کھینچ لیتی ہے یہاں تک کہ دونوں شعور اپنی انفرادیت کھو دیتے ہیں اور ذات کی روشنیوں میں جذب ہو جاتے ہیں۔ ذات خالق ہے۔ نقطہ ذات سے ایک تیسرا شعور جنم لیتا ہے۔ میں نے دیکھا اجالے اور اندھیرے کے افق پر ملنے سے رات جنم لے رہی ہے۔ افق ماں کا وہ رحم ہے جہاں دن کے کے دونوں کنارے باہم ملتے ہیں۔ اس وقت میرا دل اللہ کا کلام دہرانے لگا۔ ''ہم دکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق اور انفس میں۔'' آج میں جان گیا کہ ہر روز دن طلوع ہوتا ہے اور ہر روز رات آتی ہے۔ وہی دن وہی رات اسی طرح اجالا اسی طرح اندھیرا۔ پھر ہر دن ہمارے اندر نئے پن کا احساس کہاں سے لاتا ہے؟ بلاشبہ ہر شئے اللہ کی صفتِ خالقیت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ اندھیرا اجالا باہم مل کر دن رات کی تخلیق کر رہے ہیں۔۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ احسن الخالقین ہے۔ میرا دل میری پیشانی کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہو گیا۔

www.ksars.org

اس شام کے بعد میری ہر شام ان کھنڈرات میں گزرنے لگی۔ میں سوچتا ماضی کی نشانیوں کو محفوظ رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی زبردست حکمت ہے تاکہ موجودہ شعور اپنے آپ کو اپنے آباؤاجداد کے شعور سے الگ نہ سمجھے بلکہ جان لے کہ ہر زمانے کا موجودہ شعور اپنے آباؤاجداد کے شعور کی ایک نئی تصویر ہے۔ روزرات کو میں ان کھنڈرات کے اونچے اونچے ستونوں کے درمیان بیٹھ کر یہ سوچتا کہ جانے ماضی کا شعور موجودہ نسل کو کیا کہہ رہا ہے۔ وہ جو موت کے پردے میں داخل ہو کر غیب کی راہوں کے سنگِ میل بن گئے۔ کیا ہمارے لئے ان راستوں پر رہنمائی کر رہے ہیں؟ اس رات میں اپنے ٹھکانے پر جانے کے بجائے وہیں پڑ کر سو گیا۔ علی الصبح آنکھ کھلی۔ نماز و مراقبہ سے فارغ ہوا تو سورج طلوع ہو رہا تھا۔ سورج ایک ایک شعاع کی صورت میں اپنی روشنیوں کو باہر نکال رہا تھا۔ روشنی کی چکا چوند نے میری آنکھیں بند کر دیں۔ غروبِ آفتاب کا منظر نظروں کے سامنے آ گیا۔ اب انہیں شعاعوں کو سورج ہر طرف سے اپنے اندر سمیٹ رہا تھا۔ سورج کا گولا سورج کی ذات ہے۔ میرے اندر کی آواز نے مجھے اطلاع دی۔ روشنی ذات کی صفت ہے۔ جب سورج کی روشنی شعاعوں کی صورت میں پھیل جاتی ہے تو ذات اپنی ہی روشنی میں چھپ جاتی ہے۔ اسی طرح صفات الٰہیہ ذاتِ باری تعالیٰ کا حصہ ہیں۔ جب صفات الٰہیہ کا ظہور ہوتا ہے تو ذات پردے میں چلی جاتی ہے۔ صفات ذات کی پہچان ہیں۔ میرے دل میں ذات کا نقطہ سورج کی طرح روشن ہو گیا اس کے اندر سے روشنی کی شعاعیں پھیلنے لگیں۔ میرا اسل اسمائے الٰہیہ کا ورد کرنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ نقطہ ذات کی روشنی کے پھیلاؤ کے ہر دائرے میں ایک عالم آباد ہے۔ نگاہ ان عالمین کی چکا چوند میں گم ہونے لگی اس وقت دل سے صدا بلند ہوئی۔ اللہ ھو اور نقطہ ذات کی ساری شعاعیں اپنے پھیلاؤ سے ذات کے نقطے میں سمٹنے لگیں۔ ذات کے رخ سے آہستہ آہستہ نقاب ہٹنے لگا۔ دل کی ہر دھڑکن پر اللہ کا نام تھا۔ پھر میرے دل میں تیزی سے خیالات آنے لگے۔ پیغمبرانِ علیہ السلام اللہ کی صفات کا نمونہ بن کر دنیا میں آئے۔ انہوں نے دنیا والوں کو

www.ksars.org

اللہ سے متعارف کرایا۔ دنیا مظاہرات کی چکا چوند میں ذات کو بھول گئی اور ذاتِ خالق کی صفات کو بتوں کی صورت میں ڈھال دیا اور ہر بت کے ساتھ پرستش کے تصور کو وابستہ کر دیا۔ میں سوچنے لگا بھلا پوری پوری قوم اپنے ذہن کو اتنا کنفیوز کیسے کر لیتی ہے کہ پھر اس میں سے نکلنا اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ بھلا ذات کو چھوڑ کر صفات کا تذکرہ کیسے ممکن ہے؟

اس کے بعد میرا زیادہ وقت لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے اور نظریہ توحید کو پھیلانے کی کوشش میں گزرا۔ میں نے محسوس کیا کہ آج کل کے لوگ نظریہ توحید کو مان لیتے ہیں اور دل ہی دل میں اس پر یقین بھی کرتے ہیں۔ مگر وہ اپنی معاشرتی زنجیر سے علیحدہ ہونا پسند نہیں کرتے۔ میں ان سے یہی کہتا ہوں کہ فطرتاً ہر نوع اپنے گروپ میں رہ کر ہی خوش رہتی ہے۔ مگر اپنے گروپ میں رہتے ہوئے بھی آدمی اپنی انفرادیت کو دوسروں سے جداگانہ طرز پر قائم رکھ سکتا ہے۔ معاشرے کی صرف ان برائیوں کو چھوڑنا پڑتا ہے جنہیں اللہ نے چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ بہر حال ان تین سالوں میں وہاں کے لوگوں کے اندر کافی حد تک روحانی بیداری آگئی اور اب وہ حقیقت کی تلاش میں ہیں۔''

تین چار دن بعد رحمٰن بابا نے سب جوانوں کو بلایا اور انہیں ہدایت دی کہ وہ سفر کے لئے تیاری کر لیں۔ اس مرتبہ سب لوگ رحمٰن بابا کے ساتھ عمرہ کریں گے۔ سب کے چہرے کھل گئے کہ رحمٰن بابا کے ساتھ عمرہ کرنے میں اور بھی مزہ آئے گا۔ گلبدن کے چہرے پر بھی خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ رحمٰن بابا نے عاقب کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''عاقب بیٹے! دلہن اور بچوں کو ان کے باپ کے پاس بستی میں چھوڑنا ہوگا۔ ابھی یہ ننھے منے بچے لمبی سیر و سیاحت کے لئے موزوں نہیں ہیں۔''

www.ksars.org

ایک لمحے کو عاقب کا چہرہ اتر گیا اور گلبدن فوراً بول پڑی۔ ''یہ سعادت تو کسی کسی کو ملتی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ قدرت نے عاقب کے دامن میں اپنی بہت سی سوغات ڈال دی ہے۔'' عاقب کا اترا ہوا چہرہ پھر سے شاداب ہو گیا۔ اس نے تشکرانہ نگاہ سے گلبدن کو دیکھا اور رحمٰن بابا کی طرف متوجہ ہوا۔ ''ہمیں یہاں سے کب چلنا ہو گا؟'' رحمٰن بابا بولے۔ ''بس تین دن میں ہمارا سفر شروع ہو جائے گا۔ تم آج شام ہی دلہن اور بچوں کو لے کر بستی میں چلے جاؤ۔ سب سے مل کر بھی آنا۔ کیونکہ ہمارا سفر لمبا ہو گا؟'' عاقب گلبدن اور بچوں کو لے کر سہ پہر کو ہی روانہ ہو گیا۔ قدرت اللہ اور بستی کے لوگ گلبدن اور بچوں کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور عاقب کو اس بابرکت سفر کی مبارکباد دی۔ گلبدن کے ساتھ نہ جانے کا انہیں افسوس بھی تھا مگر سب جانتے تھے کہ اللہ کے کاموں میں چوں چراں کی گنجائش نہیں ہوتی۔ دوسرے دن عاقب اپنے بال بچوں سے رخصت ہو کر رحمٰن بابا کے پاس چلا آیا۔

چلنے سے پہلے رحمٰن بابا نے زمان خان کو تقریباً دو گھنٹے اپنے پاس بٹھا کے ضروری ہدایات دیں۔ پھر چلتے وقت اس سے اس طرح گلے ملے جیسے یہ الوداعی رخصت ہے۔ اس دن ہر ایک سے نہایت ہی محبت و شفقت کے ساتھ رحمٰن بابا ملے۔ ہر چھوٹے بڑے کو گلے لگایا، چوما، خوش رہنے کی تلقین کی اور پھر عاقب اور غار والے جوانوں کے ساتھ رختِ سفر باندھ لیا۔ سب سے پہلے مکہ شریف پہنچے عمرہ ادا کیا۔ پھر مدینہ شریف میں حاضری دی۔

مدینہ شریف میں حاضری کے تیسرے دن مغرب کی نماز کے بعد ابھی رحمٰن بابا اور سب جوان بیٹھے تھے کہ ایک شخص نہایت پُر وقار چال میں چلتے ہوئے رحمٰن بابا کے پاس آئے اور انہیں ''السلام علیکم

www.ksars.org

رحمٰن بابا'' کہہ کر جھک کر سلام کیا۔ پھر ایک پرچہ ان کے ہاتھ میں تھمادیا اور نہایت ادب کے ساتھ سر جھکا کر آہستہ سے فرمایا۔ ''میرے لائق کوئی خدمت ہو تو میں حاضر ہوں۔''

رحمٰن بابا نے مسکرا کر ہاتھ کے اشارے سے ان کا شکریہ ادا کیا اور اسی وقت رقعہ کھول کر ایک نظر اس پر ڈالی۔ پھر فرمایا ''تم جا سکتے ہو''

وہ صاحب چلے گئے تو رحمٰن بابا نے جوانوں سے کہا۔ ''ہمیں صبح فجر کے بعد بغداد کے لئے روانہ ہونا ہے۔ عاقب اتابک کو لے کر ایئر ٹریول ایجنسی کے پاس آیا تا کہ صبح کی ٹکٹیں بک کرا لے۔ ان دنوں یہاں لوگوں کا انتشار نہیں تھا۔ عاقب نے اتابک سے کہا۔ ''رحمٰن بابا نے فجر کے بعد سفر کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ ان کے ارادے میں ضرور کامیابی دے گا۔'' ٹریول ایجنسی کے پاس آئے تو نہایت ہی آسانی کے ساتھ اسی وقت انہیں بغداد کی ڈائریکٹ سیٹیں مل گئیں۔ صبح نو بجے کی فلائٹ تھی۔ جب وہ واپس مسجدِ نبوی ﷺ میں آئے کہ رحمٰن بابا کو سیٹیں بک ہونے کی خوشخبری سنا دیں۔ تو وہاں صرف ثقلین بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا باقی ساتھی رحمٰن بابا کے ساتھ گئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر میں رحمٰن بابا آگئے۔ ان کے ہاتھ میں دو نئی احرام کی چادریں تھیں۔ رات کو انہوں نے پرانی چادریں اتار کر نئی چادریں پہنیں اور پرانی چادریں عاقب کو دے دیں۔ عاقب نے انہیں عقیدت سے سینے سے لگایا اور چوما۔ عشاء کے بعد روضۂ مبارک پر جا کر نہایت ہی عاجزی کے ساتھ رخصت طلب کی۔ بہت دیر روضۂ مبارک کے قریب کھڑے ہو کر عجز و عاجزی کرتے رہے، پلکوں پر سارا وقت آنسوؤں کی جھڑی لگی رہی، یہاں تک کہ مسجدِ نبوی ﷺ کے دروازے بند ہونے کا وقت آگیا۔ اس رات تمام وقت رحمٰن بابا مسجد کے صحن میں

www.ksars.org

گنبد خضرا کے ساتھ سامنے بیٹھے رہے۔ایک منٹ کمر سیدھی نہیں کی۔حالانکہ عاقب نے انہیں ایک دو مرتبہ کہا بھی کہ ''حضور صبح سفر بھی کرنا ہے کچھ یہیں آرام کر لیں۔''آبدیدہ سے ہو کر فرمایا۔

''بس اب آرام ہی آرام ہے۔ارام ہی آرام ہے۔'' پھر کسی نے انہیں کہنا مناسب نہ سمجھا کہ اللہ اپنے بندوں پر اپنے اسرار نازل کرتا ہے۔کون جانتا ہے اس وقت اللہ اور اس کے بندے کے درمیان کیا معاملہ چل رہا ہے۔فجر کی نماز پڑھ کر ناشتہ کیا اور

حضور پاک ﷺ سے رخصت ہو کر سفر کے لئے روانہ ہو گئے۔جاتے وقت احرام کی نئی چادروں کو اُتار کر بڑے اہتمام سے خود تہہ کر کے اپنے سامان میں رکھیں۔راستے بھر خلافِ معمول رحمٰن بابا بالکل خاموش تھے۔ان کے نورانی چہرے میں سرخی کی بجائے سفیدی جھلکنے لگی۔عاقب اور اس کے ساتھی بھی چپ چاپ رحمٰن بابا کی اس بدلی بدلی حالت کو دیکھتے رہے اور سوچتے رہے کہ ہر تبدیلی ضرور کسی آنے والے واقعہ کا پیشِ خیمہ ہوتی ہے۔شام تک وہ بغداد پہنچ چکے تھے۔

عاقب نے کہا۔''رحمٰن بابا کیا یہاں ہوٹل بک کر لیا جائے۔'' رحمٰن بابا نے فرمایا۔''نہیں ابھی اسی وقت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر چلو۔''

وہاں ابھی سلام کر کے بیٹھے ہی تھے کہ وہی شخص جو مسجد نبوی ﷺ میں رحمٰن بابا کے پاس رقعہ لے کر آیا تھا، دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک اور رقعہ آپ کے ہاتھ میں تھما دیا۔رحمٰن بابا نے پڑھا اور ہاتھ کے اشارے سے جانے کو کہا۔وہ فوراً چلا گیا۔اس شخص کو یہاں دیکھ کر سارے چونک گئے۔

عاقب نے رحمٰن بابا سے پوچھا۔''حضور یہ کون ہیں؟''

www.ksars.org

رحمٰن بابانے کہا۔ ''یہ صاحب خدمت میں سے ہیں۔ ''اوراس سے آگے کچھ نہیں بتایا۔

ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ ایک بزرگ تشریف لائے یہ پچاس پچپن کے لگ بھگ ہوں گے۔ آتے ہی انہوں نے رحمٰن بابا سے معانقہ کیااور کچھ کان میں کہا۔ جس کے جواب میں رحمٰن بابانے ان کے کان میں آہستہ سے سرگوشی کی۔ پھر وہ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے روضے کے ایک کونے میں بیٹھ گئے اور سب جوانوں کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔ جب سب لوگ قریب آ گئے تو رحمٰن بابانے سب سے پہلے ان بزرگ کا تعارف کرایا۔ ''یہ قطب وقت ہیں۔ میرا سفر تمہارے ساتھ بس یہیں تک تھا۔ اب یہ تمہاری رہنمائی فرمائیں گے۔ ''عاقب کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔

وہ فوراً بول پڑا۔ ''حضور کیا فرمارہے ہیں۔ کیا آپ ہمارے ساتھ نہیں چلیں گے ؟'' باقی سارے جوان بھی حیرت سے رحمٰن بابا کو تکنے لگے۔

رحمٰن بابا کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی تھی۔ وہ گہری آواز میں دھیمے لہجے میں بولے۔ ''سنو اے میرے پیارے بچو! تم مجھے دل و جان سے زیادہ عزیز ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر فرد کو اپنے امور کی ادائیگی کے لئے پیدا کیا۔ دنیا میں ان امور کی ادائیگی کے لئے ایک وقت معین ہے۔ جب وہ وقت پورا ہو جاتا ہے تو امرِ ربی یا روح واپس اللہ کی جانب رجوع کرتی ہے۔ اب میرے پاس دنیا کی زندگی کے صرف چند لمحے رہ گئے ہیں۔ میری بات غور سے سنو۔ میرے سامان میں دو احرام کی چادریں ہیں۔ جب میں مر جاؤں تو ان چادروں کو بطورِ کفن استعمال کرنا۔ ابھی تمہیں کچھ اور کام کرنے ہیں۔ پوری دل جمعی کے ساتھ اللہ کے کام کرنا۔ میں تمہیں وہاں ملوں گا۔''

www.ksars.org

عاقب سمیت سارے جوان سخت حیرت زدہ اور رنجیدہ تھے۔ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ایسے روح فرسا صدمے کو وہ کس طرح برداشت کر پائیں گے۔سب کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔عاقب نے روتے ہوئے رحمٰن بابا کے پاؤں پکڑ لیے۔''حضور ابھی تو ہم نے آپ کی کوئی خدمت بھی نہیں کی۔ حضور آپ کے بغیر ہم کیسے جئیں گے۔''

رحمٰن بابا نے نہایت اطمینان کے ساتھ سب کو دیکھا اور فرمانے لگے۔''اللہ تم سب سے بہت محبت کرتا ہے۔میں تم سے اسی لئے محبت کرتا ہوں کہ اللہ چاہتا ہے۔بس اب رخصت ہونے کا وقت آگیا ہے۔''

یہ کہہ کر وہیں زمین پر دراز ہو گئے اور خود ہی بالکل سیدھا لیٹ گئے۔سب کی جانب نظر کی، قطب صاحب کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلایا اور پھر آہستہ آہستہ آنکھیں بند کر لیں۔آپ کے لب بالکل خاموش تھے۔مگر دل سے اللہ۔اللہ کی دھیمی دھیمی سی آواز آنے لگی۔سارے جوان زار و قطار رونے لگے۔ سب ان کے پاؤں کے پاس جھکے ہوئے تھے۔قطب صاحب چپ چاپ بیٹھے سب کو دیکھتے رہے۔دو تین منٹ بعد اللہ ھو کی صدا انی بند ہو گئی۔عاقب نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا، پھر نبض ٹٹولی اور گھبرا کے بولا۔ قطب صاحب، قطب صاحب۔رحمٰن بابا۔رحمٰن بابا کہتے کہتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔سب سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اناًفاناًیہ سارا معاملہ اس طرح ہو جائے گا۔اسی رات ان کی تجہیز و تکفین کر دی گئی۔قطب صاحب تمام جوانوں کو لے کر اپنے حجرے میں آئے جو حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے بالکل پاس ہی تھا۔قطب صاحب نے نہایت پیار سے ان کی دل جوئی کی۔انہیں کچھ کھلایا پلایا اور آرام کرنے کو کہا کہ صبح آرام سے باتیں کریں گے۔ابھی سب تھکے ہوئے ہیں۔

www.ksars.org

سفر کی تھکان اور اچانک اس روح فرسا صدمے نے سب کے اعصاب مضمحل کر دیئے تھے۔ سب لیٹتے ہی سو گئے۔ صبح اُٹھے تو فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ نماز سے فارغ ہوئے۔ قطب صاحب نے سب کو حجرے میں طلب کیا۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد سب سے مخاطب ہوئے۔

''اللہ اپنے کچھ بندوں کو اپنے مخصوص کاموں کے لئے چن لیتا ہے۔ آپ سب اس بات سے واقف ہو چکے ہیں کہ آپ اللہ تعالٰی کے وہ منتخب بندے ہیں۔ جن سے اللہ میاں کوئی خاص کام لینا چاہتے ہیں۔ اے اللہ کے عزیز بندو! وہ خاص کام یہ ہے کہ تمہیں اللہ کی جانب سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ دنیا اب اپنے اگلے مراحل میں داخل ہونے والی ہے۔ یہ مرحلہ نسلِ انسانی کے لئے سب سے کٹھن مرحلہ ہے۔ اس سانحہ کو قیامت کا نام دیا گیا ہے اور جب سے آدم و حوا اس دنیا پر آباد کئے گئے اس وقت سے مسلسل پیغمبروں۔ آسمانی کتابوں، صحیفوں اور روحانی لوگوں کے ذریعے اللہ تعالٰی نے یہ اطلاع ہر دور میں اپنے بندوں تک پہنچائی ہے۔ عاقب بیٹے! جو سیلاب تم نے دیکھا وہ سیلاب قیامت کا ایک معمولی سا جھٹکا تھا تا کہ اس عظیم سانحہ کے لئے لوگوں کے ذہن تیار ہو جائیں۔ سنو بہت جلد وہ عظیم سانحہ واقع ہونے والا ہے۔ اس کے وقت کا تعین اللہ ہی جانتا ہے میں اتنا بتا سکتا ہوں کہ شعوری ارتقا کے تمام اسباب و وسائل تباہ کر دیئے جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی خدائے واحد کی بجائے اسباب و وسائل پر بھروسہ اور ایمان رکھنے والے تباہ کر دیئے جائیں گے۔ صرف وہ لوگ بچیں گے جن کا ایمان اللہ تعالی پر ہے۔ یاد رکھو! ایمان کے بھی درجات ہوا کرتے ہیں۔ جس کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوا وہ بچا لیا جائے گا۔ اس وقت نسلِ انسانی کے تحفظ کے لئے خدائے بزرگ و برتر کی جانب سے خصوصی انتظام کیا جائے گا۔ یہ انتظام ان لوگوں کے سپرد ہو گا۔ جو روحانی شعور کے اعلٰی مدارج پر ہوں گے تا کہ قیامت کے سانحہ میں بچ جانے والوں کی نشو نما روحانی طرزِ فکر پر کی جائے اور آنے والی نسلیں ایک طویل مدت تک دنیا میں سکون اور امن و امان کے

www.ksars.org

ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ تم سب جوانوں کی روحانی تربیت اسی مقصد کے لئے کی جا رہی ہے۔ تاکہ تم دنیاوی و مادی وسائل کی غیر موجودگی میں لوگوں کو ان کی اپنی روحانی صلاحیتوں کی بیداری کی طرف توجہ دلاؤ اور اس میں ان کی مدد بھی کرو۔ روحانی صلاحیتوں کی بیداری انسان کے ارادے کو تقویت بخشتی ہے اور وہ اپنے ارادے سے روحانی صلاحیتوں کو استعمال کر کے مادی ذرائع واسباب کی کمی کو دور کر سکتا ہے اور اپنی حکمتِ عملی سے نئے اسباب وذرائع پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ اے طالبِ حق کے متلاشی جوانو! وقت بہت تھوڑا ہے اور کام بہت زیادہ ہے۔ ابھی تمہاری کچھ اور تربیت باقی ہے۔ بڑے پیر صاحب تم پر خصوصی توجہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے تمہیں چالیس راتوں کا چلہ کرنا ہوگا۔‘‘

قطب صاحب نے ہر ایک کو الگ الگ اسمائے الٰہیہ کا ورد بتایا۔ اس کے پڑھنے کی ترکیب یہ بتائی کہ ’’ہر رات دو بجے بڑے پیر صاحب کے روضے کے سامنے انہوں نے ایک مخصوص جگہ بتائی وہاں بیٹھ کر اس اسم کو تین ہزار ایک سو پچیس مرتبہ پڑھیں۔ پھر سانس اوپر کھینچ کر دماغ کے اندر روشنی کو ذخیرہ کریں اور دماغ کے سیلز کو روشن کریں اور جو بھی کیفیات و مشاہدات ہوں وہ مجھے بتائیں۔ یہ چالیس راتوں کا چلہ ہے۔ ان چالیس دنوں میں غذا میں صرف دودھ اور چاول کا استعمال رکھیں اور کوئی چیز نہ کھائیں۔ ہر نماز کے بعد پانچ منٹ بیٹھ کر حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا تصور کریں کہ وہ سامنے موجود ہیں اور ان کے قلب سے روشنی نکل کر آپ کے اندر جذب ہو رہی ہے۔‘‘ قطب صاحب نے کہا۔ ’’آپ سب کا قیام اسی حجرے میں رہے گا تا کہ مزار پر آنے جانے میں آسانی ہو۔‘‘

پہلی رات جب عاقب نے حضرت بڑے پیر صاحب کے مزار پر بیٹھ کر ورد کرنے کے بعد سانس کی مشقیں کیں اور روشنی کو دماغ میں ذخیرہ کرنے کا تصور کیا تو اس نے دیکھا کہ جیسے ہی اس نے سانس اوپر

www.ksars.org

کھینچ کر دماغ میں روکی۔ دماغ کے سارے سیلز ننھے منے بلب کی طرح روشن ہو گئے۔ ان کی روشنی آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ چند دنوں بعد دماغ کے تمام سیلز میں روشنی کا اس قدر ذخیرہ ہو گیا کہ سارے دماغ کی روشنی مل کر روشنی کی ایک بڑی اور تیز بیم بن گئی۔ یہ بیم دماغ سے نکل کر سیدھی آسمان کی جانب انتہائی تیزی سے سفر کرنے لگی۔ یوں لگا جیسے میں اس روشنی کے اندر سفر کر رہا ہوں۔ میں اس روشنی میں ایک ایک کر کے سات آسمانوں کی سرحدوں سے باہر نکل آیا۔ حواس میں ایک دم سے ٹھہراؤ آگیا۔ اس روشنی نے مجھے ایک ایسی زمین پر اتار دیا جہاں نور ہی نور تھا۔ یہ نور انتہائی شفاف تھا۔ جیسے ٹرانسپیرنٹ شیشہ جس میں سے نظر گزر جاتی ہے۔ ساری زمین پر اسی ٹرانسپیرنٹ شفاف نور کا فرش تھا۔ اس فرش کے نیچے بیش قیمت ہیرے جواہرات کے چکاچوند کرنے والے خزانے موجود تھے۔ جن کی گہرائیاں مختلف تھیں مگر فرش شفاف نور کا ہونے کی وجہ سے زمین کی انتہائی گہرائی میں بھی خزانے دیکھے جا سکتے تھے۔ عاقب سارا وقت ان خزانوں کو دیکھتا رہا۔

چلے کے دوران وہ ہر روز یہی دیکھتا کہ اس کے دماغ سے روشنی کی بیم نکل کر اسی مقام پر پہنچ رہی ہے۔ جہاں شفاف نور کی زمین کی تہوں میں انتہائی قیمتی ہیرے جواہرات اور خزانے رکھے ہوئے ہیں۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ اس کے ساتھ ہیں اور کہتے ہیں کہ ''آؤ ان خزانوں کو نکالو یہ تمہارے لئے ہیں۔'' وہ عاقب کی زمین سے خزانے نکالنے میں مدد کر رہے ہیں۔ عاقب کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں ہے۔ وہ خوشی خوشی خزانوں کو اپنے دامن میں بھرتا جاتا ہے۔

☆☆☆

www.ksars.org

(بیسویں قسط)

عاقب نے اپنی کیفیات و واردات قطب صاحب سے بیان کیں تو انہوں نے فرمایا۔ ''یہ خزانے روح کی صلاحیتیں ہیں۔ بڑے پیر صاحب تمہاری روح کی صلاحیتوں کو زیادہ سے زیادہ ابھارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انسان مختلف حواسوں کا مجموعہ ہے انسان کے حواس میں اسمائے الٰہیہ کی روشنیاں داخل ہوتی ہیں اور اس کے حواس ان روشنیوں کو پہچانتے ہیں حواس کے مختلف درجے ہیں۔ ہر درجے میں کیفیات اور محسوسات اور محسوسات کا ایک نیا رنگ ہوتا ہے۔ جب تک اسمائے الٰہیہ کی روشنی حواس کے اندر سفر کرتی رہتی ہے۔ آدمی اپنے آپ کو اس لمحے کی گرفت میں محسوس کرتا ہے۔ جب تمہاری روح کی سلاحیتیں بیدار ہو جائیں گی تو اس خزانے کے ذریعے اسمائے الٰہیہ کی روشنی کو محسوس کر سکو گے۔''

باقی غار والے جوانوں کی کیفیات و واردات بھی بہت اچھی تھیں۔ وہ بہت توجہ اور دلچسپی سے روحانی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ انہیں جو بھی مشق کرنے کو دی جاتی اس پر پوری یکسوئی سے عمل کرتے۔ کسی کام میں شوق اور دلچسپی شامل ہو جائے تو وہ آسان ہوتا چلا جاتا ہے یہی کچھ ان جوانوں کے ساتھ بھی تھا۔ تجسس اور ذوق نے ان کی صلاحیتوں کو کندن کی طرح چمکانہ شروع کر دیا تھا اور وہ روحانی عالم میں بہت تیزی سے سفر کر رہے تھے۔ جب سے ان کو احساس ہوا تھا کہ اللہ تعالٰی ان سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں اس وقت سے انہوں نے اپنی ذات کو اللہ تعالٰی کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔

قطب صاحب نے انہیں یکے بعد دیگرے تین چلے کرائے۔ مختلف اسمائے الٰہیہ کے ساتھ مراقبے کرائے کہ باطن میں اللہ کا امر متحرک ہو گیا ہے اور کن کی قوت باطن میں گونج رہی ہے اور تمام جوانوں کو ان کے جسمِ مثالی کی ایک صورت کا تصور دیا گیا کہ وہ عقاب بن کر لوگوں کی مدد کر رہا ہے یا گھوڑا،

www.ksars.org

ہرن، کبوتر، شیر بن کر لوگوں کی مدد کر رہا ہے۔ قطب صاحب نے بتایا کہ اللہ کی ہر مخلوق کے اندر اللہ کی مختلف صفات کام کر رہی ہیں۔ عالم تکوین میں اسمائے الٰہیہ کے دریا موجود ہیں۔ ہر اسم کی اپنی ایک مخصوص قوت ہے۔ اس قوت کو جب کسی نظام میں فیڈ کیا جاتا ہے تو نظام اس کی قوت سے مخصوص حرکت کرتا ہے۔ ہر نوع اسمائے الٰہیہ کے انوار کی متعین مقداروں کا مجموعہ ہے۔ یہ تمام مجموعے یا انواع کے شعور، انسان کا شعور جب بیدار کر لیتا ہے تو اس کے اندر اس نوع کی صفت متحرک ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر شیر کو جنگل کا بادشاہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے اندر حاکمیت کا وقف کام کر رہا ہے، رعب اور دبدبہ ہے اور قوتِ ارادی ہے۔ پس جب بندہ اپنے شیر کی صفت متحرک کر لیتا ہے تو اس میں بھی یہی صلاحیتیں حرکت کرنے لگتی ہیں۔ اپنے اندر تمام نوعی شعور کی بیداری بندے کو کائناتی شعور یا اجتماعی شعور منتقل کرتی ہے۔

رحمٰن بابا کے انتقال کے تین چار دن بعد تک تو عاقب اور اس کے ساتھی سوچتے ہی رہے کہ کس جگر سے یہ خبر آگے پہنچائیں۔ رحمٰن بابا کی جدائی خود ان لوگوں کے لئے درد و غم کا سبب تھی۔ عاقب نے تو خود کو بہت ہی مشکل سے سنبھالا تھا۔ رہ رہ کر رحمٰن بابا کا خیال اجاتا تو اس کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور دل بھر آتا۔ اب جبکہ یہ خبر زمان خان کو پہنچانی تھی تو عاقب الفاظ کا انتخاب نہیں کر پا رہا تھا۔ زمان خان پیر و مرشد کے عشق میں خود کو ہی بھول چکا ہے۔ نہ جانے یہ خبر اس پر کیا قیامت ڈھائے یہ سوچ کر عاقب بار بار یہی کہتا۔ زمان خان تو سن کر ہی بہت پریشان ہو جائے گا۔ مگر بہر حال خبر تو دینا ہی تھی۔ اس نے قدرت اللہ اور گلبدن کو تفصیل سے خط لکھ دیا کہ یہ خبر سب تک پہنچا دیں۔ اللہ کو ایسا ہی منظور تھا۔ کچھ دنوں بعد گلبدن کا خط آیا کہ میں نے زمان خان کو خبر کر دی ہے۔ شدتِ غم سے وہ پچھاڑے کھ رہا تھا اور اس کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی وہ سر پیٹ پیٹ کر یہی کہتا تھا کہ میرے بابا کی بجائے مجھے موت آجاتی تو اچھا تھا۔ تین چار دن تک اس کی یہی حالت رہی اس کے بعد اب اس کی حالت کافی حد تک سنبھل چکی ہے۔

www.ksars.org

قطب صاحب نے پانچ ماہ سب جوانوں کو رکھ کر ان کی روحانی تربیت کی۔اس کے بعد فرمایا۔''تم لوگوں کی تعلیم کا ایک حصہ مکمل ہو چکا ہے اس لئے تمہاری روحانی صلاحیتوں کو سامنے لانے کا موقع آ گیا ہے۔اب تم سب تبت کی پہاڑیوں میں رحمٰن بابا کے غار میں چلے جاؤ۔وہ تمہاری پناہ گاہ ہو گی۔تم جس جس کو وہاں لے جانا چاہتے ہو لے جانا۔جس فرد کے لئے تمہارا دل نہ چاہے اسے ہر گز وہاں مت لے جانا۔تائید غیبی تمہارے ساتھ ہے۔تم جس کی طرف دیکھو گے تمہارا دل خود ہی تمہیں بتائے گا کہ اس کو وہاں لے جانا ہے یا نہیں۔وہاں پر غلہ، اناج، پانی وغیرہ کا ذخیرہ کر لینا اور پھر سب وہاں عبادت میں لگے رہنا۔اللہ سے استغفار کرتے رہنا۔پھر جو کچھ ظہور میں آنے والا ہے تم دیکھ لو گے۔میں تم سے وہیں ملوں گا۔''

اس حکم کی تعمیل میں عاقب تما ساتھیوں کے ساتھ رحمٰن بابا کے ٹھکانے پر پہنچ گیا۔اس نے قدرت اللہ کو پہلے ہی اطلاع دے دی تھی کہ گلبدن اور بچوں کو لے کر وہاں پہنچ جائیں۔عاقب اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچا تو زمان خان عاقب سے لپٹ لپٹ کر بہت رویا۔اسی رات سب سے پہلے عاقب نے گلبدن کو وہ ساری باتیں بتائیں جو قطب صاحب نے کہی تھیں اور جو جو ہدایات دی تھیں وہ بھی اسے بتا دیں۔اس نے کہا۔''بہتر یہ ہے کہ صبح ناشتے سے فارغ ہو کر زمان خان، ابا جان اور ہم سب بیٹھ کر بات کریں تاکہ اس سلسلے میں جو ضروریات کی چیزیں ہیں۔ان کے اکٹھا کرنے کا انتظام بھی کر لیا جائے۔''

صبح عاقب، گلبدن، قدرت اللہ، زمان خان اور غار والے جوان سب کے سب اکٹھے ہوئے تھے۔ اس دوران ان لوگوں سے قطب صاحب نے جو کچھ کہا اور جو ہدایات اور احکامات دیئے تھے وہ سب کو بتا دیئے۔سب نے یک زبان ہو کر کہا۔''رحمٰن بابا کے بعد

www.ksars.org

عاقب بھائی آپ ہی ہمارے لئے ان کے جانشین ہیں۔ ہم آپ کی ہر ہدایت پر عمل کرنے کو تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ آپ جس کے لئے کہیں گے اسی کو ہم یہاں لائیں گے۔"

عاقب کو اندازہ ہو رہا تھا کہ ضرور کوئی بڑی تبدیلی آنے والی ہے۔ وہ سوچتا، اے خدایا تیری حکمتیں تو ہی جانے۔ ہماری کوتاہیوں اور خطاؤں کو معاف فرما۔ ہمیں سیدھے رستے پر چلا۔ سارے ساتھی بھی عاقب کے ساتھ توبہ استغفار اور عبادت میں لگے رہتے۔ آنے والے وقت کے بارے میں سب کی دعا یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے وہ مقصد پورا ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے امتحان میں پورے اتر جائیں۔ عاقب نے گلہ اور ضروریات کی چیزیں اکٹھی کرنے کے لئے زمان خان اور قدرت اللہ کو ہدایت دی اور خود مراقبہ کی کیفیت سے نکل کر اس نے ناموں کی ایک لسٹ بنائی اور یہ لسٹ قدرت اللہ کے سامنے رکھ دی۔ یہ تقریباً پچاس لوگ تھے۔ جن ناموں صفدر علی اور اس کی بیگم و بچے بھی شامل تھے۔ قدرت اللہ جذبیر کو اپنے ساتھ لے کر بستی کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ پچاس لوگ بستی کے پاکیزہ نفس خواتین، مرد اور بچے تھے۔ اتنے بہت سے لوگوں سے رابطہ کرنے اور عاقب کا پیغام پہنچانے میں چند دن لگے۔ ان لوگوں نے مال واسباب گھر ہی چھوڑا اور چند ضروری چیزیں لے کر روانہ ہو گئے۔ صفدر علی کو کسی کے ہاتھ خبر بھجوائی کہ جلد از جلد آ کر مل لیں۔ وہ شام کو اپنے بال بچوں سمیت آ گیا۔ دو تین دن میں سب لوگ اکٹھے ہو گئے۔ عاقب نے سب کو بتا دیا تھا کہ قطب صاحب کے کہنے کے مطابق کسی وقت بھی قیامتِ صغریٰ برپا ہو جائے گی۔ بس اب ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو اور اللہ کی تمام مخلوق کے لئے مغفرت طلب کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ اس دن کی ہولناکیوں سے سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ یہ وقت ہی سب لوگوں پر بہت صبر آزما تھا۔ اللہ سے معافی مانگتے ہوئے ان کے دل کا گداز بڑھ جاتا اور وہ خشوع و خضوع سے بارِ گاہ خداوندی میں دعائیں کرنے لگتے۔ ہر آنے والے دن میں اللہ کی صفت

www.ksars.org

قدرت کا جلال ان کے دلوں پر غالب آنے لگتا اور انہیں احساس ہوتا کہ امتحان کا وقت نزدیک سے نزدیک ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان سب کو غار میں اکٹھا ہوئے ابھی ساتواں دن تھا کہ شام مغرب کی نماز پڑھتے وقت عاقب کو اشارہ ہوا۔ اس نے نماز کے دوران دیکھا کہ خضر بابا کے ہاتھ میں روشن قندیل ہے۔ وہ بہت جلدی میں ہیں اور گھبرائے ہوئے لگتے ہیں۔ انہوں نے قندیل کو عاقب کے چہرے کے قریب لاتے ہوئے کہا۔ ''جلدی کر۔ قندیل بجھنے مت دینا۔''

اس کے بعد وہ غائب ہو گئے۔ اس کے بعد فوراً رحمٰن بابا سامنے آگئے۔ عجیب بات ہوئی کہ جیسے ہی عاقب نے انہیں دیکھا۔ رحمٰن بابا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں زور سے کہا۔ ''وقت آگیا۔ سنبھال سب کو سنبھال۔'' یہ آواز پورے غار میں گونج گئی۔

جلدی سے سلام پھیر کر عاقب نے زور سے سب کو آواز دی۔ ''اب حوصلے کا وقت آگیا ہے سب لوگ تیار ہو جاؤ۔'' یہ سنتے ہی سب لوگوں کے دلوں کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ قدرت الٰہی کا جلال غالب آنے لگا۔ دل خشک پتے کی طرح لرزنے لگا اور سب نے بلند آواز سے اسم الٰہی کا ورد اور استغفار کرنا شروع کر دیا۔ گلبدن دونوں بچوں کو سینے سے چمٹائے عاقب کے پہلو سے لگ کر بیٹھ گئی۔ سب ایک دوسرے کے قریب تر آگئے۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ کیا ہونے والا ہے۔ غار والے جوانوں نے اللہ ھو کا ذکر شروع کر دیا۔ سب زور زور سے روتے ہوئے ذکر کرنے لگے۔ ابھی دو تین منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ دھماکا کہ اس قدر زوردار تھا کہ پورا پہاڑ لرز گیا اور سارے اوندھے منہ گر پڑے کسی کو ہوش نہ رہا۔ غار میں ہر طرف پتھر اور چٹانیں ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرنے لگیں۔ ہر طرف خاک اور دھول کا غبار پھیلا ہوا تھا۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی نہ ہی اندھیرے کے سوا کچھ دکھائی دیتا تھا۔ نہ جانے کب تک زمین ابال کی

www.ksars.org

کیفیت سے لرزتی رہی، پتھر برستے رہے اور غبار سے سانس لینا بھی دشوار ہونے لگا۔ یہ لوگ نہ جانے کتنی دیر بے ہوش رہے۔ پھر سب سے پہلے عاقب کو ہوش آیا۔ اس نے آنکھ کھولی تو دیکھا غار اوپر سے کھل چکا ہے۔ سب لوگ فرش پر ادھر ادھر بکھرے پڑے ہیں۔ اس نے لیتے ہی لیٹے ہاتھ پاؤں کو ہلا کر دیکھا تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔ اب وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی وقت غار والے جوان بھی سارے اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ عاقب نے گھبرا کے پکارا۔ ''گلبدن، نجیب، سنبل۔''

غار والے ساتھیوں نے آواز دی۔ ''عاقب بھائی آپ فکر نہ کریں۔ ہم ابھی انہیں تلاش کرتے ہیں۔ سب یہیں ہیں۔''

عاقب اُٹھ کھڑا ہوا۔ اسے یاد آیا۔ گلبدن اور بچے تو اس کے بالکل ہی قریب تھے۔ اس نے آس پاس دیکھا تو پہاڑ کے پتھر پڑے تھے۔ کہیں گلبدن اور بچے ان پتھروں میں تو نہیں دب گئے۔ یہ سوچ کر عاقب کا دل بھر آیا اور اس نے جلدی جلدی پتھر ہٹانے شروع کر دیئے۔ کچھ پتھر ہٹا کر دیکھا مگر اس کے نیچے کچھ نہ تھا۔ تھوڑی دور گلبدن اور اپنے دونوں بچوں کو سینے سے چمٹائے دکھائی دی۔ وہ اور بچے تینوں بے ہوش تھے۔ عاقب زار زار روتا ہوا گلبدن اور بچوں پر جھک گیا اور والہانہ طور پر پیار کرنے لگا۔

''گلبدن اُٹھو۔ بچو اُٹھو۔'' وہ بار بار کہنے لگا۔ اتنے میں مقسطین قریب آ گیا۔ اس نے عاقب کو پرے ہٹایا اور عاقب کو تسلی دی کہ ابھی انہیں ہوش اجائے گا فکر نہ کریں۔ اللہ کو انہیں بچانا مقصود تھا۔ ورنہ یہاں اکٹھا نہ کئے جاتے۔ اتنے میں دوسرے جوان ساتھی بھی آ گئے۔ کہنے لگے۔

www.ksars.org

''باقی سب لوگ بھی بے ہوش پڑے ہیں۔ دھماکے نے ان پر بُرا اثر ڈالا ہے۔ مگر ایک بات اللہ کی کرم نوازی کی یہ دیکھیئے کہ پہاڑ اوپر سے اچھا خاصا ٹوٹ گیا۔ مگر اس کے تمام پتھر غار میں اس طرح گرے کہ ان کے نیچے کوئی بھی نہیں دبا۔''

مگر یہ تشویش ناک بات تھی کہ ابھی تک سارے ہی بے ہوش تھے۔ان میں سے کسی ایک کو بھی ہوش نہیں آیا تھا۔عاقب نے یہ سن کر سب ساتھیوں سے کہا۔

''آؤ سب مل کر اجتماعی مراقبہ کریں۔اور قطب صاحب نے جو اسمائے الٰہی ہمیں بتائے ہیں اور جس طرح ان کے پڑھنے کا طریقہ بتایا ہے اسی طرح پڑھیں۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اپنا فضل دکھائیں گے اور ان سب لوگوں کو ہوش آجائے گا۔''

اب سارے ساتھی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر دائرے میں بیٹھ گئے اور آنکھیں بند کر کے اسمِ الٰہی کا ورد کرنے لگے۔ کافی دیر تک یہ لوگ مراقب رہے اور غار میں مکمل خاموشی رہی پھر آہستہ آہستہ لوگوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ تقریباً دس منٹ کے بعد سنبل کے رونے کی آواز آئی۔ وہ روتے ہوئے ''اماں اماں'' پکار رہی تھی۔ عاقب کے ساتھی نے عاقب کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑ کر اشارہ کیا کہ ابھی مت چھوڑیں۔ وہ پھر ذکر میں لگ گئے۔ سب کی آنکھیں بند تھیں۔ مگر سب ایک ایک کر کے لوگوں کی آوازیں انہیں آنے لگیں۔ گلبدن کی آواز آئی۔ ''نجیب، سنبل میرے بچے'' پھر اس نے زور سے آواز دی۔ ''عاقب ہم بال کل ٹھیک ہیں'' جیسے جیسے لوگ اُٹھتے جاتے وہ عاقب کو پکارتے کہ ہم ٹھیک ہیں۔ جب سب کی خبر آگئی تو ان لوگوں نے ذکر بند کیا اور سب لوگوں سے کہا کہ جہاں پر ہو اسی طرح اللہ پاک کو سجدہ کرو۔ سب نے سجدہ کیا۔ شکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نئی زندگی دی۔ گلبدن بچوں کو لے کر عاقب کے

www.ksars.org

پاس آگئی سارے ایک دوسرے سے لپٹ لپٹ کر رونے لگے۔ابھی کسی کو پتہ نہ تھا کہ باہر کیا حالت ہے۔ ابھی تو اندر کی بھی حالت کا انہیں اندازہ نہیں تھا۔نہ ہی پتہ تھا کہ دھماکا کہ ہوا کیوں تھا اور دھماکے کے بعد وہ کتنی دیر تک بے ہوش رہے۔عاقب اور زمان خان اُٹھ کھڑے ہوئے کہ باہر دیکھ کر آتے ہیں۔وہ جیسے ہی غار کے دہانے پر آئے ان کی چیخ نکل گئی۔غار تو زمین کی تہہ سے لگا ہوا تھا۔زمان خان حیرت زدہ ہو کر بولا۔

''پہاڑ کے نیچے کا حصہ کہاں گیا؟ چیخ سن کر سارے ہی اُٹھ کر آ گئے۔کسی کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا کہ پہاڑ اپنی چوٹی تک زمین میں اس طرح دھنس جائے گا اور اللہ میاں اس طرح سب کو بچا لیں گے۔باہر نگاہ ڈالی۔تو سوائے رتیلے میدان کے کچھ نہ تھا۔ایسا لگتا تھا جیسے کوئی وسیع و عریض صحرا ہے۔ جہاں سوائے ریت اور مٹی کے کچھ نہیں۔

اسی وقت بچے بھوک بھوک کرنے لگے تو عاقب پریشان ہو گیا کہ خاک اور دھول میں کھانے پینے کی چیزیں کہاں بچی ہوں گی۔تو گلبدن بولی۔''میں نے اپنے کپڑوں میں بچوں کے لئے کچھ بسکٹ اور کھانے کے لئے بھنے ہوئے چنے کپڑے کی تھیلی بنا کر قمیض کے اندر سی لئے تھے کہ اگر بچوں کے ساتھ کہیں بچھڑ جاؤں تو انہیں کھلا سکوں۔''

وہاں سب بچوں کو اکٹھا کر کے کچھ کھانے کو دیا۔اس کے بعد عاقب نے قطب صاحب کی طرف دھیان لگایا۔اس نے ان سے مراقبہ میں رابطہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ اب کون سا قدم اُٹھائیں کیونکہ قطب صاحب نے ان سے یہاں پر ملنے کو کہا تھا۔ابھی اس نے تھوڑی ہی دیر دھیان لگایا تھا کہ اسے کندھے پر کسی کے ہاتھ کے دباؤ محسوس ہوا۔اس نے آنکھیں کھول دیں۔دیکھا تو قطب صاحب کھڑے تھے۔وہ

www.ksars.org

ادب سے سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔ باقی جوان بھی پاس آ گئے اور ادب سے کھڑے ہو گئے۔ باقی سب انہیں دیکھنے لگے۔ قطب صاحب نے سب کو سلام کیا اور ان سے مخاطب ہوئے۔ کہنے لگے۔

اس وقت جو دنیا کی حالت ہے وہ میں آپ کو بتا دوں۔ ساری دنیا ریت کا میدان بن چکی ہے۔ ساری دنیا میں صرف تین جگہوں پر لوگوں کو بچایا گیا ہے۔ایک ان میں سے آپ لوگ ہیں۔ باقی دو جگہ بھی جو لوگ بچائے گئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص تربیت یافتہ بندے ہیں۔ یہ تینوں جگہیں دنیا کے الگ الگ کونوں میں ہیں۔ یہ بھی اللہ کی حکمت ہے تاکہ دنیا کے تین کونوں سے آبادیاں بڑھیں اور دنیا پھر سے بس جائے۔اب صورتحال یہ ہے کہ آپ کے پاس یہ چھ جوان خصوصی تربیت یافتہ ہیں۔ جو اپنی روحانی قوتوں سے زمین میں دوبارہ بستی بسانے میں پوری پوری مدد کرنے والے ہیں۔ آپ سب کو اللہ کی تائید اور مدد حاصل ہے۔ آپ کے پاس جو بچے کچے وسائل ہیں۔ انہیں استعمال کریں۔ جب نوعِ انسانی قانون خداوندی سے انحراف و گریز کرتی ہے اور خیر و شر کی تفریق کو نظرانداز کر کے قانون شکنی کا ارتکاب کرنے لگتی ہے تو افراد کے یقن کی قوتوں میں اضمحلال شروع ہو جاتا ہے۔ آخر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ یقین کی قوت بالکل معدوم ہو جاتی ہے اور عقائد میں شک اور وسواس در آتے ہیں۔اس تشکیک اور بے یقینی کی بنا پر قوم توہمات میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ توہماتی قوتوں کے غلبے سے انسان کے اندر طرح طرح کے اندیشے اور وسوسے پیدا ہونے لگتے ہیں جس کا منطقی نتیجہ حرص و ہوس پر منتج ہوتا ہے۔ یہ حرص و ہوس انسان کو اس مقام پر لے جاتی ہے جہاں بے یقینی اور توہماتی قوتیں مکمل طور پر اس کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیتی ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں انسان زندگی کی حقیقی مسرتوں سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کی حیات کا محور اللہ تعالیٰ کی بجائے ظاہری اور مادی وسائل بن جاتے ہیں اور جب نوعِ انسانی کا انحصار دروبست مادی وسائل پر ہو جاتا ہے توافاتِ ارضی و سماوی کا لامتناہی سلسلہ عمل میں آنے لگتا ہے اور بالآخر وہ صفحہ ہستی سے مٹا دی جاتی ہے۔اس

www.ksars.org

سے پہلے بھی ہوتا رہا ہے کہ اولادِ آدم فنا اور بقا کے فارمولوں سے ناآشنا ہوگئی تھی تو زمین سے اُٹھالی گئی اور آج ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ جب بھی نوعِ انسانی کا رشتہ دنیا سے مستحکم اور اپنی روح سے کمزور ہو گیا تو وہ گرفتارِ بلا ہو گئی۔ یہ صورتحال ہو جائے تو قومیں تباہ و برباد کر دی جاتی ہیں یا پھر ان کے چہرے مسخ ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ دنیا اس لئے تباہ ہوئی کہ لوگوں کی توجہ اللہ کے بجائے اسباب و وسائل کی جانب تھی۔ ان کا بھروسہ اپنی ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزوں پر تھا یا زندگی کو سہولتیں مہیا کرنے والے اسباب و ذرائع پر تھا۔ ہر ایک کے ذہن میں توکل الی اللہ کی بجائے خود اپنی کوششوں اور محنتوں پر بھروسہ تھا۔ توجہ اور دھیان ذہن کی ایسی قوت ہے کہ جس چیز کی طرف توجہ کی جائے وہ شئے غیب سے نکل کر دنیا میں ظاہر ہو جاتی ہے یا اس کے اور انسانی ذہن کا درمیانی فاسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اسی اصول کے تحت جب انسان نے دنیاوی تقاضوں اور دنیاوی زندگی کی سہلتوں کی طرف توجہ دی تو اس توجہ سے دنیاوی علوم نہایت تیزی سے سامنے آ گئے اور انسان کا شعور اتنی ہی تیز رفتاری سے ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جب شعور اور ذہن کا رابطہ دنیا سے قائم ہو گیا تو ان کا رابطہ اللہ سے ٹوٹ گیا۔ مادّی شعور و عقل میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ ابد تک اپنی دنیاوی زندگی کے لئے انرجی فراہم کر سکے۔ پس ایک وقت ایسا آتا ہے کہ جب ساری قوم کا ذہن اللہ سے ہٹ کر دنیاوی وسائل میں لگ جاتا ہے تو عقل انسانی کا بنایا ہوا مادی ڈھانچہ پرزے پرزے ہو جاتا ہے۔ پھر صرف ان لوگوں کو بچا لیا جاتا ہے جو آنے والی نسلوں کے ذہنوں کی تعمیر روحانی خطوط پر کر سکیں۔ اللہ تعالی نے ان چھ جوانوں کو اسی وقت کے لئے تیار کیا ہے تا کہ یہ آپ سب کی روحانی تربیت کریں اور اس تنگی اور مصیبت کے لمحات میں آپ سب کے دلوں کو سکون پہنچانے کا اہتمام کریں۔ اللہ سب کا حامی و مددگار ہے۔‘‘

یہ کہہ کر قطب صاحب چند قدم چلے اور ایک دم نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

www.ksars.org

اس قیامت صغریٰ کے صدمے سے ابھی تک سب کے ذہن جیسے آدھے سوئے ہوئے تھے۔ان کے اوپر کچھ خوف وہراس، کچھ صدمہ رنج وغم کی ملی جلی کیفیت تھی۔

عاقب نے گلبدن کو نہایت پیار سے سمجھایا کہ دیکھو "غم مت کرو اور اللہ کی رضا پر راضی رہو۔ اب ہمیں ایک دوسرے کے لئے جینا ہے۔ یہ سب لوگ ہمارا خاندان ہیں ہماری فیملی ہیں۔ تم عورتوں کی ضروریات اور مسائل کا خیال رکھنا۔"

پھر اس نے زمان خان کو بلایا اور کہنے لگا۔ "امان خان تم اپنے کچھ ساتھی چن لو۔ تمہارا یہ کام ہے کہ جتنی بھی کھانے پینے کی اور ضروریاتِ زندگی کی چیزیں ہم نے دھماکے سے پہلے جمع کی تھیں۔ انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر اکٹھی کرو۔" پھر وہ کہنے لگا۔ "تمہیں پتہ ہے کہ ہم لوگ دھماکے کے کتنی دیر بعد جاگے ہیں؟"

زمان خان نے کہا۔ "عاقب بھائی یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔"

عاقب نے کہا۔ "ہم لوگ اس دھماکے کے پورے چالیس دن بعد ہوش میں آئے تھے۔" یہ سن کر سب کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ "چالیس دن بعد؟؟" "مگر اتنی دیر میں تو ہم مر چکے ہوں گے۔ پھر دوبارہ کیسے زندہ ہو گئے۔؟"

عاقب نے کہا۔ "قطب صاحب نے مجھے بتایا تھا کہ جن لوگوں کو بچانا مقصود تھا۔ان کے لئے اوپر والوں کی جانب سے اتنی مدت کے لئے گہری نیند سلانے کا حکم تھا کہ جس مدت میں زمین کی فضا سے مہلک تابکاری کے اثرات کو زیادہ سے زیادہ ختم کیا جا سکے تاکہ باقی لوگ محفوظ رہیں۔ان چالیس دنوں میں زمین

www.ksars.org

کی حالت درست کرنے کے لئے ملائکہ ارضی کی زبردست ٹیم نے اس زمین پر کام کیا ہے۔اس ٹیم کو گائیڈ کرنے والے قطب اور ابدال وقت تھے۔ جنہوں نے لاکھوں کی تعداد میں ملائکہ کو اس زمین پر پھیلا دیا تا کہ زمین کی حالت دوبارہ بحال کر دی جائے۔اس وقت جو ریگستان تم دیکھ رہے ہو۔ یہ زمین فرشتوں کی ہموار کردہ ہے۔ تمہیں زمین پر اب کوئی لاش دکھائی نہیں دے گی۔ کیونکہ فرشتوں نے تمام لاشوں کو اپنے تصرفات سے مٹی کے ذرات میں تبدیل کر دیا۔یعنی لاش کا گل سڑ کر مٹی میں تبدیل ہونے کی جو نارمل مدت ہے فرشتوں نے اپنے تصرف سے اس وقت کی رفتار کو اتنا تیز کر دیا کہ یہ کام صرف چالیس دنوں میں پورا ہو گیا۔زمان خان خیال رکھنا۔اس وقت ایک جَو کا دانہ بھی ہمارے لئے اناج کا درجہ رکھتا ہے۔''

زمان خان کی آنکھیں بھر آئیں۔ وہ بھر آئی ہوئی آواز میں ہاتھ جوڑ کر بولا۔''میرے سرکار مجھے اس بات کا بخوبی اندازہ ہے۔''

☆☆☆

www.ksars.org

(اکیسویں قسط)

سب اس بات سے واقف ہو چکے تھے کہ اس سانحہ قیامت سے ان کا زندہ بچ نکلنا اللہ تعالیٰ کی زبردست حکمت ہے، قدرت ان سے جو کام لیناچاہتی ہے انہیں پوری تندہی کے ساتھ اس میں لگناہو گا۔

عاقب نے لوگوں کے اندر حکیمانہ تفکر بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''آج ہماری پوزیشن وہی ہے جو ہمارے باپ آدم اور ہماری اماں حوا کی تھی، جب انہوں نے پہلے پہل اس سرزمین پر قدم رکھا تھا۔ ان کے پاس وسائل کی کمی تھی۔ مگر جنت کی زندگی ان کے حافظے میں محفوظ تھی۔ جس میں وسائل اُن کے ارادے کے تابع تھے۔ جب وسائل آدمی کے ارادے کے تابع ہوں تو زندگی جنت ہے۔ وسائل کی فراوانی زندگی کی آسائش مہیا کرتی ہے مگر جب اس دنیا میں آدم و حوا نے قدم رکھا تو وسائل ان کے ارادے کے تابع نہ رہے بلکہ وہ خود وسائل کے محتاج ہو گئے۔ گویا پہلے وہ حاکم تھے اب محکوم ہو گئے۔ مگر محکومی کی حالت میں بھی ان کے ذہن میں جنت کی حاکمیت کی زندگی کی خوشگوار یادیں اور انمٹ نقوش باقی تھے۔ جنت کی زندگی کے ان ہی دھندلے خاکوں میں انہوں نے دنیا میں رنگ بھرنے شروع کر دیئے۔ اس طرح دنیاوی زندگی کو جنت کے پیٹرن پر سیٹ کرنے کی بھرپور کوشش کی اور وہ اس میں کامیاب ہوئے۔ انہوں نے کاشتکاری کر کے اور ہل جوت کے بنجر زمین کو گلستان بنا دیا۔ حافظے میں چھپے ہوئے باغ ارم کو نگاہوں کے سامنے ظاہر کر دیا۔ عالم بالا کے حسین محلات کو تصور میں رکھ کر زمین پر زندگی بسر کرنے کے لئے محفوظ پناگاہیں بناڈالیں۔ زندگی کی پٹڑی پر جنت کی ٹرین کو پکڑنے کے لئے دنیا کی ٹرین چلا دی۔ آج ہمیں بھی اپنے باپ آدم اور اپنی ماں حوا کے نقشِ قدم پر چل کر جنت کی زندگی کے ان دھندلائے ہوئے خاکوں میں یقین کا رنگ بھرنا ہے۔ جنہیں ہم بہت دور چھوڑ آئے ہیں۔

www.ksars.org

یقیناً ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے۔ ہم اپنے رب سے معافی کے طلب گار ہیں۔ آج ہم اپنے نفسوں کو ظلم سے چھڑانے کے لئے وہی دعا پڑھتے ہیں جو ہمارے باپ آدم ہمیں سکھا گئے ہیں۔''

عاقب کے کہنے پر سب لوگ بآواز بلند اس دعا کا ورد کرنے لگے۔ کہ ''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہمارا شمار نقصان اُٹھانے والوں میں ہو گا۔''

عاقب نے سب سے کہا۔ ''آئندہ ہم پانچوں وقت کی نماز کے بعد دس منٹ تک اس دعا کا ورد کیا کریں گے۔ کچھ عجب نہیں کہ ہمارا رب اس بنجر زمین کو پھر سے لہلہاتی کھیتی میں تبدیل کر دے۔''

اس نے گلبدن اور شاہدہ بیگم کے ذمے عورتوں اور بچوں کی روحانی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ڈالی۔ مردوں کی ایک ٹیم کو غار کے ملبے میں چھپی ہوئی چیزوں کو جمع کرنے پر لگا دیا۔ چند مردوں کو دن بھر کی مسافت پر ارد گرد کا جائزہ لینے کے لیے بھیج دیا۔ غار والے جوانوں کے ذمے لوگوں کی روحانی نشو و نما کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اپنے روحانی تصرفات سے لوگوں کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو بیدار کریں۔ تاکہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کام ہو سکے اور لوگ اور ماحول پر سکون رہے۔

جو لوگ دن بھر کی مسافت پر ارد گرد کا جائزہ لینے گئے تھے۔ جب وہ شام کو واپس لوٹے تو انہوں نے بتایا کہ جس حد تک وہ گئے انہیں سوائے خشک زمین اور ریتیلے میدان کے کچھ نہ ملا اور حدِ نگاہ تک پانی کا سراغ بھی دکھائی نہ دیا۔ یہ سن جذبیر کہنے لگا۔

www.ksars.org

''کیوں نہ ہم سب مل کر زمین میں تالاب نما گڑھا کھود لیں اور پھر نمازِ استسقاء پڑھی جائے تاکہ تالاب میں پانی کا ذخیرہ ہو جائے۔''

یہ تجویز سب کو پسند آئی۔ اس کام پر عورتیں بچے مرد سب ہی لگ گئے۔ سب نے اپنے ہاتھوں میں چٹان کے پتلے پتلے پتھر لے لئے اور قریب ہی منتخب کردہ جگہ پر تالاب کی بنیاد رکھ دی۔ سب کے اندر جوش اور ولولہ تھا۔ اسمائے الٰہیہ کے ورد اور اللہ ھو کے ذکر کے غلغلہ میں سورج ڈھلنے تک ایک بڑا سا تالاب بن چکا تھا۔ اپنی تعمیری صلاحیتوں کے نتیجے کو دیکھ کر سب ہی اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں پر سجدہ ریز ہو گئے۔ بلاشبہ اللہ اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہے۔ سب لوگ سجدے میں گرے اپنے رب سے اس کی رحمتوں کے طلب گار تھے۔ عاقب اور غار والے جوان دل ہی دل میں دعا کر رہے تھے کہ :

''اے بارِ الٰہیہ ! اپنے بندوں کی محنتوں اور کوششوں کا صلہ تیرے ہی پاس ہے۔ ہماری ناتوانیوں کو انتظار کی کلفتوں سے بچا۔ ہمارے خالی کشکول کو اپنی دیا سے بھر دے بے شک سجدے کی حالت میں تو اپنے بندوں سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔''

اپنے بندوں کی بے کسی اور محتاجی پر شانِ کریمی جوش میں آگیا۔ بادل کا ایک ٹکڑا غیب سے نکل کر افق پر چھا گیا۔ رحمتِ خداوندی لہر کے برس پڑی۔ ٹپ ٹپ بوندوں نے دلوں کے کنول کھلا دیئے۔ ساری رات بارش برستی رہی۔ صبح سب نے دیکھا کہ تالاب لبالب پانی سے بھرا ہوا ہے۔ غار کی چھت کافی حد تک کھلی ہونے کی وجہ سے غار کے اندر بھی پانی جمع ہو گیا تھا۔ زمان خان اور اس کے دو ساتھیوں نے پتھروں کی باڑھ بنا کر پانی کے لئے ایک بڑا حوض بنا لیا۔ غار کے ملبے سے چیزوں کا ملنا اتنا آسان نہ تھا۔ کیونکہ پہاڑ کا نچلا حصہ تو سارے کا سارا زمین میں دھنس چکا تھا۔ غار کا فرش بھی ٹوٹ پھوٹ کے پتھروں سے بھر گیا تھا۔ مگر

www.ksars.org

حکمتِ خداوندی نے انسان کی عقل پر تصرف کر کے موجودہ حالات سنگین ہونے سے بچا لیا۔ عاقب کے کہنے پر سب لوگوں نے اپنے لباسوں میں تھیلے نما جیب سی کر اس میں کھانے پینے کی اشیاء اور اناج بھر لئے تھے جو ان کے ساتھ اب بھی محفوظ تھے۔ بارش ہونے سے زمین گیلی ہو کر کھیتی باڑی کے قابل ہو چکی تھی۔

جذبیر نے لوگوں کی توجہ اس طرف دلانے کی کوشش کی وہ کہنے لگا۔

''اے لوگوں! اللہ ہی تو ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہ کارساز سزاوار تعریف ہے۔ اللہ تعالٰی کے اس کلام کے مطابق تم اس کی رحمت کو پھیلانے والے ہاتھ بن جاؤ۔ وہ ہاتھ جن کے ذریعے اس کی رحمت کی برکتیں پھر دوبارہ زمین میں شامل ہو جائیں اور بنجر زمین کو پھر سے لہلہاتی کھیتی میں تبدیل کر دیں۔ زندگی کے بے رنگ خاکوں میں رنگ بھرنے کا وقت آ چکا ہے قدرت نے بارش کی صورت میں رنگوں کے ڈبے تمہاری طرف لنڈھا دیئے ہیں۔''

جذبیر کے کہنے پر زمان خان نے سب لوگوں سے اناج کے بیج جمع کیے۔ پتھروں کو توڑ کر زمین کے لئے اوزار بنا لیے۔ تاکہ گیلی زمین پر بیج بونے کے لئے نشان بنائے جا سکیں۔ سب لوگ ہی خوشی خوشی کھیتی باڑی پر لگ گئے۔ دوپہر تک ایک بہت بڑے رقبے میں بیج بوئے جا چکے تھے۔ جن میں گندم، مکئی کے علاوہ سبزیوں کے بیج بھی تھے۔

رات کو جب سب لوگ عبادت کے لیے جمع ہوئے تو عاقب نے کہا۔

www.ksars.org

’’کائنات کی ہر شئے کا تعلق انسانی ذہن کے ساتھ ہے۔انسان کا ذہن کائنات کی تمام انواع کے ذہنوں کا مرکز ہے۔کائنات کی تمام اشیاء کے ذہنوں کی فریکوئنسی انسان کے ذہن سے وابستہ ہے۔یعنی انسان کا دماغ ایک ایسی مشین ہے جو ساڑھے گیارہ ہزار فریکوئنسیز کا مجموعہ ہے۔ہر فریکوئنسی کائنات کی کسی ایک نوع کی زندگی کا پروگرام ہے۔ہر نوع کی فکر انسانی ذہن سے گزر کر کائنات میں اپنا مظاہرہ کرتی ہے۔بیج کے اندر اپنی نوع کی زندگی کے کل آثار موجود ہیں۔اگر ہم بیج کے اندر موجود زندگی سے رابطہ قائم کر لیں تو ہم اپنی قوت ارادی سے زندگی کے آثار میں تیزی پیدا کر سکتے ہیں۔آج سے ہم روزانہ دس منٹ کے لئے آنکھیں بند کر کے زمین میں بوئے ہوئے بیجوں کی طرف دھیان کریں گے کہ زمین کے اندر بیج پھول رہا ہے اوراس میں سے کونپلیں نکل رہی ہیں۔‘‘

پھر حیرت انگیز طور پر تمام بیج پانچویں دن زمین کی سطح پر پھوٹ نکلے۔سب کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔اس دن پہلی بار خوشیوں کے ترانے ان کے لبوں پر آگئے۔زندگی اپنے معمول کی جانب قدم بڑھانے لگی۔رحمتِ باراں اور لوگوں کی توجہ سے کھیتی اپنے

پورے شباب پر لہرانے لگی۔اللہ کے فضل اور لوگوں کی توجہ نے چھ ماہ کا کام دو ماہ میں کر دکھایا۔

ایک شام سب لوگ کھیت کے آس پاس بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔بچے بھی کھیل کود میں مگن تھے کہ اچانک گلبدن نے آسمان کی طرف ادھر ادھر دیکھا اور بولی۔

اتنا خوبصورت نظارہ ہے اور ایک بھی پرندہ نہیں ہے۔پرندوں کے بغیر جنت کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے؟‘‘

www.ksars.org

شاہدہ بیگم بھی ٹھنڈی سانس بھر کے بولیں۔

''دھماکے کے بعد تو چڑیا کا منہ دیکھنے کو ترس گئے ہیں۔''

مقسطین پاس ہی بیٹھا سب کچھ سن رہا تھا۔ زمین سے مُٹھی بھر گیلی مٹی اُٹھاتے ہوئے بولا۔

''بھائی! اللہ تو مٹی کے پتلے میں جان ڈالنے والا ہے۔''

یہ کہہ کر اس نے دونوں ہاتھوں میں مٹی دبا کر ایک چڑیا کی صورت بنائی اور اسے اپنے منہ کے قریب کر کے اس میں پھونک مار دی۔ اگلے لمحے چڑیا ہاتھ سے نکل کر فضا میں اڑنے لگی۔ سارے حیرت زدہ ہو کر اسے فضا میں اڑتا دیکھنے لگے۔ مقسطین ان کی حیرت کو کم کرتے ہوئے بولا۔

''کائنات کی ہر حرکت اللہ کے امر کا مظاہرہ ہے۔ جب اللہ کے امر میں آدمی کا ارادہ شامل ہو جاتا ہے تو وہ فرد اللہ کے امر کے مظاہرے کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ اللہ نے اپنے تمام ہنر اپنے انبیاء علیہ السلام کو منتقل کئے اور نبیوں کے ذریعے اللہ کے بندوں کو یہ ہنر تقسیم ہو رہے ہیں۔ روح قندیل ہے قندیل کی روشنی اللہ کا نور ہے۔ نور امر ہے۔ امر لامحدود لامتناہی ہے۔ انسان کی تمام صلاحیتیں اللہ کے نور کی ہنر مندی و کاریگری ہیں۔ آدم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے ظاہر کرنے کا وسیلہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور اس نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب کا سب اپنے حکم سے۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کیا کرتے ہیں۔ آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے نمونے پھیلے ہوئے ہیں۔ پیغمبروں نے اپنے معجزات میں اللہ تعالیٰ کی کاریگری کی جانب لوگوں کی توجہ دلائی۔ خود آگاہی و خود شناسی کی طرف دھیان دلایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر معجزات دکھلا

www.ksars.org

کر روح کی صلاحیتوں کا انکشاف کیا۔ بے جان مٹی میں جان ڈالی۔ دنیا بھی روح کی ایک صلاحیت ہے۔ آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ غیب ہے۔ جسے انسان لاشعور کے نام سے پہچانتا ہے۔اور زمین میں جو کچھ ہے وہ آدمی کے لئے شعوری حواس کا درجہ رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے لاشعور اور شعور دونوں حواس کو استعمال کرنے کی پوری پوری قدرت عطا کی ہے۔ تمام پیغمبران علیہ السلام لوگوں کو ان لاشعور سے متعارف کرانے کے لئے دنیا میں بھیجے گئے۔پیغمبروں کے تمام معجزات انسان میں چھپی ہوئی صلاحیتوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ہر زندگی دریائے وحدت کی ایک موج ہے۔ جو دریائے وحدت کے دو کنارے ازل اور ابد کے درمیان حرکت میں ہے۔ موج دریا میں رہتے ہوئے ہی ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سفر کرتی ہے۔ دریا سے جدا ہو کر موج کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ دریا کی قوت کا اندازہ موجوں کی روانی سے لگایا جاتا ہے۔انسان کی تمام صلاحیتیں خالق کی صفات کی پہچان ہیں۔"

سب لوگ بڑے انہاک سے مقسطین کی باتیں سن رہے تھے۔عاقب بھی بڑے غور سے سن رہا تھا۔اس نے اندر ہی اندر اطمینان کا ایک گہرا سانس لیا۔ محویت کے عالم میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر نگاہ ڈالی۔ سب کے سروں پر قندیل کی روشنی کا ایک دائرہ تھا۔اس کے دل سے دعا نکلی۔

"اے میرے اللہ! قیامت تک اس نور کو بڑھانا۔ہر زندگی تیری محتاج ہے۔"

اس کی نگاہِ بصیرت وقت کی گہرائی میں جا پہنچی۔ نظر کی روشنی لمحات کی مسافت طے کرتی ہوئی زمین کی بساط پر دور سدور تک پھیل گئی۔ ہر لمحہ زمین کی ویرانیوں کو خوبصورت بستیوں میں تبدیل کرتا دکھائی دیا۔ہر بستی کے کنارے پر ایک آدم اور ایک حوا کھڑی دکھائی دی۔اس نے دیکھا۔وقت کے اس لمحہ میں موجود تمام کے تمام افراد آنے والے کل کے آدم و حوا ہیں۔ جن کے لہراتے وجود کن کی تال پر ہر لمحے

www.ksars.org

اپنے نغمے بکھیر رہے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی نظروں کے سامنے زندگی کے شاداب درخت سے ایک پکا ہوا پھل زمین پر گر پڑا۔ اس کے سارے بدن میں سنسنی دوڑ گئی۔ جیسے یخ بستہ ہوا کا سرد جھونکا بدن کو چھوتا ہوا گزر جائے۔ وہ چونک پڑا اور وقت کی گہرائی سے واپس سطح پر لوٹ آیا۔ اس کے کانوں میں رحمٰن بابا کی آواز آئی۔

''اے بچے ! یاد رکھ۔ پھل کا پکنا بیج کی زندگی کی تکمیل ہے اور زندگی کی تکمیل وہیں پر ہوتی ہے جہاں زندگی کا آغاز ہوا تھا۔ تکمیل اپنے آغاز کو بیج کی صورت میں پھل میں چھپائے ہوئے ہے۔ ازل ابد اور آغاز چھپا ہوا ہے۔ کن کی ضرب قدرت کے ہاتھ بن کر وقت کا گھونگھٹ سرکاتے رہتے ہیں۔ ہر لمحہ نئ نویلی دلہن کی طرح دل کے آئینے میں نمودار ہوتا ہے اور اپنے جمال کی رونمائی کے بعد پھر گھونگھٹ میں جا چھپتا ہے۔ آغاز اپنے انجام سے مل کر وصل کی لذتوں سے آشنا ہو کر پھر دوبارہ اپنی خواہشات کے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ ایک زندگی، ایک سفر، ایک جلوہ حقیقی ہے۔ وقت کے دو کنارے ازل اور ابد۔ تقاضہ دل کا آغاز اور انجام ہے۔''

عاقب کا سارا وجود ہوا کی زد میں آئی ہوئی ٹہنی کی طرح لرز اُٹھا۔ اس کی عقل حیرت زدہ ہو کر دل سے پوچھ رہی تھی۔ کیا اب زندگی کے دو کنارے ملنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ اس دن کے بعد سے اس کی زندگی کے کاموں میں زیادہ تیز رفتاری آ گئی۔ دن گزرتے رہے۔ ننھے ننھے پودے درختوں میں تبدیل ہوتے رہے۔ پانچ سال کے عرصے میں لوگوں نے کھوئے ہوئے وسائل کو دوبارہ حاصل کر لیا تھا۔ درختوں کی لکڑیاں کاٹ کر گھر بنا لیے۔ ضرورت کے لئے فرنیچر بنا لئے۔ روئی سے کپڑے بنے گئے۔ نئ روحیں زندگی کے اسرار کو پہچاننے کے لئے جنت چھوڑ کر زمین پر اُتر آئیں۔ پہاڑ کے دامن میں ایک

www.ksars.org

خوبصورت بستی آباد ہوگئی۔ جہاں ہوائیں خوشیوں سے بھری ہوئی ادھر ادھر لہراتی پھرتیں۔ جہاں پھول اپنی خوشبوئیں لٹانے کو ہر وقت تیار رہتے۔ جہاں آزاد پنچھی اس ڈال سے اس ڈال پر پُھدک پھدک کر اپنی آزادی کے جشن مناتے۔ جہاں بچے بڑے سب ایک دوسرے کے ساتھ محبت کی ان دیکھی ڈور سے بندھے دکھائی دیتے۔ جہاں ساون میں جھولوں پر راگ ملہار گائے جاتے۔ مائیں اپنے بچوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتیں۔ اس وادی فرحان میں زندگی اپنی بھرپور اداؤں کے ساتھ اُٹھلاتی مٹھلاتی گزرتی رہی۔ انہیں دنوں زمان خان نے دن رات کی مشقتوں کے ساتھ ایک نہایت ہی خوبصورت مسہری بنائی۔ سب اسے چھیڑتے۔ کیوں زمان خان شادی کب کر رہے ہو؟ زمان خان ہنس کر جواب دیتا۔ ''پہلے شب عروسی کا انتظام کر لوں۔''

اس دن شام کا وقت تھا۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر اکثر لوگ باہر بڑے سے لان میں بیٹھے ہوئے اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے۔ سب خوش باش مذاق میں مشغول تھے۔ کہ اتنے میں زمان خان ''عاقب بھائی! عاقب بھائی!'' پکارتا ہوا عاقب کے پاس آیا۔ اس کی آواز میں خوشی کی مَے چھلک رہی تھی۔ پاس آتے ہی اس نے عاقب کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا۔

''عاقب بھائی ذرا اِدھر تو آیئے۔'' عاقب اُٹھتے ہوئے بولا۔ ''کیا بات ہے زمان خان؟ بڑے خوش دکھائی دے رہے ہو۔''

زمان خان خوشی سے ہنستے ہوئے بولا۔ ''عاقب بھائی آپ چلئے تو سہی۔ آپ کو ایک چیز دکھانی ہے۔''

www.ksars.org

یہ سن کر وہاں بیٹھے سارے لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ’’زمان بھائی! ایسی کیا چیز ہے ہمیں بھی دکھاؤ۔‘‘

زمان خان خوش ہو کر بولا۔ ’’ہاں بھئی سب لوگ آ جائیں۔‘‘ زمان خان سب کو عاقب کے گھر لے گیا۔ عاقب دروازے میں قدم رکھتے ہوئے بولا۔

’’ارے بھئی میرے گھر میں کیا ہے کہ مجھ ہی کو خبر نہیں۔‘‘

زمان خان آگے آگے برآمدے کی جانب چلنے لگا۔ لمبے برآمدے میں بڑی سے انبوسی مسہری پڑی تھی۔ جس پر سفید چادر اور سفید تکیے بنانے والے کی داد دیتے ہوئے دکھائی دیئے۔ عاقب کے ساتھ ساتھ سب کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

’’واہ! زمان بھائی آپ نے تو کمال کر دیا۔ اتنی خوبصورت مسہری بناڈالی۔‘‘

زمان خان نے گلبدن کا ہاتھ پکڑ کر عاقب کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

’’عاقب بھائی اور بھابھی یہ مسہری میں نے آپ دونوں کے لئے بڑی محبت سے بنائی ہے۔ امید ہے کہ آپ اسے پسند کریں گے۔‘‘

عاقب نے تشکر کے جذبات کے ساتھ زمان خان کو گلے لگا لیا اور لوگوں کی تالیوں کے شور میں زمان خان نے عاقب کو بازوؤں سے پکڑ کر مسہری پر لٹا دیا۔ عاقب کے بدن نے جیسے ہی مسہری کو چھوا۔ اسے محسوس ہوا کہ ایک پکا ہوا پھل ڈالی سے ٹوٹ کر زمین پر آن گرا ہے۔ اس کے حلق سے چیختی ہوئی آواز نکلی۔ اللہ۔۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں۔ آنکھیں بند ہونے لگیں۔ بڑی مشکل سے

www.ksars.org

اس نے اپنی بند آنکھوں کو کھولا۔ اپنے ارد گرد کھڑے ہوئے لوگوں پر مسکراتی نگاہ ڈالی اور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ دنیا کی آخری آواز اس کے کانوں میں گلبدن کی تھی۔ جو عاقب کا نام لے کر چیخ رہی تھی۔

عاقب نے اپنے جسم سے نکلتے ہوئے سوچا۔ میں مر چکا ہوں۔ حیرت اور اطمینان کی ملی جلی کیفیت میں وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ سامنے ہی اس کے ممی پاپا اور رحمٰن بابا کھڑے تھے۔ عاقب کہہ کر سب ہی اس سے خوشی سے لپٹ گئے حیرت نے ان کے لبوں سے قوت گفتار چھین لی۔ اس وقت اُس کے ذہن میں بس ایک ہی خیال بار بار گردش کر رہا تھا۔ ''میں مر چکا ہوں۔ میں مر چکا ہوں'' دل بار بار یہ جملہ دہرا کے اپنی حیرت کو یقین میں بدلنا چاہتا تھا۔ اس کے ممی پاپا اور رحمٰن بابا اس کی اس حالت کو خوب سمجھ رہے تھے۔ موت کے تجربے سے گزر کر وہ جان چکے تھے کہ دنیاوی حواس کی تبدیلی کا نام موت ہے اور یہ تبدیلی آدمی کے اندر واقع ہوتی ہے۔ اب تک جو حواس فردِ ذات کو دنیاوی پہچان عطا کر رہے تھے۔ وہی حواس اب فرد کو دنیا کی بجائے اعراف کی پہچان مہیا کر رہے تھے۔ دنیاوی زندگی میں بندے کا تعلق عالم ناسوت کی جس فریکوئنسی کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ اس فریکوئنسی پر مسلسل اسے یہی اطلاع ملتی رہتی ہے کہ تم مادی دنیا کا ایک جُز ہو۔ تمہارا جسم اس مادے سے تخلیق ہوا ہے۔ جس مادے سے زمین تخلیق کی گئی ہے۔ اس اطلاع پر دنیا کی ساری زندگی انسان مادی حواس کے زیرِ اثر گزار دیتا ہے۔ موت کے لمحے میں عالم ناسوت کی فریکوئنسی سے رابطہ ٹوٹ کر عالمِ اعراف کی فریکوئنسی سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اب فرد کی پہچان دنیا کی مخلوق کی حیثیت سے نہیں بلکہ اعراف کی مخلوق کی حیثیت سے کرائی جاتی ہے۔ ایک لمحے پہلے کی ساری زندگی خواب بن چکی تھی۔ حقیقت کے عالم میں آنکھ کھلنے پر ابھی اس پر حیرت اور غنودگی کا غلبہ تھا۔ اعراف کی فریکوئنسی پر اسے مسلسل یہی اطلاع مل رہی تھی کہ وہ دنیا سے انتقال کر کے اب اعراف کے

www.ksars.org

عالم میں پہنچ چکا ہے اور اب یہ موجودہ جسم اعراف کی روشنیوں کے تانے بانے سے بنا ہوا ہے۔ مگر تبدیلی حواس نے شعور کو اضمحلال و غنودگی میں دبو دیا تھا۔ عاقب کے پاپا نے وہاں موجود ایک لڑکے کی جانب ہاتھ سے اشارہ کیا۔ وہ فوراً ہی پاس آگیا۔ اس کے ہاتھ میں خوبصورت سلوری ٹرے تھی۔ جس میں صراحی نما بلوری جگ اور گلاس تھے۔ اس نے جگ سے شربت گلاس میں انڈیل کر بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے عاقب کے پاپا کو پیش کیا اور چلا گیا۔ عاقب کے پاپا نے یہ شربت عاقب کے منہ سے لگایا۔ بڑی مشکل سے موت کی نقاہت و کمزوری کے ساتھ عاقب کے چند قطرے اپنے حلق سے اُتارنے میں کامیاب ہوا۔ ان چند قطروں نے اس کے اندر جادوئی کمال دکھادیا۔ اس کی نقاہت و غنودگی ایک دم سے ختم ہو گئی اور وہ پوری طرح ہوش میں آگیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ ممی پاپا اور رحمٰن بابا کہہ کر سب سے لپٹ گیا۔ رحمٰن بابا کہنے لگے۔

''پہلے تمہیں تمہارے گھر پہنچا دیں پھر آرام سے باتیں کریں گے۔''

یہ نہایت ہی سرسبز علاقے میں پہاڑی پر ایک خوبصورت مکان تھا۔ مکان کے دروازے پر پہنچ کر رحمٰن بابا نے فرمایا۔

''عاقب یہ تمہارا مکان ہے۔ تمہیں نئی زندگی مبارک ہو۔'' اندر پہنچ کر عاقب نے خوشی خوشی سارے گھر کا جائزہ لیا۔ اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ وہ اپنے آپ کو ایک پرندے کی طرح ہلکا پھلکا اور آزاد محسوس کر رہا تھا۔ سارا گھر گھوم پھر کر جب وہ کمرے میں بیٹھے تو دو نوجوان نورانی صورت لڑکے ٹرے میں بہت ساری کھانے پینے کی چیزیں لئے حاضر ہوئے۔ رحمٰن بابا نے عاقب سے۔

www.ksars.org

''عاقب میاں! یہ لڑکے فرشتے ہیں اور آپ کی خدمت پر مامور کئے گئے ہیں۔ آج آپ اپنے ممی پاپا کے ساتھ آرام کریں۔ کل سے آپ کو آپ کی ڈیوٹی بتادی جائے گی'' یہ کہہ کر رحمٰن بابا رخصت ہوگئے۔

☆☆☆

www.ksars.org

(بائیسویں قسط)

ایک خوبصورت تخت پر لگے گاؤ تکیوں کے سہارے تینوں بیٹھ گئے۔عاقب کے پاپانے اس سے پوچھا۔

"تم موت کے بعد اپنے اندر کیا تبدیلی محسوس کر رہے ہو؟"

وہ مسکرا کر بولا۔"ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے میں خواب سے بیدار ہو کر حقیقت کی دنیا میں پہنچ چکا ہوں۔"

اس کی ممی نے کہا۔"تم ٹھیک کہتے ہو بیٹے یہی حقیقت ہے۔"

عاقب نے محسوس کیا کہ ان تینوں کے درمیان سب رشتوں سے زیادہ دوستی کا رشتہ ہے۔اس عالم میں سب ایک دوسرے کے دوست ہیں۔عاقب نے انہیں بتایا کہ دنیا میں وہ اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر یہاں آیا ہے۔اس کی ممی فوراً بولی۔

"ہاں ہم جانتے ہیں۔گلبدن بہت اچھی لڑکی ہے۔ہم نے تمہارے بچوں کو بھی دیکھا ہے۔"

عاقب بہت حیران ہوا۔"کیا آپ نے انہیں دیکھا ہے۔آپ انہیں کیسے جانتے ہیں؟"

پاپا بولے۔"اس عالم میں دنیا کے بہت سارے اسرار تم اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔"

عاقب بولا۔"یقیناً ایسا ہی ہو گا۔سب سے بڑی تبدیلی تو میں اپنے اندر محسوس کر رہا ہوں۔دنیا میں گلبدن اور بچوں کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اور یہاں گلبدن اور بچوں کے لئے دل میں وہ

www.ksars.org

محبت اور فکر محسوس نہیں ہوتی۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے اللہ نے ان کی ذمہ داریاں مجھ پر ڈالی تھیں جو میں نے دنیا میں اپنی سکت کے مطابق پوری کرنے کی کوشش کی۔ اب یہ ذمہ داریاں مجھ پر سے ہٹالی گئی ہیں۔ اب میرا ذہن ان میں اٹکتا نہیں وہ جہاں بھی رہیں خوش رہیں۔"

ممی نے کہا۔ "روح کا ادراک سمندر کی طرح ہے۔ سمندر کی گہرائی میں بے شمار قسم کے جانور رہتے ہیں۔ مگر سطح پر دیکھنے والی نظر گہرائی کے بھید سے واقف نہیں ہوتی اور جب تک نگاہ سمندر کی گہرائی سے سطح پر اُبھرنے والی شئے کے بھید سے پوری طرح واقف نہیں ہو جاتی وہ اس شئے پر اٹکی رہتی ہے۔ نگاہ کا ایک شئے پر ٹھہر جانا حواس میں شدت پیدا کرتا ہے۔ دنیاوی حواس سطحی حواس واحساسات ہیں اور غیب کے حواس گہرائی کے حواس ہیں۔ گہرائی میں نگاہ کا ٹارگٹ پانی کا بہاؤ ہے۔ غیب کی نظر سب سے پہلے روح کے ادراک کے سمندر کے بہاؤ کو دیکھتی ہے اور پھر اس بہاؤ میں بہتی ہوئی اشیاء پر اس کی نظر جاتی ہے۔ اس طرح فرد کے حواس میں احساس کی شدت پیدا نہیں ہوتی اور وہ جسمانی درد اور تکلیف سے بچ جاتا ہے۔"

ابھی یہ لوگ باتوں میں مشغول تھے کہ دونوں فرشتے کھانوں سے بھری ہوئی پھر دوسری ٹرے لے آئے۔ کھانوں کی نئی نئی لذت کے شوق میں عاقب باتوں باتوں میں تقریباً پوری ٹرے ہی کھا گیا۔ مگر اسے پیٹ بھرنے کا خیال ہی نہ آیا۔ وہ چونکا اس وقت جب ٹرے میں چند اشیاء باقی رہ گئیں۔

"ارے میں اتنی ساری چیزیں کھا گیا۔ اور پتہ نہیں چلا اور نہ پیٹ میں گرانی محسوس ہوئی۔"

پاپا مسکرا کر بولے۔ "اس عالم میں حواس پر روشنیوں کا غلبہ ہے۔ روشنی لطیف ہے۔ یہاں ہر شئے حواس کے دائرے میں لطافت بن کر داخل ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے گرانی محسوس نہیں ہوتی۔ دنیاوی حواس پر عناصر کا گلبہ ہے۔ عناصر ٹھوس اور بھاری ہیں۔ حواس میں داخل ہونے والی ہر شئے اپنے

www.ksars.org

ٹھوس پن کا اظہار کرتی ہے۔ جس سے حواس پر دباؤ پڑتا ہے۔ یاد رکھو! اگر تم خوشی کو اپنی تمام کیفیات پر غالب کر لو گے تو تمہارے حواس مستقل طور پر لطیف ہو جائیں گے۔ پھر تم اعراف کی زندگی سے بھرپور لطف اُٹھا سکو گے۔ دنیا کی طرح اس عالم میں بھی خیال کی کارفرمائیاں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دنیاوی شعور خیال کو غیر مرئی جانتا ہے۔ مگر یہاں پر خیال کو آنکھ، رنگ اور روشنی کی صورت میں دیکھتی ہے اور تصور کے خاکوں کو رنگین ہیولوں میں ڈھلتے دیکھتی ہے۔ خیال روح یعنی امرِ ربی کی روشنی ہے۔ یہ روشنی جب اعراف کے جسمِ مثالی کی روشنی میں جذب ہوتی ہے تو رنگ بن جاتی ہے۔ یعنی روح کی روشنی جب جسمِ مثالی کے ارادے سے متصل ہوتی ہے تو تیسری چیز رنگ کی تخلیق ہو جاتی ہے جیسے ہی حواس کے دائرے میں رنگینی پیدا ہوتی ہے۔ جسمِ مثالی کے حواس اس رنگینی کو خوشی کا نام دیتے ہیں۔ اس کے برخلاف جب روح کی روشنی جسمِ مثالی کے ارادے میں جذب نہیں ہوتی تو حواس ان روشنیوں سے خالی رہتے ہیں۔ یہ خلاء حواس میں غم اور افسوس کی کیفیات پیدا کرتا ہے۔ خلاء کی تمام کیفیات بوجھل اور بھاری ہیں۔"

عاقب بڑے غور سے پاپا کی باتیں سن رہا تھا اس اجنبی ملک میں اسے رہنمائی کی ضرورت تھی۔ اس نے حیرت سے پوچھا۔

"تو کیا یہاں کوئی رنجیدہ نہیں ہوتا؟"

پاپا بولے۔ "دنیا کی طرح یہاں بھی خوش اور ناخوش دونوں قسم کے لوگوں کا بسیرا ہے۔ قدرتی بات ہے کہ جو لوگ اس عالم میں غمزدہ ہیں انہیں دیکھ کر دوسرے لوگوں کو بھی افسوس ہوتا ہے مگر ان کا ذہن اللہ کی حکمت کی طرف جاتا ہے کہ اللہ کے ہر کام میں حکمت ہے۔ اس طرح ان کی کیفیات روح کے

www.ksars.org

ادراک کے سمندر میں بہنے لگتی ہیں اور رنج و غم کا احساس شدت اختیار کرنے سے پہلے فوراً ہی گزر جاتا ہے۔ وہ جان لیتے ہیں کہ اس فرد نے روح کی کس اطلاع کو رد کر دیا ہے۔‘‘

کچھ ہی دیر میں روشنی میں آہستہ آہستہ تاریکی میں گھلنے لگی۔ شام گہری ہو گئی۔ ممی کہنے لگیں۔

’’رات ہو گئی ہے۔ یہاں راتیں بہت اندھیری نہیں ہوتیں۔ رات کو بھی دکھائی دیتا ہے۔ رحمٰن بابا اور خضر بابا نے تمہارے لئے خصوصی پروگرام رکھے ہیں۔ وہ تمہیں یہاں کے ملکی نظام سے متعلق سیر کرائیں گے۔‘‘

اسی وقت دونوں فرشتے آئے اور عاقب کو اس کے بیڈ روم میں لے گئے۔ یہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا۔ جس کے بیچوں بیچ ایک بڑی سی مسہری بچھی تھی۔ دونوں فرشتے نہایت ادب سے عاقب کو اس مسہری کے پاس لائے اور کہا۔

’’آپ اس پر ارام کریں۔ ہمارے لائق کوئی خدمت ہو تو ہم ہر طرح سے حاضر ہیں۔‘‘

جیسے ہی عاقب مسہری کے قریب آیا وہ حیرت سے ایک دم چلا اُٹھا۔

’’ارے یہ تو وہی مسہری ہے جو زمان خان نے میرے لئے بنائی تھی۔ جس پر لیٹتے ہی میں یہاں پہنچ گیا تھا۔ یہ کیسے یہاں آ گئی؟‘‘

ایک فرشتہ بولا۔ ’’جیسے آپ یہاں آ گئے۔ آپ کا نام آپ کی ذات کی پہچان ہے۔ آپ کے نام سے وابستہ دنیا کی ہر شئے کو آپ اس عالم میں پائیں گے۔‘‘

www.ksars.org

عاقب نے کچھ نہ کچھ سمجھتے ہوئے زور سے سر ہلایا اور مسہری پر دراز ہو گیا۔ ابھی اس کے حواس پر حیرت کا غلبہ تھا۔ دکھتی ہوئی چیزیں بھی اسے حیران کر رہی تھیں۔ جیسے ہی وہ مسہری پر دراز ہوا۔ چاروں طرف سے نیلے رنگ کی روشنیاں نکل کر مسہری پر پھوار کی صورت میں برسنے لگیں۔ روشنی کی ننھی ننھی بوندیں جسم کو چھوتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے ممتا کے ملائم ملائم ہاتھ اسے پیار سے سہلا رہے ہیں۔ اس نے فطرت کی آغوش میں اپنی آنکھیں بند کر لیں اور حقیقت کی کھوج میں سپنوں کے دیس میں نکل کھڑا ہوا۔ زندگی ایک ہی ڈھب پر رواں رواں ہے۔ ہر جاگنے کی حالت عقل و شعور کی انفرادی و جسمانی حرکات و اعمال کا عالم ہے اور ہر نیند کی حالت روح کی حرکات و سکنات کا عالم ہے۔ قدرت کے قانون ازل سے ابد کے اندر یکساں طور پر کام کر رہے ہیں۔

اعراف کی پہلی رات کا پہلا سپنا عاقب کے آئینہ دل میں نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا۔ اس کی نظر اپنی ذات سے آہستہ آہستہ اُٹھتی ہوئی آسمان کی طرف جا رہی ہے۔ نظر اس کی اصل ذات ہے۔ جیسے جیسے نظر اوپر اُٹھتی جاتی ہے اسے محسوس ہوتا ہے اور مشاہدہ ہوتا ہے جیسے وہ خود اوپر آسمانوں میں سیر کر رہا ہے۔ نظر جستجوئے حق کی سواری پر سفر کر رہی ہے۔ ہر آسمان پر رنگا رنگ کے نظارے ہیں۔ نظر اس میں سے گزرتی ہی چلی جاتی ہے۔ ہجوم تجلیات و انوار نظر کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے بہت سارے ہاتھوں نے اسے ہر طرف سے تھام لیا ہے نظر اپنی ناتوانی پر لرز اُٹھی۔ نہ آسمان نہ زمین، یہ میں کہاں آ گئی۔ اس کے قدم اپنی بے بسی کے خوف سے لڑکھڑا گئے۔ اسی لمحے نور کی شعاع چادر بن کر اس کے قدموں کے نیچے بچھ گئی۔ ہیبت خداوندی سے لرزتے ہوئے بدن کو رحمت خداوندی کے بے شمار ہاتھوں نے تھام لیا۔ ندا آئی۔ اے روح! تجھے زمین و آسمان کی رنگینیوں سے نکلنے پر کس نے مجبور کیا؟ صوتِ سرمدی نے روح کو تقویت پہنچائی۔ اس کے کومل جسم کا لرزہ دور ہوا۔ اس نے دھڑکتے دل سے

www.ksars.org

آہستہ آہستہ جواب۔اللہ نے۔ جیسے ہی روح کے لبوں سے آواز نکلی۔اللہ نے اس آواز کی بازگشت ہر سمت سے ہونے لگی۔ نور کے ہر ذرے سے ٹکرا کے یہ آواز فضا میں گونجنے لگی۔اللہ نے،اللہ نے،اللہ نے۔آواز کی ہر لہر روح کی سماعت کے اندر داخل ہو گئی اور توانائی بن کر روح کے پورے وجود میں سما گئی زمانے گزر گئے قرن گزر گئے۔اللہ کی آواز روح کی سماعت میں منتقل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ نور کی فضاء کی یہ گونج روح کے وجود میں سما گئی۔ روح کے باطن ''اللہ نے'' کی آواز گونجنے لگی۔ باطن کے شعور نے روح کے شعور کو جگا دیا۔ دفعتاً اس کے لبوں سے ایک چیخ بلند ہوئی۔''اللہ نے''اور وہ ہڑ بڑا کے اُٹھ بیٹھا۔اس نے اپنے ارد گرد نظر ڈالی۔اسے یاد آگیا کہ وہ مر چکا ہے۔اس وقت دونوں فرشتے بھی حاضر ہو گئے۔''یا اخی! آپ نے خواب دیکھا ہے۔ یہ شربت پی لیجیے۔آپ کے حواس بحال ہو جائیں گے۔''اس نے چند گھونٹ شربت کے پیئے اور پھر سے بستر پر دراز ہو گیا۔روح کی آواز ابھی تک اس کی سماعت میں گونج رہی تھی۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے دونوں فرشتوں کو جانے کے لئے کہا اور چپ چاپ آنکھیں بند کر لیں۔اس کے ذہن میں تیزی سے خیالات آنے لگے۔ کیا موت کے بعد کا یہ جسم بھی وہ روح نہیں ہے اللہ سے ملنے کے لئے لا محدودیت میں داخل ہو جائے پھر وہ روح کہاں ہے؟ کیا وہ اب بھی پردے میں چھپی ہوئی ہے؟اس کے اندر امر ربی کی آواز ابھری۔''اے گروہ جن وانس! اگر تم زمین وآسمان کی سرحدوں سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ۔ تم نہیں نکل سکتے مگر سلطان کی مدد سے۔'' عاقب کے دل نے اندر ہی اندر پھر یہ آیت دہرائی۔''تم ہر گز بھی نہیں نکل سکتے مگر سلطان کی مدد سے۔''اس کا دل پکارنے لگا۔ سلطان، سلطان، سلطان۔آئینہ دل میں خواب کے تمثلات پھر سے اُبھرنے لگے۔ زمین و آسمان کی سرحدوں سے باہر نکلتے ہی اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ قبل اس کے وہ جلال و جبروت کی لامحدود گہرائیوں میں گم ہو جائے ایک نور کی شعاع نے اسے اوپر نیچے دائیں بائیں ہر طرف سے گھیر لیا۔اس کے دل کے آئینے میں ایک

www.ksars.org

لمحے کو یہ نور ٹھہر گیا۔ آنا کی لہروں پہ نور نے اپنی پہچان دل میں منتقل کی۔ اللہ کی تجلی و انوار سلطان ہے۔ جس نے زمین و آسمان اور اس کے اندر بسنے والی ہر شئے کو سنبھالا ہوا ہے۔ زمین و آسمان کے اندر مخلوق کی تمام حرکات و سکنات اسباب و سائل کے ساتھ رونما ہو رہی ہے۔ انفرادی شعور اپنے تحفظ کے لئے اسباب و وسائل کا پابند اور محتاج۔ زمین کے بغیر کوئی شخص اپنے وجود کا تصور نہیں کر سکتا۔ مگر زمین و آسمان اور اس کے اندر بسنے والی مخلوق کی تخلیق سے پہلے یہ سب چیزیں کہاں تھیں؟ جب کچھ نہ تھا تو اللہ تھا۔ آسمان و زمین اور اس کی ہر شئے اللہ کے علم میں محفوظ تھی۔ علم بقا ہے۔ علم لافانی ہے۔ علم قدیم ہے۔ علم لازوال ہے۔ علم لا تبدل ہے۔ علم محیط ہے۔ فرد کی آنا جب اپنے انفرادیت کے خول کو توڑ دیتی ہے تو کائنات کے ڈائی مینشن اس کے ذہن سے نکل جاتے ہیں۔ آنا اپنی حقیقت کی جانب پرواز کرتی ہے۔ یہاں تک کہ زمین و آسمان کی سرحدوں سے باہر نکل کر اصل ذات سے متصل ہو جاتی ہے اصل ذات اللہ ہے۔ فرد کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سمندر میں ڈوب کر ہمیشہ کے لئے ذاتی پہچان سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ وہ جان لیتا ہے کہ ہر قطرہ سمندر کا جز ہے۔ قطرے کی پہچان سمندر کی پہچان ہے قطرے کی بقا سمندر پر ہے قطرے کے قیام اور قطرے کے تحفظ کی ذمہ داری سمندر ہے۔ سمندر قیام قطروں کا مجموعہ ہے۔ ذات واحد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا سمندر ہے۔ اس کا ہر قطرہ فرد کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا علمدار ہے۔ عاقب نے محسوس کیا کہ اس کے دل کیا تھاہ گہرائی میں سمندر کا ایک قطرہ ٹپکا۔ قطرے نے دل کو اپنی پہچان کرائی۔ دل کے خلاء میں اللہ۔۔اللہ۔۔کی آواز گونجنے لگی۔ دل رازِ ہستی سے آشنا ہو کر قطرے کی آواز بن گیا۔ لبوں کی خاموشی کے ساتھ باوجود دل سے اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ دل اللہ کے ذکر کے ساتھ وحدانیت کے سمندر کی گہرائیوں میں سفر کرنے لگا۔

www.ksars.org

صبح روشن ہو گئی عاقب کے ممی پاپا ناشتے کے بعد رخصت ہو گئے۔ان کے جانے کے کچھ دیر بعد رحمٰن بابا آ گئے۔کہنے لگے۔

''ہمارے ساتھ آؤ تمہیں اعراف کی سیر کرائیں۔''

دونوں گھر سے باہر آئے تو عاقب نے دیکھا کہ دروازے پر بڑے ہی خوبصورت دو سفید گھوڑے کھڑے ہیں۔وہ بے ساختہ ایک گھوڑے کی طرف بڑھا اور اسے تھپکی دیتے ہوئے بولا۔

''ارے سمندگان تم یہاں۔۔۔ کیسے ہو میرے یار؟'' گھوڑے نے خوش ہو کر زور زور سے گردن ہلائی۔رحمٰن بابا خوشی سے ہنس دیئے۔''یہ تمہیں بہت یاد کرتا تھا۔''

عاقب نے اس کے چہرے کو پیار سے تھپکا اور اس پر سوار ہو گیا۔رحمٰن بابا اپنے گھوڑے پر بیٹھ چکے تھے۔دیکھتے ہی دیکھتے دونوں گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ان کی اسپیڈ انتہائی تیز تھی۔جہاں لوگوں کا زیادہ ہجوم ہوتا۔گھوڑے فوراً پرندوں کی طرح ہوا میں پرواز کرنے لگتے۔یہاں وزن کا احساس ہی نہیں تھا۔ہر چیز نہایت ہی ہلکی پھلکی محسوس ہوتی تھی۔حواس پر لطافت کا غلبہ ہونے کی وجہ سے احساس میں خوشی اور سرشاری کی کیفیت طاری رہتی۔عاقب کے لئے تو ہر جگہ نئی تھی۔وہ ہر چیز کو دیکھ کر بچوں کی طرح اچھل پڑتا۔یہاں کی ہر شئے اسے خوبصورت رنگین اور روشن دکھائی دیتی۔اس نے رحمٰن بابا سے کہا۔

''رحمٰن بابا! یہاں کی فضا، یہاں سبزہ، یہاں کا موسم کس قدر دل کو لبھانے والا ہے۔میں اس بات پر حیران ہوں کہ دنیا میں لوگ مرنے سے کس قدر ڈرتے ہیں۔کاش انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ یہ عالم اس دنیا سے ہزار درجہ بہتر ہے۔''

www.ksars.org

رحمٰن بابا بولے۔ ''ایسا نہیں کہ انہیں اس دنیا کے متعلق کچھ علم نہیں ہے۔ مرنے کے بعد کی زندگی سے آسمانی کتابوں اور تمام پیغمبران علیہم السلام نے لوگوں کو بہت اچھی طرح ہر زمانے میں متعارف کرایا ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر لوگ دنیا کے علاوہ اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔''

اتنے میں دونوں گھوڑے ایک خوبصورت پہاڑی پر ٹھہر گئے۔ رحمٰن بابا نے گھوڑے سے اُترتے ہوئے کہا۔ ''عاقب آؤ تمہیں ایک خاص چیز دکھاتے ہیں۔''

عاقب بھی گھوڑے سے اتر پڑا۔ پہاڑی نہایت سرسبز تھی۔ بڑے بڑے درخت اور رنگا رنگ پھول بھی ہر طرف کھلے ہوئے تھے۔ پہاڑی پر تھوڑا سا چل کے ایک جگہ رحمٰن بابا رک گئے۔ کہنے لگے۔ '' وہ سامنے نیچے کی جانب دیکھو۔''

عاقب نے دیکھا۔ نیچے ذرا سی گہرائی میں ایک بہت خوبصورت وادی تھی۔ اس وادی پر ہلکی سی دھند چھائی ہوئی تھی۔ مگر اس دھند کے پردے میں عاقب کی نظر بالکل صاف طور پر دیکھ رہی تھی۔ اس نے رحمٰن بابا سے اس کا تذکرہ کیا۔ ''رحمٰن بابا! اس دھند کے اندر بھی نظر کی وادی کو بہت صاف دیکھ رہی ہے۔''

رحمٰن بابا بولے۔ ''اعراف کی نظر مادے سے گزر جاتی ہے۔ مگر دنیاوی نظر مادے میں اٹک کر رہ جاتی ہے۔ میں تمہیں یہاں اسی چیز کا مشاہدہ کرانے آیا ہوں۔ یہ وادی جو تم دیکھ رہے ہو۔ یہ اعراف کا ایک حصہ ہے۔ یہ دھند جو اس پوری وادی پر چھائی ہوئی ہے یہ دھند نیند کا پردہ ہے۔ یہ وہ مخصوص جگہ ہے جس جگہ پر رات کو نیند کی حالت میں دنیا والوں کے جسم مثالی لائے جاتے ہیں۔

www.ksars.org

اس وادی میں تم غور سے دیکھو تو تمہیں یہاں لوگوں کی حرکات و سکنات کا اندازہ ہو گا۔"

عاقب نے دیکھا کہ اس وادی میں جگہ جگہ کہیں اگ کے الاؤ جل رہے ہیں۔ کہیں سر سبز قطعے ہیں، کہیں اونچی نیچی سڑکیں ہیں، کہیں کچے راستے ہیں۔ گھر بھی چھوٹے بڑے، اچھے بُرے کئی قسم کے ہیں۔ جگہ جگہ اسٹینڈ پر بڑے بڑے کینوس لگے ہوئے ہیں اور عورتیں اور مرد اپنے اپنے کینوس پر تصویریں پینٹ کر رہے ہیں۔ اس نے جب انہیں غور سے دیکھا تو اس پر اس بات کا انکشاف ہوا کہ ہر شخص اپنے خیال کی تصویر کو کینوس پر پینٹ کر رہا ہے۔ تصویر میں سمئے ہوئے رنگ اس شخص کی دلی و قلبی کیفیات واحساسات ہیں۔ خوشی کی کیفیت میں آدمی شوخ رنگوں کا استعمال کرتا ہے اور غم کی کیفیت میں ڈل اور اداس رنگوں کا استعمال کرتا۔ ہر شخص کی تصویر کو دیکھ کر اس کے قلبی رح جانات کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کی نظر ایک کینوس پر پڑی جس پر ایک عورت پینٹ کر رہی تھی۔ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"ارے یہ تو گلبدن ہے۔" اس نے خاص توجہ کے ساتھ اپنی نگاہ اس پر گاڑ دی۔

اس نے دیکھا کہ کینوس پر تصور زندگی کے اس خواب کی تصویر ہے جو دنیا میں رہ کر عاقب اور گلبدن نے ایک ساتھ دیکھا تھا۔ مگر اب گلبدن اس تصوری میں رنج و غم کے رنگ سمو رہی ہے۔ وہ جان گیا کہ اس کے مرنے سے گلبدن پر کیا گزر رہی ہے۔ عاقب یہ دیکھ کر سخت بے چین ہو گیا۔ وہ اسے روکنا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ غم زدہ اور مایوس نہ ہو۔ اس نے رحمٰن بابا سے کہا۔

"رحمٰن بابا! گلبدن سخت رنجیدہ ہے۔ میں کس طرح اس کا رنج دور کروں تاکہ وہ اس تصویر میں غلط رنگ نہ بھرے۔"

www.ksars.org

رحمٰن بابا بولے۔ ”عاقب! میں اسی لئے تمہیں اس جگہ لایا ہوں۔ دیکھو! یہ وادی جو تم دیکھ رہے ہو۔ یہ ”وادی نوم“ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ نیند کی حالت میں عارضی طور پر جسم مثالی پہنچتا ہے۔ نیند کی حالت یا عارضی موت میں جسم مثالی کا رابطہ مادی جسم کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ اس وجہ سے اسے بال کل باخبر رہنا ہوتا ہے۔

اس ڈور میں ذرا سی بھی جنبش ہوئی تو وہ فوراً اپنے مادی جسم میں لوٹ جاتا ہے۔ یعنی جسم مثالی نیند کی حالت میں دنیا کی حدود کو پار کرتا ہے تو وہ بھی ایک حد کے اندر پار کرتا ہے کہ مادی جسم کے ساتھ اس کا تعلق قائم رہے۔ وادی نوم پر چھائی ہوئی دھند اسی حد کو ظاہر کرتی ہے۔ نیند کی حالت شعور کو لاشعور میں داخل کرنے کا عمل ہے۔ شعور انفرادی شعور ہے اور لاشعور اجتماعی یا نوعی شعور ہے۔ نیند کی حالت میں جسم مثالی کو لا کر اسے اس بات کا عملی مشاہدہ اور تجربہ کرایا جاتا ہے کہ تم فرد کی حیثیت سے مادی شعور میں جو روشنیاں منتقل کر رہے ہو ان کی ماہیت کیا ہے۔ وادی نوم میں دنیاوی زندگی کے تمام اعمال کی تمثیل ہے۔ نیند کی حالت میں جب جسم مثالی اس وادی میں پہنچتا ہے تو وہ دنیا میں کئے ہوئے اعمال کی تمثیل دیکھ لیتا ہے۔ مثلاً دنیا میں اگر اسے پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا پڑا تو وہ یہاں ان پریشانیوں کو حشرات الارض وغیرہ کی صورت میں دیکھ لیتا ہے۔

اس وادی میں اعراف کے بہت سارے مخصوص لوگ اور فرشتے اس کام پر مقرر ہیں کہ وہ نیند کی حالت میں یہاں آنے والے جسم مثالی کو ان تمثیلات کے ذریعے سے اعراف کی زندگی سے روشناس کرائیں۔ تبدیلی حواس دیکھی ہوئی چیزوں کو جو معنی و مفہوم پہناتا ہے۔ اس سے آگاہ کریں اور دنیاوی عقل اور اعراف کے حواس و عقل کے درمیان ایک ایسا ربط قائم کرنے کی ہدایت کریں جو دونوں

www.ksars.org

شعور و حواس کو قائم بھی رکھے اور اپنے ارادے سے ان شعور و حواس کو استعمال کرنے کی صلاحیت بھی پیدا کرے۔ تاکہ زندگی کے تمام مراحل کی حرکات و سکنات کا ریکارڈ رہے اور زندگی کا تسلسل قائم رہے۔‘‘

☆☆☆

www.ksars.org

(تیئسویں قسط)

رحمٰن بابانے عاقب کی آنکھوں کی گہرائی میں جھانکتے ہوئے فرمایا:

''عاقب میری جان! یادرکھو کہ زندگی اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک انمول عطیہ ہے۔اللہ اپنے بندوں سے صرف یہ چاہتاہے کہ وہ اپنے دینے والے کو پہچان کر اس کی عطا کردہ نعمتوں سے بھر پور فائدہ اور لطف حاصل کریں اور خوش رہیں۔ مسلسل رنجیدہ رہنے سے دل میں شکایت پیدا ہو جاتی ہے اور شکایت بندے کو ناشکرا بنا دیتی ہے۔وادی نوم میں خضر بابا کی ڈیوٹی ہے۔ میں تمہیں وادی نوم کے دروازے تک چھوڑ آؤں گا۔خضر بابا اور وہاں کے منتظمین تمہیں بتائیں گے کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔گلبدن کے ساتھ گزارنے والے جن لمحات کی ڈور تمہاری جانب سے ٹوٹ گئی ہے۔اس ڈور کو دوبارہ جوڑ دو۔اس کے لئے خضر بابا تمہاری رہنمائی کریں گے۔''

یہ کہہ کر رحمٰن بابا اپنے گھوڑے کی طرف بڑھے۔عاقب بھی سمند گان کے قریب آیا۔دونوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور پہاڑی سے نشیب کی طرف اُڑتے ہوئے آناً فاناً وادی نوم کے صدر دروازے پر پہنچ گئے۔رحمٰن بابا نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے عاقب کو خدا حافظ کہا اور فوراً ہی واپس لوٹ گئے۔ وادی نوم کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور دروازے کے دائیں بائیں دو فرشتے گارڈ کی صورت میں موجود تھے۔عاقب کے گھوڑے سے اترتے ہی ان میں سے ایک فرشتہ عاقب کی جانب بڑھا اور سر کو جھکاتے ہوئے ادب سے سلام کیا۔عاقب نے بتایا کہ اس کا نام عاقب ہے اور وہ یہاں خضر بابا سے ملنے کے لئے آیا ہے۔فرشتے نے دو سیکنڈ کے لئے آنکھیں بند کیں پھر جو کھولیں تو سامنے سے ایک اور فرشتہ نہایت تیز رفتاری سے ان کے

www.ksars.org

قریب آگیا۔ اس نے بھی ذرا سا جھک کر سلام کیا۔ گارڈ فرشتے نے کہا۔ ''یہ عاقب ہیں۔ انہیں خضر بابا تک پہنچادو۔''

فرشتے نے سمند گان کو اشارہ کیا۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ عاقب فرشتے کے ساتھ چل رہا تھا۔ وادی کے وسط میں ایک چھوٹی سی ہٹ بنی ہوئی تھی۔ فرشتے نے بتایا۔ ''خضر بابا یہاں رہتے ہیں۔ وادی نوم میں جب ان کی ڈیوٹی لگتی ہے تو ان کا قیام اس کٹیا میں ہوتا ہے۔''

دروازہ بند تھا۔ مگر جیسے ہی عاقب دروازے کے قریب آیا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اندر خضر بابا ایک چارپائی پر بیٹھے تھے۔ فرشتہ عاقب کو خدا حافظ کہہ کے دروازے سے ہی لوٹ گیا۔ سمند گان دروازے کے پاس ٹھہر گیا۔ خضر بابا نے عاقب کو دیکھتے ہی کہا۔ ''آؤ۔ آؤ بھی عاقب نئی زندگی میں داخل ہونے کی مبارک باد۔ کہو کیسے ہو؟''

عاقب نے خضر بابا کو جھک کر سلام کیا۔ خضر بابا نے اسے گلے سے لگا لیا۔ دونوں چارپائی پر بیٹھ گئے۔ خضر بابا نے پوچھا۔ ''تم نے دنیا کو کس حال میں چھوڑا؟''

عاقب نے کہا۔ ''جب میں نے دنیا کو چھوڑا تو اس وقت دنیا میں بسنے والے سب کے سب خدائے واحد بزرگ و برتر کے پرستار تھے۔ وہ اپنی روح سے واقف تھے اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کے لئے ان کے درمیان ایسے تربیت یافتہ لوگ موجود تھے۔ جو انہیں سیدھے راستے پر قائم اور گامزن رہنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ان کی ہر قدم پر مدد کر سکیں۔''

www.ksars.org

پھر وہ تشکر بھری آواز میں خضر بابا سے کہنے لگا۔ ’’خضر بابا! آپ نے جو قندیل میرے سینے میں روشن کی۔ اس قندیل سے میں نے مزید قندیلیں روشن کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ الحمد اللہ کہ میں اس میں کامیاب رہا۔ یقیناً آپ کی چشمِ بصیرت اسے دیکھ ہے۔‘‘

خضر بابا نے خوشی سے سر ہلایا اور عاقب کے ہاتھ کو دبا کر اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ عاقب بولا۔

’’مگر اب دیکھ رہا ہوں کہ گلبدن سخت رنجیدہ ہے۔ اس کی اداسی زندگی کی تصویر کو بدنما بنا رہی ہے۔ جبکہ زندگی کی تصویر میرے رب نے بہت حسین بنائی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ اس تصویر کے رنگ بدل دے۔ میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔‘‘

خضر بابا نے جواب دیا۔ ’’وادیٔ نوم میں کام کرنے کے مخصوص اصول ہیں۔ تمہیں ان اصولوں پر کاربند رہ کر کام کرنا ہوگا۔‘‘

پھر انہوں نے عاقب کا ہاتھ تھاما اور چارپائی سے اُٹھتے ہوئے بولے۔

’’چلو تمہیں یہاں کی سیر کرائیں۔ تاکہ تم ان اصولوں کو خود دیکھ لو۔‘‘

سیر کرتے ہوئے عاقب نے دیکھا کہ اس وادی میں دنیا سے آئے ہوئے تمام جسمِ مثالی بڑے انہماک کے ساتھ اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں۔ کوئی تصویر پینٹ کر رہا ہے، کوئی گھر تعمیر کر رہا ہے، کوئی پہاڑ کے بہت ہی تنگ درے سے گزرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہر شخص کے پاس دو فرشتے موجود ہیں۔ جو اس کے کام پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اولیاء اللہ میں سے کچھ اولیاء بھی مسلسل گشت پر ہیں اور وہ ان لوگوں کو ہدایات دے رہے ہیں جن کے کام بہت ہی بُری طرح اٹک جاتے ہیں۔

www.ksars.org

خضر بابا نے فرمایا:

''یہ دو فرشتے جو تم دیکھ رہے ہو۔ یہ ہر جسمِ مثالی کے ساتھ ہیں۔ یہ کراماً کاتبین ہیں۔ ان کا کام جسمِ مثالی کی تمام حرکات اور ان کے نتائج کو اپنی نظر کی روشنی میں محفوظ کرنا ہے۔ ایک فرشتہ درست اعمال کو محفوظ رکھتا ہے۔ دوسرا فرشتہ غلط اعمال کو محفوظ رکھتا۔ ان فرشتوں کا کام صرف یہیں تک ہے۔ وہ جسمِ مثالی کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں کرتے۔ نہ ہی انہیں انسپائر کرتے ہیں۔ عام طور پر یہاں آنے والے جسمِ مثالی دنیاوی روشنیوں کے زیرِ اثر اور (Gravity) کی وجہ سے نیم مدہوشی کی سی حالت میں ہوتے ہیں۔ وہ ان فرشتوں کو دیکھتے تو ہیں۔ مگر ان کے کاموں کا انہیں آئیڈیا نہیں ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ زیادہ تر لوگ شعوری طور پر کراماً کاتبین کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

اس کی وجہ لاعلمی ہے۔ جو لوگ کراماً کاتبین سے واقف ہیں اور ان پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ ان کے اعمال کی فلم بندی کر رہے ہیں۔ تو جب کوئی غلط کام ہو جاتا تو ان کی نظر فوراً اس فرشتے کی نظر سے مل جاتی ہے۔ جو ان کی غلطیوں کو اپنی نظر کی روشنی میں محفوظ کر رہا ہے۔ جسمِ مثالی کی نظر روشنی میں جسمِ مثالی کے اپنے کام پر پیشمانی کی فکر کی روشنی شامل ہو جاتی ہے۔ یہ روشنی فرشتے کے نقش کئے ہوئے اعمال کے خاکوں کو مٹا دیتی ہے۔ اسی کو محاسبہ کہتے ہیں۔ وادی نوم میں گشت کرنے والے اولیاء اللہ کو یہ مراعات حاصل ہیں کہ وہ خاص مواقعوں پر جسمِ مثالی کو ہدایات دیتے ہیں کہ وہ اپنے کاموں کو درست کر لیں۔''

عاقب نے پوچھا۔ ''یہ لوگ ان کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ جیسے یہ جو شخص نظر آ رہا ہے۔ یہ کتے سے کتنا خوف زدہ ہے۔ یہ لوگ کتے کو بھگا کیوں نہیں دیتے۔''

www.ksars.org

خضر بابا بولے۔ ''کتا موذی نفس ہے۔ یہ شخص خود اپنے نفس کی ہلاکت سے واقف نہیں ہے۔ یہاں اسے اس کے نفس کی ہلاکت کو دکھانے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ تاکہ وہ اپنے عقل و حواس کے ذریعے سے نفس کی خرابیوں کو پہچان لے۔ کراماً کاتبین اس کی تمام حرکات کو نظر کی روشنی میں محفوظ کر رہے ہیں۔ جب دنیا سے انتقال کر کے یہ شخص ہمیشہ کے لئے یہاں آجائے گا۔ تب کراماً کاتبین اس شخص پر نظر ڈالیں گے۔ اور نظر کی روشنی کو جسمِ مثالی کی نظر کی روشنی میں منتقل کر دیں گے۔ پھر جسمِ مثالی کی آنکھوں سے گویا دھند چھٹ جائے گی۔ اور اس کے تمام اعمال اس کی نظروں میں آجائیں گے اور وہ انہیں جان لے گا۔ عاقب تم یہاں کے طریقہ کار کو دیکھ چکے ہو۔ تم اگر گلبدن کی مدد کرنا چاہتے ہو تو تم صرف اسے ہدایات دے سکتے ہو کہ وہ اپنی زندگی کی تصویر میں کون سے رنگ استعمال کرے۔ مگر تم اسے چھو نہیں سکتے۔ نہ ہی اس کے کینوس پر کوئی نقش خود بنانے کی تمہیں اجازت ہے۔ یہاں جسمِ مثالی کو صرف ان کے اپنے ہی ارادے سے کام کرنے کی اجازت ہے۔ خواہ وہ ہدایت کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔ جاؤ اس کی مدد کرو۔ اللہ تمہارا حامی و مددگار ہے۔''

عاقب گلبدن کے پاس آیا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچا تو اس نے گلبدن کہہ کر دھیرے سے اسے آواز دی۔ مگر گلبدن نے جیسے سنی ہی نہیں۔ وہ اسی طرح اپنے کاموں میں مشغول رہی۔ اس نے اسے پھر دوبارہ سہ بارہ آواز دی۔ اب کے سے اس کے ہاتھ کینوس پر رُک گئے۔ اس نے آہستہ آہستہ اپنے سر کو ہلایا۔ مگر اس کی آنکھیں اسی طرح کینوس پر لگی ہوئی تھیں۔ جہاں زندگی کی تصویر پر غم کے بادل لہرا رہے تھے۔ عاقب نے پیار بھری آواز سے اُسے پکارا۔

www.ksars.org

''گلبدن یاد کرو کیا تم بھورے بالوں والا وی کا وہ نشان بھول گئی ہو۔ جو قدرت نے تمہاری اور میری پشت پر یکساں طور پر لگایا ہے۔ یہ ہماری زندگی کی کامیابی کا نشان ہے۔ یہ نشان میں یہاں اپنے ساتھ لایا ہوں۔ تمہیں بھی یہ نشان اپنے ساتھ لآنا ہوگا۔ تاکہ ہم اپنی یہ زندگی بھی ساتھ رہ کر خوشی خوشی گزار لیں۔ گلبدن میری طرف دیکھو۔ آج یہ نشان تمہیں میرے سینے پر دکھائی دے گا۔''

عاقب نے یہ کہہ کر سینے سے قمیض کھول دی۔اس کے سینے پر بھوری روشنیوں کا وی کا نشان جگمگا رہا تھا۔اسی وقت گلبدن نے نظریں اوپر کیں اور عاقب کی طرف دیکھا۔اس کی آنکھیں عاقب پر جیسے اٹک کر رہ گئیں۔عاقب آہستہ اہستہ نرم لہجے میں اسے سمجھاتا رہا۔

''یہ جدائی عارضی ہے۔اللہ نے تم پر بچوں کی پرورش کی ذمہ داری ڈال کر تمہیں موقع دیا ہے کہ تم زیادہ سے زیادہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرو۔ گلبدن!! زندگی کی تصویر میں غم کے رنگ شامل نہ کرو۔ یہ تصوی بڑی انمول ہے۔ ہم اس تصویر کو حشر میں اللہ تعالی کے سامنے کرنے والے ہیں۔

ذرا سوچو۔ ہمارے پاس اور کوئی تصویر نہیں ہے۔ ہر شخص دنیا میں صرف ایک ہی بار پیدا ہوتا ہے۔ جب حشر میں ہمارا رب ہم سے اس زندگی کا حساب مانگے گا تو اسے کیا دکھائیں گے۔ کیا تم بھول گئیں۔ تم ہی تو اپنے بچوں کو سمجھایا کرتی تھیں کہ زندگی کا تصور اللہ کے نزدیک جنت کی زندگی ہے۔ جس میں خوشی ، راحت و ارام و سکون ہے۔ زندگی کے تصور میں جب اداسی کے بادل چھانے لگتے ہیں تو اللہ کی نظر اس تصویر ہٹ جاتی ہے۔ گلبدن میری جان۔۔ ہوش میں آؤ۔۔ یہ جدائی عارضی ہے۔۔ یہ رنج بادل کی طرح گزرنے والا ہے۔''

www.ksars.org

گلبدن کے ہونٹوں کے کونوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری۔اس نے اپنی نیم وا آنکھیں تھوڑی سی کھولیں۔اس کی آنکھوں میں اُمید کی روشنی چمکنے لگی۔اور کینوس پو اس کا ہاتھ تیزی سے چلنے لگا پھر عاقب نے دیکھا کہ اداسی کے تمام بادلوں پر خوشی کی قوس قزح لہرانے لگی۔ سبحان ربی العظیم کہہ کر اس نے اپنے سر کو اپنے رب کے آگے جھکایا۔عاقب نے سر اُٹھایا تو اس کے سامنے خضر بابا کھڑے مسکرا رہے تھے۔ان کے نورانی سراپا میں عجیب سی مہک تھی۔عاقب نے گہری سانس کے ساتھ اس خوشبو اپنی جان میں سموتے ہوئے کہا۔

''خضر بابا! آپ کی خوشبو میں نے چرالی ہے۔''

خضر بابا مسکرا کر کہنے لگے۔''میرے دوست! خوشبو میری کہاں! خوشبو تو اللہ کی ہے۔اس نے میری جان کو اپنے نور میں لپیٹ دیا۔اس کے نور کی مہک میری جان میں بس گئی۔اس کا نور خوشبو بن کر میری روح میں سما گیا ہے۔اس کی خوشبو مجھے اپنی رگِ جان سے زیادہ قریب اس کی قربت کا احساس دلاتی رہتی ہے۔بلاشبہ اس نے مجھے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔''

خضر بابا کے جسم سے روشنیاں بل کھاتی لہراتی ہوئی نکلنے لگیں۔ جس کے سرور نے عاقب کو بھی مسحور کر دیا۔کچھ دیر تک دونوں اس نور کے سحر میں جکڑے مسحور بیٹھے رہے۔ پھر خضر بابا نے عاقب کو کندھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں ذرا دبایا کہ وہ ہوشیار ہو جائے۔عاقب نے ادب سے کہا۔

''خضر بابا! میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔''

www.ksars.org

خضر بابا بولے۔ ''عاقب میرے دوست! آج سے آپ کی ڈیوٹی وادی نوم میں لگائی جاتی ہے۔ کام کی نوعیت آپ اچھی طرح جان چکے ہیں۔ نسل انسانی کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق مختلف رشتوں کی بنایدپر ہے۔ جیسے ماں باپ، بہن بھائی، خالہ، پھوپھی، چچا، ماموں وغیرہ وغیرہ۔ دنیا میں ان میں ان رشتوں کے تعلق کی وجہ سے آدمی ایک دوسرے کی نصیحتوں کو قبول کرتا ہے۔ جو شخص جس سے جتنا قریب ہوتا ہے۔ اتنا ہی وہ اس کی بات ذہن نشین کر لیتا ہے۔ دنیا سے وادی نوم ہیں آنے والے زیادہ تر لوگ ایسے ہوں گے۔ جنہیں آپ نے کبھی دیکھا بھی نہیں ہو گا۔ چاہے ان کے ساتھ آپ کا دنیاوی کوئی تعلق اور کوئی رشتہ نہ رہا ہو۔ مگر نوعی اعتبار سے ہر فرد کے ساتھ ان تمام بندھنوں سے بندھے ہوئے ہیں اور اسی بنیاد پر وہ آپ کے تصرف کو قبول کرنے والے ہیں۔ جب آپ کسی شخص کی مدد کو پہنچیں گے تو آپ کے اندر جلتی ہوئی قندیل کی روشنی میں آپ اس فرد کے ساتھ اس تعلق کی ڈور کو دیکھ لیں گے۔ اللہ آپ کا حامی و مددگار ہو۔''

پھر خضر بابا نے ہاتھ بلند کر کے شہادت کی انگلی اُٹھائی۔ اسی وقت ایک فرشتہ حاضر ہو گیا۔ خضر بابا نے فرمایا۔ ''انہیں ان کا کمرہ دکھا دو۔''

عاقب خضر بابا سے رخصت ہو کر فرشتے کے ساتھ ہو لیا۔ یہ ایک درمیانے سائز کا معمولی سا کمرہ تھا۔ فرشتے نے بتایا۔

''کھانے اور سونے کے لئے آپ کو یہاں آنا ہو گا۔ باقی وقت وادی میں گھوم پھر کر لوگوں کی اسی طرح مدد کرنی ہو گی۔ جیسی آپ گلبدن کی کر چکے ہیں۔ انہیں صرف اپنے کام کو درست کرنے کی ترغیب دینی ہے۔''

www.ksars.org

ایک دن عاقب وادی نوم میں گشت کر رہا تھا کہ اس کی نظر غار والے جوانوں پر پڑی وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بڑی جانفشانی کے ساتھ ایک قلعہ تعمیر کر رہے تھے۔عاقب انہیں دیکھ کر کھل اُٹھا۔ تیزی سے ان کے قریب آیا اور ان کے نام لے کر پکارا۔ ''مقسطین ، اتابک، جذبیر، مرزوق، ثقلین۔''

پانچوں نے فوراً ہی آواز پر توجہ دی اور عاقب کو دیکھتے ہی خوشی سے چلاأٹھے۔

''ارے عاقب بھائی آپ کیسے ہیں؟ آپ کے اچانک انتقال سے سب ہی بہت پریشان ہو گئے تھے۔خاص طور پر گلبدن اور بچے بہت زیادہ رنجیدہ تھے۔ مگر اب تمام حالات نارمل ہو چکے ہیں۔دنیا کی حالت ٹھیک ہے۔جب سے آپ یہاں آئے ہیں۔دنیا کی آبادی میں بہت سارے نئے لوگوں کا اضافہ ہو چکا ہے۔خود آپ کے بچوں کی بھی شادیاں ہو چکی ہیں۔''

عاقب کہنے لگا۔''تم ٹھیک کہتے ہو۔یہاں کا ایک دن وہاں کے کئی سو سالوں کے برابر ہے۔مجھے خوشی ہے کہ آخر کار ایک دن ہم سب نے یہاں جمع ہونا ہے۔''

مقسطین بولا۔''قیامت صغریٰ کی تباہی کے بعد جب سے دنیا از سر نو دوبارہ تعمیر ہوئی ہے۔دنیا کی فضا نہایت ہی صاف ستھری ہو گئی ہے۔ نئی زندگی روحانی طرزوں پر قائم اور رواں دواں ہونے کی وجہ سے لوگوں کی عمروں میں اضافہ ہو گیا ہے اور بڑھاپے کو پہنچ کر بھی ان کے اندر نوجوانوں کی سی ہمت و قوت موجود ہے۔''

www.ksars.org

عاقب بولا۔ ''جس طرح ایک بچہ دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو وہ بالکل ایک پھول کی طرح تروتازہ ہوتا ہے۔اس کا ذہن دنیاوی فکروں سے آزاد ہوتا ہے۔ مگر جیسے جیسے زندگی کے ماہ وسال گزرتے جاتے ہیں۔ زمانے کا بوجھ تہہ در تہہ اس کے اوپر لپٹتا چلا جاتا ہے۔اسی بوجھ تلے اس کا نرم و نازک جسم دب کر سخت اور کرخت ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خشک زمین کی طرح اس میں جھریوں کی دراڑیں پڑ جاتی ہیں، پھر وہ جسم ٹوٹ کر ایک نئے سانچے میں ڈھال دیا جاتا ہے۔ ہر دس ہزار سال میں زمین بھی اسی (Cycle) سے گزرتی ہے۔ قیامت صغریٰ کے بعد جب وہ نئے سانچے میں ڈھلتی ہے تو اس کی فضا نوزائیدہ بچے کی طرح ترو تازہ ہوتی ہے۔ مگر پھر گردش دوراں کا ہر چکر اس کی لطیف فضاء پر کثافت کی ایک تہہ لپیٹتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ لطافت تہہ در تہہ کثافتوں کے پردوں میں چھپ جاتی ہے اور زمین کو اپنے اوپر سے اُسے جھاڑنا ہی پڑتا ہے۔ ہر شئے قدرت کے نظام کے تحت کام کر رہی ہے۔''

عاقب نے پھر تمام غار والوں کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

''مجھے خوشی ہے کہ تم لوگ ان حقائق کو اچھی طرح پہچان چکے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تم وادی نوم میں پوری طرح بیدار ہو۔ جب کوئی فرد دنیا میں رہ کر اپنی روح کی قندیل کو روشن کر لیتا ہے تو اس کی پوری زندگی اس کی روشنی میں گزرتی ہے۔ روح کی قندیل روح کا شعور ہے۔ قندیل کی روشنی کا پھیلاؤ انسان کی بیداری ہے۔ قندیل کی روشنی میں آدمی ساری زندگی بیداری کی حالت میں گزار دیتا ہے نہ اسے آرام کی ضرورت ہوتی ہے نہ نیند کی۔ نہ وہ تھکتا ہے۔ نہ وہ غافل ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کو نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ اور نہ اسے تھکن محسوس ہوتی ہے۔ روح کا شعور وہ قندیل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا نور تیل بن کر روشنی پیدا کر رہا ہے۔ روشنی

www.ksars.org

اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظاہرہ ہے۔ یہ مظاہرہ روح یاامر ربی کے ذریعے ہورہاہے۔روح کی قندیل کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے ساڑھے گیارہ ہزار رنگ ہیں۔ ہر رنگ ایک اسم الٰہی ہے۔ جواپنی ذاتی فطرت کے مطابق مظاہرہ کرتا ہے۔ جیسے ہرے رنگ کے بلب سے ہری روشنی ہی نکلے گی اور لال رنگ کے بلب سے لال روشنی ہی نکلے گی۔ روح کے قندیل سے جو روشنی نکلتی ہے وہ روشنی روح کی صلاحیت بن جاتی ہے۔آدمی اپنی روح کی صلاحیتوں سے اس وقت واقف ہوتا ہے جب روح کی روشنی انسانی ذہن یاشعور سے گذر کر عالم میں پھیلتی ہے آدمی کی ازل سے لے کر ابد تک کی تمام زندگی اپنی روح کی روشنی کا مظاہرہ ہے۔چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ تمہارے پانچ چراغ دنیامیں بہت سارے چراغ روشن کرنے والے ہیں۔اللہ اپنے بندوں پر حد درجہ مہربان ہے۔"

عاقب نے اپنی بات ختم کی تواب اس کی توجہ قلعہ کی جانب گئی۔ جس کی تعمیر یہ پانچوں غار والے جوان مل کر کررہے تھے۔اس نے حیران ہو کر خوشی سے کہا۔"عاقب بھائی! آپ کی حکیمانہ باتوں نے تو ہمارے ہاتھوں کی اسپیڈ تیز کردی۔ دیکھیئے تو سہی! ہم نے کتنا ساراکام کرلیا۔اس لمحے میں ہم نے جو بھی تعمیر کی ہے اس کے ہر جُو میں آپ کی حکیمانہ کلام کی روشنی جھلک رہی ہے۔اس قلعے میں داخل ہونے والے ہمیشہ اس روشنی سے استفادہ حاصل کرتے رہیں گے۔ان شاءاللہ۔بے شک۔اللہ تعالیٰ بہت بڑے ہیں۔"

غار والے نوجوانوں سے رخصت ہو کر عاقب آگے بڑھا۔ تو اس نے دیکھا کہ بہت ہی بڑا سفید ہاتھی ہے۔ جو بال کل جنگلی اور وحشی کی طرح اپنی قوت میں جھوم جھوم کر اپنی سونڈ کو اِدھر اُدھر لہرا رہا ہے۔اس کی سونڈ کی زد میں ایک آدمی ہے۔ جو اس سے بچ کر خوفزدہ ہو کر اِدھر اُدھر بھاگ رہاہے۔اور چلا رہاہے۔خوف نے اس شخص کے ہوش وحواس مفلوج کردیئے ہیں۔اور وہ پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر بھاگ

www.ksars.org

رہا ہے۔ مگر کسی طرح بھی ہاتھی کی سونڈ کی زد سے باہر نہیں نکل پاتا۔ عاقب جان گیا کہ اس شخص نے اپنے اردگرد جھوٹ کا ایک جال بُن رکھا ہے۔ جس نے ہاتھی بن کر اسے اپنے شکنجے میں پھانس لیا ہے۔ مسلسل جھوٹ کی عادت کی وجہ سے وہ دنیا میں سخت خوفزدہ زندگی گزار رہا ہے۔ اس نے اسے آواز دی۔ ''اے ڈرنے والے! رُک جاؤ۔'' مگر خوف نے اس کے حواس پر پوری طرح غلبہ کر رکھا تھا۔

عاقب نے بھرپور توجہ کے ساتھ اس پر اپنی روشنی کی لہریں ڈالنی شروع کر دیں۔ تاکہ وہ اس مصیبت سے باہر نکلے۔ عاقب کی روشنی نے اس کے اندر کے اضطراب کو کچھ کم کر دیا۔ اور وہ اضطراری کیفیت سے کچھ سکون کی طرف مائل ہوا۔ اور اس نے عاقب کو دیکھا۔ عاقب نے اسے لہروں کے ذریعے انسپائر کیا کہ یہ سفید ہاتھی تمہارے جھوٹ کا عکس ہے۔ تم نے اسے تخلیق کیا ہے۔ ایسی تخلیق جو فائدے کے بجائے نقصان پہنچائے۔ وہ قابلِ قبول نہیں ہے۔ تمہارا نفس خود اسے قبول نہیں کر پا رہا۔ اسے کمزور بنا دو۔ اسے مٹا دو۔ قبل اس کے یہ تمہیں مار ڈالے۔ عاقب نے دیکھا کہ جیسے جیسے اس کی روشنیوں کی لہریں اس شخص کے اندر منتقل ہوتی جاتی ہیں۔ اس کے اندر سے خوف کی لہریں باہر نکلتی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ہاتھی کے قریب کھڑا ہو گیا۔ اس کے اندر سے خوف نکل چلا تھا۔ اس فرد کے خوف کے ساتھ ساتھ ہاتھی کی وحشت بھی کم ہو گئی تھی۔ عاقب نے اس شخص کی حفاظت کرنے والے فرشتے سے کہا۔

''اس کی دنیا میں حفاظت رکھنا۔ اسے اپنی روشنیوں سے تقویت دیتے رہنا تاکہ اس کے شر سے خود بھی محفوظ رہے اور دنیا والے بھی محفوظ رہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب یہ مرنے کے بعد اس عالم میں پہنچے تو یہ ہاتھی مستقل طور پر عذاب بن کر اس کے سر پر منڈلاتا رہے۔ پھر وہ اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکے گا۔''

www.ksars.org

عاقب ابھی چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک فرشتہ آتا دکھائی دیا۔ وہ نہایت تیزی کے ساتھ عاقب کے پاس آیا۔ اور قدرے جھک کر آداب بجالاتے ہوئے بولا۔

”رحمٰن بابا نے آپ کو بلوایا ہے۔ آپ فوراً میرے ساتھ آجائیں۔“

☆☆☆

www.ksars.org

(چوبیسویں قسط)

یہ سنتے ہی عاقب فرشتے کے ساتھ فضا میں بلند ہوا اور وادی نوم سے نکل کر دونوں اعراف کے بارڈر کی طرف اُڑنے لگے۔ جو بارڈر زمین سے لگتا ہے۔ ان کی ان میں دونوں اس مقام پر پہنچ گئے جہاں مرنے کے بعد زمین سے آنے والے اعراف میں داخل ہوتے ہیں۔ فرش پر قدم رکھتے ہی عاقب کا دل زور سے دھڑکا اور دھڑکن کے ساتھ ہی گلبدن کی صدا اس کے اندر گونج گئی۔ پاس ہی رحمٰن بابا اور خضر بابا کھڑے تھے۔ عاقب نے انھیں دیکھتے ہی بے ساختہ پوچھا۔

''رحمٰن بابا۔ خضر بابا۔ گلبدن آرہی ہے؟؟''

دونوں نے مسکرا کر اس کی تائید کی۔ ''ہاں بھئی تمہاری گلبدن آرہی ہے۔ تم اس کا خیر مقدم نہیں کروگے۔'' عاقب ہنس پڑا۔ خوشی سے اس کا چہرہ اور نورانی ہوگیا۔ اس کے روئیں روئیں سے خوشی کی لہر نکلنے لگیں۔ اتنے میں گلبدن زمین کی سرنگ سے نکل کر اعراف کی زمین پر نمودار ہوگئی۔ اس کے چہرے پر سفر کی تھکان جھلک رہی تھی۔ عاقب ایک جست میں اس کی طرف بڑھا اور گلبدن کہہ کر اس لپٹ گیا۔ موت کی درماندگی زندگی کی قوت میں بدل گئی۔ روشنیاں اَن کہے جذبات کو خوشبو بن بن کے اڑنے لگیں۔ دل شوق وارفتگی میں کہہ اُٹھے۔ موت ایسی حسین ہوگی۔ اس کا تو ہمیں اندازہ ہی نہیں تھا۔ دونوں جب اپنے آپ سے نکلے تو عاقب نے گلبدن کو خضر بابا اور رحمٰن بابا سے ملوایا۔ خضر بابا اور رحمٰن بابا نے گلبدن کی پیشانی چومی اور اعراف میں نئی زندگی کی کامیابی اور کامرانی کے لئے دعا دی۔

www.ksars.org

عاقب گلبدن کو اپنے گھر لے آیا۔ یہاں اس کے ممی پاپا بھی آ گئے۔ فرشتوں نے اپنے مہمانوں کی خوب تواضع کی۔ گلبدن سے دنیا کی باتیں ہوتی رہیں۔ گلبدن نے ان لوگوں سے پوچھا۔

”میں سوچا کرتی تھی کہ موت کی کیفیت کیا ہو گی اور آدمی موت کو کس طرح محسوس کرتا ہو گا۔“

عاقب نے مسکرا کر پوچھا۔ ”تو پھر تم نے موت کو کیسا پایا اور کن مراحل سے گزریں؟“

گلبدن نے بتانا شروع کیا۔

”عاقب کے انتقال کے بعد میں بہت افسردہ رہنے لگی تھی۔ دنیا میں میرا دل نہیں لگتا تھا۔ بچے میرا غم بانٹنے کی پوری کوشش کرتے تھے۔ میں محسوس کرتی تھی کہ عاقب یہیں کہیں میرے ساتھ ہی ہیں۔ بچوں کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے بعد تو عاقب کی یاد اور زیادہ آنے لگی۔ پھر وہ دن بھی آ گیا کہ میری بیماری اپنے عروج پر پہنچ گئی۔“

گلبدن نے دیکھا کہ سب لوگ اس کی گفتگو دلچسپی اور توجہ سے سن رہے ہیں۔ اس نے اپنی بات جاری رکھی۔

”ایک دن بیماری کی وجہ سے مجھ پر غشی طاری ہو گئی اور اس کے بعد مجھے ماورائی مخلوق نظر آنے لگی۔ چند روز کے بعد میری بیماری بہت شدید ہو گئی۔ آخر میں نے دیکھا کہ خضر بابا میرے پاس آئے ہیں۔ خضر بابا ڈاکٹروں والا لیب کوٹ پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔

”عاقب عالمِ اعراف میں تمہاری راہ دیکھ رہا ہے کیا تم چلنے کے لئے تیار ہو؟“

www.ksars.org

میں نے حامی بھر لی۔ میں بیڈ پر چت لیٹی ہوئی تھی۔ میرے سامنے ایک اسکرین لگی ہوئی تھی۔ خضر بابا نے فرمایا کہ:

''اس اسکرین پر اپنی نگاہیں مرکوز کر لو۔'' میں نے اس اسکرین پر اپنے جسم کا باطن دیکھا جیسے ایکسرے۔ میں نے دیکھا کہ میں لیٹی ہوں۔ میرے جسم کے اندر روشنی بھری ہوئی ہے جیسے گبارے کے اندر ہوا بھری ہوتی ہے۔ اس طرح جسم کے اندر روح کی روشنی سر سے پاؤں تک سمائی ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ جسم محض ایک خول ہے جو روح کی حفاظت کے لئے ہے۔ جیسے بچہ رحم میں بند ہوتا ہے۔ روح جسم کے اندر اس طرح بند ہے کہ پاؤں کے اندر پاؤں، ہاتھ کے اندر ہاتھ، گردن کے اندر گردن غرض یہ کہ جسم کے اندر روح اسی طرح سمائی ہوئی ہے جیسے جسم دکھائی دیتا ہے۔ خضر بابا کے ہاتھ میں روشنی کا ایک آلہ ہے۔

انہوں نے آلہ کو جسم کے پاؤں سے چھوا اس کا لمس روح کے پاؤں نے محسوس کیا اور پاؤں کی روشنی اوپر سمٹ گئی۔ اس طرح وہ جسم کے ہر حصے کو چھوتے اور اس کی روشنی سمٹتی جاتی۔ روح جس حصے چھوڑتی وہ حصہ جسمانی حس سے محروم ہو جاتا لیکن روح کی روشنی بڑھ جاتی۔ جب پیٹ روح کی روشنیوں سے خالی ہوا تو بعدے کی مشینری بند ہو گئی۔ بھوک پیاس کا احساس بھی ختم ہو گیا۔ جیسے جیسے روح کی روشنی بڑھتی جا رہی تھی میرا موت کا خوف ختم ہو کر سکون و اطمینان میں تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔ گویا جسم سے حس منتقل ہو کر روح میں تبدیل ہقتی جا رہی تھی اب روح کی روشنیاں دل کے مقام سے آہستہ آہستہ اوپر کی جانب سمٹیں۔ دل کی مشین ایک جھٹکے سے بند ہو گئی جیسے مشین روٹین میں چلتے چلتے بند ہو جائے تو کچھ جھٹکے لگتے ہیں۔ نبضیں ڈوبنے لگیں، دل کی حرکت غیر معمولی ہو گئی پھر مجھے لگا جیسے میرا دل مردہ ہو گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ میں مر گئی ہوں۔ اب تو میری زندگی روح ہے۔ میں جسم نہیں بلکہ روح ہوں اور اس

www.ksars.org

خیال کے ساتھ ہی ساری توجہ روح کی جانب مبذول ہو گئی۔یوں لگا جیسے روح کی روشنی ایک دم سے نہایت تیزی کے ساتھ سمٹ کر حلق میں آگئی ہے۔ میری سانسیں تیز اور بے ترتیب ہو گئیں اسی لمحے روح کی ساری روشنیاں سمٹ کر آنکھوں میں آ گئیں۔آنکھ کی پتلی کے سوراخ سے روح کی روشنی باہر نکل آئی۔ میں نے یعنی روح کی نظر نے دیکھا کہ نور کا وسیع و عریض سمندر ہے۔اس سمندر کے اندر سے روح مچھلی کی طرح آہستہ آہستہ باہر نکلتی جا رہی ہے باہر نکلتے ہی میں نے ایک نظر پانی کے اندر دیکھا سمندر کی تہہ میں اپنا مردہ جسم بیڈ پر لیٹا دکھائی دیا۔"

گلبدن اپنی موکی کیفیات بتا کر خاموش ہو گئی تو خضر بابا نے کہا۔

"جسم روح کا لباس ہے۔جب تک روح اس لباس میں رہتی ہے جسم چلتا پھرتا ہے جیسے بچہ جب تک ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے بچہ اپنے تمام تقاضے ماں سے پورے کرتا ہے۔ماں کھاتی ہے تو بچہ کھاتا ہے،ماں پیتی ہے تو بچہ کی پیاس بجھتی ہے۔جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو بچے کے تمام تقاضے انفرادی بن جاتے ہیں۔اب بچے کو خود اپنی نشو نما کے لئے کھانا پینا پڑتا ہے، سانس لینا پڑتا ہے۔ موت کا لمحہ حواس کی تبدیلی کا لمحہ ہے۔ قانون قدرت کے اعتبار سے ہر شئے دو رخوں پر مبنی ہے۔ حواس کے بھی دو رخ ہیں۔ جسمانی حواس اور روح کے حواس۔ دونوں حواس ایک ورق کے دو صفحے ہیں جو رُخ سامنے ہو حواس اسی رُخ میں کام کرتے ہیں۔ لیکن ایک حالت میں یہ حواس دونوں رخوں میں کام کرتے ہیں جیسے ورق کھڑا کر دیا جائے تو دونوں طرف کے صفحے سامنے آ جاتے ہیں۔ حواس کی اسی بلندی کو اعراف کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

www.ksars.org

کچھ انسان اعراف کی بلندی پر بیٹھے ہوں گے اور وہاں سے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کریں گے۔‘‘

اعراف وہ فصیل ہے، جہاں زمانی اور مکانی فاصلے ایک لائن میں آجاتے ہیں۔ مکانی فاصلہ جسمانی حواس اور زمانی فاصلہ روحانی حواس کو تخلیق کرتا ہے جہاں زمانی اور مکانی فاصلے ایک حدود پر اکٹھے ہو جاتے ہیں وہ لاشعور کی وہ حد ہے جہاں سے شعور شروع ہوتا ہے۔اس مقام پر شعورالاشعور کا مشاہدہ کرلیتا ہے۔اس طرح غیب میں روح کے ساتھ پیش آنے والی کارکردگی کو دیکھ لیتا ہے۔‘‘

کچھ دیر ہلکی پھلکی باتوں کے بعد خضر باباعاقب اور گلبدن سے مخاطب ہوئے:

’’تم جانتے ہو کہ اصل وقت ازل سے ابد تک کا زمانہ ہے۔ازل میں نور خداوندی حجاب محمود کے پردے سے نکل کر ابد کی مسافتوں کو طے کرتے ہوئے مقامِ ابدیت پر جلوہ افروز ہوا۔پردہ عدم سے نکل کر پرسہ ظاہر پر ظہور پذیر ہوا۔ازل سے ابد تک اللہ تعالیٰ کے نور کا پھیلاؤ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ازل سے ابد تک کے زمانے کو مختلف اوقات میں تقسیم کیا ہے۔ان کے نام فجر۔ظہر۔عصر۔مغرب۔عشاء اور تہجد بیان کئے گئے ہیں۔تہجد زمانہ ازل کی وہ گھڑی ہے جس لمحے نور خداوندی ذاتِ باری تعالیٰ کے اذن پر پردہ عدم سے نکل کر لوحِ محفوظ پر اپنی شانوں کا مظاہرہ کرتا ہے۔تہجد کے مقام پر ذات مطلق کا امر اپنے نور پر نزول کرتا ہے۔اللہ ذوالجلال والاکرام کے امر و حکم پر نور اپنی صفات کو ظہر کر دیتا ہے۔اور زمانے کے تمام ادوار فجر۔ظہر۔عصر۔مغرب۔عشاء سے گزر کر مقام معبودیت سے مقام عبدیت میں جلوہ افروز ہوتا ہے۔تاکہ نور کے ذرّے ذرّے کی نظع ذاتِ مطلق کو پہچان کر اس کی خالقیت اور ربوبیت کا اقرار کرے اور نور کی صفات کے کمالات کو دیکھ کر امرِ الٰہیہ کے امور کی حکمتوں کا اعتراف کرے۔‘‘

www.ksars.org

خضر بابا نے عاقب اور گلبدن کے کندھوں پر ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے ہوئے اپنا بیان جاری رکھا:

تم جانتے ہو کہ تمہارے سینوں میں قندیل روشن ہے۔ یہ روشنی تمہیں زمانہ ازل کے ادوار سے گزرنے میں مشعلِ راہ بنے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتے ہیں کہ سعید روحیں جب عالمِ غیب میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے سفر کریں گی تو ان کا نور ان کے دائیں طرف کو دوڑتا ہو گا۔ وہ اپنے نور کی روشنی میں غیب کے عجائبات کی سیر کریں گی۔ تم دونوں پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے۔ آج رات تہجد کے وقت تمہیں میرے ساتھ زمانے کے ادوار سے گزرنا ہے۔ تاکہ بندگی کا حق ادا کر سکو۔ یاد رکھو! بندگی کا حق معبود برحق کی پرستش اور عبادت سے ادا ہوتا ہے۔''

عاقب اور گلبدن کے کندھوں پر خضر بابا کے ہاتھوں کے دباؤ سے دونوں کے اندر کرنٹ کی لہریں منتقل ہونے لگیں۔ دونوں نے محسوس کیا کہ ان لہروں کے ذریعے خضر بابا کے پیغام کی روشنی ان کے وجود کے ہر گوشے میں پہنچتی جاتی ہے۔ ان کی نظر اپنے وجود کے اندر خضر بابا کی روشنی کی لہروں کو پھیلتا ہوا دیکھنے لگیں۔ جیسے پانی سے بھرے شیشے کے گلدان میں پودے کی جڑیں صاف دکھائی دیتی ہے۔

اس کے بعد خضر بابا نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے خزانے اللہ تعالیٰ کے اسمائے الٰہیہ کا جمال ہیں۔ جمال کا دیکھنا ہی جمال کی تعریف ہے۔ سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والے علوم مشاہداتی علوم ہیں۔ کتابوں میں پڑھ کر یہ علوم اس وجہ سے حاصل نہیں ہوتے کیونکہ الفاظ کے حروف انوار کے لئے پردہ بن جاتے ہیں۔ آدمی کی نظر پردے کو دیکھتی ہے انوار کو نہیں دیکھتی۔ نظر جس چیز کو دیکھتی ہے اس کا عکس دماغ میں

www.ksars.org

محفوظ ہو جاتا ہے۔ پھر یہی عکس بار بار دماغ کے پردے پر منعکس ہوتا رہتا ہے۔ یعنی نظر کا دیکھا ہوا یہ پہلا عکس یقین کی بنیاد ہے۔ یقین کی دو سمتیں ہیں۔ ایک سمت حقیقت ہے دوسری سمت مفروضہ ہے دونوں ہی یقین کے لباس میں دکھائی دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر نظر دھوکہ کھا جاتی ہے۔ مگر جیسے یقین کے پردے میں حقیقت کی روشنی نظر آتی ہے تمام مفروضہ نظریات ہلاک ہو جاتے ہیں۔ حقیقت کی یہی روشنی قلب کی آنکھ بن جاتی ہے۔ غیب کا ہر مشاہدہ یقین کی بنیاد پر انسان کے اندر کام کرنے والی صلاحیت بن کر ابھرتا ہے۔ حقیقت کی ہر روشنی روح کی فطرت ہے۔ غیب کے مشاہدے سے روحانی طرزِ فکر متحرک ہو جاتی ہے۔ تمام مفروضہ نظریات و صلاحیتیں روح کی فطرت سے جدا ہیں۔ یہ عالم ناسوت کی روشنیوں کا ردِ عمل ہے جس کی وجہ سے عالمِ ناسوت کی حدود سے نکلتے ہی نظر پر ان کی خرابیاں واضح ہو جاتی ہیں۔ اگر عالمِ ناسوت کی روشنیوں کا ردِ عمل انسان کے حواس کے دائروں میں شدید ہو تو آدمی کے اندر سفلی تحریکات بیدار ہو جاتی ہیں اور وہ مرنے کے بعد اسفل میں جا گرتا ہے۔ یعنی انسانی نفس کی کمزوریاں حرکت میں آجاتی ہیں جن کا روح کی فطرت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ روح اپنی ذات میں فطرتاً معصوم ہے۔ روح کی ذاتی حرکت امر ربی کی حرکت ہے روح کا شعور امرِ ربی کا شعور ہے۔ غلطی کا مرتکب شعور و عقل بنتا ہے روحانی شعور نہیں بنتا۔ روحانی شعور غیب کے انکشاف کرتا ہے۔''

ایک دن صبح صادق کے وقت عاقب کی آنکھ کھلتے ہی روح کے حواس شعوری حواس سے متصل ہو گئے۔ اسی لمحے شعور میں متجسس ابھرا۔ ممتا کی نظر کیا ہے اور کس طرح دیکھتی ہے۔ ذہن کا سوال جواب کا پیش رفت نکلا۔ اس نے دیکھا روح آسمان کی جانب بڑے انہاک سے دیکھ رہی ہے۔ عاقب نے بھی اس کی تقلید میں آسمان کی جانب نظر ڈالی۔ تمام آسمان خوبصورت رنگ برنگی تصاویر سے مزین

www.ksars.org

تھا۔ دل نے کہا یہ عالم تمثال کا پردہ ہے۔ اس نے اب غور سے اس پردے کو دیکھا تو یہ آسمان دکھائی دیا۔ ذہن یا عقل بولی:

یہ پردہ ہی آسمان ہے۔ اس آسمان پر رنگین شعاعوں سے بہت واضح اور خوبصورت تصاویر بنتی جا رہی تھیں۔ روح کی نظر بہت دیر تک ان تصاویر کو دیکھتی رہی۔ جس طرح کیمرہ اپنے اندر تصویر محفوظ کر لیتا ہے اسی طرح روح کی آنکھ نے بھی اپنے اندر آسمان سے نظر ہٹائی اور نیچے زمین کی جانب نظر کی۔ نہایت ہی احتیاط سے نظر کی روشنی میں ایک انتہائی لطیف عکس جو ہو بہو آسمان کے عکس جیسا تھا، روشنی میں نیچے اترا۔ روح کی نظر زمین پر ایک عورت پر تھی۔ نظر کی روشنی میں یہ لطیف ترین جلوہ یا عکس اتر کر اس کے اندر سمٹ کر بیٹھ گیا۔ عاقب کے لب فطرت کی معصومیت پر مسکرا اُٹھے۔ اسی لمحے روح نے اس کی جانب دیکھا۔ کہنے لگی:

"مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت مصور الارحام سے معمور کیا ہے لوح محفوظ کی تمثالیں اس پردے پر اترتی ہیں۔ دراصل یہ تمثالیں پردے کے اندر اترتی ہیں وہاں سے آہستہ آہستہ اس پردے پر ظاہر ہوتی جاتی ہیں۔ عالمِ تمثال کے پردے پر تصویر کا ہر رنگ اسمائے الٰہیہ کی صفت ہے۔ کائنات کا ہر نقش اپنی ذات میں اسمائے الٰہیہ کی فطرت پر ہے۔ لوح محفوظ کی ہر تمثال اللہ تعالیٰ کی بہترین صناعی ہے۔ روح اللہ کے امر کو کائنات میں جاری و ساری رکھنے کے کام پر مقرر و مامور ہے۔ جس صناعی کو اپنے اسماء کے انوار سے مزین

www.ksars.org

کر کے اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ خالقیت کی شان کر رہی ہے۔اسی صناعی کو امرِ ربی یا روح خالق کے حکم پر دہرا رہی ہے۔امر ربی اللہ کا ارادہ ہے۔روح اللہ کے ارادے پر کام کرتی ہے۔روح کی کارکردگی میں خوئی خرابی نہیں ہے۔"

عاقب کے ذہن میں ایک دم سے سوال پیدا ہوا۔پھر خرابی کہاں ہے؟اس کے کچھ کہنے سے پہلے روح بولی:

"روح کا ہر کام اسمائے الٰہیہ کی فطرت پر ہے۔میں اسمائے الٰہیہ کی فطرت کے مطابق مصور ہوں۔جس طرح اسمائے الٰہیہ میرے افق پر تصویر کشی کرتے ہیں میں ہو بہو اسی طرح کرتی ہوں۔"

اب اس نے عاقب کو دوبارہ وہی منظر دکھایا کہ آسمان پر ایک نہایت ہی حسین تصویر ہے۔روح نظر بھر کر اس کو دیکھتی ہے پھر زمین پر نظر کرتی ہے اور نظر کی روشنی میں یہ جلوہ آسمان سے زمین کی جانب اترتا چلا آتا ہے۔زمین پر ایک عورت کے اندر سمٹ کر سما جاتا ہے۔یہ حسین جلوہ ہو بہو آسمان کی تصویر جیسا تھا۔اب اس کی نظر روح کی نگاہ کی روشنی میں اس عورت پر تھی۔اس کی اندھیری کوٹھری میں ایک پائپ نما سوراخ کے ذریعے دھواں داخل ہونے لگا۔روح کی بنائی ہوئی تصویر متاثر ہونے لگی۔عاقب دھوئیں کو دیکھ کر پہلے ہی جان چکا تھا کہ تصویر کے اصلی رنگ میں دھوئیں کی سیاہی کے پیچھے چھپ چکے ہیں مگر امرِ ربی کی ہر حرکت کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح جاری و ساری ہے۔اسے کون روک سکتا ہے۔زمین کی تخلیق دھوئیں کے خول میں کھڑی تھی۔اس نے دیکھا روح کی نظروں میں ایک دم سے ممتا کی روشنی چمکی اور اس روشنی نے دھوئیں کے اس خول کا احاطہ کر لیا۔روح کی توجہ مسلسل اسی تصویر کی جانب تھی۔عاقب نے روح کی روشنی میں اس کی توجہ کی جانب دیکھا۔روح کی توجہ اور تحفظ کی فکر قطار در

www.ksars.org

قطار فرشتوں کے روپ میں دخان کے اندر اترتے چلے جا رہے تھے۔ ان فرشتوں نے اس تخلیق کو ہر طرف سے گھیر لیا تا کہ اس کی ہر حرکت کنٹرول میں رہے۔ روح بولی۔

’’جس طرح ذاتِ خالق کی صفتِ خالقیت کا مظاہرہ روح کے ذریعے ہو رہا ہے یعنی روح عالم تمثال کے تمثل کو اللہ کے امر کے انوار سے سیراب کر کے جسم مثالی کی صورت میں ڈھالتی ہے۔ جسمِ مثالی روح کی تخلیق ہے۔ یہی جسمِ مثالی مادی صورت میں دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ دنیا میں تخلیقی قانون کے مطابق مادی وجود کے لئے عورت و مرد سبب بنتے ہیں۔ پس یہ مادی وجود جسم مثالی کے مادی جسم تخلیق میں روح کے شریک ہیں۔ اگر عورت و مرد اپنی روح سے واقف ہوں اور اپنے اندر کام کرنے والے امر کی حرکات سے تعاون کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ان کی تخلیق میں کوئی نقص رہ جائے۔ ایسی صورت میں خلق کی کمزوری کے پس پردہ کوئی نہ کوئی حکمت سامنے آ جاتی ہے جس سے دل پر سکون رہتا ہے اور اللہ پر یقین بھی پختہ رہتا ہے۔‘‘

عاقب نے روح سے پوچھا۔’’ تو کیا صرف صلبی اولاد ہی کی تخلیق میں انسان کے ارادے کا دخل ہے یا روح کے اور بھی کاموں میں انسانی ارادہ شامل ہوتا ہے؟ روح بولی۔

’’انسان کے ذہن پر ہر خیال جسمِ مثالی کی ایک تصویر ہے جو روح کے امر کی صورت ہے۔ انسانی ذہن کے اندر یہ روشنیاں مدارج سے گزرتی ہیں اور کسی نہ کسی صورت میں خواہ یہ صورت مادی ہو یا ماورائی ہو، تخلیق ہو جاتی ہیں۔ مادی صورت کو انسان کی آنکھ دیکھ لیتی ہے یا ظاہری حواس کسی طرح پہچان لیتے ہیں مگر ماورائی صورت کو انسان کے باطنی حواس پہچانتے ہیں اور ظاہری حواس ان سے بے خبر

www.ksars.org

رہتے ہیں۔ مرنے کے بعد انسان اپنے ارادے کی تخلیق کردہ دنیا میں پہنچ جاتا ہے اسی کو اعمال کا ریکارڈ کہتے ہیں۔‘‘

عاقب کے ذہن میں خیال گزرا کہ جانے کتنے ہی خیالات اور اعمال ہم سے الٹے سیدھے ہوتے رہتے ہیں جن کی خبر بھی نہیں ہوتی یا ہم توجہ بھی نہیں دیتے۔ اس میں آدمی کا کیا قصور، یہ تو زندگی ہے بس گزر رہی ہے۔ وہ اس کے ہر خیال سے واقف تھی۔ روح فوراً بولی:

’’انسان تو ایک مشین ہے جو روح کے خیالات کی تصویر کی کاپی بنا رہی ہے۔ مشین درست ہوگی تو کاپی صحیح بنے گی ورنہ جیسی بھی بنے گی اسی کو دیکھنا پڑے گا۔‘‘

نظر کی خاصیت ہے کہ وہ حسن و جمال کو پسند کرتی ہے۔ بد صورت شئے کو زیادہ دیر دیکھنے سے دماغ پر دباؤ پڑتا ہے۔ یہی انسان کی سزا ہے۔ میری نظر دور افق پر جا پہنچی۔ ہری بھری جنتوں میں روح اپنے محبوب کے ساتھ تھی۔ دل پہچان گیا، اللہ کے ارادے کی تصویروں کا عکس روح کی آنکھ میں ہے۔ روح کی آنکھ کا عکس میرا تصور ہے۔ میرا تصور میری جنت ہے۔

اب عاقب کو چلتے پھرتے ہر دم محسوس ہونے لگا جیسے آسمان سے تجلی کا نزول ہوتا ہے اور یہ تجلی نیچے آتے آتے ساری دنیا میں دائرے کی صورت میں پھیل جاتی ہے اور روشنی کے اس دائرے میں سارا عالم آ جاتا ہے۔ اس کا ذہن اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر غور کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی تجلیاں سارے عالمین کو فیڈ کرتی ہیں۔ اللہ کی تجلیاں سارے سارے عالمین پر محیط ہیں۔ ان تجلیات میں اسمائے الٰہیہ کا ادراک ہے اور یہی ادراک تقسیم ہو کر کائنات کے افراد کا شعور بن جاتا ہے۔ اس کا ذہن اللہ تعالیٰ کی لامحدودیت کا مشاہدہ کرنے لگا۔ تجلی کا نور ازل سے ابد تک تمام عالمین پر محیط تھا۔ میری نگاہ آفاق پر تجلیوں

www.ksars.org

کو گرتا ہوا دیکھنے لگی۔ آفاق پر نمودار ہوتے ہی تجلی کی روشنی نہایت تیزی سے پھیلتی جاتی اور اس پھیلتی اور اس پھیلتی ہوئی روشنی کے اندر نہایت چمکیلے ذرات ستاروں کی صورت میں پھیلتے جاتے۔ یہاں تک کہ تجلی کی روشنی کے اندر تمام عالمین آجاتے اور تجلی کی روشنی تمام عالمین کو گھیر لیتی۔ عاقب کی نظر روشنی کی فاضا میں چمکیلے ذرات پر گئی اور پھر وہیں ٹھہر گئی۔

☆☆☆

www.ksars.org

(پچیسویں قسط)

عاقب کو یوں لگا جیسے کسی نے ستاروں سے بھری چادر پہنادی ہو۔ جس سے لگتے ہی اسے اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت پر بہت پیار آنے لگا۔ وہ سوچنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بھی کس قدر رحیم ہے کہ کائنات کی محتاجی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہر آن او ہر لمحے اسے رزق فراہم کر رہی ہے۔ بلاشبہ تجلی کی روشنی ہی کائنات کا رزق ہے۔ جس کے بغیر کائنات کا وجود ممکن نہیں ہے۔ اس کی روحانی نظر دوبارہ اُفق اعلیٰ پر پہنچی۔ جہاں سے تجلیات کا نزول ہو رہا تھا۔ اس سطح پر نظر پڑتے ہی اس کے اندر ''لا'' کا تصور اُبھرا۔ جیسے یہاں کچھ نہیں ہے۔ خیال آیا۔ یہ نفی اللہ کی نفی نہیں ہے۔ بلکہ خود بھی اپنی ذات کی نفی ہے کہ اس مقام پر آنا ذات کے پردے میں مستور ہے۔ آنا کے بغیر ذات کا ظہور نہیں ہے۔ آنا ذات کی پہچان ہے۔ اسی لمحے تجلی دکھائی دی اور ذہن میں اللہ کی موجودگی کا تصور اُبھرا۔ دل سے آواز آئی۔ الا اللہ۔ اللہ ہے۔ دل نے دہرایا دل کے اقرار پر ذہن نے چونک کر یہی الفاظ سوالیہ انداز میں دہرائے۔ اللہ ہے؟ سوال کی توسیع ہوئی۔ اللہ کا اقرار کس نے کیا؟ دل نے کہا۔ ذات کی انا نے۔ ذہن نے کہا۔ انا کہاں ہے؟ اسی لمحے تجلی سے نور نکلا اور منتقل ہو گیا۔ اسی منتقل تجلی کو دیکھ کر دل نے کہا۔ یہ تجلی کا جمال ہے، یہ ذات کی آنا ہے، جو ذات کی تجلی کو پہچاننے کا کردار ادا کر رہی ہے۔ ذات کی ہر تجلی اسمائے الٰہیہ ہیں۔ اب اس کے ذہن میں خیال آیا۔ آنا جو ذات کو پہچاننے کا کردار ادا کر رہی ہے۔ اس آنا کی خود اپنی پہچان کیا ہے؟ ذہن کے اس سوال پر دل نے مشورہ دیا۔ معراج کے لمحے میں جھانک کر دیکھو۔ اُسے یوں لگا۔ جیسے اُس کی پیشانی سے نور کی ایک روشن دھار نکل رہی ہے اور یہ نور آہستہ آہستہ فضا میں بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس نور کے اندر مناظر ابھرنے لگے۔ زمین و آسمان عرش و کرسی سب کچھ دکھائی دیئے۔ یوں لگا جیسے یہ نور پوری کائنات کا محیط ہو گیا ہے۔ اُس کے ذہن

www.ksars.org

میں خیال آیا یہ حقیقت محمدی ﷺ کا دراک ہے۔ جو روح اعظم کا شعور ہے۔ اسے ستاروں بھری چادر سے رحمت اللعالمین ﷺ کی رحمت کا احساس ہوا۔ اس نے اسے اپنے چاروں طرف لپیٹ لیا اور ستاروں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ جوں جوں ستاروں پر ہاتھ پھیرتا جاتا۔ توں توں حضور پاک ﷺ کی محبت دل میں زیادہ ہوتی جاتی۔ دل نے کہا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی تجلیات ساری کائنات پر محیط ہیں۔ اسی طرح رحمت العالمی ﷺ کی رحمت کی تجلیات بھی ساری کائنات پت محیط ہیں۔ ربوبیت کی تجلیات میں ذات کی انا تجلی کی صورت میں اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے اور رحمت کے انوار میں ذات کی انا تجلی سے ہٹ کر اپنے جمال کو تجلی کی نگاہ کے سامنے ظاہر کرتی ہے۔ اس طرح رب العالمین اور رب العالمین کو پہچاننے والی حقیقت رحمت العالمین ﷺ کے نام سے مخلوق میں پہچانی جاتی ہے۔

ایک روز جب اُس کے گھر میں سب لوگ اکٹھا تھے، خضر بابا نے کہا۔ ''تہجد کے وقت ہم تمہیں لینے آئیں گے۔

ان شاء اللہ۔'' خضر بابا اور رحمٰن بابا رخصت ہوئے۔ عاقب کے ممی پاپا بھی اپنے گھر چلے گئے۔ عاقب گلبدن کو اس عالم کے متعلق باتیں بتاتا رہا۔ گلبدن کے قہقہے ہوا کی جھنکار بن گئے۔ فضاء میں ہر طرف خوشیوں کے رنگ بکھرنے لگے۔ زندگی کا خواب ایک حسین حقیقت بن کر نظر کے سامنے آگیا۔

آدھی رات گزرنے کے بعد خضر بابا عاقب اور گلبدن کو لینے آئے۔ آج ان کا جسم غیر معمولی طور پر روشن تھا۔ ان کے گھر میں قدم رکھتے ہی سارا گھر منور ہو گیا۔ عاقب اور گلبدن ان کے منتظر تھے۔ خضر بابا نے دونوں کے سروں پر ہاتھ رکھ کر منہ ہی منہ میں کچھ آیتیں اور اسمِ الٰہی دہرائے۔ اُسی وقت عاقب اور گلبدن کے جسم بھی خضر بابا کی طرح خوب روشن ہو گئے۔ خضر بابا دروازے سے باہر نکلے اور ہاتھ کے

www.ksars.org

اشارے سے دونوں کو اپنے پیچھے آنے کا حکم دیا سب باہر نکلے تو دروازے کے پاس ہی صاف شفاف روشنیوں سے جگمگ کرتے تین سفید گھوڑے کھڑے تھے۔تینوں اپنے اپنے گھوڑوں کو پہچان گئے۔ان پر سوار ہوتے ہی گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگے۔تینوں کو مظبوط جم کر ان پر بیٹھنا پڑا۔یوں محسوس ہوا جیسے کوئی ابردست قوت کی کشش ہے جو انہیں اپنی جانب کھینچ رہی ہے۔گھوڑے انہیں وقت کی گہرائی میں انتہائی تیزرفتای کے ساتھ لئے جارہے تھے۔تیزرفتاری کی وجہ سے عاقب ائر گلبدن نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔خضر بابا نے ان کا ڈر دور کرنے کے لئے انہیں پکارا۔

”ارے بھئی،عاقب گلبدن ذرا اپنی آنکھیں تو کھولو۔ذرا دیکھو تو ہم کہاں جارہے ہیں۔“

خضر بابا کی آواز نے ان کی قوت کو بحال کیا۔انہوں نے آنکھیں کھولیں تو خضر بابا کو اپنی طرف متوجہ پایا۔وہ مسکرا کر بڑے پیار سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

کہنے لگے۔”جب میں بھی پہلی دفعہ اس تیزرفتار گھوڑے پر بیٹھا تو خوف سے میں نے بھی اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔یہ خوف حرکت کی لہروں کے ٹکرانے سے پیدا ہوتا ہے مگر پھر جیسے ہی یہ لہریں حواس میں منتقل ہو جاتی ہیں حواس ان لہروں کو پہچان لیتے ہیں۔پھر خوف زائل ہو جاتا ہے۔کیونکہ تیزرفتار لہریں حواس و شعور کو بھی تیزرفتار بنا دیتی ہیں۔عاقب اور گلبدن نے دیکھا کہ وہ روشنیوں کی فضاء میں اڑ رہے ہیں۔اس فضا میں بہت سے ستارے و سیارے بھی گردش کر رہے ہیں۔ابھی وہ اتنا ہی دیکھ پائے تھے کہ روشنیوں کی فضاء اور زیادہ لطیف و شفاف روشنیاں میں تبدیل ہو گئی۔اس فضاء میں بھی ستارے گردش کر رہے تھے ابھی وہ اتنا ہی دیکھ پائے تھے کہ روشنیوں کی فضاء اور زیادہ لطیف و شفاف روشنیوں میں

www.ksars.org

تبدیل ہو گئی۔ اس فضا میں بھی ستارے گردش کر رہے تھے اور شفاف ہونے کی وجہ سے ان کے اوپر آبادیاں بھی دکھائی دیتی تھی۔

خضر بابا کہنے لاگے۔ ''تم نے دیکھا کہ روشنیوں کے زون بدلتے جا رہے ہیں۔ جیسے جیسے ہم وقت کی گہرائی میں جاتے ہیں روشنیاں لطیف سے لطیف تر ہوتی جاتی ہیں۔ روشنیوں کے یہ زون آسمان ہیں۔ جن مخصوص روشنیوں کے دائروں میں نظام شمسی گردش کر رہے ہیں۔ روشنیوں کے دائرے ان نظام شمسی کو اپنے حصار میں لئے ہوئے ہیں۔ آن حصار کو آسمان کہا گیا ہے۔ آسمان اپنے دائرے کے اندر موجود تمام نظامِ شمسی کو توانائی بہم پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالی نے سبع سماوات یعنی توانائی کے ساتھ زون بنائے ہیں۔ جس میں روح اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کا عملی مظاہرہ کر رہی ہے۔''

ایک آسمان سے دورے آسمان میں داخل ہونے کے لئے باقاعدہ راستے بنے ہوئے تھے۔ ان راستوں پر دروازے تھے۔ خضر بابا نے بتایا کہ :

''یہ بروج ہیں۔''

ان بروج سے روشنیاں نہایت تیز رفتاری سے نیچے آتی دکھائی دیں اور ان روشنیوں میں بے شمار نظام شمسی تیرتے دکھائی دیئے۔ یہ روشنیاں اس آسمان کے دائرے میں چکر کاٹتی ہوئی پھر واپس انہی بروج سے اوپر لوٹ رہی تھیں۔ اس طرح ان بروج کشش کی ایک زبردست قوت موجود تھی۔ جب یہ لوگ ان بروج کے قریب آئے تو دروازہ کھلا اور روشنی کے زبردست دھارے نے انہیں اپنے اندر کھینچ لیا۔ اس طرح ہر آسمان سے گزرتے ہوئے یہ سب ساتویں آسمان پر پہنچ گئے۔ برج کے پاس پہنچ کر خضر بابا بولے۔

www.ksars.org

''یہ نور کا دھارا ہے جس میں سے ہم ابھی گزرنے والے ہیں۔اس نور کی قوت کو اللہ تعالیٰ نے ''سلطان'' کہا ہے۔جس کی مدد کے بغیر آسمان کی سرحد سے باہر نہیں نکلا جا سکتا۔''

گلبدن نے کہا۔''بالکل درست ہے۔''

خضر بابا بولے۔''اگر یہ نور ہمیں نہ کھینچے تو ہم میں اتنی قوت نہیں ہے کہ اتنی اونچی اڑان اُڑ سکیں۔؛

برج کے دروازے پر آ کر تینوں گھوڑے کھڑے ہو گئے۔ جیسے ہی گھوڑے رُکے۔ دروازہ کھلا۔ ایک انتہائی پُر جلال نور کی آبشار نما موج آئی اور تینوں اپنے اندر کھینچ لیا۔ گھوڑے وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ یہ نور کی شعاع تینوں کو اڑائے لئے جا رہی تھی۔اس نور نے ان کا اس طرح احاطہ کر رکھا تھا کہ ان کے چاروں طرف سوائے نور کے اور کچھ دکھائی نہ دیا۔ کچھ دیر بعد ان کے پاؤں نور کی زمین پر رُکے تو نور کی یہ چادر بھی ان کے اطراف سے ہٹ گئی۔ اب ان کے سامنے ایک نہایت ہی لطیف چادر بھی ان کے اطراف سے ہٹ گئی۔اب ان کے سامنے ایک نہایت ہی لطیف و شفاف فضاء تھی۔ خضر بابا نے فرمایا''ہم سلطان کی مدد سے ساتوں آسمان سے گزر کر سدرۃ المنتہٰی پر پہنچ چکے ہیں۔''

پھر انہوں نے عاقب اور گلبدن کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔''اے بچو! تم جانتے ہو۔سدرۃ المنتہٰی پر کیا ہے؟''

عاقب اور گلبدن نے بیک زبان عرض کی

''خضر بابا جو آپ جانتے ہیں۔ وہ ہم نہیں جانتے۔''

www.ksars.org

خضر بابا نے فرمایا۔''یہاں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کے اسرار ہیں۔ جیسا کہ اللہ پاک قرآن میں فرماتے ہیں کہ ''ہم نے دکھادی اور ابراہیم علیہ السلام کو ساری بادشاہی آسمانؤاور زمین کی۔''تم نے دنیا میں حج کے دوران مقامِ ابراہیم پر جو نماز پڑھی تھی اس مقام کی حقیقت کا مشاہدہ تمہیں یہاں ہوگا۔ یاد رکھو! مرنے کے بعد یہ مشاہدہ صرف وہی کر سکتا ہے۔ جس کی مقام ابراہیم پر ادا کی گئی نماز دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو چکی ہو۔ یقینا! یہ بات تم دونوں کے مشاہدے میں اب اچکی ہے کہ انسان کے اعمال بار گاہِ الٰہی میں قبول ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کام کے حکم میں امرِ الٰہی کے انوار آدمی کے اندر منتقل ہو گئے۔ ہر کام کا حکم اللہ کی جانب سے ہے۔۔امر الٰہی کی ہر روشنی اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی علم کی نشاندہی کرتی ہے۔روح کے جسم مثالی میں منتقل ہونے والے انوارِ جسم مثالی کو اس قدر لطیف بنادیتے کہ مرنے کے بعد جب آدمی اپنے جسم مثالی کے ساتھ اعراف میں زندہ ہو جاتا ہے تو یہ انوار اس کے حواس بن جاتے ہیں جن کے ذریعے وہ غیب کی حقیقتوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔''

خضر بابا کی بات ختم ہوئی تو بیت المعمور سامنے آگیا۔ نور کے اس کعبہ پر نظر پڑتے ہی خضر بابا بولے۔''اے بچو! یہ مقام ابراہیم علیہ السلام ہے۔ جس کا مادی دنیا میں مظاہرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مکہ شریف میں کعبہ تعمیر کرنا ہے۔''

جیسے ہی خضر بابا نے یہ بات کہی۔ عاقب اور گلبدن کی نگاہ نے مکہ شریف کے کعبہ مبارک کو چشم زدن میں دیکھ لیا اور پھر فوراً ہی ان کی نظر بیت المعور پر لوٹ آئی۔

www.ksars.org

اسی وقت خضر بابا بولے۔ ''مکہ شریف میں کعبہ شریف کی تعمیر کے دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظر اسی طرح چشم زدن میں زمین سے آسمان پر بیت المعمور کو دیکھتی تھی۔ آؤ اس اللہ کو سجدہ کرو۔ جس نے تم تمہاری نظر کو یہ صلاحیت عطا کی۔''

تینوں اسی وقت بیت المعمور کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ عاقب اور گلبدن کو یوں محسوس ہوا۔ جیسے ان کے وجود کا ایک

ایک ذرّہ کلی کی مانند کھلتا چلا جارہا ہے۔ تینوں نے اکٹھا سجدے سے سر اُٹھایا اور خضر بابا کے ساتھ بیت المعمور میں داخل ہوئے۔ طوافِ حرم کے بعد خضر بابا نے دونوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملوایا۔ آپ علیہ السلام نے دونوں کے سروں پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا دی اور بیت المعمور کے ایک گوشے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''یہ رکن یمانی ہے۔ اس مقام پر مراقب ہو جاؤ اللہ پاک سے محبت رکھنے والوں کو اللہ اپنی نشانیاں ضرور دکھاتا ہے۔''

تینوں نے رکوع کے بل جھک کر نہایت ہی تعظیم کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آداب کیا اور آپ علیہ السلام کے حکم کے مطابق رکن یمانی کے گوشے میں پہنچے یہاں بیت المعمور کی طرح کی تیز روشنیاں و انوار نہ تھے بلکہ یہ مقام نسبتاً تاریک تھا۔ یہاں چاندنی رات کا سماں تھا۔ یہاں داخل ہوتے ہی نور کی ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی اور بھینی بھینی خوشبو نے تینوں کے حواس کو ایک لطیف سحر میں جکڑ لیا۔ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے وجود کے ذرّے ذرّے سے سرور و مستی کا خمار داخل ہوتا جارہا ہے۔ ان کے تمام حواس سرور میں ڈوب گئے۔

www.ksars.org

خضر بابا نے فرش پر بیٹھتے ہوئے دھیمی آواز میں فرمایا۔ ''یہ وقت تہجد ہے۔ بارگاہ ایزدی میں مراقب ہو جاؤ۔ تینوں آنکھیں بند کر کے کیف و سرور کی حالت میں اپنے ربّ کی بارگاہ میں مراقب ہو گئے۔ تجلیات وانوار الٰہیہ نے تینوں کے وجود کو ہر طرف سے ڈھانپ لیا۔ روح مراقبہ کی حالت میں اپنے ادراک کی معراج کو چُھونے لگی اور مقامِ محمود پر بحر تجلیات میں حقیقت محمدی اپنے جلوے دکھانے لگی۔

مراقبہ ختم ہوا تو خضر بابا نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کے لئے تہجد میں خصوصی طور پر عبادت کا حکم فرمایا اور اس کے صلے میں آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز کرنے کا وعدہ فرمایا۔ یعنی تہجد کی عبادت حقیقت محمدی ﷺ کے شعور کو بیدار کرتی ہے۔ یہ مقام قرب خصوصی طور پر اللہ پاک کے محبوب ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔ اس مقامِ محمود پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات وانوار کے قرب کی کیفیت و سرور کو آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں محسوس کر سکتا۔ مگر تہجد کی عبادت سے اللہ کے بندوں پر حقیقت محمدی ﷺ کا انکشاف ہوتا ہے۔

مرنے کے بعد اللہ اپنے بندے کو تہجد کی گھڑی میں داخل کر دیتا ہے۔ جس میں داخل ہو کر بندہ حضور پاک ﷺ کی معراج کے ادراک کی کیفیات سے قرب خداوندی کا سرور حاصل کرتا ہے۔ اے بچو! یاد رکھو تہجد کی گھڑی ازل کا وہ لمحہ ہے۔ جس لمحے میں حقیقت محمدی ﷺ نے ذات خداوندی کو مقامِ قرب میں دیکھا۔ باقی تمام نسلِ آدم اللہ تعالیٰ کے قرب کو حضور پاک ﷺ کے ادراک کے ذریعے اور وسیلے سے پہنچانتی ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے ظرف اور ہمت و سکت کے مطابق اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔''

www.ksars.org

اس کے بعد خضر بابا نے اُٹھتے ہوئے فرمایا۔

فجر کا وقت قریب ہے آؤ پہلے طواف بیت المعمور کریں اور اللہ کے قرب کی کیفیات کو اس کے انوار کے اندر محسوس کریں اور مراقبہ کے سرور کو ظاہری خوشیوں سے محسوس کریں۔''

تینوں نے انتہائی خوشی کے عالم میں بیت المعمور کا طواف کیا۔ خضر بابا نے دونوں کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے فجر میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ فجر میں قرآن پڑھنے سے مشاہدہ ہوتا ہے۔ قرآن اللہ کا علم ہے۔ فجر وہ گھڑی ہے جس گھڑی روح اللہ تعالیٰ کے علوم کو کن کے بعد ہونے والے مظاہرات کی صورت میں دیکھتی ہے۔''

خضر بابا نے بیت المعمور کے ایک کونے کی جانب اشارہ کیا اور کہنے لگے:

''یہ حجر اسود ہے۔'' عاقب اور گلبدن نے دیکھا کہ حدِ نگاہ سے نور کی ایک شعاع آرہی ہے۔ جو بیت ولمعمور کے اس کونے کو چھو رہی ہے۔ جس مقام پر یہ شعاع نزول کرتی ہے اس مقام پر نور نہایت روشن ایک بہت بڑے ہیرے کی طرح جگمگا رہا ہے۔ گلبدن ایک دم سے کہہ اُٹھی۔

''سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر پر نور کا ظاہر کر دیا ہے۔''

عاقب بولا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کا نور ہی اس کا وہ چھپا ہوا خزانہ ہے۔ جس کو اللہ نے کن کہہ کر اپنے بندوں پر ظاہر کر دیا ہے۔''

www.ksars.org

خضر بابا بولے۔ ''ازل سے ابد تک زمانے کے ہر دور میں اللہ کے نور کی کار فرمائیاں ہیں۔ آؤ اور اس نور کو چھوؤ جس کو اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کا نام دیا ہے۔''

دونوں حجر اسود کے قریب آ گئے۔ جیسے ہی دونوں نے حجر اسود کو چھوا۔ نہایت تیز روشنی حجر اسود سے نکلنے لگی اور ارد گرد کی فضاء اس قدر روشن ہو گئی کہ فجر کی بجائے ظہر کا گمان ہونے لگا۔

خضر بابا بولے: ''اس نور کے اور قریب آؤ یہاں تک کہ تمہارے لب اسے چھو لیں۔ لبوں سے چھونا قربت کی نشانی ہے۔''

جیسے ہی دونوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ انہیں محسوس ہوا کی ان کے اور حجر اسود کے درمیان ایک رابطہ قائم ہو گیا۔

خضر بابا بولے۔ ''اے بچو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ صلوٰۃ الوسطیٰ کی حفاظت کرو۔ صلوٰۃ الوسطیٰ اللہ تعالیٰ سے قلبی رابطہ ہے۔ جسے عصر کا وقت کہا گیا ہے۔ اس وقت اللہ کے نور سے تمہارا قلبی رابطہ قائم ہوا ہے۔ جس نور میں اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کا علم رکھا ہے۔ جیسے جیسے تمہارے حواس اس فریکوئنسی پر آگے بڑھتے جائیں گے تمہیں اس نور کا علم زیادہ سے زیادہ ہوتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمہارا دل کہہ اُٹھے گا کہ حجر اسود کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تمہارے دل کی نگاہ روح کی نظر ہے اور روح کی نظر شئے سے گزر کر خالق تک پہنچ جاتی ہے۔ مغرب اور عشاء وقت کی وہ گھڑیاں ہے جب روح کے حواس کائناتی ڈائی مینشن کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یعنی روح کی نظر کائنات کی حدود سے باہر دیکھنے لگتی ہے۔''

www.ksars.org

جیسے ہی خضر بابا نے فرمایا عاقب اور گلبدن کی آنکھوں کے سامنے ایک لمحے کو رات کا اندھیرا آگیا۔ او سب کچھ اس تاریکی میں غائب ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے ایک زوردار جھماکا ہوا اور انتہائی تیز تجلی نے ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ دونوں بے ساختہ سجدے میں گر پڑے۔ ان کے لبوں پر اللہ ھو کا ورد تھا۔ وہ جان چکے تھے کہ وقت کی ہر گھڑی میں ازل سے ابد تک ہر لمحے میں روح کی نظر اللہ کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتی۔ ہر شئے اپنی بقا کے لئے اللہ کی محتاج ہے۔

عاقب خضر بابا کے حکم کے مطابق وادی نوم ہیں آنے والوں کو ان کے کاموں میں رہبری کرتا۔ اس کے ساتھ ہی روزانہ وہ اور گلبدن اعراف کی سیر کو نکل جاتے۔ اعراف کی ہر چیز دنیا سے سینکڑوں گنا زیادہ ایڈوانس تھی۔ کئی چیزوں کو وہ خود ہی سمجھ جاتے اور کئی چیزوں میں انہیں فرشتوں کی اور خضر بابا کی مدد لینی پڑتی۔ ایک دن دونوں سیر کرتے کرتے اعراف کے دور دراز پہاڑی علاقے میں نکل آئے۔ یہ علاقہ بالکل سنسان تھا اور پہاڑوں میں جا بجا درے اور غار دکھائی دیئے۔ لیکن آبادی کے آثار نہ تھے۔

گلبدن بولی۔ ”عاب! ان غاروں میں یقیناً آبادیاں ہوں گی۔ چلو چل کر دیکھتے ہیں۔“

دونوں سامنے پہاڑ کے ایک غار میں داخل ہو گئے۔ اندر سخت اندھیرا تھا۔ عاقب نے گلبدن کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس اندھیرے میں ایک رعب دار آواز گونجی۔

”اے اندھیرے میں قدم رکھنے والے! شہنشاہ انیب کی جانب سے آپ کو سلام پیش کیا جاتا ہے۔“

www.ksars.org

اور اس آواز کے ساتھ ہی غار میں تیز روشنی پھیل گئی۔ عاقب اور گلبدن نے بیک زبان سلام کا جواب دیا۔اب ایک روشنی کی شعاع ان کے سامنے آکر ٹھہر گئی۔ ساتھ ہی آواز آئی:

''اس روشنی کے ساتھ اندر چلے آؤ۔''

دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے روشنی کی شعاع کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ غار میں اندر ہی اندر بہت دور تک چلنے کے بعد پتھر کے تراشے ہوئے بہت ہی بڑے دروازے نے غار کو آگے سے بند کر رکھا تھا۔ روشنی کی شعاع دروازے پر قفل کی جگہ ایک لمحے کو رک گئی۔ اسی وقت دروازہ کھل گیا اور ایک مضبوط جسم کے نوجوان نے آگے بڑھ کر دونوں کا استقبال مسکرا کر کیا۔ وہ نہایت خندہ رُوئی کے ساتھ بو۔

''شہنشاہ انیب کے مملکت میں داخلے کے لئے آپ کو خوش امدید کہا جاتا ہے۔''

☆☆☆

www.ksars.org

(چھبیسویں قسط)

اس کے ساتھ ہی ایک نہایت ہی لطیف بہت ہلکے سے رنگ کی روشنی چند سیکنڈ کے لئے دونوں پر چمکی اور اس کے بعد دونوں کے بدن روشنی کی چمک سے رچ گئے۔اس خوشبو نے دونوں کے اندر سے اجنبیت کے احساس کو مٹا کر اس کی جگہ خوشی اور انسیت کے جذبات بھر دیئے۔عاقب نے مسکرا کر اپنا نام بتایا۔ گلبدن نے بھی اپنا تعارف کرایا اور اسے بتایا کہ وہ اعراف کی سیر کے شوق میں یہاں تک پہنچے ہیں۔ وہ شخص انہیں ایک بہت خوبصورت کمرے میں لے کر آیا۔ یہاں کچھ لڑکے لڑکاں بیٹھے تھے۔اس نے انہیں بتایا کہ یہ یہاں کی سیر کو آئے ہیں۔ان میں سے ایک لڑکی نے اُٹھ کر ان سے ہاتھ ملایا اور بولی:

میں آپ کو یہاں کی سیر کے لئے لئے چلتی ہوں۔پہلے آپ کو چھ نوش فرمالیں۔''

یہ کہہ کر اس نے انہیں کچھ کھانے پینے کی چیزیں پیش کیں جو بہت ہی لذیز تھیں۔ پھر یہ تینوں غاروں کی سیر کو چل پڑے۔اس سیر نے عاقب اور گلبدن کو حیرت میں ڈال دیا۔ جسے وہ محض اندھیرا سا غار سمجھ کر داخل ہوئے تھے۔وہ تو نہایت ہی شاندار ملک نکلا۔اس کے اندر گیارہ عظیم الشان شہر تھے۔ہر شہر کی کوئی نہ کوئی خصوصیت تھی۔ایک شہر میں جگہ جگہ پہاڑوں سے آبشار نکل رہے تھے۔ان آبشاروں کی وجہ سے سارے شہر میں سبزہ، پھل اور پھول کثرت سے دکھائی دیئے۔ایک شہر میں نہایت ہی قسم قسم کے رنگ برنگے پرندے بے شمار تھے۔ یہ تمام پرندے لوگوں سے اس قدر مانوس تھے کہ ذرا سے اشارے پر ان کے ہاتھ اور کندھوں پر بیٹھتے تھے۔ علی الصبح اور شام کو سب مل کر نہایت ہی خوش الحانی سے ذکر کرتے۔ ایک شہر میں سینکڑوں قسم کی خوبصورت تتلیاں تھیں۔ اس شہر کے ہر گھر پر دروازے کے بجائے مختلف رنگوں کے ریشمی پردے لٹکے ہوئے تھے اور ان پردوں پر تتلیاں آکر بیٹھ

www.ksars.org

جاتیں۔ ہر پردے پر تتلیوں کا ایک نیا ڈیزائن دکھائی دیتا۔ یہاں اجنبیت کا تاثر ذرا نہیں تھا۔ ہر شئے ایک دوسرے سے مانوس تھی اس لڑکی نے بتایا:

یہاں ایک پورا شہر روشنیوں کی ریسرچ لیبارٹری ہے۔ جہاں لوگ روشنی میں ہر دم نئی نئی صفت تلاش کرتے رہتے ہیں اور اس روشنی کو لوگوں کے فائدے کے لئے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ تم دونوں پر جو روشنی چند سیکنڈ کے لئے اس وقت چمکی تھی جب تم اس مملکت میں داخل ہوئے تھے وہ روشنی ایسی ہے کہ جس سے اجنبیت کا خوف دل سے زائل ہو کر دوستی اور محبت کے جذبات دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔۔ جس کا تجربہ تم دونوں کر چکے ہو۔ یہاں اس پوری مملکت میں شہنشاہ کی جانب سے صبح و شام اس روشنی کو تھوری دیر کے لئے روشن کیا جاتا ہے۔''

یہ باتیں سن کر عاقب کے دل میں روشنیوں کی ریسرچ لیبارٹی دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس نے کہا:

''کیوں نہ ہم اس شہر کی جانب چلیں۔''

وہ لڑکی کہنے لگی: آج کے لئے اتنی سیر کافی ہے۔ اب شام ہونے والی ہے۔ آج آپ رات کے کھانے پر شہنشاہ انیب کے یہاں مدعو ہیں۔ میں آپ کو آپ کے کمرے میں لئے چلتی ہوں تاکہ آپ شہنشاہ کے حضور جانے کے لئے تیار ہو جائیں۔''

وہ لڑکی انہیں لے کر ایک جگہ پہنچی۔ جہاں کمرے میں ضرورت کی ہر شئے موجود تھی۔ حیران کن بات تو یہ تھی کہ ان کے ناپ کے نہایت اعلیٰ کپڑے بھی موجود تھے۔ اس لڑکی نے بتایا:

www.ksars.org

''ہمارے یہاں آنے والے مہمان کا سیر کے دوران ہی اسکین کر لیا جاتا ہے اور پھر اس کے مطابق اس کا لباس مشین آن کی آن میں تیار کر دیتی ہے۔''

دونوں نہادھو کر تیار ہو گئے۔ اس لباس نے دونوں کی سج دھج شاہانہ بنادی۔ دونوں ایک دوسرے کے حسن کو دیکھ کر شرما گئے۔ شہنشاہ انیب کے عظیم الشان دربار میں جب پہنچے تو بادشاہ دونوں کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور کھڑے ہو کر دونوں کو گلے سے لگایا اور اپنے قریب بٹھا کر ان سے یہاں کی سیر کے متعلق سوالات کرنے لگا۔ اس کے لطف و کرم کا یہ حال تھا کہ جیسے برسوں کا شناسا ہو۔ نہایت ہی پُر تکلف ضیافت کے بعد جب وہ رخصت ہونے لگے تو شہنشاہ نے ان سے کہا:

''اب جب کہ ہماری خوشبو آپ میں بس گئی ہے۔ آپ جب چاہیں ہمارے ملک کی سیر کو آ سکتے ہیں۔ ہمیں آپ کی دوستی پر رشک ہے۔''

وہ رات عاقب اور گلبدن نے محل کے قریب ہی ایک مہمان خانے میں گزاری۔ صبح ناشتے سے فارغ ہو کر دونوں اس لڑکی کے ساتھ ریسرچ لیباٹری والے شہر کی طرف چل پڑے۔ اس لڑکی نے بتایا:

''یہاں کی تقریباً پوری آبادی کا ذہن ریسرچ کی طرف مائل ہے یہ لوگ روشنیوں سے نئی نئی دریافت کرتے رہتے ہیں۔'' یہاں بڑے بڑے عجائبات دکھائی دیئے یہاں مختلف روشنیوں کی مختلف مقداروں کو ایک نقطے پر جمع کر کے ان سے نئی نئی چیزیں ایجاد کی جارہی تھیں۔ زندگی کے نمونے نئے زاویوں اور نئی صورتوں کے ساتھ ظہور میں آتے جاتے تھے۔ ان لوگوں کا کہنا تھا کہ قدرت کی ہر شئے میں روشنیوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ اگر روشنیوں کے شہود کے ساتھ ساتھ ان

www.ksars.org

کی منتقلی کے علوم بھی بندے کو حاصل ہو جائیں تو وہ روشنیوں سے مزید اشیاء کی تخلیق کر سکتا ہے۔

عاقب اور گلبدن اس لڑکی کے ساتھ یہاں کے سب سے بڑے ریسرچ سینٹر پہنچے اس سینٹر میں نہایت ہی جدید ترین کمپیوٹر ٹیکنالوجی پر کام کرنے والی مشینیں تھیں۔ڈیپارٹمنٹ کا ایک شخص ان دونوں کو ایک مشین پر لے گیا تاکہ انہیں عملی طور پر اس مشین کی کارکردگی دکھائی جائے۔عاقب نے مشین کے ایک مقام پر انگلی رکھی تو اسکرین پر عاقب کی پوری اسکریننگ اگئی کہ عاقب کے اندر کتنی روشنیاں کام کر رہی ہیں ان کی مقداریں کیا ہیں ان کی انرجی کی وولٹیج کیا ہے۔ان وولٹیج کی بنا پر روشنیوں کی مقداروں کے مزید کتنے عددی مجموعے بن سکتے ہیں اور شخصی کردار کے اعتبار سے ان مجموعوں سے ان کی فطرت کے مطابق کیا کام لیا جا سکتا ہے۔ مشین نے چارٹ میں ہر عددی مجموعے کا الگ الگ نام بھی بتا دیا۔ یہ تمام نام کائناتی اشیاء کے نام تھے کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی ساڑھے گیارہ ہزار اسمائے الٰہیہ کی جو روشنیاں کام کر رہی ہیں۔ یہ تمام روشنیاں انسان کی روح کے اندر ایک مربوط نظام کے ساتھ حرکت کر رہی ہے روشنیوں کی حرکات کے نظام کو اللہ تعالیٰ نے ''امرِ کن'' کا نام دیا ہے۔روشنیوں کی تمام حرکات امرِ کن کے دائرے میں ہیں۔روح اللہ تعالیٰ کے ساڑھے گیارہ ہزار اسمائے الٰہیہ کے انوار کا مجموعہ ہے۔اس مرکز سے روشنیاں نکل کر کائنات کے دائرے میں اپنا مظاہرہ کرتی ہیں۔ مظاہرہ روشنیوں کا عددی مجموعہ ہے۔ جو کائنات کی کوئی نہ کوئی شئے ہے۔اس تحقیقی ماہر نے کمپیوٹر کی اسکرین پر عاقب کی روشنیوں کے عددی مجموعوں کے نام کے نقوش اور خاکے بھی بنا کر دکھا دیئے۔ پھر اُس نے بتایا:

www.ksars.org

یہ تمام نقوش آپ کے کردار کا ایک جز ہیں۔ ہر نقش کی صلاحیت آپ کی فطرت میں داخل ہے۔ اس مشین کے ذریعے ہم لوگوں کی اسکریننگ کر کے انہیں ان کے اندر کام کرنے والی روشنیوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں تا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو پہچان کر ان سے ان کی فطرت کے مطابق کام لیں۔''

پھر وہ عاقب اور گلبدن کی نظروں کی گہرائی میں جھانکتے ہوئے کہنے لگا۔

''دوستو! حق تو یہ ہے کہ کائنات کی ہر حرکت اللہ کی نگاہ میں ہے جب روح اس حقیقت کو پہچان لیتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ روح نے اللہ کی نظر کو پہچان لیا۔ اللہ کی نظر نور ہے۔ اللہ کی نظر کی پہچان سے مراد روح کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے نور کا چشمہ پھوٹتا ہے۔ قرآن میں حضرت محمد الرسول ﷺ کے اسی لمحہ معراج کا ذکر بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ''دل نے جو دیکھا جھوٹ نہیں دیکھا۔'' اس جگہ روح کی آنکھ دل کو کہا گیا ہے۔ معراج کے اس لمحے میں زمین سے آسمان اور آسمانوں سے لامکان اور لامکان سے ذات باری تعالیٰ کی الوہیت تک روح محمدی ﷺ نے جو کچھ دیکھا وہ دل کا دیکھنا ہے۔ جس میں روح اللہ کی نظر کے نور میں کائنات کا مشاہدہ کرتی ہے ساری کائنات اللہ کی نظر کے نور میں ہے۔ کائنات کی اشیاء افراد ہیں۔ افراد کائنات 'اللہ کی نظر کے نور میں تخلیقی مراحل سبع سماوات یا سات آسمان ہیں جو تخلیقی زون ہیں۔ روح کی نظر آسمانوں سے گزر کر نور کی صفات میں دیکھتی ہے تو اسے اسمائے الٰہیہ کے علوم حاصل ہوتے ہیں اور کائناتی فارمولوں سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ قرآن میں حضور پاک ﷺ کے لمحہ معراج میں اس حقیقت کا انکشاف اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے کہ '' چھا رہا تھا سدرہ پر جو کچھ چھا رہا تھا اور انہوں ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔'' سدرۃ

www.ksars.org

المنتہیٰ پر چھانے والی تجلیات وانوار اسمائے الٰہیہ کے انوار کے وہ عددی مجموعے ہیں جو کائنات کے فارمولے ہیں۔ یہی عددی فارمولے اللہ تعالیٰ کے امر کن کے ساتھ کائنات کے دائرے میں نزول کرتے ہیں اور سات آسمانوں یا تخلیقی زون سے گزرتے ہوئے زمین پر آکر ظاہر ہو جاتے ہیں روح کی نظر اسمائے الٰہیہ یا اللہ کی صفات سے گزر کر ذات باری تعالیٰ کے نور کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ تب روح اپنی ذات کے اس مرکز کو دیکھ لیتی ہے جس مرکز سے نور کا چشمہ روح بن کر اس کے اندر پھوٹ رہا ہے۔ قرآن نے اسے رگ گلو کہا ہے اور حضور پاک ﷺ کے لمحہ معراج میں اللہ تعالیٰ کے نور کی اس وجہ قربت کو قاب قوسین کا نام دیا گیا ہے جس میں روح محمدی ﷺ نے اللہ کی ذات کا مشاہدہ کیا۔ روح محمدی ﷺ کی نظر کی بلند ترین پرواز کو مقام محمود کہا گیا ہے اور پست ترین حد کو تحت الثریٰ کا نام دیا گیا ہے۔ حضور پاک ﷺ کے لمحہ معراج میں روح محمدی ﷺ نے اپنی نظر کی بلند ترین حد سے لے کر پست ترین حد تک اللہ کے نور میں اپنا سفر طے کیا۔ اللہ کی نظر ہر شئے کو موجود دیکھتی ہے۔ اللہ کی نظر کی صفات روح محمدی ﷺ کے حواس بن گئی اور آپ ﷺ نے بیک نظر یہاں سے وہاں تک دیکھ لیا۔''

وہ شخص دونوں کی طرف بڑی اپنائیت سے مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہتا جا رہا تھا۔

''اے میرے دوستو! اللہ نے ہر شئے دو رخوں میں بنائی ہے، علم کا دوسرا رخ عمل ہے۔ علم روح ہے تو عمل اس روح کا جسم ہے۔ جسم سے مراد مظاہرہ ہے۔ کوئی علم اس وقت تک مکمل نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب تک اس علم کا مظاہرہ نہ ہو جائے۔ کائنات کی ہر شئے اللہ تعالیٰ کے علم کا ایک بند نقطہ ہے۔ انسان اپنی زندگی کے ہر زون میں ان بند نقطوں کو کھول رہا ہے۔ اگر کھولے گا نہیں تو پائے گا کیسے؟۔ دنیا میں انسان کا شعور و عقل ایک بند نقطے کی طرح ہے کہ بچہ جب دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو اسے خود اپنی

www.ksars.org

پہچان نہیں ہوتی۔ پھر عقل آہستہ آہستہ کھلتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بچہ جوان اور بوڑھا ہو کر اعراف میں پہنچ جاتا ہے۔ دنیا کا جوان و سن رسیدہ شعور اعراف میں پہنچ کر اعراف کا بچہ کہلاتا ہے۔ قدرت پھر اس بچے کی نشو نما اور تربیت کا اہتمام کرتی ہے تاکہ جوان ہو کر اپنی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرے۔ اعراف کے عالم میں ملک کا نظام اعراف کے جوان اور بالغ شعور لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو شئے کے اندر کام کرنے والی فطرت سے خوب واقف ہیں۔ جس کی وجہ سے دنیا کی طرح یہاں بد نظمی نہیں ہے۔ سزا و جزا کے قانون کے تحت یہاں فوراً ہی فیصلے ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بد عنوانیاں نہیں ہیں۔''

یہاں کی سیر کرانے کے بعد شہنشاہ انیب نے نہایت محبت کے ساتھ دونوں کو رخصت کیا۔ اس نے انہیں بہت ساری رنگا رنگ کی خوشبوئیں تحفہ میں دیتے ہوئے کہا:

''ان پر درج مقداروں کے مطابق جب بھی آپ ان خوشبوؤں کی متعین مقداریں پانی میں ڈالیں گے پانی میں پھول اور بوٹے اُگ آئیں گے۔ جو ہمارے ملک کے نامور سائنس دانوں کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان بوٹوں کو آپ پانی کی لہروں پر چھوڑ دیں تو یہ پانی کی روانی کو حرکت سے انرجی حاصل کرتے ہیں اور بڑھتے رہتے ہیں۔ اس طرح پانی کی لہروں پر آپ پورا باغ لگا سکتے ہیں۔ پانی کی لہروں کے ساتھ ساتھ ان بوٹوں کی ترتیب بھی بدلتی رہتی ہے۔''

عاقب اور گلبدن نے گردن جھکا کے اپنے تشکرانہ جذبات کا اظہار کیا اور سب کے خلوص و محبت کے ساتھ یہاں سے واپس لوٹے۔ غار سے باہر نکل کر انہوں نے پہاڑوں پر نظر ڈالی۔ پہاڑ اپنی وسعت اور اونچائی کے ساتھ اپنی ہیئت و استحکام کا اعلان کرتے دکھائی دیتے۔ ایسا خاموش اعلان جسے آنکھ تو دیکھ سکتی ہے مگر کان نہیں سن سکتے۔

www.ksars.org

گلبدن بولی: ''ایسا لگتا ہے جیسے پہاڑوں پر چھایا ہوا دور دور تک سناٹا شہنشاہ انیب کی مملکت کے اقتدار و دبدبے کا پُر جوش اعلان کر رہا ہے۔''

عاقب نے گلبدن کی تائید کی۔ ''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اس سناٹے کی کشش نے ہی تو ہمیں درے کے اندر کھینچا تھا۔''

گلبدن بولی: ''عاقب کیا ایسا نہیں ہے کہ ہر شئے اپنے آپ کو نظر کے سامنے لانا چاہتی ہے تاکہ نگاہ اسے دیکھ لے اور اسے اس کی خوبیوں کے ساتھ پہچان لے۔''

عاقب نے کہا: ''اللہ کی فکر ہر شئے کا فطری تقاضہ ہے۔ اللہ کی صفات اللہ کی نگاہ کے سامنے اپنے خزانوں کو ظاہر کرنا چاہتی تھیں تاکہ ذات کے اندر انہیں خود اپنے مقام کی پہچان ہو جائے۔ اللہ کی رحمت کے احاطے میں صفات الٰہیہ نے اپنے انمول خزانے نگاہ کے سامنے ظاہر کر دیئے۔ اللہ کی نگاہ کے سامنے ہر صفت ایک نام کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ صفتِ رحمت نظر خداوندی کے دائرے میں رحمت العالمین ﷺ کہلائی۔ اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو کائنات کا مظاہرہ نہ ہوتا۔ اسی وجہ سے حضور پاک ﷺ کو باعث تخلیق کائنات کہا گیا ہے۔''

گلبدن کے دل میں محبت کی شدید لہر اُٹھی۔ وہ بے چین ہو کر بولی: ''عاقب میرا بڑا ہی جی چاہتا ہے کہ میں حضور پاک ﷺ کا دیدار کروں۔ میں خضر بابا سے ضرور اس کی التجا کروں گی۔ کہ وہ کبھی ہمیں ان کا دیدار کرا دیں۔''

www.ksars.org

عاقب کے اندر بھی شوق دیدار ابھر آیا۔ وہ فوراً بول پڑا: ''تم نے میرے دل کی بات کر دی۔''

اسی طرح باتیں کرتے کرتے وہ پل دو پل میں اپنے گھر پہنچ گئے۔ گھر میں داخل ہوئے تو خادم فرشتوں نے بڑی ہی خوشی سے دونوں کا استقبال کلیاان کے ہاتھوں میں نور کی چھوٹی چھوٹی گیندیں تھیں انہیں وہ دباتے تو اس کے اندر سے روشنی کی رنگارنگ شعاعیں پچکاریوں کی صورت میں نکل کر عاقب اور گلبدن کے بدنوں کو چھو دیتیں جس کے لطف سے دونوں کے بدن لطیف اور انوکھے انداز میں لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی فرشتے نہایت ہی حسین سروں میں دونوں کی تعریف کے گانے گاتے جاتے۔ اس کے ساتھ ہی انواع واقسام کے کھانوں سے دستر خوان سجا ہوا تھا۔ گلبدن اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کی خوشی میں سرشار سریلی آواز میں کہنے لگی۔

''عاقب! ہم نے تو کبھی اپنے خواب و خیال میں بھی نہ سوچا تھا کہ ہمارے رب نے ایسے انمول و حسین لمحات اپنے تصور میں ہمارے لئے محفوظ رکھے ہیں۔''

دونوں کی زبان سے بیک وقت نکلا۔ ''ہمارا رب ہم سے بے پناہ محبت رکھتا ہے۔''

ضیافت سے فارغ ہو کر دونوں فرشتوں کی مدد سے باغ کے ایک کونے میں بڑا سا تالاب بنا کر اس میں پانی بھر کے اس کے اندر لہریں پیدا کرنے کا سسٹم لگایا۔ اور شہنشاہ انیب کے دیئے ہوئے بوٹوں کو اس تالاب میں بو دیا۔ فرشتوں نے تالاب کا ڈیزائن نہایت خوبصرت بنایا تھا۔ اس پر رنگ و روشنی کے یہ پھول و پودے لہروں کے زیر و بم پر رقص کرتے ہوئے جلترنگ کے ساز فضا میں بکھیرنے لگے۔ فرشتوں کی مدد سے یہ باغ اتنی تیزی سے مکمل ہو گیا کہ دونوں حیران رہ گئے۔

www.ksars.org

گلبدن بولی۔ ''عاقب دنیا میں تو اتنی جلدی چند بیج بھی زمین میں نہیں بوئے جا سکتے۔ یہ عالم اس عالم سے کتنا مختلف ہے۔''

عاقب نے کہا۔ ''کیوں نہ ہم خضر بابا اور ممی پاپا کو یہاں آنے کی دعوت دیں۔ خضر بابا کو تو ہمیں اپنی سیر کی رپورٹ بھی دینی ہے۔ وہ لوگ باغ کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔''

عاقب نے خیال کی لہروں پر ممی پاپا اور خضر بابا کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ گلبدن نے حوض کے اطراف میں مہمانوں کے لئے نشست کا انتظام کرنے کے لئے خادم فرشتوں کو حکم دیا۔ کچھ ہی دیر میں خضر بابا اور عاقب کے ممی پاپا آ گئے۔ گلبدن اور عاقب انہیں باغ کے پاس لائے جیسے ہی وہ تالاب کے قریب پہنچے تمام پودوں اور پھولوں نے خوبصورت انداز میں ہل ہل کر انہیں خوش امدید کہا اور تالاب کی لہریں خوشیوں بھرے ساز چھیڑنے لگیں۔ تینوں بہت خوش ہوئے۔ عاقب اور گلبدن نے غاروں کی وادی کے شہنشاہ انیب کی مملکت کی سیر کی روئداد بیان کی اور شہنشاہ انیب کی بہت تعریف کی۔

خضر بابا نے فرمایا۔ ''یقیناً شہنشاہ انیب اسی لائق ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے۔ قدرت کا قانون یہ ہے کہ غیب کے عالمین میں اسی کی تعریف کی جاتی ہے جو اپنے آپ کو دنیا میں تعریف کا اہل ثابت کر دیتا ہے۔ قدرت کے نزدیک تعریف کا اہل وہ ہے جسے اللہ تعریف کے لائق جانتا ہے۔ اللہ کی نظر انسان کے اندر کام کرنے والے امر کی حرکات پر ہوتی ہے۔ جب کہ ادمی کی نظر اپنی ظاہری حرکات کو دیکھتی ہے۔ حق اور باطل میں یہی فرق ہے۔ حق کی نظر نور میں دیکھتی ہے اور باطل کی نظر ناسوتی روشنیوں میں حق کے سامنے باطلانہ نظریات اسی طرح دم توڑ دیتے ہیں۔ جیسے سورج کی روشنی کے سامنے اندھیرا ہے اور اندھیرے کی ہر تخلیق عارضی ہے۔ حق نور ہے اور نور اللہ کی صفت ہے۔ اللہ اپنی ذات و

www.ksars.org

صفات کے ساتھ حی و قیوم ہے۔ قرآن میں حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی کے واقعہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ یہی سبق سمجھا رہے ہیں۔ حضر نوح علیہ السلام حق کا وہ سورج ہیں جو ساری دنیا کے باطل کے سامنے اندھیرے سے ساڑھے نو سو سال تک نبرد آزمارہے بالآخر جیت حق کی ہوئی اور ساری دنیا حق کے سورج کی روشنی میں اندھیرے کی طرح غائب ہو گئی۔"

پھر خضر بابا نے عاقب کو خاص طور سے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا۔ "اللہ نے سیر و سیاحت کے حکم میں یہ حکمت رکھی ہے کہ سیر و سیاحت کے ذریعے فرد صلاحیتوں اور کائناتی شعور سے باخبر ہو جائے اشیاء میں تصرف کرنے کا بنیادی اصول نوعی شعور اور کائناتی شعور کا آدمی کے اندر متحرک ہونا ہے۔ اب جب تم وادی نوم میں دنیا سے آنے والے افراد کو نیند کی حالت میں تصرف کرو گے تو انہیں عالم اعراف کی دیکھی ہوئی چیزوں اور واقعات کی خبریں پہنچاؤ تاکہ تمہاری اطلاعات کو خواب کی تصویروں اور تصور کے خاکوں کی صورت میں دیکھیں اور دنیا میں تمہاری انسپائریشن پر عمل کر کے اپنی عملی زندگی کو ترتیب ددیں۔ انھیں بتاؤ کہ دنیاوالوں کے لئے خواب کی زندگی پر توجہ دینا جاگنے کی حالت میں گزارنے والی زندگی سے زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ خیالات کے تانے بانے کے اوپر ہی اعمال کے نقش و نگار بنتے ہیں۔"

گلبدن اور عاقب نے خضر بابا سے نہایت ہی اشتیاق کے ساتھ درخواست کی کہ اگر اللہ پاک کی مہربانی ان پر ایسی ہو جائے کہ وہ ایک نظر حضور پاک ﷺ کا دیدار کر سکیں تو ان کی روح کو تازگی مل جائے گی۔

www.ksars.org

خضر بابا نے ان کے اشتیاق پر گہری نگاہ ڈالی اور فرمایا۔ ''اے میرے بچو! روح کا ہر تقاضہ وقت کا ایک پل ہے جب یہ لمحہ انسانی شعور میں داخل ہو جاتا ہے تو اس لمحے کی کیفیات احساس کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔ عنقریب ہی تم اپنی مراد کو پہنچ جاؤ گے۔ اللہ کی تائید اور نصرت تمہارے ساتھ ہے۔''

www.ksars.org

(ستائیسویں قسط)

گلبدن اور عاقب نے خوشی اور عقیدت کے مارے خضر بابا کے قدم چوم لئے خضر بابااور ممی پاپا کے جانے کے بعد گلبدن اور عاقب حضور پاک ﷺ سے ملاقات کرنے کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ گلبدن کہنے لگی۔

"اگر مجھے حضور پاک ﷺ کو قریب سے سلام کرنے کا موقعہ مل گیا تو میں ضرور آپ ﷺ سے درخواست کروں گی کہ اپنے قدم چومنے کی اجازت دی جائے۔"

عاقب نے کہا۔ "حضور پاک ﷺ کے قدم چومنے کی خواہش تو میری بھی ہے اگر حضور پاک ﷺ اس کی اجازات دے دیں تو میرا خواب سچا ہو جائے گا۔ میں نے اپنی دنیا کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا۔ شاید میں نے اس کا ذکر بھی تم سے کیا تھا۔ میں نے دیکھا تھا کہ بڑی سی ایک نہایت ہی روشن قندیل ہے اس کی روشنی انتہائی شفاف اور لطیف ہے اور قندیل کے اطراف دائرے کی صورت میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس قندیل سے بہت دور تک روشنی ہو رہی ہے اچانک میرے اندر ہی ایک آواز گونجتی ہے۔۔۔ دیدار عطا فرمادیجئے یارحمت اللعالمین ﷺ۔۔۔۔ میں اس آواز پر چونک اُٹھتا ہوں اور یہ جاننے کی کوشش میں کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے قندیل کی روشنی کے دائرے سے نظر آہستہ آہستہ قندیل کی طرف سمٹتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ میری نظر قندیل کی بتی کی طرف جاتی ہے۔ پہلی نگاہ میں مجھے جلتی ہوئی بتی اور اس کا شعلہ دکھائی دیتا ہے پھر ایک لمحے کے بعد جب نظر اس شعلے پر ٹھہر جاتی ہے تو اس میں سے وہی آواز آتی ہے۔۔۔ دیدار عطا فرمادیجئے یارحمت العالمین ﷺ۔۔۔ اس آواز پر میری توجہ پوری کی پوری اس جانب ہو جاتی ہے کہ یہ آواز کس کی ہے؟ اب نگاہ دیکھتی ہے کہ اس بتی کے شعلے سے پیدا ہونے والی روشنی

www.ksars.org

انسان کی ایک صورت کی مانند ہے۔اس صورت نے بتی اور شعلے دونوں کا احاطہ کر رکھا ہے۔ذہن میں اسی وقت خیال آتا ہے یہ صورت میں ہوں میں آدمی ہوں میں بشر ہوں اور یہ آواز اس بشر کے اندر جلنے والے شعلے سے پیدا ہو رہی ہے میری نگاہ بھرپور توجہ کے ساتھ اس شعلے پر مرکوز ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ تیز ہوتی جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ شعلے کی روشنی بھی بڑھتی جاتی ہے اور میرا وجود بھی دائرے کی صورت میں بڑھنے لگتا ہے ساتھ ہی رحمت العالمین ﷺ کے دیدار کا اشتیاق بھی زور پکڑتا جاتا ہے یہاں تک کہ یہ آواز انتہائی تیز رفتاری پکڑ لیتی ہے۔میرا وجود پھیلتے پھیلتے قندیل کی روشنی کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے اور بالآخر قندیل کی روشنی کے دائرے کے پھیلاؤ کی آخری سطح کو چھو دیتا ہے اس کے ساتھ ہی دل کا تقاضہ روح کی آواز بن کر زبان پر آ جاتا ہے۔خواب میں ہی میرے منہ پر یہ الفاظ آ جاتے ہیں۔"دیدار عطا فرما دیجئے یا رحمت العالمین ﷺ"۔اور خود اپنی ہی آواز پر میں بیدار ہو جاتا ہوں۔یہ خواب میں نے شادی سے پہلے دیکھا تھا۔ممی پاپا سے اس کا ذکر کیا تو پاپا کہنے لگے۔۔۔بیٹا! اچھا خواب غیب کی اطلاعات میں سے ہوتا ہے۔بعض حالات میں یہ اطلاعات دنیا میں ہی عملی طور پر سامنے آ جاتی ہے اور بعض وقت مرنے کے بعد اعراف کی زندگی میں لحات کے یہ نقوش سامنے آتے ہیں۔جنہیں خواب میں دیکھا جا چکا ہے۔پھر دونوں نے مجھے دعا دی کہ اللہ پاک اپنے پیارے رسول ﷺ کی رحمت سے تمہیں رحمت اللعالمین ﷺ کا دیدار کرائے۔۔"

گلبدن کہنے لگی۔"ماں باپ کی دعائیں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔اللہ ہماری روح کے تقاضے پورے کرنے والا ہے۔"

www.ksars.org

پھر وہ خلاء میں دیکھتے ہوئے سوچنے کے انداز میں بولی۔ ’’عاقب مجھے بھی یاد آرہا ہے دنیا کی زندگی میں میں نے بھی نوجوانی میں ایک خواب دیکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میں سخت پیاسی ہوں۔ پیاس کے بارے میری زبان حلق تک سوکھ رہی ہے۔ میں آسمان پر دیکھ کر کہتی ہوں۔ یااللہ ! مجھے پانی چاہیئے۔ اسی وقت بارش کی بوندیں برسنے لگتی ہیں اور میں اپنے ہاتھوں میں چلو بھر بھر کے پانی پینے لگی، جب سیراب ہوگئی تو میں نے کہا۔ یااللہ آپ کا شکریہ اور پھر سے اپنی راہ پر چل پری۔ میں اپنے کاموں میں اس قدر مگن ہوگئی کہ میرے ذہن سے بھی نکل گیا کہ میں کبھی اس قدر پیاس سے بے تاب تھی۔ اسی دوران میں اپنے اوپر وقتاً وقتاً دیکھتی کہ میرے اوپر پانی کی بوندیں چمٹی ہوئی ہیں۔ یہ دیکھ کر ایک لمحے کو خیال آتا۔ یہ اللہ کی رحمت ہے۔ پھر دوسرے لمحے میں اپنے کام میں مگن ہو جاتی۔ اور اس طرف سے ذہن ہٹ جاتا۔ تھوری دیر بعد ہی پھر مجھے پیاس لگی۔ پیاس بڑھتے بڑھتے اس قدر تیز ہوگئی کہ پھر پہلے کی طرح میری زبان حلق تک خشک ہوگئی اب میری ساری توجہ اپنی پیاس کی طرف چلی گئی۔ میں بے قراری میں اِدھر سے اُدھر پانی تلاش کرنے لگی۔ اتنے میں مجھے خیال آیا کہ میرے بدن پر پانی کی بوندیں چپکی ہوئی ہیں۔ ان سے ہی اپنا حلق تر کرلوں مگر جب بدن پر ہاتھ پھیرتی ہوں تو بدن بھی سوکھا ہے۔ میں پہلے کی طرح آسمان کی طرف دیکھ کر ہاتھ اُٹھا کر پانی کی دعا کرتی ہوں تو وہاں سے بھی خاموشی ہے۔ تشنگی کے عالم میں پیاس کی تکلیف مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ اس بار میری دعا قبول ہونے میں کیوں دیر لگ رہی ہے؟ تب میرا دل مجھے یاد دلاتا ہے کہ پانی کی ہر بوند اللہ کی رحمت ہے۔ اسی وقت میں تپتی زمین پر سجدے میں گر جاتی ہوں اور کہتی ہوں یارحمت اللعالمین ﷺ میری پیاس بجھا دیجئے۔ ابھی میں سجدے سے سر اُٹھا رہی ہوتی ہوں کہ زور دار بجلی چمکتی ہے اور موسلا دھار بارش ہونے لگتی ہے۔ میرے اندر باہر سیرابی کا احساس ہونے لگتا ہے اور

www.ksars.org

میری زبان سے بار بار یہ الفاظ نکلنے لگتے ہیں۔ یار حمت اللعالمین ﷺ۔ یار حمت اللعالمین ﷺ۔ یار حمت اللعالمین ﷺ۔۔۔اور اسی آواز پر میں بیدار ہو جاتی ہوں۔''

عاقب ہر روز خضر بابا کی ہدایات کے مطابق وادی نوم میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتا۔

گلبدن کے ذمہ خضر بابا نے یہ کام لگایا کہ

''ایسے بچے جو دنیا میں پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں یا بالکل کم سنی کی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ان کا شعور دنیا کی بجائے اعراف کے لیول سے شروع ہوتا ہے۔دنیا میں آدمی اچھے اور بُرے کی تمیز کرنا سیکھتا ہے۔گلبدن کو یہ ڈیوٹی دی گئی کہ وہ اعراف کے ان بچوں کو اچھائی اور برائی کی حقیقت سے آگاہ کرے۔ خضر بابا نے ہدایت دی کہ ''ان بچوں کو بتایا جائے کہ اچھائی اور بُرائی روشنیوں کی متعین مقداریں ہیں۔ روشنیوں کی وہ مقداریں جن کو جذب کرنے سے عقل کی روشنی بڑھتی ہے اچھائی ہیں اور وہ مقداریں جن کے جذب کرنے سے عقل میں روشنی کی بجائے تاریکی پھیل جاتی ہے برائی ہیں۔دونوں قسم کی مقداریں آدمی کے حواس میں جذب ہو کر ادراک اور احساس کی سطح پر اپنے اپنے نقوش بناتی ہیں۔ہر فرد اپنے حواس کے ذریعے ان نقوش کے ساتھ منسلک ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے اعمال کی اچھائی اور خرابی سے نفع نقصان اُٹھاتا ہے۔بالکل اسی طرح جیسے صحت بخش اور سڑا گلا کھانا آدمی کو فائدہ یا نقصان پہنچاتا ہے۔اعراف کے بچوں کو بھی زندگی کے لئے رہنمائی کی ضرورت ہے۔''

خضر بابا نے مزید بتایا۔''دنیا کی زندگی میں آدمی انفرادی حیثیت سے آشنا ہوتا ہے۔وہ پہلے خود کو دنیا کے ایک فرد کی حیثیت سے پہچانتا ہے اور پھر ہر شئے کی انفرادی نوعیت اور تقاضوں کو جاننے کی کوشش کرتا ہے۔اعراف کا شعور نوعی شعور ہے۔جس میں رہتے ہوئے آدمی اپنے نوعی تقاضوں کے ساتھ ساتھ

www.ksars.org

تمام انواع کے نوعی تقاضوں کو پہچاننے کی صلاحیت ابھارتا ہے۔ جو بچے دنیا میں پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں۔ ان کے شعور کی ابتدا انفرادی شعور کی بجائے نوعی شعور سے شروع ہوتی ہے مگر ماں کے رحم میں حمل کا قرار پانا انفرادی شعور کی نشانی ہے۔ پس اعراف میں ایسے بچوں کو نوعی اور کائناتی شعور کے اندر رہتے ہوئے اپنی انفرادیت کو برقرار رکھنا سکھایا جاتا ہے۔''

گلبدن خضر بابا کی لگائی ہوئی ڈیوٹی سے بہت خوش ہوئی۔ اسے بچوں سے بہت لگاؤ تھا۔ دنیا میں وہ اپنے بچوں کے لئے بہت اچھی ماں ثابت ہوئی تھی۔ یہاں بھی اپنا من پسند کام ملنے پر اس کی روح جھوم اُٹھی۔ وہ بچوں کو ماحول کی مثالیں دے کر سمجھاتی۔ ایک دن وہ سب باغ میں موجود تھے۔ گلشن پر بہار آئی ہوئی تھی۔ ڈالی ڈالی رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے لہلہاتی بہار نے پرندوں میں زندگی کا ولولہ ابھار دیا۔ فضا سُر اور راگنیوں سے سرشار ہوگئی۔ ہوا کے لطیف جھونکے بچوں کے کومل بدن کو گدگدانے لگے۔ سب کے چہروں پر بہار کے رنگ بکھر گئے۔ معصوم بچے جیسے نازک نازک کلیاں۔ گلبدن کے سینے میں ممتا کا طوفان جوش مارنے لگا۔ وہ

بچوں کی طرف پیار سے دیکھتے ہوئے بولی۔ ''دیکھو بچو! فطرت نے ہر شئے کو کس طرح اپنی آغوش میں سمیٹ رکھا ہے کہ ہر شئے اس کی آغوش کے گداز سے لطف اندوز ہو رہی ہے۔ فطرت اپنا لطف و کرم ہر شئے میں تقسیم کر رہی ہے۔ پھول، پودے، ہوا، پرندے، انسان ساری مخلوق اپنے اپنے طور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا اظہار کر رہی ہے۔ مخلوق کے ذریعے اپنی نعمتوں کے اظہار کو دیکھ کر اللہ اور زیادہ خوش ہوتا ہے۔۔۔ اور زیادہ کرم و فضل کرتا ہے۔ پھر وہ کرم کے اس رشتے میں خالق اور مخلوق دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ قدرت اس تعلق کو برقرار رکھنے کا پورا پورا اہتمام کرتی ہے وہ اپنی تمام مخلوق

www.ksars.org

کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔ مخلوق پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی ضروریات کے ساتھ ساتھ دوسروں کی ضروریات کا احترام کرے۔ اب اس باغ کو دیکھو، اس کی رونق ان پھولوں سے ہے اگر ہوا کے جھونکے ان پھولوں کو ڈالیوں سے جدا کر دیں تو گلشن ویران ہو جائے گا۔ پرندے اُڑ جائیں گے۔ ہم لوگ اس باغ میں سیر کرنے نہیں آئینگے۔ اگر آئے بھی تو اس کو دیکھ کر ہمیں خوشی نہیں ہو گی۔ کائنات میں ہر خوشی دوسرے کی خوشی کے ساتھ وابستہ ہے دوسروں کی خوشی کو سمجھنے کے لئے اپنی خوشی کی طرف دھیان دو۔ جس سے تم خوش ہوتے ہو اس سے سب خوش ہوتے ہیں۔ ایک ہی شعور سب کے اندر کام کر رہا ہے۔"

پھر وہ بچوں کے اندر جذبہ شوق کو اُبھارنے کی نیت سے بولی۔ "بچو! کیوں نہ ہم اس وقت سب تتلی بن جائیں۔ وہ دیکھو وہ جو تتلی تم دیکھ رہے ہو نا۔" وہ ایک جانب انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "اس تتلی کو غور سے دیکھو کس طرح ایک پھول سے دوسرے پھول پر بیٹھتی ہے۔ اس کے قریب جا کر نہ جانے کیا کہتی ہے۔ ہم بھی تتلی بن کر پھولوں کے قریب جاتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ پھول اور تتلی میں کیا باتیں ہوتی ہیں؟"

سارے بچوں کا ذوق شوق ان کی آنکھوں سے چھلکنے لگا۔ وہ سب خوشی سے چلا اُٹھے۔ "اے شفیق ماں! ہمیں تتلی بنا دو۔"

گلبدن نے اپنے داہنے ہاتھ کو اوپر اُٹھا کر فضاء میں اشارہ کیا۔ اسی وقت اوپر سے ایک سنہری پروں والا جگمگاتا فرشتہ اُڑتا ہوا نیچے آیا۔ اور گلبدن کے قریب ادب سے کھڑے ہو کر سر جھکا کر سلام کرنے کے بعد بولا۔

www.ksars.org

''اے ماہ منیر! میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔''گلبدن مسکرا کر بولی۔''سلامتی ہو تم پر اے فرشتے۔ ہم سب کے لئے تتلی والا لباس مہیا کرو۔''

فرشتہ حکم سنتے ہی اُڑا اور اگلے ہی لمحے وہ پھر فضاء سے اترتا دکھائی دیا۔ جیسے ہی اس کے قدم فرش سے لگے۔ اس نے ہاتھوں میں پکڑا خوان گلبدن کی طرف بڑھا دیا۔ گلبدن نے خوان پوش ہٹایا۔ تو اس کے اندر بہت سارے تتلی کے لباس رکھے ہوئے تھے۔ سب نے اپنے اپنے لباس لے لئے۔ یہ لباس ان کے جسم پر کھال کی طرح منڈھ گئے۔ ان کے لطیف اجسام تتلی کے گلاف میں سمٹ گئے۔ ننھی منی تتلیوں نے گلبدن کو چاروں طرف گھیر لیا۔ ملکہ تتلی اپنی جگہ سے اُڑی اور اس کے پیچھے پیچھے تتلیوں کا پورا غول اُڑنے لگا۔ پہلے انہوں نے پورے باغ کا ایک چکر لگایا۔ فضاء میں اڑنے کا ان کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ ویسے تو وہ اپنے جسموں کے ساتھ ادھر سے اُدھر آسانی کے ساتھ اڑتے جاتے تھے۔ مگر انسانی صورت کے علاوہ دوسری صورت میں فضا میں اڑنے کا یہ پہلا موقع تھا۔ تھوڑی سی اڑان کے بعد ہی گلبدن نے یہ جان لیا کہ پروں سے فضا میں پاؤں کا کام لیا جاتا ہے۔ جس طرح زمین پر چلتے ہوئے پاؤں کی حرکات کے ذریعے جسم کو زمین پر کھڑا رکھنے، دوڑنے اور چلنے کا کام لیا جاتا ہے اسی طرح پروں کے ذریعے فضا میں سفر کیا جاتا ہے۔ اس نے تمام بچوں کو پکار کر کہا۔''اے بچو! تتلیوں کے پر ان کے فضائی پاؤں ہیں۔ جن کے ذریعے وہ فضا میں اپنے جسم کی حرکات کو کنٹرول کرتی ہے۔ جاؤ اور پھولوں سے دوستی کرو۔ ہر تتلی گلبدن کی آواز پر فضا میں لہراتی ہوئی آ کر کسی نہ کسی ڈال پر بیٹھ گئی۔ گلبدن ایک اونچی سے شاخ پر بیٹھی تتلیوں اور پھولوں کا تماشا دیکھتی رہی۔ اس نے دیکھا کہیں کسی تتلی کے پروں تلے پھول سمٹ رہا ہے اور کہیں کسی پھولوں کی آغوش میں تتلی بیٹھی ہوئی پھول سے رنگ چرا رہی ہے۔ قدرت کی مضبوط پناہوں میں فطرت کی اٹھکیلیاں جاری

www.ksars.org

تھیں۔ ملکہ تتلی نے بھی اس اونچی شاخ پر کھلے ہوئے بڑے سے پھول پر اپنے پَر پھیلا دیئے۔ ”اے گل داؤدی! کیا تم مجھ سے دوستی کرنا پسند کرو گے۔“

پھول نے پروں کے نیچے اپنی پتیوں کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔ ”اے گلبدن! نام میں تو ہم دونوں گل ہیں۔ مگر تم میں اور مجھ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آج تم تتلی کے بہروپ میں میرے قریب ہو کل کسی اور روپ میں مجھ سے دور چلی جاؤ گی۔ پھر ہماری دوستی کیسے نبھے گی؟“

گلبدن کو ایک پھول سے ایسی حکیمانہ باتیں سننے کی توقع نہیں تھی۔ وہ چونک گئی۔ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ ”اللہ کی شان ہے۔ ہر ذرّہ اس کی نشانی ہے۔“

ملکہ تتلی نے اپنے پروں سے پھول کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ ”اے گل داؤدی! اس وقت کا ہمارا ملنا ہمارے اختیار میں کب تھا۔ نہ تم مجھے جانتے تھے نہ میں تمہیں پہچانتی تھی۔ وقت نے ہمیں ایک دوسرے کے سامنے لا کھڑا کر دیا۔ اللہ کے ارادے کی یہ ڈور جس میں ہم تم بندھے ہیں۔ پھر دوبارہ جب بھی ہلے گی۔ ہم پھر ایک دوسرے کو قریب پائیں گے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔“

خشیئت الٰہی نے پھول کے روئیں روئیں میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ وہ عظمت خداوندی کے دبدبے سے کانپتے ہوئے بولا۔ ”اے ملکہ تتلی! میری یہ خواہش ہو گی کہ میرا رب بار بار وقت کی اس ڈور کو جنبش دے تاکہ ہم بار بار ایک دوسرے سے ملیں۔“

وقت تو ستاروں کی گردش کا عمل ہے۔ جب تک ستارے گردش میں رہیں گے۔ ان کی حرکت ان کے عمل کی صورت میں ان کے ساتھ لپٹی رہے گی اور وقت کی اس ڈور میں ستاروں پر بسنے

www.ksars.org

والی تمام مخلوق موتی کے دانوں کی طرح پروئی ہوئی ہے۔ ڈور لپٹتی جاتی ہے۔ وقت گزر جاتا ہے۔ مخلوق کے تقاضے بھوک کی طرح بڑھے چلے جاتے ہیں۔

عاقب اور گلبدن کے اندر بھی حضور پاک ﷺ سے ملنے کی تمنا بڑھتی چلی گئی۔ وہ روز جب بھی اکٹھے ہوتے کتنی کتنی دیر تک حضور پاک ﷺ کی باتیں ہی کرتے رہتے۔ غیب کے بہت سارے اسرار مرنے کے بعد ان پر کھل چکے تھے۔ مگر فکرِ تجسس تو لامحدودیت میں غوطہ خور ہے عقل کے اندر سوالات کا ایک لا متناہی سلسلہ گزر رہا ہے۔ ایک دن گلبدن عاقب سے کہنے لگی۔

''عاقب! حضور پاک ﷺ کے وجود کی نوعیت کس پر ہو گی؟ آخر اس عالم کی رعایا اپنے بادشاہ کو دیکھتی ہی ہے۔ جیسے دنیا میں حضور پاک ﷺ کو لوگوں نے دیکھا۔''

عاقب کہنے لگا۔ ''اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر عالم میں حضور پاک ﷺ کا ایک نقش حکمرانی کر رہا ہے۔''

گلبدن بولی۔ ''کیوں نہ ہم خضر بابا سے بات کریں۔ وہ ہمیں صحیح جواب دے سکتے ہیں۔''

عاقب نے فرشتے کے ذریعے خضر بابا کو ملنے کا پیغام بھجوایا۔ خضر بابا نے شام کے وقت دریا کنارے ملنے کا وقت دیا۔ گلبدن خضر بابا کے لئے اپنے باغ سے کچھ پھول لے گئی۔ خضر بابا دریا کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھے لہروں کے زیر و بم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ انہوں نے پیار سے دونوں کو گلے لگایا پھول لے کر بہت خوش ہوئے۔ پھر دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

www.ksars.org

"ہاں بھئی اب بتاؤ۔ کیسے یاد کیا؟"

گلبدن بولی۔ "خضر بابا! حضور پاک ﷺ ساری کائنات کے بادشاہ ہیں۔ تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں۔ تو پھر تمام عالمین میں آپ کی موجودگی بھی یقینی بات ہے ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ مختلف عالمین میں حضور پاک ﷺ کی موجودگی ایک ہی وقت میں کس طرح ظہور میں آرہی ہے۔ قدرت کے تمام مظاہرات کے پس پردہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے کچھ قوانین کام کررہے ہیں۔ ہم ان قوانین کو سمجھنا چاہتے ہیں۔"

خضر بابا چند لمحے دونوں کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کی ذات بے شمار صفات کا مجموعہ ہے۔ صفات نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر صفت کی پہچان ایک اسم کے ساتھ کرآئی ہے۔ اسم بصیر کے نور کے بغیر کائنات اندھی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ہر اسم کائنات کے کسی نہ کسی نظام کا سورس ہے۔ ان نظاموں کا سمجھنے والے شعور و عقل کا نام حقیقت محمدی ہے۔ جو نور کو دیکھنے والی نظر ہے۔ اور نور کو اللہ کے ارادے کے مطابق سمجھنے والی عقل ہے۔ یہ عقل اللہ کے نور کے ساتھ وابستہ ہے۔ جس طرح تمام عالمین میں اللہ کا نور پھیلا ہوا ہے۔ اسی طرح تمام عالمین میں اللہ کے نور کو دیکھنے والی نظر اور اس کے تخلیقی علوم وماوراء کو سمجھنے والی عقل کا پھیلاؤ ہے۔ اس شعور کو باعث کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد الرسول اللہ ﷺ کا نام دیا گیا ہے۔ ہر عالم میں اللہ تعالیٰ کے مخصوص انوار الٰہیہ موجود ہیں اس عالم میں ان کے انوار کو سمجھنے والی عقل بھی موجود ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ شعور و عقل کے مطابق اسمائے الٰہیہ کی تخلیقی صفات کا مشاہدہ کرتی ہے۔ مشاہدہ حق کرنے والی یہ نظر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے اللہ تعالیٰ نے اس حوالے سے اپنے کلام میں مومنین کو حضور پاک ﷺ کے لئے "انظرنا" کہہ

www.ksars.org

کر پکارنے کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ پاک کی نظر مشاہدہ حق میں مشغول روح محمدی ﷺ پر ہے۔ پوری کائنات کو اللہ تعالیٰ کے حکم کن سے وجود میں آچکی ہے یہ پوری کائنات ایک ایسی اسکرین ہے جس پر اسمائے الٰہیہ کی صفات کا مظاہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نائب ہونے کی حیثیت سے اس روح اعظم کی حکمرانی کائنات کے دائرے پر ہے۔"

خضر بابا نے اپنا کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا!

"اے میرے بچو! یاد رہے کہ اللہ پاک کا نائب حق کا مشاہدہ کرنے والی نظر ہے۔ تمام نسل انسانی اس نظر کا کوئی نہ کوئی جز ضرور ہے۔ مگر جب تک جز کل کو پہچان نہیں لیتا۔ اسے کل تک رسائی نہیں ہوتی۔ اس کی حیثیت ایک نوزائیدہ بچے کی سی ہے۔ جو ابھی اپنی ماں کو نہیں پہچانتا۔ کائنات کی روح اعظم اور اپنے رب کا مشاہدہ کرنے والی اس نظر کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے نام عطا کئے ہیں۔ یہ تمام مقدس نام اس روح اعظم کے ادراک کے دائرے ہیں۔ جنہیں اللہ پاک نے عالمین کا نام دیا ہے۔ ہر عالم اللہ پاک کے نور کا ایک عالم ہے۔ اس عالم میں روح اعظم نور کو جن حواس کے ساتھ پہچان رہی ہے ادراک و شعور اس عالم کا حکمران ہے۔ یہ حکمران ہستی باعثِ کائنات، شہنشاہ دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ عالم ناسوت روح اعظم کے ادارک کا ایک دائرہ ہے۔ اس عالم کے ادراک کل کا نام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یعنی عالم ناسوت میں بسنے والی ہر شئے حضور پاک کو حضرت محمد ﷺ کے نام سے اپنے حکمران و بادشاہ کی حیثیت سے پہچانتی ہے۔ انسان، پیڑ، پودے، جانور غرضیکہ ہر شئے حضور پاک ﷺ کو اس نام سے پہچانتی ہے۔ عالم اعراف روح کے ادراک کا دوسرا عالم ہے۔ اس عالم میں نور کا پھیلاؤ اللہ پاک کی مختلف صفات کے ساتھ ہے ان صفات کا ادراک کرنے والی ہستی کا نام "یٰسین" ہے جو عالم اعراف کی حکمران

www.ksars.org

ہستی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کوئی تبدیلی نہیں ہے اسی طرح حضور پاک ﷺ کی ذات وادراک میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس کا پھیلاؤ رحمت اللعالمین ﷺ کے نام سے ساری کائنات کے دائرے میں ہے۔ اس دائرے میں آپ ﷺ کی روح اور اس کے دائرے نور کے عالم ہیں۔ نور اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور ادراک روح کا اس نور کو جذب کرنا ہے۔ عالم ناسوت کے دائرے میں کام کرنے والے اسمائے الٰہیہ کے انوار کو اللہ تعالیٰ کے ارادے کے مطابق پورے کا پورا جذب کرنے والی ہستی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ پاک نے آپ ﷺ کے لئے فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اپنے دین کی تکمیل کر دی۔'' دین سے مراد اس عالم میں کام کرنے والے نور کی صفات ہیں۔ کائنات کے دائرے میں جہاں جہاں عالم ناسوت کا وجود ہے۔ آپ ﷺ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ اسی طرح جہاں جہاں اعراف کا وجود ہے اعراف کے تمام عالمین میں آپ ﷺ ''یٰسین'' کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔''

☆☆☆

www.ksars.org

(اٹھائیسویں قسط)

خضر بابا نے بتایا" یہ تمام اسماء الحسنیٰ اللہ تعالیٰ کے نائب محبوب اور حکمران ہستی کے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسمائے الٰہیہ کے علوم عطا فرمائے اور کائنات پر حکمرانی کرنے کا اعزاز بخشا ہے۔ آپ ﷺ کے تمام ناموں کی بقا اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ ہے جو تمام عالمین کا خالق ہے۔"

گلبدن اور عاقب پر ایک سحر انگیز محویت طاری تھی۔ خضر بابا قدرت کے چہرے کا ایک نقاب سرکا کے خاموش ہو گئے۔ گلبدن اور عاقب کی روح کی نگاہ اس نظارے پر اٹک کر رہ گئی۔ ان کا تصور خضر بابا کی روشنیوں سے رنگین ہو گیا اور یہ تمام رنگ اللہ پاک کے محبوب ﷺ کے جمال کا جلوہ بن گئے۔ دونوں غیر اختیاری طور پر بے ساختہ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ روح کا گداز آنکھوں کی نمی بن گیا۔ کچھ دیر بعد جب وہ اس محویت سے نکلے تو خضر بابا نے دونوں کو اپنے پہلو میں سمیٹ لیا۔ خضر بابا کا سکوت انہیں سمجھا رہا تھا کہ یہ الفاظ فکر کی جس لہر سے نکلے ہیں اسی لہر سے واپس لوٹ رہے ہیں۔ فکر سمندر کی گہرائی ہے۔ جہاں سکوت ہے۔ سطح کی موجیں اس سکوت کی قوت ہیں۔ جب قوت گہرائی سے سطح پر آتی ہے۔ تو سطح کا ٹکراؤ سکوت کو توڑ دیتا ہے۔ آواز سکوت کے ٹکروں کو الفاظ کی صورت میں فضاء میں بکھیر دیتی ہے۔ ذہن کی ہر فکر اللہ کے نور کی ایک شعاع ہے جو کن کہنے سے ٹوٹ کر کائنات کے دائرے میں بکھر چکی ہے۔ روح کی نگاہ جب فکر کی گہرائی میں دیکھتی ہے تو اس فکر کا جمال اس کے مشاہدے میں آجاتا ہے۔ زندگی روح کا ادراک ہے۔ روح کا ادراک نور سے گزرتا جاتا ہے۔ اس نور سے جو اللہ تعالیٰ کے کن کہنے سے ازل سے ابد تک پھیل چکا ہے۔

www.ksars.org

دن گزرتے گئے۔عاقب اور گلبدن کے دل پر ''یٰسین'' نام جیسے نقش ہو کر رہ گیا۔وہ جان چکے تھے کہ حضور پاک ﷺ کا ہر اسم مبارک آپ ﷺ کی شخصیت کی کاملیت کو ظاہر کرتا ہے۔ دونوں جب بھی اپنے دوستوں کے ساتھ ہوتے۔ان میں حضور پاک ﷺ کے مرتبے کا تذکرہ کرتے۔ انہیں یوں محسوس ہوتا جیسے اسم یٰسین کے انوار ان کے اندر جذب ہوتے جا رہے ہیں۔

ایک دن عاقب کے ممی اور پاپا بھی موجود تھے۔عاقب اور گلبدن نے خضر بابا کی بتائی ہوئی تمام باتیں انہیں سنا دیں۔عاقب کی ممی یہ سن کر فوراً بولیں۔

''بخدا یہ بالکل حقیقت ہے اور اس حقیقت سے دنیا والے بھی کچھ نہ کچھ واقف ہیں۔ تمہیں یاد ہو گا۔دنیا کی زندگی میں، میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ مرنے والے کے سرہانے سورہ یٰسین پڑھنے سے موت کی تکلیف کم ہو جاتی ہے۔قرآن کو اللہ کا کلام ماننے والے تقریباً تمام مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔کہ جان کنی کی حالت میں مبتلا افراد کو یٰسین سنانے سے اس کی تکلیف میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور موت اس پر آسان ہو جاتی ہے۔سچ تو یہ ہے کہ دنیا میں ہم بزرگوں کی بتائی ہوئی باتوں پر اندھا دھند عمل کرتے رہتے ہیں۔یہ عمل نسل در نسل چلتا رہتا ہے مگر اس کے اندر کام کرنے والی حکمت کی طرف ہمارا دھیان نہیں جاتا۔اللہ کے ہر حکم میں اس کی حکمت موجود ہے۔حکمت اس شئے یا حکم کے اندر موجود روشنیاں ہیں۔حکمت جاننے سے روشنیوں کے اندر ذہن داخل ہو جاتا ہے اور روشنیوں کے عمل کو تیز کر دیتا ہے۔جس کی وجہ سے سختی دور ہو کر آرام مل جاتا ہے۔''

عاقب کے پاپا خوش ہو کر جوشیلے انداز میں کہنے لگے۔

www.ksars.org

یہ بات اب اچھی طرح سمجھ میں آگئی کہ مرنے والے کے قریب ''یٰسین'' کیوں پڑھی جاتی ہے۔ اصل میں جاکنی کا عالم دنیاوی شعور کا اعراف کے شعور میں تبدیل ہونے کا عمل ہے۔ اس وقفے کے دوران فرد کو اعراف کی روشنیوں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اعراف کا شعور جلد از جلد دنیاوی شعور پر غالب آجائے اور موت کی کشمکش سے نجات ملے۔ سورہ یٰسین اعراف کے انوار کا خزانہ ہے۔ جیسے جیسے ان انوار کی لہریں مرنے والے کے اندر جذب ہوتی جاتی ہیں۔ اسے موت کی تکلیف پر قابو پانے کے لئے قوت و ہمت مل جاتی ہے۔''

گلبدن بولی۔ ''پاپا! قرآن مجید واقعی اللہ تعالیٰ کے انوار کا خزانہ ہے۔''

پاپا بولے۔ ''بیٹی! اللہ پاک نے اپنے خزانوں کو پہچاننے کے لئے انسان کو جوہری کی نظر عطا کی ہے تاکہ وہ ان انمول خزانوں کو پہچان سکے۔ ورنہ عام نظر تو ہیرے کو کانچ کا ٹکڑا ہی دیکھتی ہے۔''

ایک دن خضر بابا، عاقب اور گلبدن کے پاس آگئے خوشی سے ان کا چہرہ دمک رہا تھا۔ آتے ہی دونوں کو اپنے قریب کرتے ہوئے بولے۔ ''بچو! آج تمہارے لئے ایسی خوشخبری لایا ہوں کہ تم واقعی خوشی سے جھوم اُٹھو گے۔''

دونوں نے اشتیاق بھری نظروں سے خضر بابا کو دیکھا اور بچوں کی طرح بولے۔ ''خضر بابا! جلدی بتایئے نا۔ کیا خوشخبری ہے ہمارے لئے؟''

خضر بابا ان کی اضطراری کیفیت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اطمینان سے بولے۔ '' بھئی پہلے ہمیں آرام سے بٹھاؤ۔ کچھ خاطر کرو۔ پھر بات کریں گے۔''

www.ksars.org

’’اوہ‘‘۔ کہہ کر دونوں نے انہیں دونوں بازوؤں سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا اور خدم فرشتے کو آواز دی کہ وہ کچھ مہمان نوازی کا انتظام کرے۔ خضر بابا ان کے بڑھتے ہوئے تجسس کو دیکھ کر مسکراتے رہے۔ اتنے میں فرشتہ خشک میوؤں اور پھلوں کی بھری ہوئے ٹرے لے کے حاضر ہوا۔

گلبدن نے ایک انگور اپنے ہاتھ سے خضر بابا کو کھلاتے ہوئے لاڈ سے کہا۔ ’’خضر بابا! اب کہہ بھی ڈالیں نا۔‘‘

خضر بابا نے ہنستے ہوئے کہا۔ ’’بھئی کیا کروں کبھی کبھی تم دونوں کو تنگ کرنے میں بڑا مزا آتا ہے۔‘‘

پھر تینوں ہنسنے لگے۔ گلبدن پھلوں اور میوؤں کی ٹرے کو پرے ہٹاتے ہوئے بولی۔ ’’اب آپ کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ جب تک خوشخبری نہ سنادیں۔‘‘

خضر بابا سنجیدہ سا منہ بنا کر بولے۔ ’’ارے بھائی! ایسا ظلم نہ کرو۔ لو ہم سنائے دیتے ہیں۔ آج سے پندرہ دن بعد اعراف کے فرمانروا شہنشاہ حضرت یٰسین محمد الرسول اللہ ﷺ کی سالگرہ مبارک کا دن ہے اس دن آپ ﷺ دنیا سے اعراف میں تشریف لائے اس خوشی کے موقع پر اعراف کے لوگوں کے لئے اپنے شہنشاہ کے دیدار کی عام سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مخصوص لوگ کھانے پر مدعو ہوتے ہیں۔‘‘

خضر بابا نے ایک کارڈ عاقب کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ ’’یہ تمہارا انویٹیشن کارڈ ہے۔ تم دونوں کو اس پارٹی میں شریک ہونے کی سعادت عطا کی گئی ہے۔‘‘

www.ksars.org

عاقب خوشی کے مارے بے تابانہ کارڈ کا لفافہ کھولا۔ گلبدن لپک کے قریب آئی۔ دونوں کی خوشی ان کے وجود سے چھلکی جا رہی تھی۔ کارڈ حرف بہ حرف پڑھنے کے بعد دونوں خضر بابا سے بے ساختہ لپٹ گئے۔ تشکرانہ جذبات سے ان کی آنکھیں دبدبا گئیں۔

خضر بابا نے انہیں سینے سے لگا کر ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

''جن پر رحمت کی نظر ہو جائے۔ان کی خوش نصیبی کے کیا کہنے۔''

کچھ دیر تک دونوں اپنی خوش نصیبی پر حیرت زدہ گم سم بیٹھے رہے۔ خضر بابا نے ان کی حالت کو سمجھتے ہوئے آہستہ آہستہ اس سکوت کو توڑتے ہوئے فرمایا۔

''سنو بچو! انسان کا نفس بڑا ہی کمزور ہے۔ روح کے وقتاً فوقتاً نت نئے تقاضے نفس میں اُبھرتے رہتے ہیں۔ ایک تقاضا اپنی تکمیل کو پہنچتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ وجود کی حرکت زندگی کی شاہرہ پر رواں دواں رہتی ہے۔ خوش نصیب نفس وہ ہے جو روح کے تقاضوں کو ضائع ہونے سے بچالے۔ اس کے لئے دل اور ذہن اس کی تکمیل اپنے سارے وجود کو آمادہ کر لیتا ہے۔ جب ایسا نہیں ہوتا تو تقاضہ دل میں اُبھر کر نفس کے لئے حسرت بن جاتا ہے کیونکہ ذہن کے قبول نہ کرنے پر وجود ساکت رہتا ہے۔ وجود کی حرکت روح کی روشنیوں کے جذب کرنے کی نشانی ہے۔''

ان پندرہ دنوں میں اعراف کا نقشہ ہی بدل گیا۔ ہر شخص ہر شہر کی سجاوٹ میں اپنی صلاحیتوں کو بھرپور استعمال کرنے کی کوششوں میں لگ گیا۔ یوں لگا جیسے ہر شخص جنت کے خواب کو بیداری میں بدلنا چاہتا ہے۔ اعراف کی سج دھج بے نظیر تھی اس کے باغات اس کے گلی کوچے اس کی

www.ksars.org

شاہراہیں ہر شئے پر ایک نیا نکھار تھا۔ عاقب اور گلبدن کے لیے یہ پہلا موقع تھا وہ تعجب میں تھے کہ انسان میں اللہ نے کیا کیا خوبیاں بھری ہوئی ہیں۔ کوئی شخص بھی ہنر سے خالی نہیں ہے انسانوں کے ساتھ ساتھ فرشتے اور جنات بھی مستعدی سے اپنے کاموں میں لگے رہے۔ چرند پرند غرضیکہ اعراف کی ہر مخلوق اپنے شہنشاہ دو عالم رحمت اللعالمین ﷺ کی لگن دل میں کیے ہوئے تھی۔ پرندوں کے غول کورس میں نئے سروں میں اپنی راگنیاں سناتے۔ جنگل کے جانور اپنے شہنشاہ ﷺ کے حضور حاضر ہونے کے لئے پریڈ کے نظم و نسق کی تیاری کرنے لگے 'ہوائیں گلشن کی خوشبوؤں کو اپنے دوش پر اُٹھائے ہوئے خراماں خراماں سارے عالم میں گھومتی رہتیں۔ فضا کے لبوں پر خاموش پیغام جاری تھا۔ کالی کملی کی اوٹ سے رحمت کا چاند جلوہ نما ہونے والا تھا۔ عاقب اور گلبدن نے بھی دو دن پہلے اپنے لباسوں کا انتخاب کر لیا اور پھر اس مبارک دن کی صبح بھی اپنے نئے انداز کے ساتھ جلوہ افروز ہو گئی۔ فجر کے وقت سب سے پہلے ہوا خوشبو کے جھونکے لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں سلام کے لئے حاضر ہوئی اور شان کریمی کی پزیرائی سے لہراتے ہوئے سارے عالم کو عطر بیز کر دیا۔ یہ خوشبو گلشن کی نہیں تھی۔ پھولوں کی نہیں تھی۔ یہ خوشبو تو سرورِ کائنات ﷺ کی تھی۔ جن کی روح اعظم سے سب روحیں معطر ہیں۔ اس کے بعد پرندوں کے غول آئے اور اپنے شہنشاہ ﷺ کی تعریف و تمحید کے گن گانے لگے۔ حضور پاک ﷺ کی ایک نگاہ کرم نے ان کے سروں میں شیرنی بھر دی۔ جنگل کے درندوں نے بھی آپ ﷺ کی نظرِ محبت ہوئی اور اس نظرِ محبت نے ان کی درندگی کو کم کر دیا۔ آج شانِ کریمی اپنے جوش پر آئی ہوئی تھی۔ دستِ سوال کے اُٹھنے سے پہلے جھولیاں بھری جا رہی تھیں۔ صبح سے شام تک ایک ایک کر کے تمام مخلوق نے اپنے شہنشاہ کا دیدار کیا اور آپ ﷺ کے انوار و تجلیات سے فیض یاب ہوئے۔ شام کو عصر کے وقت آپ ﷺ نے جلوس کی صورت میں تمام پیغمبروں علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ پورے عالم اعراف کا

www.ksars.org

گشت کیا۔ پھر رات کے وقت سالگرہ کی خصوصی پارٹی میں مدعو کیے گئے لوگ شاہی محل میں شرف ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ عاقب اور گلبدن بھی خضر بابا کے ساتھ اپنی ہمتوں کو یکجا کرتے ہوئے بارگاہ رسالت ﷺ میں جا پہنچے۔ رسالت مآب ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کے لئے گلبدن نے بڑی عقیدت کے ساتھ اپنے باغ کے پھولوں کا ایک شاندار گلدستہ بنایا۔ آج وہ اپنی پوری سج دھج کے ساتھ باہر نکلی تھی۔ قوس وقزح کے ہلکے ہلکے رنگوں کے باریک ریشمی لباس میں وہ دھنک کی کمان سے اتری ہوئی کوئی ابسرا دکھائی دیتی تھی۔ خادماؤں نے اس کے ہار سنگھار میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ عاقب کی پیار بھری نظر نے اس کے اوپر حیا کا نقاب ڈال دیا۔ خضر بابا تو اسے دیکھتے ہی بول اُٹھے۔

''بھئی گلبدن کیا واقعی یہ تم ہی ہو؟''

آج تو عاقب کا روپ بھی کسی پرستان کے شہزادے سے کم نہ تھا۔ محل شاہی میں جب سب لوگ جمع ہو کر اپنی اپنی نشست پر براجمان ہو گئے۔ تب شاہی چوب دار نے شہنشاہ دو عالم ﷺ بادشاہ اعراف اسم یٰسین حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کا اعلان کیا۔ تمام لوگ نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اللہ پاک کے محبوب ﷺ کے رعب و دبدبے نے سب کی جانوں کو اپنی مٹھی میں لے لیا۔ عظمت رسول ﷺ کے احساس نے سب کو حواس پر غلبہ کر لیا۔ دل دھڑکنا بھول گئے۔ ذہن کے تمام خیالات ایک مرکز پر جمع ہو گئے نگاہِ مشتاق دیدار نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ روح کا ایک تقاضا۔ دل کی ایک خواہش۔ زندگی کا ایک سپنا آج بے نقاب ہونے کو تھا۔ کائنات کا جگمگاتا سورج اعراف کا چودھویں کا چاند آسمان کا روشن ستارہ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ جمال خداوندی کے

www.ksars.org

انوار پھیلاتا ہوا تختِ شاہی پر نمودار ہوا۔ ''یارسول اللہ ﷺ'' کہہ کر سب کے سب تعظیم کے لئے گھٹنوں کے بل جھک گئے۔ رحمت اللعالمین ﷺ کی شیریں آواز نے دلوں کے گداز کو اور زیادہ بڑھادیا۔

''اے امت رسول اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہمیشہ آپ سب کے شامل حال رہیں۔''

تب آپ کے اذن پر سب لوگ دوبارہ اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ باندھ کر نہایت تعظیم کے ساتھ سب لوگوں کی جانب سے درود و سلام پیش کرنے کی اجازت پیش کی۔ خوشی سے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر مسکراہٹ آگئی۔ آپ ﷺ نے سر مبارک کو اثبات میں ہلاتے ہوئے اجازت مرحمت فرمائی۔ تمام لوگوں نے کھڑے ہو کر نہایت ہی احترام کے ساتھ درود و سلام پیش کیا اور شہنشاہ دو جہاں ﷺ کی تعریف کے گیت گائے۔ سالگرہ کی مبارک باد پیش کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے الگ الگ لوگوں کو اپنے قریب بلایا اور خصوصی نصیحت فرمائی۔ عاقب اور گلبدن خاموش بیٹھے نظارہ دیدار کر رہے تھے کہ اچانک حضور پاک ﷺ نے آپ دونوں کی طرف انگشت شہادت سے اشارہ کیا اور طلب فرمایا۔ دونوں فوراً ہی کھڑے ہوگئے۔ گلبدن نے گلدستہ پیش کیا اور دونوں نے نپے تلے قدموں سے حضور پاک ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پہنچے۔ سب سے پہلے الصلوٰۃ والسلام یا رسول اللہ کہہ کر تعظیم پیش کی۔ پھر نہایت عقیدت کے ساتھ دونوں نے گلدستہ پیش کیا۔ حضور پاک ﷺ نے مسکرا کر نہایت ہی خندہ پیشانی کے ساتھ اسے قبول فرمایا۔ پھر حضور پاک ﷺ نے دونوں کے سروں پر دست شفقت پھیرا۔ عاقب اور گلبدن کی آنکھیں بھر آئیں وہ بے ساختہ رسالت مآب ﷺ کے قدموں میں جھک گئے آنسو زبان و دل کے تشکر کا اظہار بن گئے۔

www.ksars.org

شاہی ضیافت کی اپنی ایک شان ہے اور پھر شاہی ضیافت بھی ایسی کہ جس میں فرشتے نہایت تعظیم کے ساتھ اپنی خادمانہ ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوں، ایسی شان و شوکت بارگاہ نبویﷺ کے سوا اور کہاں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس مقدس موقع پر تمام اہل بیت کا دیدار بھی نصیب ہوا۔ عاقب اور گلبدن کو یوں محسوس ہوا جیسے اُن کی روح فضائے نور کی گہرائیوں میں پرواز کر رہی ہے۔ نور کی لہریں جب روح کے حواس سے ٹکراتیں تو نور کے اندر اللہ تعالیٰ کے پیغام روح کو موصول ہوتے۔ جب تک وہ بارگاہ رسالتﷺ میں حاضر رہے ان کا دل حضور پاکﷺ کے اس قول مبارک کو مسلسل دہراتا رہا کہ :

ازل سے ابد تک ہر عالم اللہ تعالیٰ کی ہستی کا پھیلاؤ ہے۔“

حضور پاکﷺ کے قول مبارک نے اُن کے دلوں میں لا محدودیت کا روزن کھول دیا۔ اس روزن میں سرِ الٰہی کا نزول روح پر ہونے لگا۔ دبدبہ سطوت و جبروت نبویﷺ نے دونوں کے دلوں پر ایسا پر توڈالا کہ گھر لوٹ کر بھی دونوں کی زبانیں اللہ پاک کے محبوبﷺ کے رعب سے گنگ رہیں۔ دونوں اپنی پلکوں میں نورانی سپنے سجائے چپ چاپ محو خواب ہو گئے۔

صبح کی صلوٰۃ تسبیح سے فراغت کے بعد گلبدن عاقب سے بولی۔

”رات میں نے بڑا عجیب خواب دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ نور کا عظیم الشان پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کے اندر ایک غار نما سوراخ ہے۔ اس سوراخ سے انتہائی قوت کے ساتھ نور کا آبشار نکل رہا ہے۔ میں غار کے اندر سے اس آبشار کے ساتھ باہر نکلتی ہوں جیسے ہی غار سے نور کے آبشار میں آتی ہوں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں پیدا ہو رہی ہوں۔ آبشار کی قوت نے میرے ذہن و دل پر ایک خوف سا طاری کر دیا۔ ایک ان جانا سا خوف کہ میں کون ہوں؟ اتنے میں آواز آئی۔

www.ksars.org

''اے روح آنکھیں کھولو۔ تم اپنے ربّ کی مضبوط پناہوں میں ہو۔ اللہ کے بندے اپنے ربّ کی بارگاہ میں ڈرا نہیں کرتے۔

میں نے آنکھیں کھولیں نور کی ایک عظیم الشان چادر میرے اوپر چھائی ہوئی تھی۔ میں نے اس نور میں اپنے آپ کو دیکھا۔ میری صورت خود میرے لئے اجنبی معلوم ہوئی۔ وہ ایسی حسین و جمیل تھی کہ میں نے ایسی کوئی چیز نہ دیکھی نہ تصور کر سکتی ہوں۔ پھر دوبارہ آواز آئی۔

''میں تمہارا رب ہوں! تمہارا خالق اور تم روح ہو۔ یہ نور کا آبشار سرِ الٰہی ہے جس نے تمہیں ڈھانپ رکھا ہے۔ تم پر رحمت خداوندی کے اسرار کھلنے والے ہیں۔ یہ نور کا پہاڑ اللہ تعالٰی کے امر کی تجلی ہے۔ غار اللہ تعالٰی کے امر و ارادے کی مرکزیت ہے۔ سرِّ الٰہی کا ظہور تجلی کے پردے سے روح کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اے روح! تم اسرار خداوندی کا مظہر ہو۔''

''پھر میں نے دیکھا کہ میں نور کی چادر میں لپٹی ہوئی ہوں۔ اپنے اندر رنگوں کی صورت میں اللہ تعالٰی کے اسرار دیکھ رہی ہوں اور ان کے رموز کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اسی طرح ساری رات گزر گئی۔ یہاں تک کہ میری آنکھ کھل گئی''

عاقب بڑی محویت سے گلبدن کا خواب سن رہا تھا۔ خواب ختم ہونے پر وہ بے ساختہ کہہ اُٹھا۔

''سبحان اللہ۔ یہ ہمارے اوپر رحمت اللعالمین ﷺ کی رحمتوں کا سایہ ہے۔ خضر بابا کو یہ خواب بتانا۔ وہ تمہاری صحیح رہنمائی کریں گے۔'' پھر وہ خوشی سے مسکراتے ہوئے بولا۔

www.ksars.org

''گلبدن میری جان! میں نے بھی رات بڑا اچھا خواب دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اپنی دکانیں سجائے بیٹھے ہیں۔ ہر دکان میں لوگوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ میں اس کھوج میں کہ کہاں کیا فروخت ہو رہا ہے؟ دیکھتا ہوں کہ دکاندار کے سامنے ایک ایک شخص جا کر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر رکھ دیتا ہے۔ دکاندار اس کے ہاتھ کی تحریر پڑھتا ہے اور اس کی آئندہ زندگی کے متعلق باتیں بتاتا ہے مگر زیادہ تر یہ باتیں نہایت ہی مایوس کن ہوتی ہے۔ یا فرد کی توقعات کے خلاف ہوتی ہیں۔ پھر ہر فرد جو اپنے ہاتھ کی تحریروں سے واقف ہو جاتا ہے وہ رنج و غم اور غصے اور مایوسی کی حالت میں وہیں کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ سے شکوے شکایت شروع کر دیتا ہے کہ اس نے ہمارے نصیب ایسے بُرے بنائے۔ دکاندار اپنی دکانداری میں ہمہ تن مصروف ہے۔ اسے اس چیز سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے بد ظن کر رہا ہے۔ ہر طرف کھڑے ہوئے لوگ اپنے ہاتھوں کی تحریروں ک کوی دیکھ دیکھ کر اپنے نصیبوں کو کوستے جاتے ہیں اور دہائی دیتے جاتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا قصور کیا۔ جو ہمارے نصیب میں ایسی مصیبتیں لکھ دیں۔ میں کچھ دیر کھڑا غور سے دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ ایسا نہیں ہے۔ یہ لوگ غلط انداز میں سمجھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام غلط ہو نہیں سکتا۔ پھر میں اس ہجوم سے ذرا پرے ہٹ کر ایک کونے میں کھڑا ہو جاتا ہوں اور آسمان کی جانب منہ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دل ہی دل میں گزارش کرتا ہوں کہ اے میرے رب! مجھے اس بات پر صحیح آگاہی عطا فرمایئے۔ میرے اندر بالکل قریب سے آواز آتی ہے۔ کیا تم حقیقت جاننا چاہتے ہو؟ میں اشتیاق اور لگن کے ساتھ فوراً کہتا ہوں۔ اے میرے ربّ! میں نصیبوں کی تحریر کی حقیقت کو جاننا چاہتا ہوں۔ میرے اندر ندا گونجتی ہے۔ اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے سامنے پھیلاؤ۔

☆☆☆

www.ksars.org

(انتیسویں قسط)

عاقب اپنے خواب کی روداد گلبدن کو سنا رہا تھا۔ ''میں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے سامنے پھیلا لیں۔ فرمایا۔ اپنے ہاتھوں کی تحریر پر نظر جمالو۔ آہستہ آہستہ تم ان ہاتھوں کی تحریروں کو پڑھنے لگو گے۔ پہلے چند لمحے تو مجھے ان تحریروں کا ایک لفظ بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ مگر میرے اندر ندائے غیبی مسلسل مجھے ہدایات دیتی جاتی۔ کچھ دیر ہاتھ کی تحریروں پر نظر جمانے سے نظر کے سامنے ان لکیروں کے اندر رنگینی پیدا ہونے لگی۔ ان لکیروں سے شعاعوں کی صورت میں بے شمار رنگ نکلنے لگے اور ہر رنگ میں ایک ایک عالم دکھائی دیا۔ ہر عالم میں میری روح اپنے رب کے ساتھ نہایت ہی خوش باش دکھائی دی۔ ندا آئی۔ ''اے بندے! جان لے کہ ہر روح کے نصیب کی تحریر اللہ تعالیٰ اپنے قلم سے لکھی ہے اور روح کے نصیب کی تحریر وہی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ روح کے نصیب میں اللہ تعالیٰ نے شادمانی اور خوشیوں کی نوید لکھی ہے۔ رنج و غم کا رُخ انسانی عقل کی لاعلمی و کمزوری کا نتیجہ ہے۔ اس رُخ کی شادمانی کی جانب موڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تدبیر کا ہتھیار اختیار کیا ہے۔ تدبیر اللہ تعالیٰ کے قوانین کے دائرے میں وسائل کا استعمال کرنا ہے۔ خواب میں تمام رات میری نظر اپنے ہاتھوں کی تحریر پر جمی رہی اور میرے اندر نہایت ہی قریب سے ندائے غیبی مجھے تحریروں کے متعلق مسلسل ہدایات و علوم عطا کرتی رہی۔ یہاں تک کہ میری آنکھ کھلنے کے قریب ہو گئی۔ غنودگی کے عالم میں میری آنکھوں کے سامنے نہایت واضح طور پر یہ منظر آگیا کہ میں نے گویا جاگتے حواس کے ساتھ دیکھا اور سن لیا۔ غنودگی میں کافی دیر تک میری نظر اپنی ہتھیلیوں پر جمی رہی اور ان تحریروں کے متعلق ندائے غیبی مجھے ہدایات دیتی رہی۔ جس میں بار بار یہ جملہ دہرایا جاتا کہ ہر نصیب کی تحریر اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی تحریر میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اللہ

www.ksars.org

تعالیٰ کی لکھی ہوئی تحریر میں بندے کے لئے خوشیوں کی ضمانت ہے۔رنج و غم کی حالت میں قانون قدرت کے مطابق اپنے اختیار کو استعمال کرنے سے خوشیاں دوبارہ بحال ہو جاتی ہیں۔اپنے اختیار کو استعمال کرنا ہی تدبیر ہے۔''

کچھ دیر عاقب اور گلبدن دونوں اپنے اپنے خوابوں کی گہرائی میں ڈوب سے گئے۔اتنے میں فرشتوں نے مژدہ سنایا کہ کچھ مہمان ناشتے پر حاضر ہونا چاہتے ہیں اس وقت دونوں اُٹھ کر اپنے دوستوں کی مہمانداری میں مصروف ہو گئے۔جب مہمان رخصت ہوئے تو گلبدن بولی۔

''پتہ نہیں خضر بابا کب آئیں گے؟ میرا جی چاہتا ہے میں جلدی سے انہیں اپنا خواب سنا دوں۔''

عاقب تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا۔''ذرا صبر سے کام لو۔آخر انہیں اور بھی بہت کام ہوتے ہیں۔چلو ہم اعراف کی سیر کو نکلتے ہیں۔ہم شام کو خضر بابا سے ملاقات کریں گے۔''

دن بھر وہ اعراف کی سیر کرتے رہے۔ہر طرف انسان اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے دکھائی دیئے۔اس روز یہ دونوں خضر بابا کا انتظار کرتے رہے۔

اگلی رات عاقب نے ایک اور خواب دیکھا۔صبح اُٹھ کر اس نے یہ خواب گلبدن کو سنایا۔ وہ بولا۔

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت محمد ﷺ کے متعلق سوچ رہا ہوں۔تنہائی میں بیٹھا اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذاتِ مبارک کے متعلق سوچنے لگا کہ اللہ

www.ksars.org

تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے اندر کیسی کیسی روشنیاں بھر دی ہیں۔ نہ اس کی ابتدا ہے نہ اس کی انتہا ہے جب ابتدا کا تصور کریں تو ذہن ایک نامعلوم سفر پر چلنا شروع کر دیتا ہے۔ جس کا تصور ازل کی حیثیت سے ذہن میں آتا تو ہے مگر اس کی حقیقت کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح ابد کا خیال بھی صرف تصور ہی کی حد تک محدود رہتا ہے۔ دل میں شدت سے یہ خواہش ابھرنے لگتی۔ کاش میں ان ساری روشنیوں کو دیکھ سکوں جن کے علوم علم الاسماء کی شکل میں آدم علیہ السلام کو ودیعت کئے گئے۔ اس خیال کے آتے ہی خضر بابا میرے سامنے کھڑے دکھائی دیئے کپڑوں کا عکس چہرے پر پڑنے سے ان کا چہرہ زندگی کی تازگی سے بھرپور دکھائی دیا۔ مجھے دیکھتے ہی بولے۔ ''تمہیں اسمائے الٰہیہ کے علوم سیکھنے کا بہت شوق ہے۔ میں نے زرا افسردگی سے کہا۔ ہاں شوق تو بے حد ہے۔ مگر کوئی شخص سارے علوم کیسے سیکھ سکتا ہے؟ میرے خیال میں تو تمام اسمائے الٰہیہ کے علوم جاننے کا خیال بھی دل میں نہ لآنا چاہیئے۔ پتہ نہیں میرے ذہن میں ایسی بات کیسے آگئی۔ یہ سن کر ان کا گلابی چہرہ اور گلابی ہو گیا۔ وہ ذرا سختی سے بولے۔ کیوں یہ بات ناممکن کیسے ہے؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں پڑھا۔ ترجمہ اور ہم نے آدم علیہ السلام کو اسمائے الٰہیہ کے کل علوم سکھا دیئے۔ حضرت آدم علیہ السلام تمام بنی نوع انسانی کے نمائندے اور تمام بنی آدم کے باپ ہیں۔ کیا باپ کا ورثہ اس کی اولاد میں تقسیم نہیں ہوتا۔ آدم کا درجہ اسمائے الٰہیہ کے علوم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قانون وراثت کی روح سے آدم علیہ السلام کی تمام اولاد اس درجے کی حقدار ہے اور تم دیکھ رہے ہو کہ جس کا جتنا مقدر ہے وہ اس ورثے سے اپنا حصہ حاصل کر رہا ہے۔ میں نے کہا۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں مگر جب بہت سی اولادیں ہوں تو ورثہ حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ پھر یہ تقسیم شدہ حصہ کل کیسے ہو سکتا ہے؟ میری روہانسی صورت دیکھ کر وہ ہنس پڑے اور بولے۔ تم اتنی سی بات نہیں سمجھتے کہ وراثت کا قانون اللہ کا بنایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

www.ksars.org

وارثوں کے لئے مخصوص حصے مقرر فرمائے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ہر قانون اپنی جگہ مکمل ہے۔اس کا مقرر کردہ وہ حصہ جو اس نے وارث کے لئے

مقرر کیا ہے وراثت کا مکمل حصہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قانون کا ہر شعبہ ایک مکمل حیثیت رکھتا ہے اس شعبے سے باہر اس قانون کی حد نہیں ہے۔جیسے وارث کے لئے مقرر کردہ حصے سے زیادہ لینا جائز نہیں ہے۔ یہ مقرر کردہ حصہ اس کی مکمل حدود وراثت ہے۔اس حد سے باہر اللہ تعالیٰ کی منع کردہ حدود ہیں۔لہذا وارث کے لئے اس کا جائز حق ہی کل جائیداد ہے۔وارث کے لئے یہ بات درست نہیں ہے کہ وہ اپنے باپ کے کل کو اپنا کل سمجھ لے۔جیسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اسمائے الٰہیہ کے کل علوم سکھادیئے۔کل سے مراد آدم علیہ السلام کا کل ہے۔اللہ کا کل نہیں ہے۔آدم علیہ السلام کے اندر اسمائے الٰہیہ کے علوم سیکھنے کی جس قدر صلاحیت تھی۔اس قدر علوم اللہ نے انہیں سکھادیئے اور آدم علیہ السلام کے ذہن میں علم الٰہی کی روشنیوں کو جذب کرنے کی جس قدر استعداد تھی۔اتنی روشنیاں ان کے اندر بھردیں۔اس سے زیادہ روشنیاں ان کے مقدور سے زیادہ تھیں۔جیسے گلاس میں پانی بھرنے کے بعد اگر مزید ڈالا جائے تو وہ ضائع ہو جاتا ہے جب گلاس پورا بھرا ہوا ہو تو تم کہوگے کہ مکمل بھرا ہوا ہے۔اس کے اندر اور گنجائش نہیں ہے۔اس طرح "کلھا" سے مراد یہ ہرگز نہیں ہے۔سمندر سے جب بالٹی بھری جاتی ہے تو سمندر اسی طرح بھرا کا بھرا رہتا ہے۔ہر انسان اپنی ذات میں ایک مکمل کائنات ہے۔ہر انسان کی ذات کا نقطہ اللہ تعالیٰ کی تجلی ذات کا نقطہ ہے۔اس نقطہ کے اندر اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی روشنیاں کام کر رہی ہیں۔ان کے علوم اسمائے الٰہیہ کی شکل میں انسان کو دیئے گئے ہیں۔اگر کوئی فرد اپنے نقطہ ذات کے اندر کام کرنے والی کل روشنیوں کے علوم حاصل کرلے تو اسے کل اسمائے الٰہیہ کے علوم حاصل ہو جاتے ہیں۔مگر یاد رکھو! کہ تمہاری ذات کا یہ نقطہ اللہ تعالیٰ کی تجلی ذات کا نقطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی وسعتوں میں لامحدود

www.ksars.org

ہے۔لامحدودیت کا ہر ذرہ اپنی حدود میں لامحدود ہی کہلائے گا۔ جیسے سمندر کے پانی کا ہر قطرہ پانی ہی کہلاتا ہے۔سمندر سے ہر قطرہ کو ذات کا تصور پانی کی شکل میں ملا ہے۔اسی طرح وحدانیت کا تصور کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں کام کر رہا ہے وحدانیت لامحدودیت ہے۔ لامحدودیت کسی شکل و صورت اور قانون میں نہیں آسکتی۔جب روح کے اندر لامحدودیت سے روشنیاں آتی ہیں تو روح کی نظر ان روشنیوں کو اپنے تفکر کے سانچے (dye) میں ڈھال کر دیکھتی ہے۔روح کے اندر اللہ کا تفکر کام کر رہا ہے۔اللہ کا تفکر لامحدود اور لامتناہی ہے۔ چناچہ روح کا تفکر بھی لامحدود ہے۔اور لامحدودیت کے علوم بھی لامحدود ہیں۔ ہر شئے کے نقطہ ذات اندر اللہ کا تفکر کام کر رہا ہے۔اللہ اپنی ہر صفت میں یکتا اور واحد ہے۔ ہر فرد کے اندر اللہ کا تفکر بھی وحدانیت کی اسی صفت سے آراستہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر فرد کا ایک اپنا ہی ذہن ہے کسی کا ذہن مکمل طور پر کسی دوسرے سے نہیں ملتا اور آپس میں نظریات کے اختلاف اور مختلف الذہنی کی بنیادی وجہ یہ ہے۔"

مجھے ایسا لگا جیسے میرا ذہن آہستہ آہستہ کھلتا چلا جا رہا ہے۔ میں نے خضر بابا سے پوچھا۔

"آپ ہر سوال کا جواب بھی بالکل صحیح دیتے ہیں کیا یہ طریقہ تعلیم بھی دنیا کی طرح ہے؟"

انہوں نے گہری نظر سے میری طرف دیکھا اور بولے۔"اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتے ہیں کہ۔ "اللہ کی سنت میں ابد تک کوئی تبدیلی نہیں ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ جو قانونِ فطرت مادی دنیا میں رائج ہیں وہی قانونِ فطرت روشنی اور نور کے عالمین میں بھی جاری و ساری ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے غیب کی دنیا کہا ہے۔مادّی دنیا کی ہر شئے مادی خدوخال اور ظاہری شکل وصورت میں ہے اور روشنی یا نور کی ہر شئے روشنی اور نور کی شکل وصورت میں موجود ہے کیونکہ مادی جسم کی نظر مادے ہی میں دیکھ سکتی ہے اور روشنی یا نور

www.ksars.org

کے جسم کی نظر روشنی اور نور میں ہی کام کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے اسمائے الٰہیہ کے کل علوم اور قانونِ فطرت کے کل نکات قرآن مجید کے اندر محفوظ ہیں۔ یہ اُم الکتاب ہے۔ جس کے اندر کائنات کے مکمل علوم ہیں۔ مادّی دنیا میں اسی کے علوم تمہاری نظر کے سامنے کتاب کی صورت میں تحریر کی شکل میں موجود ہیں۔ تم اسے پڑھ کر اپنے شعور اور مادی دنیا میں کام کرنے والے قانون کے مطابق معنی اخذ کرتے ہو اس کے رموز اور اللہ تعالیٰ کی حکمتیں سمجھنے کے لئے تمہیں کسی استاد کا سہارا لینا پڑتا ہے تاکہ وہ تمہارے ذہن کے مطابق تمہیں معرفتِ الٰہی کی باریکیاں سکھا سکے۔ روشنی یا غیب کی دنیا میں ہر شئے روشنی کے خدوخال اور صورت میں موجود ہے۔ کلامِ الٰہی کی تحریر بھی نور اور تجلیوں کی صورت میں موجود ہے جو لوحِ محفوظ کہلاتی ہے۔ لوحِ محفوظ کے تیس شعبے ہیں۔ ہر شعبہ اللہ تعالیٰ کے علم و قوانین کا ایک شعبہ ہے جس کے اندر اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے کام کرتے ہیں۔ جب روح کی نظر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور اس کے فضل کے ساتھ لوحِ محفوظ کے اندر کام کرتی ہے تو روح کی آنکھ نور اور تجلیوں کے اندر اللہ تعالیٰ کے کلام کی تحریر کو دیکھتی ہے اور روح کا شعور اس کے اندر کام کرتا ہے۔ جیسے تمہارا ذہن کلام پاک کی عبارت پڑھ کر اس کے معنی اخذ کرتا ہے، جب روح کا شعور کسی نکتے کو سمجھ نہ سکے تو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے جن کو کتاب کا علم دیا گیا ہے اور جو غیب کی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے اذن پر خدمتِ خلق میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنا فرض سمجھتے ہوئے روح کے ذہن پر اپنا تصرف کرتے ہیں۔ جس سے روح کے شعور کو جلا ملتی ہے اور وہ کلامِ الٰہی کی حقیقتوں سے واقف ہو جاتی ہے۔‘‘

یہ کہہ کر انہوں نے میری آنکھوں میں بہت گھور کر دیکھا۔ اسی وقت ان کی آنکھوں سے روشنی کی دو لکیریں نکل کر میری آنکھوں کے اندر داخل ہو گئیں جس کے ادراک سے میری پلک جھپک گئی۔ دوسرے لمحے آنکھ کھولی تو نظر دور نورانی فضا میں جا پہنچی مجھے اپنی روح وہاں کھڑی نظر آئی۔ سبز رنگ کے

www.ksars.org

سرسراتے ہوئے ریشم کے لباس میں وہ جنت کی حور دکھائی دیتی تھی۔ایک لمحے کو میری نظر اس کے جمال سے مبہوت ہو کر رہ گئی۔دوسرے ہی لمحہ ذہن میں خالقِ کونین اللہ رب ذوالجلال والاکرام کا خیال آیا۔

فکرِ وجدانی عرش کے حجابات طے کرتی ہوئی الوہیت کی فضاؤں میں جا پہنچی۔مجھے ایسا لگا جیسے میرے محبوب میرے رب کے ضیائے حسن کی ایک ایک کرن نے رنگین لبادہ اوڑھ لیا اور نظران رنگین لبادوں کو اس جمال سمجھ کر اس کے رعب حسن سے مرعوب ہوئی جاتی ہے۔میرے محبوب، میرے رب، میرے آقا کے حقیقی حسن و جمال تک تو تصور کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔نظر سے دیکھنا تو بڑی بات ہے۔ مجھے ایسا لگا جیسے تمام کائنات کے اندر پھیلی ہوئی تجلیات ربانی الوہیت کی فضاؤں کی گہرائی میں سمٹتی جارہی ہیں۔اب نظر کے سامنے اندھیرے کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔اس اندھیرے نے کائنات کے وجود کو اپنی تاریکیوں میں گم کر دیا۔میرے دل سے ایک گہری آہ نکلی۔سب کچھ میرا رب ہی ہے۔میرے رب کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔کسی شئے کا وجود نہیں ہے۔اسی لمحے نظر کے سامنے پہلے سے بھی زیادہ روشنی ہو گئی۔ روح کے چاروں طرف روشنیوں کا ہجوم تھا۔انہی روشنیوں میں خضر بابا چلتے ہوئے دکھائی دیئے۔وہ روح کے قریب آئے۔روح نے نہایت ہی ادب کے ساتھ انہیں سلام کیا۔خضر بابا بہت خوش ہوئے گلے سے لگا کر بولے۔

"آپ تو ہماری بہت پیاری بیٹی ہیں"۔ پھر روح کے سر پر بڑی محبت و شفقت کے ساتھ اپنا ہاتھ رکھا۔اور کچھ پڑھ کر سر پر پھونک ماری اور مسکرا کر بولے۔

"اب آپ کی سمجھ میں اچھی طرح آجائے گا۔" روح نے خوشی اور عقیدت کے مارے ان کے ہاتھ چوم لئے اور محبت سے مسرور ہو کر بولی۔

www.ksars.org

’’خضر بابا! آپ مجھے بہت ہی اچھے لگتے ہیں۔‘‘ انہوں نے خوش ہو کر پیشانی چوم لی اور رخصت ہو گئے۔ مجھے روح کی تقدیر پر رشک آنے لگا۔ میں نے کہا۔

’’اچھی روح تم کس قدر خوش نصیب ہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی محبت حاصل ہے۔‘‘

وہ خوشی سے چہکتی ہوئی بولی۔ ’’سچ مچ میں بہت خوش نصیب ہوں اور اس کے لئے ہر لمحہ اپنے پیارے رب اور اپنے پیارے رسول ﷺ کا شکر ادا کرتی ہوں اور پیارے رسولِ پاک ﷺ کے پیاروں کا شکر ادا کرتی ہوں۔‘‘ پھر وہ دور خلاؤں میں دیکھتے ہوئے بولی۔ ’’سچ پوچھو تو یہ سب کچھ کبھی کسی رنگ میں اور کبھی کسی رنگ میں نظر کے سامنے آجاتے۔‘‘

اس کے بدن سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگیں۔ اور وہ آن کی آن میں میری نگاہ سے اوجھل ہو گئی۔‘‘

گلبدن نے عاقب کا طویل خواب پورا سنا۔ اس کے چہرے پر مسرت اور تشکر نظر آتا تھا۔ وہ عاقب سے بولی۔

’’یہ سب اللہ کا فضل اور رحمت ہے۔ ہمیں اس نعمت پر اللہ کا بہت بہت شکر ادا کرنا چاہیئے۔ یہ نعمت ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی۔‘‘

www.ksars.org

گلبدن کچھ بے چینی سے بولی۔ ’’میں نے بھی ایک خواب دیکھا تھا میری خواہش ہے کہ وہ خضر بابا کو بھی سنا دوں۔ مگر وہ شاید اپنی تکوینی ذمہ داریوں میں مصروف ہیں۔ اللہ کرے وہ جلد ہمیں یاد کریں اور میں انہیں اپنا خواب سناؤں۔‘‘

عاقب نے اس کی بات کا جواب ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ دیا۔ عاقب اور گلبدن اعراف میں بہت ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے۔ ان کے لئے ہر دن علم کا نیا روزن کھولتا تھا ایک روز سیر کے دوران یہ لوگ ایسی آبادی میں پہنچ گئے جہاں ترقی اپنے کمال کو پہنچی نظر آتی تھی۔ اس بستی میں ایسے بلند و بالا فلیٹ بنے تھے کہ نظر اُٹھی کی اُٹھی رہ جاتی تھی۔ یہ لوگ ایسی کاریں اور گاڑیاں استعمال کرتے تھے جن میں اسٹیرنگ نہیں ہوتا تھا اور جسے ذہنی ارادے سے چلایا جاتا تھا۔ یہاں عاقب کو بتایا گیا کہ ارادہ میں بہت طاقت ہے۔ انسان اللہ کا نائب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا امر ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔ مشیت ایزدی کے تحت اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بھی ارادہ کی یہی روح پھونک دی۔ دنیا میں انسانی ارتقاء کی اصل بھی ارادہ ہے۔ جب بندہ کسی کام کی طرف تن من سے لگ جاتا ہے تو اس کے ارادہ میں یقین کی بدولت نتائج سامنے آتے ہیں۔ سائنسی ایجادات اور اختراعات کا فارمولا بھی یہی ارادہ کی قوت ہے۔

عاقب نے اس بستی میں ایسے لوگوں کو دیکھا جنہوں نے دنیا میں اس کے ترقی یافتہ زمانے سے بھی زیادہ طاقتور ہوائی جہاز اور میزائل بنا لئے تھے۔ امتداد زمانہ نے جن کا نام اڑن کھٹولے رکھ دیا۔ اس شہر میں ایسی دانشور قوم آباد تھی جس نے ایسے فارمولے ایجاد کر لئے تھے جس سے کششِ ثقل ختم ہو جاتی اور ہزار ٹن وزنی چٹان کا وزن پروں سے بھرے ہوئے تکیہ سے کم ہو جاتا یہ لوگ تعمیرات کے ایسے ایسے علوم

www.ksars.org

اور ٹیکنالوجیز سے واقف تھے جو عاقب کی دنیاوی زندگی کی ترقی سے کہیں زیادہ تھی۔ یہ لوگ انتہائی وزنی چٹانوں کو ماہرانہ انداز میں نسب کرنے میں اتنے ماہر تھے کہ ان میں ایک سینٹی میٹر کا بھی فرق نہیں آتا تھا۔ دنیا میں اہرام کے موجد یہی لوگ تھے جو عرصہ دراز سے نئے لوگوں کے لئے معمہ بنے ہوئے ہیں۔ اس لاکھوں سال پرانے شہر میں عاقب نے ایسی قوتیں بھی دیکھیں جنہوں نے ٹائم اسپیس ختم کر دیا تھا اور زمین پر رہتے ہوئے اس بات سے واقف ہو گئے تھے کہ آسمان پر فرشتے کیا کام کر رہے ہیں اور زمین پر کیا ہونے والا ہے؟ وہ اپنی ایجادات کی مدد سے ہواؤں کا رُخ پھیر دیتے تھے اور طوفان کے جوش کو جھاگ میں تبدیل کر دیتے۔

www.ksars.org

(آخری قسط)

عاقب اور گلبدن عالم اعراف میں بہت خوش رہ رہے تھے۔اس عالم میں ہر شئے دنیا کی ہی طرح تھی۔ مگر بہت ہی تازگی محسوس ہوتی تھی۔ سبزہ بہت ہی چمکیلا اور صاف ستھرا، مٹی زرد بہت خوشنما رنگ کی۔ سمندر کے کنارے نہایت ہی دودھیا سفید رنگ کی۔ ساتھ ہی سفید چمکتے گول گول پتھر ساحل سمندر پر بچھے ہوئے بہت ہی خوشنما لگتے تھے۔ ساتھ ہی سمندر کا پانی بہت ہی خوبصورت فیروزی رنگ کا تھا۔ایک روز عاقب خضر بابا کا ہاتھ چھوڑ کر سیدھا سمندر کے پانی میں جا پہنچااور چلو بھر لئے۔ پانی میں عجیب طرح کی ملائمیت تھی۔ ہلکاہلکا سلکی سلکی۔اس نے سوچا سمندر کا پانی تو بہت بھاری کثیف ہوتا ہے۔ یہ تو میٹھے پانی سے بھی زیادہ لطیف لگ رہا ہے بھلااس کا ذائقہ تو چکھوں اور اس نے چلو سے پانی منہ میں ڈالا۔ اس کا ذائقہ نمکین چھاج جیسا تھا۔اس نے پی لیااور پھر خضر بابا سے بولا۔

”یہاں تو سمندر کا پانی بھی اتنا خوش ذائقہ ہے۔ دنیا میں تو سمندر کا پنی چکھا بھی نہیں جاتا۔اچھا یہ تو بتایئے یہاں وہی چیزیں ہیں مگر رنگ اور ذائقے میں وہاں سے مختلف کیوں ہیں؟“

وہ بولے۔”تم نے یہاں کے سورج کی روشنی دیکھی ہے؟“

اس نے سورج کی جانب دیکھااور اس کی روشنی پر نظر ڈالی۔ سورج کا رنگ چمکتاار غوانی تھااور اس کی روشنیوں میں ایسااجالا تھاجو آنکھوں کو نہایت ہی بھلا لگتا تھا۔اس کی دھوپ آنکھوں کو چبھنے والی نہ تھی اس نے کہا۔

”یہاں کا تو سورج بھی مختلف ہے۔“

www.ksars.org

خضر بابا بولے۔ ''ہر زمین پر سورج کی روشنی مخصوص سطح سے چھن کر آتی ہے۔ ہر زمین کے اطراف میں مختلف گیسوں کی ایک فضا ہے۔ مادی زمین کے اطراف میں جو فضا ہے اسے اوزون لیئر کہتے ہیں۔ سورج کی شعاعیں اس سطح سے چھن کر زمین تک پہنچتی ہیں۔ یہ سطح شعاعوں کے لئے فلٹر کا کام کرتی ہے۔ ہر زمین کے اطراف میں یہ فلٹر مختلف گیسوں کا ہے۔ جس کی وجہ سے اس زمین پر سورج کی شعاعیں دوسری زمین سے مختلف معلوم ہوتی ہیں اور اس سیارے پر بسنے والی مخلوق ان کی روشنیوں سے متاثر ہوتی ہے۔''

عاقب نے ان سے سوال کیا۔ ''زمین کے اطراف میں گیسوں کی یہ سطح بنتی کیسے ہیں؟''

وہ بولے۔ ''تم دیکھ رہے ہو کہ کائنات کی ہر شئے میں حرکت پائی جاتی ہے۔ ہر شئے کی حرکت کی مقداریں مختلف ہیں۔ سورج کی گردش کی رفتار الگ ہے، چاند کی الگ اور ستارے کی الگ۔ روشنی جب سورج کی رفتار سے چل کر سطح زمین تک پہنچتی ہے تو زمین کی رفتار مختلف ہونے کی وجہ سے سورج کی شعاعوں کو دوہری حرکات سے سابقہ پڑتا ہے۔ یہی دوہری حرکت کی لہریں گیسوں کی سطح بناتی ہیں جو اس کرہ زمین کے لئے گلاف کا کام کرتی ہے اس طرح اس زمین کی رفتار اس غلاف کے اندر بند ہو جاتی ہے اور اس غلاف سے باہر دوسرے سیاروں اور سورج کی روشنی کی رفتار علیحدہ ہوتی ہے۔ زمین کی مخصوص رفتار زمین کو اپنے غلاف میں بند رکھتی ہے یہی زمین کی کشش ثقل کہلاتی ہے اور سورج اور دوسرے سیاروں کی رفتار ایک دوسرے سے فاصلہ متعین کرتی ہے۔ اس طرح گردش کے قانون اور اصول گردش کی رفتار اور اس رفتار سے بننے والی سطح کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ جب زمین کے اطراف کا اوزون لیئر کسی وجہ سے متاثر ہونے لگتا ہے تو زمین کی گردش کے نظام میں خلل پڑتا

www.ksars.org

ہے۔ جس کی وجہ سے موسم میں تبدیلیاں آتی ہیں اور کرہ زمین پر بسنے والی مخلوق متاثر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے انسان کو کائناتی نظام و تخلیقی فارمولوں کے علوم عطائے کئے ہیں تاکہ کرہ ارض پر انسان اللہ کی مخلوق کو زمین پر پیدا ہونے والے تخریبی عناصر سے محفوظ رہنے میں مدد کرے۔"

وہ خضر بابا کی باتیں نہایت ہی غور سے سن رہا تھا۔ اب وہ دونوں ایسی جگہ پہنچے جہاں دور دور تک لاوے کے دریا بہتے دکھائی دیتے۔ خضر بابا ایک لمحے کو رکے۔ اس کی طرف جائزہ لیتی نظروں سے دیکھا اور کہنے لگے۔

"تم ذرا بھی خوف نہ کرنا، میں جو تمہارے ساتھ ہوں، تم بے فکر رہو، تمہیں نقصان نہ ہوگا۔"

عاقب بچوں کی طرح ان سے لپٹ گیا" بھلا آپ کے ہوتے ہوئے مجھے فکر کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ہی تو میرا دل ہیں۔ آپ ہی میرا دماغ، آپ ہی میرے ہاتھ پاؤں ہیں۔"

وہ خوش ہوگئے اور پیار سے عاقب کو چوم لیا۔ اپنے اوپر کا لباس اتار کر اسے پہنا دیا۔ پھر بولے۔

"چلو چلتے ہیں" انہوں نے اس کا ہاتھ زور سے پکڑا اور قرآن کی ایک آیت تلاوت کی۔ "اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا ابراہیم علیہ السلام کے لئے۔"

www.ksars.org

یہ کہہ کر لاوے کے بہتے دریا میں کود پڑے۔ایک لمحے کو خوف سے عاقب کو دم نکلتا محسوس ہوا مگر اس نے مضبوطی سے خضر بابا کا بازو تھام لیا۔ حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔آگ میں تپش بالکل نہ تھی۔اب اس کے جسم کا تناؤ دور ہو گیا۔چہرے پر اطمینان آگیا۔

وہ بولے۔’’پتہ ہے ہم کہاں جا رہے ہیں؟دوزخ کی سر زمین کے اطراف میں آگ یا نار کی سطح ہے جس کی وجہ سے اس زمین پر سخت گرمی ہے۔‘‘اسی گفتگو کے دوران اس زمین پر پہنچ گئے۔ خضر بابا کہنے لگے۔

’’اگر ہم نے یہ لباس نہ پہنا ہوتا تو ہم کب کے جل چکے ہوتے۔‘‘

پھر دونوں نے نہایت ہی تیزی کے ساتھ اس زمین کے گرد چکر لگایا۔وہاں کی زمین لاوے کی وجہ سے زیادہ تر سیاہ رنگ کی تھی جیسے جھلس گئی ہو۔زیادہ تر پتھریلی اور ریتلی تھی۔ان پتھریلے پہاڑوں اور ٹیلوں سے چشمے ابل رہے تھے۔عاقب اسے دیکھنے لگا۔ان کی رنگت ایسی تھی جیسے تلچھٹ۔

خضر بابا بولے۔’’تم چند قطرے زبان پر رکھو تاکہ تم اس کھانے کا مزہ بھی پتہ چل جائے،‘‘

عاقب نے ان کے کہنے پر چند قطرے زبان پر رکھے۔زبان جل کر اکڑ گئی۔سخت گرم بدبودار اور زنگ آلود پانی تھا۔انہوں نے فوراً ہی اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ٹپکایا۔اسی وقت وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

www.ksars.org

خضر بابا نے کہا۔ ''ان پہاڑوں میں ایسے ہی کیمیکل بنتے ہیں جو پانی میں گھل کر پانی کو زہریلا بنا رہے ہیں۔ پھر اس جلی زمین پر درخت بھی جھلسے ہوئے تھے۔ ان پر زقوم کا پھل لگتا ہے۔''

انہوں نے توڑ کر عاقب کو دیا۔ ''اسے چکھ کر تھوک دو۔''

عاقب نے ذرا سا کاٹا تو انتہائی کڑوا اور سخت کسیلا تھا۔ جی متلانے لگا۔ اب انہوں نے اپنی انگلی عاقب کے منہ میں ڈال دی۔ اس انگلی کو چوسنے پر دودھ کا سامزا آیا اور منہ کا ذائقہ نارمل ہو گیا۔

وہ بولے۔ ''جس کرہ ارض پر ایسا پانی، ایسی ہوا اور روشنی ہو گی وہاں کاشت بھی تو ایسی ہی ہو گی اور پھر یہاں کے رہنے والے یہی سب کچھ استعمال کرنے پر مجبور بھی تو ہوں گے یا نہیں؟''

اس نے اثبات سے سر ہلایا۔ ''آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔''

وہ دونوں اس زمین سے باہر نکل کر ذرا کھلی فضا میں اڑنے لگے۔ جیسے جیسے آگے بڑھتے جاتے۔ ویسے ویسے لطافت کا احساس ہوتا۔ یہاں تک کہ ایک حسین راستے پر آ گئے۔ پھولوں اور درختوں سے بھرا ہوا یہ راستہ ان کے دل میں فرحت و انبساط کے جذبات

ابھارنے لگا۔ عاقب ایک دم بول پڑا۔ ''کیا ہم جنت کی طرف جا رہے ہیں؟''

وہ ہنس کر بولے۔ ''ہم جنت میں جا رہے ہیں۔''

پھر نہایت ہی حسین باغ میں دونوں داخل ہوئے خضر بابا بولے۔ ''تم نے دیکھا کہ جنت کس غلاف میں بند ہے۔''

www.ksars.org

وہ ایک دم بول پڑا۔ ''جنت نور کے غلاف میں بند ہے۔ جب ہی تو اس کے راستے میں خوشیاں اور اللہ تعالی کی رحمت کا احساس ہوا۔''

خضر بابا نے کہا۔ ''تم بالکل درست کہتے ہو۔ جنت کی زمین کے اطراف میں نور کا لیئر ہے۔ اللہ تعالی کے نور نے چاروں طرف سے جنت کے مقام کو گھیر رکھا ہے۔ اب تم دیکھو کہ نور اس مقام پر کیا تخلیق کر رہا ہے؟''

اس نے چاروں طرف دیکھا۔ دور دور تک وہی پہاڑ تھے۔ وہی چشمے وہی زمین مگر ہر شئے گزشتہ مقامات سے مختلف تھی۔ ہر شئے میں ایسی کشش تھی کہ دیکھنے کے ساتھ ہی وہ خود بخود کھینچ کر قریب آجاتی تھی۔ جیسے دور بین سے دیکھنے پر شئے بال کل آنکھوں کے سامنے دکھائی دیتی ہے۔ ہر طرف خوشبوئیں، ہر طرف نغمے اور قہقہے۔ دونوں ایک دریا پر پہنچے پانی انتہائی شفاف تھا۔ دریا کی تہہ میں جو ریت تھی۔ وہ بہت ہی خوشنما گلابی رنگ کی تھی۔ دیکھنے پر پانی گلابی لگتا تھا۔ عاقب نے پیا تو اس کا مزا نہایت ہی لذیذ اور شیریں تھا۔ وہاں کے پھل بھی بے حد خوش ذائقہ تھے۔ ہر شئے میں نور نمایاں تھا۔ نور اللہ کا عکس ہے، نور جو جمال ہے، جنت کی ہر شئے اللہ کے نور کے جمال کا مظاہرہ دکھائی دی۔ ہر شئے نور کی بنی ہوئی تھی۔ نور کے ڈھلے ہوئے یہ اجسام جنہیں دیکھ کر خود بخود انہیں بنانے والے پر پیار آتا تھا۔ اب دونوں جنت سے باہر آئے۔ جیسے جیسے آگے بڑھتے جاتے تجلیات کا ہجوم بڑھتا جاتا۔ یہاں کے دونوں تجلیات میں گھر گئے۔

خضر بابا بولے۔ ''تجلیات کا یہ ہجوم عرش کی ایک بلندی ہے۔ یہ تجلیات کا دائرہ ہے جس کے درمیان کائنات ہے۔'' پھر خضر بابا نے ایک مقام پر قدم رکھے اور کہنے لگے۔

www.ksars.org

"یہ مقام تجلی ذات کا عالم ہے۔"

عاقب نے چاروں طرف دیکھا اسے یوں لگا جیسے یہاں ہر شئے تجلی کی صورت میں ہے۔ اس نے زمین پر دیکھا زمین تجلی تھی، آسمان بھی تجلی تھا۔ غرض یہ کہ ہر طرف سوائے تجلی کے کچھ نہ تھا۔ اس کے اندر تجلی ہی حواس بن گئی۔ عاقب نے زور سے کہا۔

"لا الہ الا اللہ" اس پر عجیب حیرت کا احساس غالب تھا۔ خضر بابا نے اس حیرت کو توڑتے ہوئے زمین کی تجلی کو مٹھی میں بھرتے ہوئے کہا۔ "اسے چکھو۔"

وہ تو جیسے حیرت سے روبورٹ بن چکا تھا۔ سوچنے سمجھنے کی ساری سلاحیتیں سلب ہو گئی تھیں۔ صرف آنکھ دیکھ رہی تھی۔ اس نے خضر بابا کے ہاتھ سے لے کر وہ تجلی منہ میں ڈالی۔ وہ نہایت ہی لذیذ غذا لگی۔ اب وہ بولے۔

"مقام قرب میں ہر شئے تجلی کا مظاہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ اپنے بندے کو کھلآنا چاہتا ہے وہ غذا تجلی کی صورت میں بندہ کھاتا ہے، جو لباس اللہ پہنآنا چاہتا ہے وہ لباس تجلی کی صورت میں بندہ پہنتا ہے۔ اس مقام پر بندے کی ذات تجلی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور اس کا شعور بھی تجلی ہی بنتا ہے۔ پس تجلی کی آنکھ اللہ کو دیکھتی ہے۔"

عاقب نے پوچھا۔ "جب اللہ تجلی ہے تو بندے کا اپنی ذات کا شعور کس طرح باقی رہتا ہے؟"

www.ksars.org

وہ بولے۔ ''اللہ کی صفت حی قیوم خود زندہ اور قائم رہنے والی ہستی ہے اور اس صفت کے اندر جو بھی علم اور نقش ہو گا اسے بھی اپنی بقا سے باقی رکھنے والی ہے۔ جیسے تم فریزر میں کھانا رکھ کر اسے محفوظ کر دیتے ہو۔ اسی طرح کائنات کے نقوش تجلی ذات کے عالم میں محفوظ ہیں۔ یہی لوح محفوظ کا عالم ہے۔ جہاں کائنات اللہ تعالیٰ کی صفت حی قیوم سے زندگی اور بقا حاصل کر رہی ہے۔ بقا توانائی ہے اور یہ توانائی صفت حی قیوم کی تجلی سے حاصل ہوتی ہے۔ جب اللہ کی بقا سے کوئی بندہ ہم رشتہ ہو جاتا ہے تو وہ تجلی کے نقش یا متشکل تجلی کی صورت میں قائم اور زندہ رہتا ہے اور اس عالم میں موجود تجلیات کو ذات خالق کی حیثیت سے پہچانتا ہے۔ تب اس کے اوپر اسمائے الٰہیہ کے حواس غالب آجاتے ہیں اور اللہ کی صفات اس کا ادراک بن جاتی ہیں۔'' خضر بابا نے بات ختم کی تو عاقب نے اللہ کا شکر ادا کیا جس نے اسے اپنے رازوں کا امین بنایا۔

ایک روز شام کو خضر بابا سے ان کے گھر میں ملاقات ہوئی۔ دیکھتے ہی خوشی سے فرمایا۔

''سبحان اللہ! تم دونوں کے اندر کالی کملی والے کی رحمتوں کے انوار جھلک رہے ہیں۔''

گلبدن اور عاقب خضر بابا کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ گلبدن خضر بابا کی بات سن کر نہایت شوق سے بولی۔

خضر بابا ہم دونوں نے بڑے اچھے خواب دیکھے ہیں۔ پہلے میں آپ کو اپنا خواب سناتی ہوں۔''

گلبدن کا خواب سن کر خضر بابا کا چہرہ خوشی سے مزید روشن ہو گیا۔ کہنے لگے۔

www.ksars.org

’’قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم دوبارہ مروگے پھر دوبارہ تمہیں زندہ کیا جائے گا۔ پھر تم اللہ کی طرف بلائے جاؤ گے۔ غار سے نور کے انبثار میں آنا عدم سے وجود میں آنا ہے۔ یہ تخلیق کا وہ پہلا نقش ہے جو اللہ تعالیٰ کے کن کہنے سے ظہور میں آیا۔ یہی وہ ازلی تخلیق ہے جس کی بقا اللہ کے ساتھ ہے جو اللہ کی صفات کے ساتھ زندہ اور قائم ہے۔ اس ازلی وجود کے ساتھ عدم کے اسرار لپٹے ہوئے ہیں۔ جب انسان اپنی ازلی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے تو اس کے اندر ازلی شعور بیدار ہو جاتا ہے اور وہ تخلیق کائنات میں اللہ تعالیٰ کے ارادے و منشا کو سمجھنے لگتا ہے۔‘‘

خضر بابا کی بات سن کر گلبدن بولی۔ ’’خضر بابا! مجھے تو اب ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اللہ کا ارادہ اور اللہ کی منشا ہی میرے اندر منتقل ہو رہی ہے اور میں اسے اپنا شعور اپنا ارادہ اور اپنے ذہن کی حیثیت سے پہچان رہی ہوں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ازل کے وہ انوار و تجلیات ہیں جو عدم کے پردے سے نکل کر اپنا مظاہرہ کرتے ہیں۔ عدم کے پردے میں چھپی ہوئی حقیقت اللہ کے سوا اور کون ہے۔ پس عدم سے ظہور میں آنا اسی کنبہ حقیقت کا پھیلاؤ ہے۔‘‘

خضر بابا بولے۔ ’’عدم اور وجود کی تمام حقیقتوں کا تعلق انسان کی فکر کی انتہائی گہرائی سے ہے۔ آدمی کی فکر جس مقام پر جا کر اپنی آنا سے باخبر ہو جاتی ہے۔ وہی مقام عدم کا پردہ ہے۔ روح کی تمام انفرادی فکریں کائنات کا سفر طے کرتی ہوئی واپس عدم کی طرف لوٹتی ہیں اور روح کی فکر اللہ کی فکر کے اندر ڈوب جاتی ہے۔ فنائیت کے اسی مقام پر بقا کا راستہ کھلتا ہے۔ اسی مقام کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ۔ ’’تم دوبارہ مروگے پھر دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔‘‘ اللہ کی طرف لوٹ کر جانا اسرار خداوندی اور مشیت الٰہی کے رموز کے انکشافات سے آگاہی عطا کرتا ہے کہ انسان اللہ کے رازوں کا امین ہے۔

www.ksars.org

گلبدن بولی۔ ''خضر بابا ہر وقت ایسا لگتا ہے جیسے میری روح اللہ کو ہر وقت سجدہ کرتی رہتی ہے۔ خواہ میرا یہ جسم کہیں بھی مشغول ہو۔ مگر جسم کے درپردہ ایک اور وجود ہر وقت اللہ کو سجدہ کرتا رہتا ہے گویا اس وجود کی نگاہ اپنے رب سے کسی آن نہیں ہٹتی۔ وہ وجود ہر وقت اپنے رب کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔''

خضر بابا بولے۔ ''جب تمہارا شعور اس جسم سے انتقال کر کے اس درپردہ جسم کے اندر منتقل ہو جائے گا تب تم روح کی ماورائیت کے ادراک کو انسانی احساس و شعور کے دائرے میں محسوس کرنے لگو گی اور یہ سب کچھ اللہ پاک کے محبوب بشر محمد رسول

اللہ ﷺ کی رحمت کے زیر سایہ ہوتا ہے۔ جس پر ان کی رحمت کی نظر ہو جائے۔ ان کی خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ ہے۔''

گلبدن کو یوں لگا جیسے اس کا نقوش لاشمار وجود میں تقسیم ہو کر ساری کائنات میں پھیل گیا ہے۔ اس کے وجود کا ہر نقش اپنے رب کی بارگاہ میں سرنگوں تھا اور ہر نقش کے لب پر ایک ایک اسم الٰہی جاری تھا۔ روح کی آنا آہستہ آہستہ صفات الٰہیہ کی رنگینوں میں فنا ہونے لگی۔ اس لمحے گلبدن خضر بابا کے پہلو سے لگ کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئی۔ جب وہ ہوش میں آئی تو خضر بابا نے اسے اور عاقب کو شربت پینے کو دیا۔ اور پھر دونوں کو گلے سے لگا کر پیار کرتے ہوئے بولے۔

''بس اب گھر جا کر آرام کرو۔ کل دوبارہ آنا۔ پھر عاقب کا خواب بھی سنیں گے۔''

www.ksars.org

دوسرے دن پھر اپنی مصروفیت سے فراغت پانے کے بعد شام کو عاقب اور گلبدن خضر بابا کے پاس گئے۔عاقب کا خواب سن کر خضر بابا نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انسان کی تخلیق کے مقصد کو بیان کیا ہے کہ اللہ پاک نے انسان کو کس مقصد کے تحت تخلیق کیا ہے۔فرماتے ہیں کہ ہم نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔عبادت سے مراد بندگی ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مرکزیت قرار دے کر جو کچھ اس کی جانب آرہا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ مسلسل اللہ کی طرف دھیان رکھنے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قلبی رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ قلبی رابطہ روح کی ایک ایسی Frequency ہے جس Frequency پر امر ربی یا انسان کے لئے احکامات نشر کئے جاتے ہیں۔ جب آدمی کا اللہ کے ساتھ قلبی رابطہ قائم ہو جاتا ہے تو وہ زندگی کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کی منشا وارادے کو جان لیتا ہے۔یاد رکھو! علم روشنی ہے اور جہالت اندھیرا ہے۔ساری خوشیاں روشنی کے ساتھ ہیں اور تمام اندیشے،ڈر، وسوسے،اور رنج و غم جہالت کے ساتھ ہیں۔آدمی جب اپنے مقصد حیات سے ہٹ جاتا ہے۔ یعنی زندگی کو ملنے والے احکامات کا رُخ جب اللہ کے بجائے مخلوق کے ساتھ یا اپنے نفس کے ساتھ جوڑ دیتا ہے تب وہ اندھیرے میں چلا جاتا ہے۔جہاں ہر طرح کی پریشانیاں اسے گھیر لیتی ہیں۔یہ سارا عالم اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظاہرہ ہے۔انسان کو ملنے والی تمام اطلاعات اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم ہے۔انسان کی حیثیت ایک اسکرین (Screen) کی طرح ہے جس اسکرین پر اللہ تعالیٰ کی صفات اپنا مظاہرہ کر رہی ہیں۔آدمی کی مرکزیت جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہو جاتی ہے۔تو اسکرین پر چلنے والی فلم رنگین اور روشن ہو جاتی ہے۔ جسے روح کے حواس بخوشی قبول کر لیتے ہیں اور جب قلب و ذہن سے اللہ نکل جاتا ہے تو اسکرین screen پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور روح کے حواس اندھیرے میں بھٹکنے لگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے کن کہنے

www.ksars.org

سے اللہ تعالی کی صفات کے مظاہرے کی یہ فلم کائنات کے ہر فرد کے اسکرین پر جاری ہو گئی۔ انسان کی اسکرین پر جاری ہونے والی فلم ہی اس کی زندگی ہے۔ اس خواب میں اللہ تعالیٰ تمہیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ زندگی کے احکامات اور اعمال سے انسانی شعور کا کیا تعلق ہے اور اس تعلق کی بنا پر ایک فرد کس طرح اپنی زندگی سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ آدمی جب سینما گھر جاتا ہے تو اسکرین پر فلم دیکھنے کے لئے وہ اپنی آنکھ اور کان کا استعمال کرتا ہے بصارت اور سماعت ہی دو ایسے حواس ہیں جو فلم دکھاتے اور اس کے معنی گوش گزار کرتے ہیں۔ مگر ان حواس کے استعمال سے پہلے اسکرین پر ان حواس کو سیٹ کرنا ضروری ہے۔ آنکھ اور کان کی مرکزیت اسکرین بنتی ہے تو فلم دیکھی جاسکتی ہے۔ کائنات میں جاری و ساری ہونے والی ہر حرکت اللہ تعالیٰ کے ارادے کی فلم ہے پس اس فلم کو دیکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مرکزیت ضروری ہے۔ کائنات کی تمام حرکات اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ظہور میں آرہی ہیں۔ اللہ کا ارادہ اس کا امر ہے۔ روح اللہ کے امر کی تشکیلی صورت ہے جو اس کے ارادے کے اسکرین پر حرکت کر رہی ہے۔ اللہ کے امر کی تشکیلی صورت ہے جو اس کے ارادے کے اسکرین پر حرکت کر رہی ہے۔ اللہ نور ہے اس کا ارادہ اس کا امر بھی نور ہے نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جس طرح سینما گھر کے اسکرین پر چلنے والی فلم کے ہر کردار وہ روشنی ہیں جو فلم سے گزر کر اسکرین پر آرہی ہے۔ فلم کا ہر نقش اس روشنی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ بس روشنی ہی بنیادی (Source) ہے جو فلم دکھانے والی ہے اللہ کا نور کائنات کا بنیادی (Source) ہے جو مظاہرات کائنات میں ظاہر باطن اوّل آخر ہر سمت کام کر رہا ہے۔ اس حقیقت کا جاننا پہچاننا اور ماننا ہی ایمان ہے۔"

پھر خضر بابا عاقب اور گلبدن کی آنکھوں کی گہرائی میں جھانکتے ہوئے بولے۔

www.ksars.org

”اے بچو! یادرکھو۔لوحِ محفوظ اللہ تعالیٰ کے علوم کا مکمل ریکارڈ ہے انسان کا دل ایک اسکرین (screen)ہے۔جس اسکرین پر لوح محفوظ کی فلم مسلسل ڈسپلے (Display)ہورہی ہے۔ اس فلم کو دیکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دل اور دماغ دو قسم کے حواس عطا کیے ہیں۔دل کے حواس روح کی آنکھ ہے۔جو اللہ کی نظر سے دیکھتی ہے اور دماغ کے حواس آدمی کے انفرادی عقل و شعور ہے۔اللہ کی نظر سے روح کی آنکھ لا محدودیت میں نور کی اسکرین پر اللہ تعالیٰ کے علوم کو دیکھتی ہے اور انفرادی عقل جسم کی آنکھ سے ظاہر کے پردے پر کائنات کی حرکات و سکنات کا مشاہدہ کرتی ہے۔ جسم کی آنکھ صرف سطح پر دیکھتی ہے اور روح کی آنکھ گہرائی سے سطح تک بیک نظر دیکھ لیتی ہے۔اپنی عقل کو روح کے سمندر میں ڈبودو تمہاری ہر حرکت امر ہو جائے گی۔“

خضر بابا کی دونوں آنکھوں سے نور کی ایک ایک شعاع نکلی اور عاقب اور گلبدن کی آنکھوں میں داخل ہوگئی روح کی قندیل جل اُٹھی۔ازل سے ابد کے کنارے مل گئے۔دل اور دماغ ہم آہنگ ہوگئے۔اللہ کی نظر کے نور میں روحوں کے رنگین جمال خوشبو بن

کر عرش سے فرش تک بکھر گئے۔دونوں کے لب بے ساختہ کہہ اُٹھے۔

”حسن اللہ کی نظر میں ہے۔بلاشبہ حُسن اللہ کی نظر میں ہے۔“

ختم شد

www.ksars.org